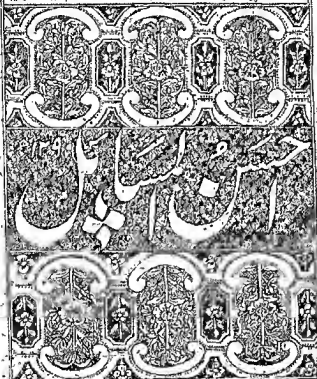


ما یبہی علیک کتنا والکنا کتنا والکنا المصمم
۱۲۹۰

کسب فیروز پور محمد محمد فیروز پور کمال سخی



ترجمہ اردو کنز الدقائق لغز الشہادت یا رخصت یا حب دو یا بدھیم نام و نظریاتی

مطبع صدیقی پبلی من پاتھام مولوی محمد سعید طبع

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۳	علامہ کے نکاح کے بیان میں	۸۷	صلواتِ روزه کے بیان میں
۱۱۲	کاؤر کے نکاح میں	۸۸	نکاحِ اہل ذمہ
۱۱۶	زینبہ کے بیان میں	۸۹	نکاحاتِ روزه کا بیان
۱۱۷	نکاحِ اہل ذمہ	۹۰	فصل در بیان روزه مریض
۱۱۸	نکاحِ اہل ذمہ	۹۱	فصل روزه سنت کے بیان میں
۱۱۹	طلاق	۹۲	اعتکاف کے بیان میں
۱۲۰	طلاق کو اوصاف کر کے بیان میں	۹۳	نکاحِ اہل ذمہ
۱۲۱	فصل در طلاق قبل صحت	۹۴	احرام باندھنے کا بیان
۱۲۲	کسبہ کے انقطاع سے طلاق	۹۵	فصل طوافِ قدوم کے سقوط میں
۱۲۳	عورت کو طلاق کے سپرد کرنے میں	۹۶	قرآن کے بیان میں
۱۲۴	طلاق مشروط	۹۷	تمتع کے بیان میں
۱۲۵	سیار کی طلاق کا بیان	۹۸	احرام اور حج کے اعمال میں قصور سے
۱۲۶	رجعت کے بیان میں	۹۹	کے بیان میں
۱۲۷	ایلا کا بیان	۱۰۰	فصل محرم کے شکار مارنے کا بیان
۱۲۸	مخلع کا بیان	۱۰۱	میتات پر سے بدو احرام کے آگے
۱۲۹	خمار کا بیان	۱۰۲	پیشے کا بیان
۱۳۰	لعان کا بیان	۱۰۳	ایک احرام بدو سر کر لینے میں
۱۳۱	عین یعنی نامزد کا بیان	۱۰۴	حج و عمرہ سے روکنے کے بیان میں
۱۳۲	حدت کا بیان	۱۰۵	حج ٹھکنے کے بیان میں
۱۳۳	فصل حج کے بیان میں	۱۰۶	دوسری کیفیت سے حج کرنا بیان
۱۳۴	ثبوت سب کا بیان	۱۰۷	بدی کے بیان میں
۱۳۵	سجہ کی پرورش کے بیان میں	۱۰۸	نکاحِ نکاح
۱۳۶	نفقہ کے بیان میں	۱۰۹	فصل مہرات کے بیان میں
۱۳۷	نکاحِ اہل ذمہ	۱۱۰	ولہون اور کنوون کے بیان میں
۱۳۸	نکاحِ اہل ذمہ	۱۱۱	فصل جو عورت غیر کفوس نکاح کرے
۱۳۹	نکاحِ اہل ذمہ	۱۱۲	فصل نکاح کے بدی کو اختیار
۱۴۰	نکاحِ اہل ذمہ	۱۱۳	مہر کے بیان میں
۱۴۱	نکاحِ اہل ذمہ		
۱۴۲	نکاحِ اہل ذمہ		
۱۴۳	نکاحِ اہل ذمہ		
۱۴۴	نکاحِ اہل ذمہ		
۱۴۵	نکاحِ اہل ذمہ		
۱۴۶	نکاحِ اہل ذمہ		
۱۴۷	نکاحِ اہل ذمہ		
۱۴۸	نکاحِ اہل ذمہ		
۱۴۹	نکاحِ اہل ذمہ		
۱۵۰	نکاحِ اہل ذمہ		

صفحہ	مضمون ابواب	صفحہ	مضمون ابواب
۱۹۳	برزخی کے بیان میں	۱۹۳	برزخی کے بیان میں
۱۹۵	کتاب السبل	۱۹۵	کتاب السبل
۱۹۷	مال غنیمت کا بیان	۱۹۷	کتاب ایمان
۱۹۸	فصل غنیمت کی تقسیم کا بیان	۱۹۸	دخول و خروج و غیرہ پر قسم
۱۹۹	کافرون کے غلبہ کا بیان	۱۹۹	اکل و شرب پر قسم
۲۰۱	مستامن کے بیان میں	۲۰۱	طلاق و آزادی کی قسمیں
۲۰۲	فصل ستیا میں کو برس کو زیادہ زکوٰۃ دین	۲۰۲	مستبرک و فروخت و نکاح و روضہ و
۲۰۳	وہابی و خراج و جزیرہ کا بیان	۲۰۳	نماز کی قسمیں
۲۰۷	مرد و عورت کے بیان میں	۲۰۷	نہر و قتل و غیرہ کی قسمیں
۲۰۸	باغیوں کے بیان میں	۲۰۸	کتاب الجلود
۲۰۹	کتاب القسط	۲۰۹	محبت کو قسبی ہو جب حد ہو
۲۱۰	کتاب اللعنة	۲۱۰	شہادت زنا اور اس کی ہرنا
۲۱۱	کتاب الاغی	۲۱۱	شراب پینے کی حد
۲۱۲	کتاب الفقود	۲۱۲	غنیمت زنا کی حد
۲۱۳	کتاب الشریک	۲۱۳	تغزیر
۲۱۶	فصل شرکت کو قسبی درست نہیں	۲۱۶	کتاب الشریقہ
۲۱۷	کتاب الوقف	۲۱۷	فصل مخوف جگہ کے بیان میں
۲۱۹	مسجد کے احکام	۲۱۹	فصل ہاتھ کاٹنے کے بیان میں

جلد دوم

۲۲۲	فصل جب مشتری قبضہ کر لے	۲۲۲	کتاب اللبوع
۲۲۲	آٹا کے بیان میں	۲۲۲	فصل بی بی کیا چیز بدین ذکر و حیل
۲۲۲	قریب و راجحہ کے بیان میں	۲۲۲	موتی سے
۲۲۴	غیر مقبول کی بیع کی بیان میں	۲۲۴	بیکار دینے کے بیان میں
۲۲۴	ربو کے بیان میں	۲۲۴	بیع کے دینے کا اختیار
۲۲۴	بیع عین جو حقوق داخل ہوتے ہیں	۲۲۴	عین کے بیع کی دوسری کا اختیار
۲۲۴	بیع کا اگر کوئی اور مدعی ہو	۲۲۴	بیع قاسد کے بیان میں

صفحہ	مضمون ابواب	صفحہ	مضمون ابواب
۲۴۳	فصل اجنبی کی بیع میں	۲۴۳	ایک پھر بر دو مخصوص کا دعویٰ کرنا
۲۴۴	بدنی کے بیان میں	۲۴۴	رشتہ کے ثبوت میں
۲۴۵	مسائل متفرقہ بیع	۲۴۵	کے کتاب الاقرار
۲۴۶	بیع نقد کے بیان میں	۲۴۶	اقرار میں استنکار
۲۴۷	کے کتاب الکفالة	۲۴۷	مريض کے اقرار کا بیان
۲۴۸	فصل	۲۴۸	کے کتاب الصلح
۲۴۹	مردم مخصوص اور غلام کے ضامن ہونے میں	۲۴۹	فصل دعویٰ صلح کے بیان میں
۲۵۰	کے کتاب الحوالہ	۲۵۰	قرض و جہا لاداسر صلح کرنا بیان
۲۵۱	کے کتاب الفضل	۲۵۱	دو قرضوں میں صلح کی صلح کے
۲۵۲	فصل جب مدعی کا حق ثابت ہو	۲۵۲	بیان میں
۲۵۳	ایک قاضی کا دوسرے قاضی کو خط لکھنا	۲۵۳	کے کتاب المضاربت
۲۵۴	پیچیدگی کے بیان میں	۲۵۴	مضارب کے مضارب کرنا یا نہیں
۲۵۵	مسائل متفرقہ	۲۵۵	فصل کرنسی باتوں میں مضارب نہیں جاتی
۲۵۶	کے کتاب اللشہادۃ	۲۵۶	کے کتاب الودیعۃ
۲۵۷	کرن لوگوں کی گواہی مقبول ہوتی ہے	۲۵۷	کے کتاب العاقبۃ
۲۵۸	دو گواہوں کی گواہی کے اختلاف میں	۲۵۸	کے کتاب الہب
۲۵۹	گواہی پر گواہی دینے کا بیان	۲۵۹	واپسی مہ کے بیان میں
۲۶۰	گواہی پر جانے کے بیان میں	۲۶۰	فصل شہر و طہرہ
۲۶۱	کے کتاب الوکالۃ	۲۶۱	کے کتاب الحجارة
۲۶۲	دکیل کی خرید و فروخت کے بیان میں	۲۶۲	اجارہ میں جو قسم درست ہیں
۲۶۳	فصل دکیل بیع و شرا کو کن لوگوں سے	۲۶۳	اجارہ فاسد کے بیان میں
۲۶۴	مسائل متفرقہ	۲۶۴	اجر کے ضامن ہونے کا بیان
۲۶۵	جگر و باطل کی وکالت کا بیان	۲۶۵	ٹھیکہ قوط و بیو کے بیان میں
۲۶۶	دکیل کے برطرف کرتے ہیں	۲۶۶	مسائل متفرقہ
۲۶۷	کے کتاب المدیونۃ	۲۶۷	کے کتاب المکاتف
۲۶۸	باہم قسم کرنا نیکے بیان میں	۲۶۸	افعال جائز مکاتب کے بیان میں
۲۶۹	فصل	۲۶۹	فصل

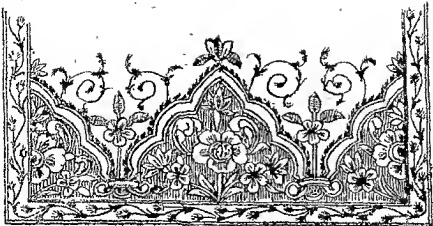
صفحہ نمبر	مضمون ابواب	صفحہ نمبر	مضمون ابواب
۳۶۹	ماہی کے کھانے کے مسائل	۳۶۹	مشتعل غلام کے ملا تہ کر کے ہیں
۳۷۰	غالب الاسترغیہ	۳۷۰	مکاتب کے برائے رفات سو جائے جو
۳۷۱	غالب الصبیح	۳۷۱	غالب الکحل
۳۷۲	غالب اللہق	۳۷۲	فصل
۳۷۳	کونسی خیر و نکار جن کرنا درست ہو	۳۷۳	غالب الکحل
۳۷۴	مریضوں کو دوا دینے کے پاس رکھنا	۳۷۴	غالب الکحل
۳۷۵	قصر مریضوں و نقصان کے بیان میں	۳۷۵	فصل بالغ پورے کی حد
۳۷۶	مریضوں کے متغیر ہونے کے	۳۷۶	غالب الماذنی
۳۷۷	غالب الخیالات	۳۷۷	غالب الغصہ
۳۷۸	صور متبائے و جوب قصاص	۳۷۸	فصل
۳۷۹	حاکم کے برائے نقصانوں کا بیان	۳۷۹	غالب الشفوع
۳۸۰	فصل	۳۸۰	طلب شفیعہ کے بیان میں
۳۸۱	فصل	۳۸۱	اشیاء شفیعہ میں
۳۸۲	خون کی گواہی کے بیان میں	۳۸۲	اشیاء مصلحہ شفیعہ میں
۳۸۳	اختیار حالت قتل	۳۸۳	غالب الفسحة
۳۸۴	غالب الدیاب	۳۸۴	غالب المرائع
۳۸۵	فصل داری دیت میں	۳۸۵	غالب المساقاۃ
۳۸۶	فصل زنا و غیرہ کی دیت میں	۳۸۶	غالب المذابلہ
۳۸۷	فصل بچہ حمل کے قتل میں	۳۸۷	فصل کونسی پانچ روکا کھانا درست ہو
۳۸۸	فصل زنا میں یا ام کریمیا بیان	۳۸۸	غالب الکحیۃ
۳۸۹	فصل چنگی ہوئی دیوار کا بیان	۳۸۹	غالب الکحیۃ
۳۹۰	اگر جانور کسی نقصان کرے	۳۹۰	فصل کھانے میں کے بیان میں
۳۹۱	یرودہ کے نقصان میں	۳۹۱	فصل احکام شمش کے بیان میں
۳۹۲	فصل	۳۹۲	فصل دیکھنا اور انہ کے گانے میں
۳۹۳	غلام مذکور و غیرہ کے قصص کر کے میں	۳۹۳	فصل عورت کے رحم کے متاثر ہونے
۳۹۴	غالب الفسحة	۳۹۴	فصل کروات نیم اور غلام کریم
۳۹۵	غالب المعامل	۳۹۵	غالب الجہاد الموت

صفحہ اول	صفحہ اول
۲۴۱	۲۴۱
۲۴۲	۲۴۲
۲۴۳	۲۴۳
۲۴۴	۲۴۴
۲۴۵	۲۴۵
۲۴۶	۲۴۶
۲۴۷	۲۴۷
۲۴۸	۲۴۸
۲۴۹	۲۴۹
۲۵۰	۲۵۰
۲۵۱	۲۵۱
۲۵۲	۲۵۲
۲۵۳	۲۵۳
۲۵۴	۲۵۴
۲۵۵	۲۵۵
۲۵۶	۲۵۶
۲۵۷	۲۵۷
۲۵۸	۲۵۸
۲۵۹	۲۵۹
۲۶۰	۲۶۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 الحمد للہ الذی هدانا لهذا الذی کنا علیہ
 فی الضلالۃ ولعلنا یشکرون
 بعد حمد و صلوات علیک یا محمد بن عبد اللہ
 خدایت من عرض کرتا ہوں کہ مولانا شاہ اہل اللہ صاحب بریلر شاہ ولی اللہ صاحب
 دہلوی نے کتاب کنز الدقائق کو کہ فقہی مسائل میں ایک متن تین ہجرات اسکی اکثر و بہت مستند
 علماء و دین نظر سہیل زبان فارسی میں ترجمہ کیا تھا اس ترجمہ میں کئی خوبیاں شاہ صاحب
 نے رکھی تھیں اول یہ کہ اکثر جگہ فرعیات میں امام شافعی کے خلاف کو نقل فرماتا اور امام
 اعظم کے قول کا اخذ حدیث شریف میں بیان کر دیا دوم یہ کہ جو لفظ عبارت کنز میں غامض
 ایسا تھا کہ اسکو معنی صلحہ لکھ جائے اسکو صرف ترجمہ برکات نبی علیہ السلام اور اسکی
 شریعت کے ساتھ لکھ دے سوم یہ کہ جو مسئلہ نہایت مختصر طور پر تھا کہ بدولت مثال اسکو
 معنی سمجھ میں نہ آتے تھے اسکی مثال بھی شریح فرمائی غرض کہ یہ ترجمہ شاہ صاحب کا کلام
 کنز کی ایک مختصر اور نہایت مفید شرح ہو اب چونکہ بہتین اس ملک کے لوگوں کی بسباب

چند دفعہ عرض کی اور فارسی سے قاضی بن اور نیز بان اردو میں فائدہ عوام کے حق میں دینا
 اس لئے اس آخر کے اس کتاب کا ترجمہ بیان اردو میں لکھا گیا اور اسرار غریزہ زبان
 مولوی محمد منیر کا سیلاب میں زیادہ تر باعث اس سلسلہ کی تحریک کا ہوا چنانچہ بیون البدو
 توفیقہ عرصہ قلیل میں اسکا ترجمہ سلیس و عامدارہ اردو میں کیا اور نام میں محمد حسن اسلم لکھا
 اس ترجمہ میں نے التزام کیا ہے کہ غیر الوسیع اردو کا محاورہ ہر جہہ سے سجا دیا اور عبارت
 فارسی شاہ صاحب پر خود کا مطلب بھی چھوٹے سپاہی کر شاہ صاحب کا ترجمہ حامل اللہ بن محمد اس
 ترجمہ میں متن کو لکھنا زیادہ جا کبر و حشر ترجمہ پر لکھا گیا اور عبارت شرح کو وہ خط مولوی
 اسلم لکھ کر () لکھ دیا ہے دوسری جگہ کہ جعفر عبارت فارسی شاہ صاحب نے لکھی تھی اور
 پر میں نے کفایت کی مان جعفر کچھ مضمون زائد درکار تھا اور کو خود اپنی طرف منسوب کر کے
 یا تو دخل کتاب کر دیا ہے یا حاشیہ پر معافی الفاظ مشککہ دخل مطلق فقہا کو لکھ دیا ہے لیکن
 فراغ میں کس قدر توفیق نفس عبارت میں اپنی طرف سے کر دی ہے کہ اس کے مسائل و بحثوں کی
 اکثر حاجت رہی ہے اور انھیں مقارنہ سیلاب میں مناسب نہیں اور بعض جگہ مثالیں جو شاہ
 صاحب نے بحیال فتوح مسائل مسلم انداز فرمادی ہیں میں نے سب بڑا دی ہیں اور میں اس
 کی تفسیر میں ایک ہی ہیں اور احکام مختلف اول کے دلائل بھی بنایا و شرح و تفسیر اور دوسری
 تفسیر کا بڑا سبب حاشیہ پر لکھ دی ہیں حاصل یہ کہ میں نے اپنی دانست میں نفس کتاب
 کی توفیقہ و تشریح میں کوئی توفیق نہیں جو اللہ تعالیٰ کو قبول فرمادی اور میری لکھی باقیات
 مسامحت میں سے کرے اسد ناظرین بالانصاف سے سمجھیں کہ درکار خیر سے زیادہ فراوان اور اگر
 اس خود غلطی کی غلطی اب بھی نظر سے گذرے تو اسکی اصلاح فرماوین واللہ لہذا و لا و آخر
 وصی اللہ علی کل عبد مسلم و السلام علی من اتبع الهدی

بسبب ان کے کہ ان کے لئے یہ کتاب لکھی گئی تھی اور ان کے لئے یہ کتاب لکھی گئی تھی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ

وہیاج شامہ اسلیم صاحب

سپاس میں بقیہ سن تار بار گاہ رب العزت کے ہی جو عالم اور عالم والو نکاح پروردگار سے
 اور درود و بچد اس میں نمبر پر ہو کہ آدم اور بنی آدم سے ہر یکہ ہے اور اسکا نام پاک محمد
 صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ و بارک وسلم بعد حمد و صلوة کے بندہ در گاہ کریم اہل اللہ
 بن شیخ عبد الرحیم مخضرت کریم اللہ اسکو اور اسکو ملن باب کو اور سلوک کریم اسپر اور
 یہ کہتا ہو کہ عقائد اسلام کے درست کر نیکی بعد سے زیادہ ضروری سیکنہ عالم
 فقہ کا ہو اور سب اب میں سب کتابوں اور مستونوں سے مشہور و معروف ترکہ الدلت اتق
 مولفہ امام ہمام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود بنی کی جو کہ اسکی عبارت مشکل
 تھی اور مستندوں کو مسائل کا سمجھنا اس سے دشوار تھا اسکو ترجمہ بانی فارسی میں بعض
 ضروری کے ساتھ کیا جاتا ہو کہ طلبہ کو اسکا پڑھنا آسانی اور سہولیت سے جیسے ہو تو فہم
 اللہ ہی سے ہو اور وہی رفیق ہر ایک امر میں ہے

اس طبع جاری کو کہتے ہیں جبکہ حکم آنحضرت معلوم ہے کیا ہو بدوین ورجیہ کے
 یا آپ نے عمل کیا ہو مگر پیشہ کیا ہو پس اس طبع کی چیز زمین سو زمین میں (اللہ) دو نو ہاتھوں کا
 دو منجوت تک ابتداء و فساد میں نہ ہونا چاہیے اور فساد کے شروع میں (بسم اللہ) کہنا بھی سنت
 ہے مجھ و کسب میں جو زمین (بیشتری) مسئلہ کرنا چاہیے کئی کرنا چاہیے جو زمین ناک میں پانی دینا چاہیے
 رانہ چاہیے اور انھیں زمین غلال کرنا تاکہ زمین پر حضور کا تین بار ہونا چاہیے زمین و فساد کے دل سے ارادہ
 کرنا زمین سارے سر پر ایک غصہ مس کرنا اور زمین دو نو کا نو نکاح مس کرنا اس کے مسح کے چھ ہری پانی کو
 سو گیا ہو میں اس ترتیب کی رعایت رکھنی جو قرآن مجید میں مذکور ہے جو اور زمین چھٹا کا لگا تار
 دو نو کا لگا تار دل سے ارادہ کرنا اور ترتیب اور پے در پے ہونا اور ام شافعی کے نزدیک ہے
 جو اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور انکی دلیل یہ ہے کہ زمین کی آیت میں کہ
 میں چھٹا کے دہونے اور مسح کر نی کے اور کوئی بات نہ اور زمین اور کلام مجید پر احسان
 حدیثوں سے کچھ پڑا لینا درست نہیں اور کچھ جو حدیث شریف میں آیا ہو کہ انما الاحمال
 بالسنیات یہاں مراد عملوں کا ثواب جو نہ انکی درستی اور اگر درستی اعمال ہی مراد
 ہوتی تو چاہیے تھا کہ بدن اور کپڑے اور مکان کو پاک کرنا اور برہنگی کو چھپانا اور قبلہ کی
 طرف منہ کرنا بدوینیت کے درست نہ ہوتا حالانکہ کچھ چیزیں بدوینیت بھی درست ہیں
 اور کچھ بات ٹھہری ہوئی ہے کہ عمل کا ثواب بدوینیت کے حاصل نہیں ہوتا اختلاف
 عمل کی صحت کے کہ وہ بدوینیت ہی ہو جاتی ہے اور حرفت کہ فاعل و مفعول
 دو اسو طو کو کہ نماز پر کھڑے ہو نی کے ارادہ سے کچھ سب اعضا کو دھونا چاہیے اس سے کچھ
 معلوم نہیں ہوتا کہ بعض اعضا کو پہلے اور بعض کو پیچھے ہو دینا سب طرح لگا تار دھونا ہی
 آیت سے نہیں نکلتا ایک زائد بات ہو اور نہ متواتر اور مشہور حدیثوں سے ثابت ہو اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جمل فرمانا اوسکے مسنون ہونے پر دلالت کرتا ہی اور وضو کے مستحب
 (بجہ میں کہ اعضا کے دھونے میں) دھوئی شروع کرنا اور گردن کا مسح کرنا (اور مستحب
 اس فعل کو کہتے ہیں جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت شریف کے طور پر کیا ہو) اور وضو کو
 نوڑنا ہی کسی ناپاک چیز کا مسئلے کے بدن سوکھنا (جاننا چاہیے کہ جو چیز بدن سے نکلتی ہے
 اسکی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ مقام پاخانہ یا پیشاب سے نکلتے وہ تو بلا خلاف تھوڑی سی ہو یا
 وضو کو توڑتی ہو دوسری وہ کہ ان دو ہی مقاموں کے سوا کسی اور جگہ سے نکلتے جیسے قح
 اور خون اور پیب سقے میں بہت ہونا شرط ہو اور خون اور پیب میں زخم کے منہ سے بھی جانا
 شرط ہو اس دوسری قسم میں امام شافعی کا خلاف ہو اور دلیل امام اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز میں گھسے یا اوسکے کسی نہایتے ٹوٹا کھاتا
 کہ نماز پر سے ہٹو اور وضو کر کے پہر اپنی اوس نماز کو پورا کر لے) اور منہ سے بھر کر کئے کا ہونا
 بھی وضو کو نوڑتا ہے اگر چہ ریت ہو یا جاما ہو خون یا کہنا یا پانی لیکن اگر بلغم یا خون یا
 ہو جبہ پر تھوک غالب ہو تو وہ وضو کو نہ توڑے گا (یعنی اگر تھوک ملے تو وضو خون زردی مال
 ہو گا تو وضو نہ توڑے گا اور اگر سرخ رہے گا تو توڑے گا کیونکہ خون غالب ہے) اور جی کا مثلاً
 (جب سے کا سبب ہوتا ہے) کسی بار کی تھے کہ جمع کر دیتا ہے (یعنی اگر تھے تھوڑی تھوڑی چیز
 بار ہو تو وہ بچھٹا چاہیے کہ اگر مثلاً ایک ہی ذنب ہو تو نہایت اجداد کو ایک جانا چاہیے
 اور نہ جدا اور جس قدر میں وضو توڑنے کے لئے بھر منہ ہونا شرط ہے) اور لیٹے ہوئے نہ ہونا
 اور دو دوسریں زمین پر ٹکا کر اور پائو دھنی طرح کو نکال کر سونا (بھی وضو کو توڑتا ہے) اگر
 کھڑا ہو یا رکوع میں سوتا ہو یا وضو نہ توڑے گا) اور بیہوشی اور دیوانہ پن اور مست ہونا (وضو کو
 حاکمین توڑتا ہے) غصہ میں یا تنگی یا غیو اسے اور لیٹنے والے سے نہیں) اور بالغ نمازی کا اگر

سو منہنا اگرچہ سلام پہرے کی وقت ہو (وضو کو توڑنا ہی واضح ہو کہ آواز سے منہنی
 کے باعث وضو کا جاتا رہنا شرط ہی اس بات پر کہ نمازی بالغ ہو نہ لڑکا اور نماز بھوں
 رکوع اور سجدہ والی ہو جوازہ کی نماز نہ ہو اس واسطے کہ وضو کا ٹوٹنا کھلنا ہی ظاہر
 قیاس کے خلاف ہی تو صحیحہ نص میں آیا ہو اسی پر موقوف رکھیں گے اسکے سوا میں اسکا حکم
 لینگے اور روایت حدیث میں یوں وارد ہو کہ ایک شخص نماز جماعت کی صف کے سامنے گر پڑا
 لوگ اس پر آواز نہی ہو آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ جو کوئی آواز سے ہنسے ہنسے ہو چاہے کہ وضو
 اور نماز کو پہرے سے ادا کرے) اور مباشرت فاحشہ (بھی وضو کو توڑتی ہی یعنی مرد و عورت
 بدون آڑ اور حجاب کی ایسی طرح ملیں کہ ایک کی شرمگاہ دوسرے کی شرمگاہ سے مجاور ہی) اور محرم
 میں سے کثیر کا نکلنا وضو کو نہیں توڑتا اور ذکر کو اور عورت کو ہاتھ لگانا (اسلمی کہ جب آنحضرت
 صلیم کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ذکر تجھ میں ہو ایک گوشت کا ٹکڑا ہی ہی یعنی جس پر وہ
 ہاتھ لگانے سے وضو نہیں جاتا ایسی ہی ذکر کے چومنے سے نہیں جاتا اور تیرا بات ہو کہ
 آنحضرت صلیم اپنی بعض ازواج طاہرات کا حالت وضو میں بوسہ لیتی تھی اور وضو نماز کے
 لئے دوبارہ نہ کرتے تھے اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہی فطری غسل کے
 بیان میں) غسل میں فرض نہ کا دھونا اندر سے اور نا کین پانی ڈالنا اور تمام بدن کا دھونا
 اور نہ کو ملنا اور جب کو ختم نہ ہو ہی ہو ادا سکوا پھر زائد چمڑے میں پانی کا ڈالنا فرض نہیں
 اور غسل میں سنت یہ ہو کہ دل پانی و دھونا ہاتھ تین بار دھو کہ پہر اپنی شرمگاہ کو اور سچا
 ظاہر ہی کو دھو کہ پہر وضو کرے) اور پانچ دھونیکو بعد پر کبھی پہر اپنی تمام بدن پانچ بار پانی
 بہا دی (جاننا چاہیے کہ اگر غسل تختہ خواہ پھر پر کرے تو ضرور نہیں کہ پانچ کا دھونا چھو
 رکھی اس واسطیکہ پانچ پر خراب نہ ہو گئے اور انکا سبکے بعد دھونا اسی مصلحت کے لئے ہے)

اور عورت کے بالوں کی جڑ اگر تر ہو جاوے تو گندہ ہو مگر بالوں کا کہوں گا ضرور نہیں۔ اور غسل
 فرض ہو اس منی کے نکلنے پر جو کوہ کر نکلے اور اپنی جگہ سے جدا ہو کیوقت لذت کے متنا
 جدا ہو (یعنی لذت اور شہوت اپنی جگہ سے جدا ہونے کیوقت شرط ہو نہ ذکر سے باہر نکلنے
 کیوقت) اور (بغیر غسل فرض ہی) جبکہ ذکر کا سر پیشا بگاہ یا عتام یا خانہ میں غائب ہو جاوے
 (اور اس صورت میں) غسل فاعل اور مفعول دونوں پر واجب ہو (درنہ ہو کہ ذکر کا داخل کرنا مقام
 یا خانہ مرد و عورت میں حرام و ناجائز ہے لیکن اگر اس امر تا شائستہ کے مرتکب ہو جاوے تو
 غسل دونوں پر واجب ہوتا ہے) اور فرض ہے حیض کے موقوف پر (جو عین معمولی عورت
 کا ہوتا ہے) اور نفاس کے بند ہونے پر (جو بچہ ہونیکے بعد خون ظاہر ہوتا ہے اور) واجب
 نہیں مذی کے نکلنے کیوقت (جو پتلا پانی ہوتا ہے اور عورت کے چہرے کیوقت ذکر سے
 تیزی کے بعد نکلتا ہے) اور نہ ودی کے نکلنے کیوقت (جو پیشاب کونیکے بعد کا تر یا پیشاب
 نکلتا ہے) اور نہ خواب میں صحبت کرنے سے بدون نری نکلنے کے۔ اور غسل کرنا جمیع درود
 عید و کنک لئو اور احرام باندھنے کیوہلو اور عرفہ کے روز نہ سنت ہے اور نہ جب غسل دینا مرد و
 کو اور اس شخص کو جو حالت ناپاکی میں مسلمان ہو یا ہوا اگر ناپاک تھا تو (صرف مسلمان
 ہونیکے لئے غسل) مستحب ہے (جانتا چاہئے کہ شریعت میں واجب ایسا حکم ہے جو ثابت
 ہو یا ہو ایسی دلیل جو بین شبہ ہو اور اسکے ترک کرنا ہوائے کو فاسق شمار کرتے ہیں اور اسکے
 منکر کو کافر نہیں جانتے پانی کے میلے) سینہ کے پانی اور چشمہ اور دریا کے
 پانی سو وضو کیا جاوے اگرچہ کوئی پاک چیز اسکی تین ہفتون میں سے (جو رنگ و بو
 اور مزہ نہیں) ایک کو بدل دے خواہ بہت دنوں رہنے کے باعث بدبو دار ہو جاوے مگر جو پانی
 کہ تون کے گرنے سے بد گیا ہو یا سو میں کوئی خیر کائنات سے متغیر ہو یا ہو یا کسی درخت

خواہ میوہ سبز نکالا گیا ہو (جیسے گنے کار سن اور ترپوز کا پانی) یا دوسری چیز کے
 اجزا پانی پر غالب ہو جاویں (جیسے سونے تو (السیو پانی سے) وغیرہ نہیں ہوگا اور نہ اس
 ٹھہرے ہوئی پانی جو جسمین ناپاکی ہو اور وہ درود نہوا درود ہوشکی صورت
 میں وہ پانی ایسا ہی جیسا بہتا پانی (اور بہتے پانی کی کیفیت یہ ہے کہ تیرکا بہا لیجاوے
 (دافع ہو کہ اصل میں سکہ کی جید ہو کہ بڑی حوص اور بڑی جسمیں کے نزدیک پاک ہیں
 اور سلف کے ناموں نے ان کے طولی عرض میں سہرا یک کی مقدار کو دس گراور گہرا
 گواستقد کہ چلو بہرنے سے زمین کھجادی ٹھہرایا ہو یعنی چار و نصف ادا سکے کپڑی
 کے گز سے جو چٹہ مٹی یا چوٹیں داخل کا ہوتا ہو دس گز ہو اور بعض نے شامی گز کو اختیار
 کیا ہے جو سات شمش اور ایک کپڑی اور گلی کا ہوتا ہو پس جس صورت میں کہ پانی کا طول
 زیادہ ہو اور عرض کم یا گہرا بہت ہو اور چوڑا کم مگر پیمائش کے حساب سے اگر غائب کیا
 جاویں تو کس درود درود ہو جاتا ہو تو بعض روایات میں ایسے پانی پر درود کا حکم
 لکایا ہے اور مخفی فرمے کہ امام مالک کے نزدیک پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت ناپاک
 نہیں ہوتا جب اثر رنگ و ذرہ اور فرہ نجاست کا اس میں ظاہر نہ ہو اور امام شافعی کے
 نزدیک پانی کا ناپاک نہ ہوتا فلین کی مقدار پر مخصوص ہے جو تخمیناً پانچ مشکین متوسط ہوتی
 ہیں اور امام اعظم نے دلیلون کا خلاف ملاحظہ فرما کر درود اختیار کیا ہے جس میں
 نہ مہون ہو زیادہ تر احتیاط ہو اور حدیثوں اور آثار سبکی رو سے ظاہر اور پاک ہی پس درود
 درود پانی سے وضو کیا جاویں بشرطیکہ ناپاکی کا اثر یعنی فرہ اور رنگ اور بو اس میں معلوم
 نہ ہو اور پانی میں اگر ایسا جانور مر جاویں جس میں خون جاری ہو جیسے کچھڑ اور گھئی اور بڑے
 اور چھوٹے اور چھلی اور مینڈک اور کیکڑا تو پانی کو ناپاک نہیں کرتا اور جو پانی کہ ناپاک

کے لئے استعمال کیا گیا ہو (مثلاً اس سے وضو و وضو کیا ہو) یا حکمی ناپاکی کے دور کرنے
 میں جس طرح کیا ہو (مثلاً وضو ہو جانے پر اس سے وضو کیا ہو) اور یہ پانی کسی جگہ میں
 (مثلاً زمین پر یا کسی برتن میں) ٹھہر جاوی تو وہ خود پاک ہو مگر پاک کرنے والا نہیں
 (یعنی بدن یا کپڑا ایسے پانی سے مستعمل میں بہر جاوی تو اسکا دھونا ضرور نہیں الا وہ
 اس سے وضو کرنا درست نہیں اسلئے کہ وہ پاک کرنا والا نہیں لیکن اگر اس سے مستعمل پانی
 سے خفیہ نجاست کو دھو ڈالیں تو پاک ہو جاوے گی کیونکہ نجاست حقیقی کے دور کرنے
 میں یہی شرط ہے کہ نہینے والی چیز اور پاک اور نجاست کو دور کرنے والی ہو اور مجھے سب باتیں
 مستعمل پانی میں موجود ہیں گو کہ اس سے نجاست حکمی پاک نہیں ہوتی) اور کنوئیں کے مسئلہ
 میں تین مذہب ہیں ج ح ط (جیم علامت نجاست کی ہر آہدہ علامت بحال خود
 رہنے کی اور ط علامت طہارت کی اختصار کے لئے حروف کو رکھ لیا ہو اسکی تفصیل
 مجھے ہے کہ اگر کوئی مرد ناپاک جو اپنے بدن پر نجاست حقیقی نہ کہتا ہو کنوئیں میں گرجا
 یا ڈول نہالنے کو اس میں غوطہ مارے تو امام اعظم کے نزدیک کنوئیں کا پانی ناپاک
 ہو جاتا ہے اور آدمی بھی ناپاک رہتا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک کنوئیں
 بحال خود پاک ہے اور آدمی بدستور ناپاک اور امام محمد کے نزدیک کنوئیں اور آدمی دونوں
 پاک ہیں) اور جو چتر کہہ دیا جاوے وہ پاک ہو جاتا ہے مگر سودا در آدمی کا چتر
 (پاک نہیں ہوتا) بابت یہ ہے کہ چتر سے کی رطوبت اور بدبو اور اسکا شرجا نہ دے خواہ
 مٹی لئے سو خواہ آفتاب میں سوکھا نہ ہو دور کر دیا جاوے اور معلوم رہے کہ یہ
 حکم مرد ہوئی جانور کے چتر کا ہے ورنہ فنج کٹی ہوئی جانور کا چتر بدون دباغت
 بھی پاک ہے) اور آدمی اور مردہ جانور کے بال اور پٹیاں پاک ہیں (اسلئے

اور اگر کسی نے وضو کیا ہو
 یا کسی نے وضو کیا ہو
 یا کسی نے وضو کیا ہو

کہ انہیں جان نہیں کیونکہ انکو بذات خود در معلوم نہیں ہو جاتا تو مر جانا باعث سزا نہیں
ہر نیک کنوئین کے مسائل کنوئین میں اگر ناپاکی گر پڑے تو اسکا پانی کہیں پیا
جاوے الا اونٹ یا بکری کی دوہنگنیوں اور کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سی پانی نہ نکالا
جاوے (اور تین سنگینیوں میں اختلاف ہو) اور جو جانور کہا تو جاتے ہیں انکا پیشا
نخس ہے ہرگز پینا سچا ہے (اور امام محمد کے نزدیک پاک ہے اور امام ابو یوسف کے
نزدیک دوا کیواسے اسکا پینا جائز ہے اور امام اعظم کے نزدیک ناجائز) اور
جو چیز باعث یوفو ہو جانے کا نہ وہ ناپاک نہیں (یعنے تھوڑی سی قریبانوں
اور پیپ کہ پیو نہوں اگر پانی میں گر جاوے یا کپڑا اور بدن انہیں بھر جاوے تو ناپاک
نہیں ہوتا) اور چوسنے کی مانند جانور کے مرجانے سے ۴۰ ڈول پیچ کی راس کے
نکالنے چاہئیں اور ۴۰ ڈول کبوتر کی برابر کے مرنے سے اور بکری جیسے جانور کے
مرنے کیسی جانور پھونکاؤ اور پھٹا نیس (خواہ چوہا ہو یا بٹا) تمام پانی کا کہیں پینا جائیو اور اگر
تمام پانی کا نکالنا نہ ہو سکے (مثلاً کنواں چشمہ دار ہو کہ اسکا پانی ٹوٹا نہ ہو) تو دو سو
ڈول نکالے جاوے۔ اور چوہا اگر پھونکاؤ یا پھٹ جاوے اور اسکو گرنیکا وقت
معلوم نہ ہو تو کنوئین کو تین دن رات سے ناپاک کر دیتا ہے اور اگر پھولا نہ ہو تو ایک دن
رات سے (مترجم کہتا ہے کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہو کہ جسوقت جانور کو کنوئین
میں دیکھیں اور وقت سے ناپاک تصور ہو گا خواہ پھولا ہو یا نہ ہو) اور پسینے کا چال
مثل جوٹھے کی ہے اور آدمی اور گھوڑے اور اُن جانوروں کا جو ٹھا جینکا
کہا یا جانا ہو پاک ہے اور کتو اور سٹور اور درندہ چوپایوں کا جو ٹھا مثل شیر اور حیات
اور بھیرے کا جو ٹھا ناپاک ہے اور بلی اور گلیوئین پھرنے والی مرغی کا اور درندہ

بھیرے

بھیرے

پرند و نکاح (مثل باز اور حیرہ کی) اور گہر کے رہنے والے جانور و نکاح (جو ٹھٹھا مثل چوہ اور
 سلاپ کی) مکروہ ہے (کہ طہارت میں نقصان رکھتا ہے مگر نقصان بہت نہیں) اور گدھے
 اور خچر کے جوٹھے (کے پاک ہونے اور ناپاک ہونے) میں شک ہے (یعنی بعض دلیلین بھی
 پائی کو چاہتی ہیں اور بعض انکی ناپاکی کو پس) اُس سے وضو کر کے تیمم بھی کرے اگر پاک پانی
 میسر نہ ہو اور (وضو اور تیمم میں سے) جسکو اول کرے درست ہے بخلاف اُس پانی کو جس میں
 خرافات کے ہوں (انہیں علماء کا اختلاف ہے بعض اُس سے وضو جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز
 اور بعض اختلاف سے رو تین ہے کہ پانی پتلا اور بہتا ہوا ہو اور کھٹا اور شہ آورا اور گارٹا ہوا
 ہو ورنہ سب کے نزدیک اُس سے وضو کرنا جائز نہیں) ❦

باب تیمم کے یہاں نہیں جس صورت میں کہ نمازی پانی سے ایک میل دور ہو یا مرض یا دیگر
 سے ضرر رکھتا ہو یا درندہ یا دشمن یا پیاس کا خوف ہو یا سامان پانی کا مثل ڈول اور
 رتنی کے نہ رکھتا ہو (ایسی صورتیں) تیمم کرے (وضو ہو کہ میل کی مقدار چار ہزار گز سے
 ۴۴۰۰ گز کے گز سے) اور تیمم کی صورت یہ ہے کہ جنس میں پر جو پاک ہو گو خبار نہ کہتی ہو
 نیت تیمم کر کے دو ضرب لگا دے اول ضرب کے بعد اپنی تمام منہ پر ہاتھ پھیرے اور دوم
 ضرب کے بعد دونوں ہاتھوں پر ہینوں تک ہاتھ پھیر دے اگرچہ ناپاک ہو یا حیض والی
 عورت ہو (یعنی انکو بھی وضو میں چاہئیں) اور اگر باوجود میسر ہونے جنس میں خبار نہ کہتی ہو
 ہو (اور بدو نیت کو تیمم جائز نہیں) مخفی نہ ہے کہ جنس تین ان چیزوں سے مراد ہے جو نہ طہین
 طہین جس سے فناک اور ریت اور پتھر اور سرمہ اور انکی مثل ہیں) پس کافر کا تیمم کرنا بیکار ہے
 نہ وضو کرنا (اسلئے کہ تیمم میں نیت شرط ہے نہ وضو میں اور کافر اپنے کفر کی جہت سے نیت
 کا اہل نہیں) اور تیمم کو اسلام سے مرد ہونا نہیں توڑتا (اسوا سلیکہ تیمم کی وقت ایسا تھا

کہ اسکی نیت درست تھی بلکہ جو چیز وضو کو توڑتی ہے اور نمازی کا قدرت پانا ایسی پانی
 پر جو اسکی حاجت ضروری کسی سبب سے ابتدا و تیمم کرنے کو منع کرتا ہے اور پہلے اگر تیمم کیا
 ہو وہ اس قدرت سے جاتا رہتا ہے۔ اور جس شخص کو توقع پانی ملنے کی ہو وہ آخر وقت
 تک نماز نہ پڑھے اور تیمم کرنا وقت سے پہلے اور دو فرضوں کے لیے اور نماز جوازہ اور
 عیدین کے جانے پہنچنے کے خوف سے درست ہے اگرچہ بنا ہی کے طور پر ہو (یعنی نماز
 تو وضو سے شروع کی تھی الا نماز میں وضو ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ تیمم کے اسی نماز کو
 پورا کرے) اور جمعہ کے جاتے رہنے اور وقتی نماز کے جانے پہنچنے کے خوف سے تیمم
 درست نہیں (اسلمو کہ اُن دونوں نمازوں کا بدلہ موجود ہے کہ جمعہ کا بدلہ ظہر ہے اور وقت
 کی نماز کا بدلہ اسکی فضا اور جوازہ اور عیدین کی نمازوں کا کچھ بدلہ نہیں فائز
 جاننا چاہیے کہ امام شافعی کے نزدیک تیمم طہارت ضروری ہے یعنی ضرورت کیواسطے
 مشروع ہوا ہے پس وقت سے پہلے اور دو فرضوں کیواسطے اسکی کچھ ضرورت نہیں
 اسلمو اُنکے نزدیک تیمم وقت سے پہلے اور دو فرضوں کیواسطے جائز تھا گا اور امام
 اعظم کے نزدیک تیمم صرف طہارت ہی مگر اوسمین پانی کا نہ ہونا یا نلنا شرط ہی نہیں
 کے موجود ہونے پر پانی اور مٹی پاک کرنے میں ایک حکم کہتی ہے خواہ وقت سے
 پہلے ہو یا نہیں اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خاک مسلمان کی پاک کر نیوالی ہے اگرچہ
 دس برس تک استعمال کرے ظاہر میں تائید اسی بات کو کرتی ہے جو امام اعظم فرماتے ہیں
 اور اگر نماز ہی اپنے جہد میں پانی بھول جاوے اور (اسیو جہسی) تیمم کر کے نماز ادا کرے
 (اور نماز کے بعد یاد آوے کہ پانی تھا) تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور پانی کو مقدار
 ایک تبر کی تلاش کرے اگر بھید گمان ہو کہ پانی نزدیک ہی ورنہ تلاش نہ کرے۔ اور اگر قریب

عیدین کے جانے پہنچنے کے خوف سے تیمم درست نہیں
 اسلمو کہ اُن دونوں نمازوں کا بدلہ موجود ہے کہ جمعہ کا بدلہ ظہر ہے اور وقت کی نماز کا بدلہ اسکی فضا اور جوازہ اور عیدین کی نمازوں کا کچھ بدلہ نہیں فائز جاننا چاہیے کہ امام شافعی کے نزدیک تیمم طہارت ضروری ہے یعنی ضرورت کیواسطے مشروع ہوا ہے پس وقت سے پہلے اور دو فرضوں کیواسطے اسکی کچھ ضرورت نہیں اسلمو اُنکے نزدیک تیمم وقت سے پہلے اور دو فرضوں کیواسطے جائز تھا گا اور امام اعظم کے نزدیک تیمم صرف طہارت ہی مگر اوسمین پانی کا نہ ہونا یا نلنا شرط ہی نہیں کے موجود ہونے پر پانی اور مٹی پاک کرنے میں ایک حکم کہتی ہے خواہ وقت سے پہلے ہو یا نہیں اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خاک مسلمان کی پاک کر نیوالی ہے اگرچہ دس برس تک استعمال کرے ظاہر میں تائید اسی بات کو کرتی ہے جو امام اعظم فرماتے ہیں اور اگر نماز ہی اپنے جہد میں پانی بھول جاوے اور (اسیو جہسی) تیمم کر کے نماز ادا کرے (اور نماز کے بعد یاد آوے کہ پانی تھا) تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور پانی کو مقدار ایک تبر کی تلاش کرے اگر بھید گمان ہو کہ پانی نزدیک ہی ورنہ تلاش نہ کرے۔ اور اگر قریب

کے پاس پانی ہو تو اس سے طلب کر دی اگر وہ نہ ہو تو تیمم کرے اور اگر بدو نہ ام حبشی کے ندی و آواز کے پاس دام ہوں تو تیمم کرے (یعنی اگر وہ دام زیادہ دیکھ کر اتنا ہی کے پاس اچھی دام نہوں تو تیمم جائز ہو گا) اور اگر نماز ہی کے اکثر اعضا (جنگلوں میں یا چاہیے) زخمی ہوں تو تیمم کرے اور اگر اکثر درست ہوں تو اوٹ کو دھو دے اور ہوتے اور تیمم میں جمع کر دی (مثلاً اس طرح نکو سے کہ منہ پر تیمم کرے اور ماتھو تک دھو لے یا یا تھون پر تیمم کر لے اور منہ کو دھو لے) *

بج
بج
بج
بج

باب دوموزن پر مسح کر کے نیکی بیان میں۔ مسح کرنا موز و نہر اگرچہ عورت ہو درست ہے مگر ناپاک کے لئے درست نہیں اور شرط مسح کرنے کی یہ ہے کہ وہ موز و نگو ایسی طرح پہنا ہو کہ جو کہ حدت کی وقت و وضو کامل ہو (گو موز و پہنی کی وقت کامل نہ ہو مثلاً ایک شخص نے پانچ سوکر موز ہی پہنی بعد اس کے باقی وضو تمام کیا پھر موز دھوا تو اس صورت میں یہ شخص موز دھونے کی وقت و وضو کامل رکھتا تھا اگرچہ موز ہی پہنے کی وقت و وضو ناقص تھا) اب اس کو ان موز و نہر مسح کرنا درست ہے اور بدت مسح کی مقیم کیو سبط ایک نرات اور فر کیو سبط تین نرات حدت کے شروع ہوئی۔ اور صورت موز و نہر مسح کر نیکی یہ ہے کہ جیسے ہوئی تھو کی تین انگلیاں موز و نہر کے اوپر کی جانب پانچ کی انگلیوں پر رکھ کر ایک بار پڑھ لیں ایک کہنچہ ہو۔ اور بہت پھٹن مسح کی نافع ہو اور وہ بقدر پانچ کے تین چوٹی اور انگلیوں کے اور ایسی کتر پھٹن نافع نہیں (اگر ایک موز و نہر کی بجائے پہن ہو تو اس کو ایک جا کیا جائیگا یعنی اگر سب ملکر مقدار تین انگلیوں کی ہو جائیگی تو مسح کی نافع ہوگی اور اس سے کتر نافع ہوگی) اور وہ موز و نہر نہیں (اگر تھوڑی تھوڑی پھٹن ہوگی) تو ایکجا ایکجا دیگی لیکن (اگر سب سے) دو موز و نہر نہیں تھوڑی تھوڑی ہو تو وہ جمع کیا دیگی (یعنی اگر وہ دو

موزہ کی نجاست مقدار ایک درم ہو جاوے گی تو اوپر بدون پاک کھو مسح درست ہوگا
 اگر سیطرہ برہنگی کا حال ہے کہ اگر ٹوڑی ٹوڑی کئی جگہ ہو کہ ہٹنی ہو تو اسکو جمع کر کے
 حساب کرنا چاہیے اگر چوتھائی حصہ کی برابر ہو تو نماز جائز ہوگی ورنہ نماز درست ہوگی
 اور جو چیز وضو کو توڑتی ہے و مسح کو توڑتی ہے اور مسح کو موزہ کا نکالنا اور مسح
 کا پورا ہونا بھی توڑتا ہے بشرطیکہ مدت پوری ہونے پر سرری کے باعث پاؤں کے جاتے
 رہنے کا خوف نہ ہو (اور اگر خوف ہوگا تو مسح بحال خود رہیگا) اور موزہ کو نکالنے اور مدت
 مسح پورا ہو جانیکے بعد صرف دو نو پاؤں دو ڈالے (یعنی اگر وضو اسوقت موجود ہو تو
 ساری وضو کا پھر سے کرنا ضرور نہیں) اور بہت سی پاؤں کا موزہ سی باہر چلا آنا بھی نکالنا
 ہے (یعنی موزہ کے نکالنے میں ساری پاؤں کا نکالنا معتبر نہیں اگر اکثر حصہ نکال آجگا تب ہی
 مسح جاتا رہیگا) اور اگر کسی مقیم نے مسح کیا اور موزہ ایکہ زرات نہ ہوا تھا کہ وہ مسافر ہو گیا
 تو اسدو تین وہ تین زرات مسح کرے اور اگر مسافر مسح کرتا تھا اور ایکٹ رات کے بعد
 مقیم ہو گیا تو وہ موزہ کو نکال کر پاؤں دو ہو دی اور اگر ایک دن رات پورا ہوا تھا کہ مقیم ہو گیا
 تو ایک دن رات کو پورا کر لے۔ اور مسح کرنا موزہ کے اوپر کے موزہ پر اور چڑھنے کے
 جرابوں پر نہیں جوڑنے کی شکل کا چڑھا گیا ہو یا ایسی سخت ہوں کہ بغیر باندھ ہی پٹنڈی پر ٹھہر جائے
 درست ہے۔ اور مسح کرنا کپڑی اور ٹوپی اور برقعہ اور دستانوں پر درست نہیں۔ اور
 ٹوٹی پٹی کی بندش پر درز خیم کی پٹی پر یا سیطرہ کلی اور چیز پر (مثل نعل کی پٹی کے)
 مسح کرنا دہونیکے حکم میں ہی یعنی اس کے لمبے کو مٹی وقت معین نہیں اور غسل کے ساتھ
 جمع ہو سکتا ہے (اسطرح کہ بعض اعضا کو دہوین اور بعض پر مسح کریں) اور یہ مسح پٹی کا
 درست ہے اگرچہ پٹی کو میو نہ باندھا ہو۔ اور مسح تمام پٹی پر کرنا خواہ اسکو پیچو زخم ہو یا نہ

پس اگر (پٹی یا پھانا جس پر مسح کیا تھا) یا منہ زخم کے اچھے ہو جائیکے گر پڑی تو مسح باطل ہو جاوے گا اور بدون اچھا ہوئی گرنے سے تو مسح صحیح بنا دیا۔ اور روزہ کے مسح کرنے اور سر پر مسح کر لینے نیت کی احتیاج نہیں (یعنی مسح تیمم کی طرح نہیں ہو کہ بدون نیت کے جائز نہ ہو سکے) ✽

بہارِ شریعت
جلد دوم

باب حیض کے بیان میں۔ حیض اس خون کو کہتے ہیں جو ایسی عورت کے رحم میں بہی جو مرض اور تکین سے سلامت ہو (اس سے معلوم ہوا کہ جو خون مرض سے یا رکبہ میں نکلا اسکو حیض نہ کہیں گے بلکہ اسکا نام استہاضہ ہی) اور مدت حیض کی کم سے کم تین دنزات سے اور زیادہ سے زیادہ دس دنزات اور جو خون تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ ہو وہ استہاضہ ہی۔ اور سفید خالص کے سوا جو رنگ ہو وہ حیض ہو اور حیض نماز اور پر روزہ کا مانع ہے مگر عورت روزہ کی فصیحا کرے نماز کی قضا کرے (یعنی ان ایام کی نماز معاف ہے) اور اسی التین مسجد کے اندر جانا اور خانہ کعبہ کے گرد پھرنا اور زنا سے لیکر عورت کے زنا تک مرد کو نزدیک کرنا اور قرآن کا پڑھنا اور اسکو ماتمہ لگانا ممنوع ہے مگر غلات کے ساتھ (ماتمہ لگانا منع نہیں) اور بیوض ہونا بھی ماتمہ لگانے کا مانع ہے (مگر قرآن پڑھنے کا مانع نہیں) اور ناپاکی اور نفاس دونوں کا مانع ہے (یعنی ناپاکی اور نفاس اور نفاس کجیالت میں قرآن کا پڑھنا اور اسکو ماتمہ لگانا دونوں ممنوع ہیں اور بیوض ہونے کی حالت میں چونا ممنوع ہے اور پڑھنا جائز) اور عورت سے صحبت کجیاد ہی بدون غسل کے جس صورت میں کہ خون حیض اکثر مدت (یعنی دس روزہ) پر منقطع ہوا ہو اور جس صورت میں کہ کثرت کے بعد (یعنی تین روزہ سے لیکر نو روزہ تک کے پیچھے) بند ہوا ہو تو صحبت کجیاد ہی بہا تک کہ عورت غسل کرے یا خون بند ہونے پر کثرت وقت نماز کا گذر جاوے (یعنی

اگر خون دس روز کے بعد بند ہو اسے تو صحبت کرنی مرد کو درست ہو اگرچہ عورت
 نے غسل کیا ہو اور اگر خون دس روز سے کم مدت میں بند ہو اسے تو صحبت کرنی جائز
 نہیں جیسا کہ غسل کرے یا اتنا وقت گزر جاوے کہ اوہ میں نہانا اور نماز کی نیت
 ہو سکے اور پاک ہو جانا دو خون کے درمیان خون کی مدت میں حیض اور نفاس
 ہی ہے (یعنی اگر عورت مدتہ حیض و نفاس میں کچھ نہ نکو پاک ہو جاوے اور خون بند
 ہو جاوے تو اسکو حکم پاک ہو گا نہوگا بلکہ وہی حیض و نفاس ہوگا) اور کمتر مدت پاک
 ہونے کی بندہ دن میں اور زیادہ مدت کی کچھ انتہا نہیں مگر جس صورت میں کہ خون جیشہ
 جاری ہے اور اس عورت کی کوئی عادت مقرر ہوئی (یعنی پاک رہنے کے لئے زیادہ
 کی کچھ مدت مقرر نہیں حتیٰ کہ بعض عورتیں برسوں تک پاک رہتی ہیں لیکن اگر کسی کو خون
 جاری ہو جاوے اور پاک رہنے کے لئے اسکی کچھ عادت مقرر تھی تو ایسی صورتیں اسکی عادت
 کی حدت کو پاک رہنے کی مدت کہیں گے) اور خون استحاضہ مانند دام کی تسکیر ہو نماز اور
 روزہ اور صحبت کا مانع نہیں اور اگر خون اکثر مدت حیض و نفاس سے بڑھ جاوے تو جیسے
 اسکی عادت قدیم سے بڑھ جاوے استحاضہ ہوگا۔ اور اگر عورت کو پہلی ہی پہل استحاضہ
 تو اسکا حیض دس دن کا ہوگا اور نفاس ہم دن کا۔ اور جو عورت استحاضہ رکھتی ہو
 اور جس شخص کا پیشاب جاری ہو یا بیٹ چلتا ہو یا رسم نکلتی رہتی ہو یا کسی بربہ ہوتی ہو
 یا زخم کا خون نہ تھتا ہو ایسی شخص ہر فرض کی وقت وضو نہ کرے اور اس وضو کا زعفران
 اور نفل اور کرین اور یہ وضو مسترد وقت کے نکلنے سے جاتا رہتا ہو (یعنی دوسری
 نماز کی وقت آنے پر نہیں جاتا جیسا کہ بعض علما کا قول ہو اور وضو کے بعد وہی عذر
 واقع ہونے سے) اور یہ حکم اس صورت میں ہو کہ ان عذر والوں پر کوئی فرض کا

وقت ایسا گندہ جو حسین غدر مذکور آنگو نہ ہو (ورنہ معذور نہ کہلاوینگے اور انکا دھرم صنف مذکور ہو جانا ہر گنا) اور نفاس و خون ہو جو بچہ کے پیدا ہونے کے بعد آیا کرتا ہو اور جو خون کہ حاملہ عورت کو آتا ہو وہ استقامت ہوتا ہے۔ اور پیٹ جو گرہا ہے اگر انہیں بعض اعضا موجود ہوں تو اسکا حکم بچہ کا ہے (اوسکے بعد کا خون نفاس ہوگا اور اگر محض کوشت کا ہو تو وہ بچہ نہیں اور نہ اوسکے بعد کا خون نفاس ہے) اور کثرت نفاس کی کچھ نہیں (میان شک کہ بعض عورتوں کو ایک گنٹہ بھی نہیں ہوتا) اور انکی زیادہ سے زیادہ مدت ہم زور ہو (اور ہم سے بھی اگر بڑھ جاوے تو) جیسے بڑھ سکا وہ استقامت ہوگا۔ اور جڑوان بچہ کے ہونے میں مدت نفاس کی اول سے ہوتی ہے (دوسرے بچہ سے نہیں ہوتی) *

بچہ کی جنسی

باب نجاستون کے بیان میں۔ بدن اور کپڑا پانی سے اور ہر بہتی چیز نجاست کی دور کرنا چاہیے پاک ہو جانا ہو مثلاً سرکہ اور گلاب سے (اگر وہ مردین تو پاک ہو جاتا ہے مگر نیل سے پاک نہیں ہوتا اور موزہ پر اگر نجاست لگا رہی لگی ہو تو خاک پر گر گئے سے پاک ہو جاتا ہے اور اگر لگا رہی ہو (مثلاً شراب یا چنبٹاب لگ جاوے) تو (موزہ کو) دھونا چاہیے۔ اور خشک منی گر گئے سے پاک ہوتی ہے اور اگر خشک ہو بلکہ تر ہو تو وہ ہوسے جاوے (و شح ہو کہ امام شافعی کے نزدیک منی پاک ہے دھونے اور گر گئے کی حاجت نہیں بلکہ منی طہارت کی لطافت کی جہت سے دھونا مصلحت نہیں اور امام مالک کے نزدیک پاک ہے بدن دھونے کے صرف گر گئے سے پاک نہیں ہوتی اور امام اعظم کے نزدیک بھی ناپاک ہے اگر تر ہو تو دھونا چاہیے اور اگر خشک ہو تو گر گئے سے بھی پاک ہو جاتی ہے اور یہ مذہب سب سے ہون سے ہرے اسے کہ منی کا پاک ہونا ایسی صورتیں کہ غسل کا باعث ہے اور

پیشا بگاہ سے نکلتی ہے اُمار اور قیام سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے اور منی خشک کر گرنے
 سے پاک ہونا بھی خلاف احادیث صحیحہ کے ہے جو رسول خدا صلیم سے ثابت ہوئی ہیں خواہ
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمائی ہیں کہ میں نے نبی کو آنحضرت صلیم کی کپڑی پر پسو کر گرہ مونی تھی تو وہ بڑا
 کرتی تھی اور خشک ہوتی تھی تو گرہ والا کرتی تھی اور آنحضرت صلیم نے حضرت عائشہ رضی
 اللہ عنہا کو ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا اور تلوار سیسی خیرین (مثلاً چھری بلور خیر اور آئینہ اسقدر)
 پونچھو سے پاک ہو جاتی ہیں (کہ نجاست کا اثر دور ہو جاوے) اور دین خشک ہو اور نجاست کے اثر
 دور ہو جاوے سو نماز کو پاک ہو جاتی ہے اگر تہیم کر لے (اسکو کہ تہیم میں پاک ہونا قرآن ثابت ہے
 اور خشک ہونے سے زمین کی طہارت حدیثوں سے ثابت ہے قرآن سے ثابت نہیں اور ایک
 کچھ ہے کہ خاک اپنی طبیعت سے پاک کر نیوالی چیز نہیں تو ضرور ہوا کہ طہارت کی رعایت اور زمین
 خوب چھڑ کر نی چاہیے) اور مقدار ایک درم کی اور مقدار چوڑائی ہنہیلی کی بڑی نجاست
 میں سے معاف ہو جیسو خون اور شہاب اور مرغی کی بیٹ اور ایسی جانور دن کا پیشاب
 گھاسی نہیں جاتے اور لید اور گوبر (یعنی بڑی نجاست اگر جسم داریو تو وزن ایک درم
 کہ ساڑھے تین اشتر کا ہوتا ہے معاف ہے اور اگر تیلی ہو جیسو شہاب اور پیشاب ہو تو ہنہیلی
 کی چوڑائی کی برابر معاف ہے اور اگر ان دو نو مقداروں سے بڑھ کر ہو تو وہ ہونا فرض ہے ورنہ
 مستحب) اور جو تھامی کپڑی سے کم کا بہرنا ہلکی نجاست میں مثلاً ایسی جانور دن کا پیشاب
 میں جو کھائے جاتے ہیں یا گوبر کے پیشاب اور ایسی برہون کی بیٹ میں جو کھائے
 نہیں جاوے اور تھلی کے خون اور حجر اور گدھے کے لعاب میں معاف ہے اور (نہر) آدمی کا پیشاب
 کہ سوئی کے ناکے کی برابر چھینٹیں بڑا دین معاف ہے (یعنی ہلکی نجاست میں اگر چوتھا ہے
 سے کم کپڑا بہر جاوے معاف اور چوتھا ہے بھریو تو دہونا چاہیے مگر چوتھا ہے میں علما کا

سب سے زیادہ
 غرض میں سے
 خشک کر گرنے
 سے پاک ہونا
 بھی خلاف
 احادیث صحیحہ
 کے ہے جو
 رسول خدا
 صلیم سے
 ثابت ہوئی
 ہیں خواہ
 حضرت
 عائشہ رضی
 اللہ عنہا
 فرمائی
 ہیں کہ
 میں نے
 نبی کو
 آنحضرت
 صلیم کی
 کپڑی پر
 پسو کر
 گرہ مونی
 تھی تو
 وہ بڑا
 کرتی تھی
 اور خشک
 ہوتی تھی
 تو گرہ
 والا کرتی
 تھی اور
 آنحضرت
 صلیم نے
 حضرت
 عائشہ رضی
 اللہ عنہا
 کو ایسا ہی
 ارشاد
 فرمایا
 تھا اور
 تلوار
 سیسی
 خیرین
 (مثلاً
 چھری
 بلور
 خیر اور
 آئینہ
 اسقدر)
 پونچھو
 سے پاک
 ہو جاتی
 ہیں (کہ
 نجاست
 کا اثر
 دور ہو
 جاوے)
 اور دین
 خشک
 ہو اور
 نجاست
 کے اثر
 دور ہو
 جاوے
 سو نماز
 کو پاک
 ہو جاتی
 ہے اگر
 تہیم کر
 لے (اسکو
 کہ تہیم
 میں پاک
 ہونا
 قرآن
 ثابت ہے
 اور خشک
 ہونے سے
 زمین کی
 طہارت
 حدیثوں
 سے ثابت
 ہے قرآن
 سے ثابت
 نہیں اور
 ایک کچھ
 ہے کہ خاک
 اپنی طبیعت
 سے پاک
 کر نیوالی
 چیز نہیں
 تو ضرور
 ہوا کہ
 طہارت کی
 رعایت اور
 زمین
 خوب چھڑ
 کر نی
 چاہیے
 اور مقدار
 ایک درم کی
 اور مقدار
 چوڑائی
 ہنہیلی کی
 بڑی
 نجاست
 میں سے
 معاف ہو
 جیسو خون
 اور شہاب
 اور مرغی کی
 بیٹ اور
 ایسی جانور
 دن کا
 پیشاب
 گھاسی
 نہیں جاتے
 اور لید اور
 گوبر (یعنی
 بڑی
 نجاست اگر
 جسم داریو
 تو وزن
 ایک درم
 کہ ساڑھے
 تین اشتر
 کا ہوتا ہے
 معاف ہے اور
 اگر تیلی ہو
 جیسو شہاب
 اور پیشاب
 ہو تو
 ہنہیلی کی
 چوڑائی کی
 برابر
 معاف ہے اور
 اگر ان دو نو
 مقداروں سے
 بڑھ کر ہو
 تو وہ ہونا
 فرض ہے ورنہ
 مستحب) اور
 جو تھامی
 کپڑی سے کم
 کا بہرنا
 ہلکی
 نجاست میں
 مثلاً ایسی
 جانور دن کا
 پیشاب میں
 جو کھائے
 جاتے ہیں
 یا گوبر کے
 پیشاب اور
 ایسی برہون
 کی بیٹ میں
 جو کھائے
 نہیں جاوے
 اور تھلی کے
 خون اور حجر
 اور گدھے کے
 لعاب میں
 معاف ہے اور
 (نہر) آدمی
 کا پیشاب کہ
 سوئی کے
 ناکے کی
 برابر
 چھینٹیں
 بڑا دین
 معاف ہے
 (یعنی ہلکی
 نجاست میں
 اگر چوتھا
 ہے سے کم
 کپڑا بہر
 جاوے معاف
 اور چوتھا
 ہے بھریو
 تو دہونا
 چاہیے مگر
 چوتھا ہے
 میں علما کا

اختلاف ہو یعنی کہتے ہیں کہ چار زم اندر کپڑے کا مراد ہی جس سے سرخورت کم ہو کم ہو
 جبادوی اور بعض کہتے ہیں کہ چکر کپڑا ہوا ہو سکی جو تھا کی مراد جو جسو دامن اور استینا
 پردہ اور پچا اور کلی کہ ہر ایک جدا کپڑا ہے جو این میں ہر دو اسکی جو تھا کی یعنی پانچ
 اور بعض جو تھا کی کو ایک بالشت لٹا اور ایک بالشت چوڑا کہتے ہیں اور اسکو سب سے
 زیادہ مناسب مانتے ہیں اور جو نجاست کہتے ہیں جو وہ اندر دھونے سے کہ اسکا جسم
 بنا مار سکیا ہو جاتی ہے مگر جیسا اثر دوزخ ہوا مشکل ہو (مثلاً رنگ اور بو نجاستی ہو تو وہ
 تین بار دھونے اور مردہ پھر دھونے سے پاک ہو جاتی ہے سب طرح وہ نجاست جو سو جہتی ہو
 اور جس چیز کا پھوڑنا ممکن ہو (مثلاً بوریا اور پچوٹا اور پیر تو ایسی چیزیں ہیں بارہ ہر
 خشک کرتے سے پاک ہوتی ہیں (یعنی ہر دفعہ دھو کر اسکو چھوڑ دے کہ زمین سے پانی پکنا
 معروف ہو جادوی اور مستون ہو بعد پاخانہ پیر سے استنجائی پاک کر تو الی آخر مثل یہ
 (اور ایٹ اور ڈھیلے وغیرہ کے کرنا) اور اسکے لمبو کوئی شمار مستون نہیں اور بعد استنجائی
 کے ہر گھبر کا دھونا مستحب ہو (جائنا چاہیے کہ مستحائین طاق عدد امام شافعی کے نزدیک
 مستون ہو کہ تین یا پانچ یا سات ڈھیلے ہوں اور امام اعظم کے نزدیک پاک ہو ضروری
 ہے نہ شمار اور لفظ دین کہ بعض حدیثوں میں آیا ہو وہ ایک پر بھی بولا جاتا ہے اور عید جو
 حدیث میں آیا ہو کہ جو کوئی ڈھیلے سے لٹکوا جائے طاق لے جسے بہ کیا اسکو ستر اچھا کیا
 اور جسے نکلیا تو اس پر کچھ حرج نہیں چھ حدیث دلالت کرتی ہے کہ طاق شمار مستون
 نہیں بلکہ مستحب ہی اور مقام پاخانہ کا دھونا واجب ہے جس صورت میں کہ نجاست مقام
 پاخانہ سے بڑھ جائے اور برہمنی میں وہی مقدار معتبر ہے جو پاک کی تابع ہے (یعنی مقدار
 ایک دم یا چند ہلکے عرق کی برابر) مقام پاخانہ سوزنا کہ (جو جادوی خشک کر اور مقام کا

ہر نامعاف ہو اور سکو لہو و سلیون وغیرہ کا کفایا ممکن ہو مگر جب مقام سے زیادہ کچھ دم کی بار
بھر جاوے تو وہ ہونا واجب ہو اور کئی کبھی نہیں مستحب (مگر کئی اور لہو اور کھانسی کی چیزیں مستحب
منوع ہو اور منہ ہاتھ سے بھی بدھن غرض کو نکالنا چاہی ہو (بلکہ مخصوص اس کام کی واسطے
یا بیان ہاتھ سے واسطہ علم)

کتاب صلوٰۃ

(یعنی اس میں نماز کا ذکر ہے۔ جانتا چاہیے کہ بعد ازاں اگر نہ کلمہ طیبہ کے سب سے
بڑا اسلام کے حکم میں اور سب سے زیادہ ضروری شرع کے حکم میں نماز جو حکم لائے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لَا تَقْرَءُوا عَلَی الصَّلَواتِ اَوْ فَرَاوْا** اَوْ اَمَّا اَشْکَکَ بِالصَّلَواتِ
اَوْ کَبَّرَ عَلَیْہَا اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص چوڑ دی نماز کو جان
او جھکروہ کاوشے ہائیک کہ بعض علمائے نماز کے چوڑ نہ لیکو بارو اذنا جائز رکھا ہے +
یا شیے نماز کے وقتوں کے یا نہیں) فجر کا وقت صبح صادق سے لیکر آفتاب کے نکلنے
تک ہو اور ظہر کا وقت آفتاب کے ڈھلنے سے اس وقت تک ہو کہ سایہ ہر شخص کا اس کا
سایہ اصلی کے جھٹکے و پہر کو ہوتا ہے اس چیز سے دو تا ہو جاوے (جانتا ہو کہ
کہ امام شافعی کے نزدیک ظہر کا وقت ایک شل تک رہتا ہو اور اکثر حدیث میں ہے کہ
کرتی میں اور امام اعظم کے نزدیک ایک روایت میں موافق امام شافعی کے ہو اور ظاہر
روایت میں دو شل تک ہو اس وجہ سے کہ حدیث میں حکم ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنی کا ہوا اور
عرب کی زمین میں دو شل سے شتر ٹھنڈا کرنا متصور نہیں تو جب شک واقع ہوا تو دوسرے
وقت کا آنا ایسا ثابت ہوا اور عصر کا وقت دو شل سے لیکر آفتاب کے غروب تک
ہو اور مغرب کا وقت آفتاب کے ڈوبنے سے شروع کے ڈوبنے تک ہو اور شفق دو سپیدی ہو

نکاح صلوٰۃ

گھائی کہ نماز پڑھنے کا وقت ہے
اس وقت میں نماز پڑھنی چاہیے
اور اگر نماز پڑھنا ہو تو اس وقت میں

نکاح صلوٰۃ
نہیں

(جو سرج کے بعد پیدا ہوتی ہو اور امام شافعی کے نزدیک شفق انسی سُرخ کا نام ہے جو
 سورج کے نکلنے سے پہلے ہوتی ہے اور امام اعظم کی دلیل ہے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نماز
 عقیقہ پڑھنے سے دقت میں کہ آسمان کے کنارے سیاہ اور تاریک ہو جاوے اور
 بہ صورت شفق سفید کے جانے کے پہلے منصرف نہیں ہوتی) اور عشا اور وتر کا وقت
 شفق کے جاتے رہنے کے بعد سورج صبح صادق کے نمود ہونے تک ہو اور وتر کو
 مار بٹھا سے پہلے نہ پڑھنا چاہیے اسلئے کہ ان دونوں میں ترتیب ضروری ہے
 اگرچہ دونوں کا وقت ایک ہی (اور جس شخص کو عشا اور وتر کا وقت نکلے پھر وہ
 دسپرواجب نہیں ہوتے) مثلاً بعض زمین کے حصوں میں صبح صادق صادق شفق کے
 رد ہوتی ہی ہو جاتی ہے تو ایسی جگہ کے رہنے والوں پر عشا اور وتر واجب ہیں
 مستحب ہو نماز فجر کو اگر موبی ظہر کو دیر کر پڑھنا اور عصر کو دیر سے پڑھنا بشرطیکہ آفتاب
 کا رنگ زردی مائل نہ ہو اور عشا کو ایک تہائی رات تک ٹھیک کرنا اور وتر کو آخر شب تک
 دیر کرنا ایسی شخص کے لئے جس کو اپنی جاگنے پر اعتماد ہو (فائدہ امام شافعی کے نزدیک
 نمازوں میں جلدی کرنی مستحب ہو اور امام اعظم کی دلیل ہے کہ حدیث میں وارد ہو ہے
 کہ صبح کی نماز کو شبی میں پڑھو اور ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں) اور قیام و نکی ظہر اور عصر
 کو اول وقت پڑھنا اور جن نمازوں کے شروع میں عین ہو (یعنی عصر اور عشا) اگر
 دن جلد پڑھنا اور بارہ کے ضمن میں ان دونوں کے ہوا اور نمازوں کو دیر کر پڑھنا (یعنی فجر
 اور ظہر اور مغرب کے لئے) اور وہاں میں تاخیر کرنی مستحب ہو اور آفتاب کے نکلنے کی وقت
 اور ٹھیک دوپہر میں (جب آفتاب سرخ ہو) اور اس کے ڈالنے کی وقت نماز اور سجدہ نماز
 اور نماز جنازہ مستحب ہو مگر اونسی اور گیارہ عصر (یعنی غروب کی وقت پڑھنی درست ہے) اور

بعد نماز فجر اور عصر کے نفل پر بھی مسنون ہے مگر نماز قضا اور سجدہ و تلاوت اور نماز جنازہ
 ان دونوں وقتوں میں درست ہے اور سوا ہی دو رکعت فجر کے صبح صادق ہو جانے
 پر نفل پڑھنا اور قبل نماز مغرب کے اور امام کے خطبہ پڑھنے کی حالت میں صبح کے روز
 نفل پڑھنا ممنوع ہے (اور شافعی کے نزدیک جمعہ کی سنتین خطبہ کی وقت درست
 ہیں اور دلیل امام عظیم کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نوا پڑھنا سنا بھی کہو
 کہے کہ چپ رہ اور امام خطبہ پڑھ رہا ہے تو حرکت نہ کرنا ہے پس جس صورت میں کہ
 اچھی بات کے امر کرنے میں جو واجب ہے آپؐ لغو کا حکم فرمایا ہو تو نفل کے پاب
 میں کیا تصور کرنا چاہیے علاوہ اسکے نماز خطبہ سنتی ہے روکنی بھی ہے) اور دو
 نمازوں کا ایک وقت میں اکٹھا پڑھنا عذر کے ساتھ ممنوع ہے (یعنی جو جہل اور مہینہ
 کے دو نمازوں کو ایک ساتھ نہ پڑھے اور شافعی اور مالک کے نزدیک جمع کرنا درست
 ہے اسلئے کہ حدیث شریف میں دو نمازوں کا جمع کرنا وارد ہوا ہے اور دلیل امام عظیم
 کی یہ ہے کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس خدا کی جسے سوا کوئی معبود برحق نہیں
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز فجر، اوس کے وقت کے اور کسی وقت میں نہیں
 پڑھی مگر دو نمازین صبح کی ہیں ظہر و عصر کو عرفات میں اور مغرب اور عشا کو مزدلفہ میں
 اور جو روایتیں کہ دو نمازوں کے جمع کرنے میں وارد ہوئی ہیں وہ اکٹھا پڑھنا ظاہر
 کی رو سے نماز دو وقت کے اعتبار سے یعنی آپؐ نے آخر وقت ظہر میں نماز ظہر پڑھی اور
 اول وقت عصر میں نماز عصر پڑھی اور عشا میں کہ اول کو آخر وقت میں پڑھا اور
 دوم اول وقت میں تو ظاہر کی رو سے اکٹھا ہی ہو گئیں اور حقیقت میں ہر ایک ہی وقت
 میں ہوئی واللہ اعلم)۔

مانہ اذان کے یا نہیں۔ اذان کہنا واسطی فرض نماز و آن کے بدون دوبار
 کہنے شہادتین کے اور بدون رگن کی آواز کے سنت ہو (اور امام شافعی کے نزدیک
 ترجیح مسلمین پر اور وہ واسطی طرح ہو کہ اول شہادتین یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ اور
 اشہد ان محمد رسول اللہ کو دو دو بار آہستہ آہستہ کہنے پر دو دو بار بلند آواز کو
 کہ اس واسطی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی محمد زہری کو واسطی طرح سکھایا تھا اور امام اعظم کے
 نزدیک ترجیح سنت نہیں اس لیے کہ عبد اللہ بن زید وغیرہ کی روایت میں ترجیح نہیں ہو اور
 ابی محمد زہری کو سکھانے کی وجہ یہ تھی کہ شروع اسلام میں انھوں نے شہادتین کے
 ظاہر کہنے سے شرم کر کے جوڑ کر آہستہ آواز کہتے تھے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ارشاد
 فرمایا کہ بلند آواز سے کہو پس انکا آہستہ کہنا اصل اذان میں داخل تھا واللہ اعلم
 اور مؤذن سیم کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد اہل بیت علیہم السلام کے بعد دوبار زیادہ
 کہے گئے اور کثیر مثل اذان کی ہو اور اسکو حی علی الفلاح کے بعد قدامت اہل بیت
 دوبار زیادہ کہے گئے اور اذان کے کلمات کو جدا جدا کہے (یعنی ہر کلمہ کے بعد کچھ وقفہ
 کرے) اور کلمے کے کلمات جلد جلد کہے (بدون سیم بین وقفہ کرے) اور خود لوگوں
 قبلہ کی نظر کو منہ رکھے اور اذان بخیر کو مسامعین کلام کری اور جب حی علی الفلاح کہے
 تو سامعین و اسرار اور بائین چھراوی اور اذان کے منارہ میں کہو کہ اذان کہی تاکہ
 اسکی کہہ کوں میں ہو لوگوں کو آواز پوسے) اور اپنی انگلیاں کانوں میں رکھے تاکہ
 آواز خوب اور سچی سکے) اور تہذیب کری اور اذان اور تہذیب کے سیم میں ٹھہر جاوے
 لیکن سنت کی اذان کے بعد نہ ٹھہرے (تاکہ نماز مغرب کی تاخیر جو مکروہ ہو لازم نہ
 آوے واضح ہو کہ تہذیب اسکو کہتی ہیں کہ اذان کے بعد لوگوں کی تاکید کے لیے دوبارہ

آواز کہیں تاکہ لوگ جلد چلے آویں جس سے صلوة مثلاً پکار کر کہا کرتے ہیں آدر و نماز
 میں تہویب صرف اذان صبح میں لگائی ہو مگر عشاء عشاء میں سطور ہی کہ تہویب
 نماز و عشاء میں لگرو نہ ہو کیونکہ حضرت رضی علیہ السلام مروی ہو کہ آپ نے کسی مؤذن کو نماز
 عشاء میں تہویب کہتے سنا تو فرمایا کہ اس بے عقی کو مسجد سے نکال دے اور اس طرح مجاہد
 حضرت ابن عمر سے اسکا یہ عتہ ہونا نقل کیا ہے اور فقہان کے لئے اذان اور کبیر
 دو نو کہی اور سطور (بہت سی فقہان میں اگر ادا کرے) تو سب سے پہلی کے لئے
 اذان اور کبیر دو نو کہے اور باقی نمازوں میں اذان کے لئے اسکو اختیار ہے
 (یعنی چاہے تو اذان اور کبیر دو نو کہے چاہے سطور کبیر پڑھے) اور وقت
 سے پہلے اذان نہ پکارتے اور اگر ایسا ہو جائے تو وقت پر دوبارہ کہی جائے
 (اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہے اور امام عظیم کی دلیل یہ ہے کہ اذان اسلام
 ہو کہ لوگوں کو وقت نماز ہو جائیگی خبر ہو اور وقت سے پہلے کہنے میں پھنسنے نہیں
 رہتا) اور مکر وہ ناما یک آدمی کا اذان اور کبیر کہنا اور بیوقوف کا تجسیر کہنا اور عتہ
 اور بدکار شخص کا (جو فسق میں مشہور ہو) اور بیٹے بونے مرد کا اور مترالے کا اذان
 کہنا مکر وہ ہے مگر غلام اور لڑکے اور حرامزادی اور زانیہ اور گنہگار کا اذان کہنا
 مکر وہ نہیں اور مسافر کو اذان اور کبیر دو نو کا چوڑ دینا مکر وہ ہے اور جو شخص اپنے
 گھر میں شہر کے اندر نماز پڑھے اسکو دو نوں کا چوڑ دینا مکر وہ نہیں اور اذان
 اور کبیر ان دو نوں کے لئے مستحب ہیں عورتوں کیواسطے مستحب نہیں (یعنی اگر عورت
 جماعت کی نماز پڑھیں اور اذان اور کبیر کہیں تو مکر وہ نہیں) *
 باب نماز کی شرطوں کے بیان میں (جاننا چاہیے کہ شرط اسکو کہتے ہیں جو کام میں

خارج ہوا اور وہ کام اور ہر موقع پر ہو سکتا ہے کہ جب تک شرط نہ ہو کہ وہ کام درست
 نہ ہو نماز کی شرطیں بھینہن کہ نماز ہی کے بدن کا نجاست حکمی اور نجاست حقیقی ہو پاک
 ہونا اور کپڑے اور نماز کی جگہ ظاہر ہونا اور برہنگی کو ڈانگنا اور برہنگی مرد کے لمبو
 یاف کے نیچے سے لیکر گھٹنوں کے نیچے تک ہو اور آزاد و حوریت کے لٹو سوا ہی چہرہ
 اور دونو تھیلیوں اور دونو پانوں کے تمام بدن برہنگی ہو سکا ڈانگنا واجب ہو۔ اور نماز
 میں عورت کی جو محتاجی پنڈلی کا کھلا رہنا مانع نماز کی درستی کا ہو اس طرح شکر بال الہ کا
 اور دین اور شرمگاہ کا حال ہو (کہ اگر انہیں ہو جو محتاجی کسی کی کھلا دے گی نماز درست
 نہ ہوگی) اور نوٹڈی برہنگی کے ڈانگنے میں مثل مرد کے ہو (فرق ایسا ہی) کہ نوٹڈی کا
 پیٹ اور شیعہ بھی برہنگی میں داخل ہو (مرد کا نہیں) اور اگر نماز ہی کو ایسا کپڑا لایا جیسا
 چوتھائی پاک ہو اور اس سے نماز ننگے بدن پر خلی تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر جو محتاجی ہو
 کم پاک ہو نماز ہی کو اختیار ہو (جہاں ننگے بدن نماز پر ہو خواہ اس کپڑے کو ہینکر چہ
 نیلے) اور اگر کپڑا بالکل میسر نہ ہو تو چاہیے کہ نماز ہینکر پر ہے اور رکوع اور سجدہ
 اشارہ سے ادا کرے اور ہینکر اشارہ سے ادا کرے اس سے ہینکر کے کپڑے جو رکوع اور
 اور سجدہ کے پر ہو اور نماز کی شرط نیت ہی نے فصل (یعنی نماز کے ساتھ ہی نیت کرنی چاہی)
 اور نیت میں ضروری ہے کہ اپنی دل سے یہ بات جانے کہ کو کبھی نماز پڑھتا ہو (یعنی بھینہ
 لازم نہیں کہ زبان سے نیت کے الفاظ کہی) اور سنون اور نفلوں اور تراویح کے لمبو
 مطلق نماز کی نیت کافی ہو اور فرضوں کے لمبو فرضوں کا نہیں کرنا مثلاً عید کے روز
 (بالظہر کے فرض کو دیکھ جان لینا) ضروری ہو اور معتدی امام کے بھی پڑھنے کے بھی
 نیت کہے۔ اور نماز جنازہ میں نماز کی نیت خدا کی سطور اور دعا کی فردہ کے لمبو کر

اور نماز کی شرط قبلہ کیلئے نہ کرنا ہو تو جو شخص مکہ کا رہنے والا ہو مسکو ٹھیک کہ قبۃ عراتہ
کیلئے نہ کرنا فرض ہے اور جو مکہ میں نہ رہا ہو وہ اس کی طرف کو نہ کرے (یعنی اس کو
لے نہ دینے کی ایسی طرح کہ اگر اس کو خاص عمارت کیلئے کی سمت میں اس کا منہ ہو بلکہ کسی
کی سمت کو منہ کر لینا کافی ہے) اور جو شخص شمس یا دھندہ کا خوف نہ رکھتا ہو وہ (جو
طرف کو ہو سکے نماز پڑھے) اور جس شخص کو قبۃ معلوم نہ ہو وہ اٹکل کرے اور اسی طرف کو
کہرا ہو جاوے اور اگر اٹکل میں غلطی ہو جاوے تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور اگر غلطی میں
نماز میں معلوم ہو تو نماز ہی میں قبۃ کی طرف کو پھر جاوے اور اگر خد مقتد یوں نے مختلف
سمتیں قبلہ کے لئے اٹکل کیں اور امام کا حال کسی کو معلوم نہ ہو (کہ اس کا منہ کی طرف کو ہو)
تو ان کے لئے کافی ہے (اور جس شخص کو حال اپنے امام کا معلوم ہو اور اس کے خلاف
منہ کئے ہو تو اس کی نماز درست نہ ہوگی) *

باب نماز کی صفت بیان میں (یعنی خود نماز اور اس کے اندر کے احوال میں)
نماز کے فرض بھی ہیں اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہونا اور کہرا ہونا اور قرآن کا پڑھنا
اور رکوع کرنا اور شجرہ کرنا اور آخر کو التحیات پڑھنے کی قدر بیشنا اور نماز میں سے
اپنے فعل سے باہر آنا اور نماز کے واجبات بھی ہیں سورۃ الحمد کا پڑھنا اور دو رکعت
سورت (خواہ ایک آیت لمبی یا تین چھوٹی آیتوں کا الحمد کے ساتھ) ملانا اور پہلی دو
رکعتوں کو قرآن پڑھنے کے لئے معین کرنا اور جو فعل ایک رکعت میں کرے میں آئین ترتیب
کا لحاظ رکھنا (جیسو سجدہ ہو کہ اگر دو سجدہ کو چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لئے
اٹھ کہرا ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ ناقص ہو جاوے گی مگر ترتیب غیر کر افعال میں مثلاً
رکوع اور قیام میں فرض ہو اس کے چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی) اور ارکان کو درست

نماز کی صفت بیان میں

کرنا (یعنی رکعت اور سجدہ و تین اچھی طرح ٹھہرنا) اور پہلی دفعہ بیٹھنا اور اَلْحَمْدُ پڑھنا
 اور لفظ اَللّٰهُمَّ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ (آخر نماز میں) کہنا اور دو غار قنوت نماز و ترمین اور
 دو نو خید و یکی نماز میں تحسین کہنی اور آہستہ اور بکار کر پڑھنا جن نماز و نہیں کہ آہستہ
 اور بکار کر پڑھنا جو اور نماز کی سنتیں جیسے کہ کبیر تحریر کے لکھ دو نو خید کا اٹھانا اور
 اپنی انگلیوں کو کہلار کہنا اور امام کو بکار کر اللہ اکبر کہنا اور سبحانک اللّٰہم آخر تک پڑھنا
 اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا اور (آخر الحمد میں)
 آمین کہنا اور ان منسکوں پر رشید کہنا اور اپنی دھنیا تھکے کو بائیں ہاتھ پر پات کے نیچے کہنا
 اور دو نو خید میں جانے کو اور اس سے برائیاں نیکو اللہ اکبر کہنا اور رکوع کے اندر تین بار
 سبحان پر پڑھنی انظیم کہنا اور رکوع میں اپنے دو نو گھیسو کو دو نو ماہر ہو کر پڑھنا اور ایک
 انگلیوں کو کہلار کہنا اور سجدہ کے لکھ (اور اس سے) ٹھٹھو کیو (سطی) اللہ اکبر کہنا اور آہستہ میں
 بار سبحان پر پڑھنی اللہ علیہ کہنا اور دو نو ماہر ہوں اور دو نو گھیسو کو سجدہ کی وقت زمین پر کہنا
 اور اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ (بائیں پاؤں کو بچھنا اور دھانسنے کو کہلار کہنا اور رکوع اور سجدہ کے
 دھانسنے کہلار کہنا اور دو نو سجدہ و ن کے نیچے سج میں بیٹھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دو سو بار
 اور اللہ تعالیٰ سے) دعا مانگنا اور نماز کے مستحبات میں کہ سجدہ کی جگہ کی طرف فکرا کو
 دھنا اور جماعت کی وقت اپنا منہ بند کر لینا اور اللہ اکبر کہنے کی وقت آہستہ نہیں سوسو دو نو
 ماہر کو نکالنا اور جھجھڑہو سکے کھانسی کو ٹالنا اور جب کبیر میں حی علی الصلا کہنا جاوے
 اس وقت کہلار ہونا (اور جب قہر نامت لہلہو کہنا جاوے اس وقت امام کو نماز کا شروع کرنا
 فصل اور جب نماز میں آیا جائے تو (نماز ہی کو چاہیے کہ اللہ اکبر کہو اور دو نو ماہر اپنی
 کانوں کی برابر رکنا اور ہوا وغیرہ اور اگر نماز کے شروع میں (اللہ اکبر کی جگہ) سبحان اللہ

یا اللہ اللہ کہیا یا فارسی میں کہا (کہ اللہ بزرگتر است) تو فارسیست (جوئی) اور یہی حال ہو کر
 قرآن کو فارسی میں پڑھو اور صورت میں کہ (عربی میں پڑھو ہی) عاجز ہو یا جانور نہ کہ کر و
 بسم اللہ فارسی میں کہے۔ اور اگر شروع نماز میں اللہ اعظمی کہیگا تو نماز درست نہوگی۔
 پہنچو دامنو ماتھہ کو باین پر تائب کے پیچھے رکھے (فائدہ مترجم کہتا ہے کہ مجھ میرت
 مزدون کے لہو اور عزت ماتھو کو منوٹھوں تک ٹھانہو اور ماتھہ سینہ پر رکھے) اور
 دعا کی تفسیل (یعنی سبحانک اللہم آخر تک پڑھو) اور قرآن پڑھنے کے لہو اعوذ باللہ
 بھی آہستہ کہو (یعنی اعوذ باللہ قرآن پڑھنے کے تابع ہے) اس سے یہ نکلا کہ سب
 (یعنی جس کو ایک رکعت امام کے ساتھ نعلی جوہر پیچھے آنسکے ملا ہو وہ) اعوذ پڑھے
 (اسو اسطیکہ جو نماز اور سکور گئی ہو اس میں قرات قرآن کر گیا) اور مقتدی اعوذ پڑے
 (جس نے امام کے ساتھ نماز شروع کی ہو اسو اسطیکہ سکور قرآن پڑھا نہیں) اور عید کی
 تکبیر ان کے پیچھے اعوذ پڑھے (اسطیکہ کہ پہلی رکعت میں مستان پڑھنا تکبیر دون
 کے بعد ہی) اور ہر رکعت میں آہستہ سو بسم اللہ کہو اور بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ہو
 سورتوں کے جدا کر نیے لہو اتری ہو نہ تو الحمد کا کرا ہے نہ کسی اور صورت کا (اور اس
 مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہو وہ اسکو الحمد کا بخیر فرماتے ہیں اور دلیل امام اعظم کی نہیں
 کہ صحیح بخاری اور مسلم میں اس سورت ہو کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی آنحضرت سلم
 پیچھے اور حضرت ابو بکر اور عمر اور عثمان کے پیچھے مگر میں نے ان میں سے کسی کو نہ سنا کہ بسم اللہ
 پڑھتے ہوں بلکہ الحمد سے شروع قرات کیا کرتے تھے اور ان جیسی روایتیں بہت ہر دی
 ہیں اگر بسم اللہ کا جز موقی تو کار کے پڑھنے کی نماز و نہیں الحمد کی طرح اسکو بھی چار کر
 پڑھتے اور حدیث قدسی میں وارد ہے کہ نماز میں کسی ہے خدا تعالیٰ اور بندہ میں جب بندہ

کہنا ہے الحمد للہ رب العالمین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کو بندہ نے میری تعریف کی اور اس پر
 کیا اس کو مسلم نے اس کو بھی بھی معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ الحمد للہ سو شروع ہوتی ہے
 نہ بسم اللہ ہی پھر الحمد اور ایک سورت یا تین آیتیں پڑھے اور امام اور مقتدی الحمد کے
 بعد آیتہ سحر آمین کہیں اور اللہ اکبر (دو نوں) پڑھے کہیں (یعنی اللہ کے الف ک
 کہتے تھیں اس کو کہ مشابہ جزو استعظام کے ہو جا دیکھا اور وہ درست نہیں اور نہ اکبر کی تہا
 بر ٹاؤن) اور اللہ اکبر کے بعد کوٹ کرے اور اپنے دونوں ہاتھ دو نوں پر رکھے اور
 انجلیان ہاتھوں کی کٹلی رکھے اور پیٹھ کو برابر رکھے اور سر کو سر زمین کے ساتھ ہموار کرے
 اور کوٹ کرے میں تین بار سبحان ربی العظیم کہ کر سر اٹھا دے اور امام سر اٹھائے ہو کر
 تیغ اللہ رتق حیدر پر کفایت کرتے اور مقتدی اور اکیلا پڑھنے والا زبانا لکھ الحمد کہیں
 نہ پھر اللہ اکبر کہے اور اپنی دو نوں اور زمین پر رکھے پھر دو نوں ہاتھ پیر منہ کو دو نوں ہتھیلیوں
 کے درمیان رکھے اور اپنی تین کمالیہ کرے (یعنی جب سجدہ سر اٹھا دے تو اول سر اٹھا دے
 دو نوں ہاتھ پھر دو نوں اور اٹھا دے) اور سجدہ زمین پاک اور ہاتھ دو نوں زمین کو لگین اور
 انہیں ہی ایک پر کفایت کرنا یا پکڑنی کے سچ پیر سجدہ کرنا کر دے اور سجدہ میں اپنی دو نوں
 پہلو کو ٹاٹ پر رکھے (یعنی بازو دونوں کو پہلو سے ملے ہوئے رکھے اور اپنی پیٹ کو راتوں سے
 دور رکھے اور اپنی دو نوں پاؤں کی انجلیان قبلہ رخ رکھے) اور سجدہ میں تین بار سبحان ربی
 العظیم کہے اور عزت اونچی نہ ادا ہو کر بلکہ پیٹ کو اپنے دو نوں اور اسو ملا ہوا کہ پھر اللہ اکبر
 کہنا ہوا اپنا سر اٹھا دے اور آرام سے بیٹھ پھر اللہ اکبر کہ کر دوسرے سجدہ آرام کے ساتھ
 کرے اور کھڑی ہوئی کے الی اللہ اکبر کہے (اور) بدون کسی چیز کے سہارا اور بدون پیٹ
 کے (دو مری رکعت کے لکھ کر اچھٹا لکھنے میں ہاتھ پر زور نہ دے اور دوسرے سجدہ کے بعد

جائے ستراحت مگر یعنی آرام کے لئے بیٹھنے اور دوسری رکعت پیش پہلی رکعت کے
 ہوا اتنا فرق ہے کہ دوسری رکعت میں سبحانک اللہم اور الحمد للہ پڑھو اور اپنا ہاتھ
 سوائے بعض مسیح (یعنی آٹھ جگہ) کے اور جگہ اور تھاوی (۴) سے مراد مشتاق نماز
 شروع نماز میں اللہ اکبر کہنے کی وقت قنوت و ترک قنوت عیدین کی تکبیرات میں
 اس استلام یعنی بڑھنے کی وقت حجر اسود کے صنف پر اللہ اکبر کہنے کی وقت ہم
 مرقہ پر اللہ اکبر کہتے ہوئے غزوات میں حج جہر و کونہ ہارتے میں۔ جانا چاہئے
 کہ امام شافعی کے نزدیک دونوں ہاتھ اٹھانا تبرکات ہونے اور زکوہ کے لئے اللہ اکبر
 کہنے کی وقت ہر رکعت میں سنون ہو اور امام اعظم کے نزدیک شروع کی تکبیر میں ہاتھ
 اٹھنا این نہ اس کے سوا دوسری تعبیر میں بلیل قولی پیغمبر خدا صلعم کے کہ ہاتھ نہ اٹھائے
 مابین مگر آٹھ جگہ جو مذکور ہو میں روایت کیا اسکو حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے اور عباس
 بن مسعود ہاتھ نہ اٹھاتے تھے مگر شروع نماز میں اللہ اکبر کی وقت روایت کیا اسکو ابو داؤد
 ترمذی نے) پھر جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے فارغ ہوا پنا بایان پانو
 بچھا کر اوپر بیٹھے اور دہن پانو کو کھرا رکھے اور پانو کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے
 اور اپنا دونوں ہاتھ دونوں ان پر رکھے اور ہاتھوں کی انگلیاں کھلی رکھو اور عورت
 دونوں پانو داہنی طرف کو نکال کر چوڑوں پر بیٹھے اور التحیات (دہ پڑھو جو عبد اللہ
 بن مسعود مروی ہے) واضح ہو کہ اشارہ شہادت کی انگلی سے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ
 تک پڑھو کی وقت التحیات میں بہت سی حدیثوں میں مروی ہے اور اکثر علماء کا عمل ہے
 چنانچہ علماء و فضیلہ بھی اسکو سخت یاد کیا ہے اور اس اشارہ کی کیفیت حدیث کی کتابوں میں
 چند طور پر ثابت ہوئی ہے اور جو طور کہ ظاہر مذہب امام اعظم کے خلاف نہیں یعنی اس کے

علمائے مذہب ہیں انھیں ان کا کہنا پانا جائز ہے تو جو طرہ امتداد کا اس کے خلاف نہیں ہے جو کہ
 تہاوت کی صورت انگشت تہاوت سے اشارہ کرے اور اور درون کو بند کرے خواہ بند کرے
 اور بعد اشارہ کے کہو کہ یہ اور یہ طرح حدیث سے زیادہ تر موافق معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم
 اور بعد پہلی دو رکعتوں کے اور رکعتوں میں درمیان الحمد پر کفایت کرے (مردت بخلاوی)
 اور آخر کا بیٹھا مثل اول بیٹھنے کے ہے (اور شافعی کے نزدیک دو سر قاعدہ میں چوتھوں
 پر بیٹھے بیسویں صورتیں بیٹھتی ہیں اور دلیل امام اعظم کی یہ ہے کہ حضرت انس سے مروی ہے
 کہ رسول خدا مسلم نے نماز میں گئے کہ طرح بیٹھے اور چوتھوں پر بیٹھتے ہی منع فرمایا اس
 روایت کو احمد نے بیان کیا ہے اور قاعدہ بن رافع سے منقول ہے کہ آنحضرت مسلم نے ایک
 اعرابی کو فرمایا کہ جب تو بیٹھے نماز میں اپنی بائیں پاؤں پر بیٹھو اسکو بھی احمد نے روایت
 کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورت دو نو قعدہ میں بیٹھنے سے زیادہ علم اور
 التحیات پڑھ کر اور پھر خدا مسلم بردرد بیٹھے اور ایسی دعا مانگے جو مستحب قرآن وحد
 کے ہونہ لوگوں کے کلام سے اور (بعد دعا کے) امام کے ساتھ سلام پھر مثل تحریک کے
 (یعنی طبع تحریک اپنی امام کے ساتھ کرے) یہ سلام بھی امام ہی کے ساتھ پھر یہی
 اور دہانے بائیں سلام پھر نے میں لوگوں کی اور کلام کا تبیین کی نیت کرے (کہ انیر سلام کشتا
 ہوں) اور جس وقت امام ہو اور خواہ بائیں اس طرف اس کی بھی نیت کرے اور اگر ٹھیک سامنے
 ہو تو اس کی نیت دو نو قعدہ کرے اور امام اپنی دونوں طرف کے سلام میں لوگوں کی اور کلام کرے
 کی نیت کرے۔ اور قرات فجر کی نماز میں اور پہلی دو رکعتوں میں متروک کی اور عشا کی چار
 پڑھ کر تو قضا ہی پڑھتا ہو اور جمعہ اور دو نو عیدوں کی نماز میں (بھی پکار کر پڑھے) اور انکی
 سے اور نماز دو نہیں قرات آہستہ پڑھیں جو دن کو نفل پڑھنے والا (کہ وہ بھی قرات آہستہ

صحیح بخاری

پڑھے) اور جو شخص ایسی نماز جس میں پکار کر پڑھنا چاہئے کہنا پڑھے اسکو اختیار ہو
 (چاہے پکار کر پڑھے چاہے آہستہ پڑھے) جیسے رات کو نفلین پڑھنے والا (مختار ہو)
 پکار کر پڑھے چاہے آہستہ) اور اگر عشا کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں سورۃ چوڑی
 تو اسکو دو رکعتوں پہلی میں الحمد کے ساتھ پکار کر پڑھے اور اگر (پہلی دو رکعتوں میں)
 الحمد نہ پڑھی ہو تو (الحمد کی) قضا (پہلی دو رکعتوں میں) کرے۔ (اسلمو کہ الحمد کو دو قہر
 پہلی رکعتوں میں پڑھنا پڑیگا) اور فرض ایک آیت کا پڑھنا ہے (اور امام شافعی وغیرہ کے
 نزدیک سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور انکی دلیل آنحضرت مسلم کا ارشاد ہے کہ میں
 شخص کی نماز نہیں جسو سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اور امام اعظم کی دلیل قول خداوندی ہے **وَكَافُرًا**
مَّا كُنْتُمْ مِنَ الْقَرَّانِ یعنی پڑھو بقدر ہو سکے قرآن اور کلام الہی پر احادیث سنو زیادتی
 کرنی درست نہیں الاحادیث احاد پر عمل کرنا لازم ہوتا ہے اسلیک الحمد کے پڑھنے کو وجہ
 ٹھہرایا ہو اور آنحضرت مسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ پڑھ جو کچھ تیرے پاس ہو قرآن
 یعنی جو کچھ بتھے یاد ہو کچھ حدیث بھی الحمد کے فرض ہونے پر دلالت کرتی ہو اسلیک کہ اس
 حدیث کے آخرین وارد ہوا ہے کہ پھر تیری نماز تمام ہوئی) اور قرأت کی سنت سفر میں
 سورۃ الحمد اور ایک سورت ہو جو نسی چاہے اور حضرتین (یعنی ٹھہری رہنی کی صورت میں)
 اگر فجر اور ظہر کی نماز ہو تو ان میں دراز مفصل سورتین (مسنون) ہیں اور اگر عصر اور عشا ہو تو
 میانہ سورتین مفصل اور اگر مغرب ہو تو چھوٹی مفصل سورتین (پڑھنی سنت میں مخفی نہ رہے کہ
 سورۃ حجرات سوا آخر کلام مجید تک جتنی سورتین میں آؤ کو مفصل کہتے ہیں ان میں سورۃ حجرات
 سے لیکر سورۃ الدھان ذات البروج تک دراز مفصل کہلاتی ہیں اور وہ ان سے لیکر
 لم یکن تک میانہ اور وہ ان سے سورۃ ناس تک چھوٹی) اور نماز فجر میں صرف اول رکعت

کہ دراز کیا جائے (نہ اس کے سوا اور کسی نماز میں عیسیٰ صبح کی نماز میں اول رکعت کو دو
 کی نسبت زیادہ بڑھانا چاہیے اور نماز و نہیں ایسا نہ کرنا چاہیے بلکہ دو نور عیسیٰ
 مساوی پڑھیں) اور کسی نماز کے لئے کوئی سورت قرآن کی مقرر نہیں ہوئی (یعنی
 ایسا نہ چاہیے کہ کسی نماز کے لئے کوئی خاص سورت مقرر کر لیں اور اس کے سوا دوسری
 سورت کہی نہ پڑھیں) اور مقتدی سترت نکرے بلکہ چپکا بیٹھنے چاہو اگرچہ امام
 آیت رغبت یا آیت خوف کی پڑھے یا خطیب پڑھنے والا خطیب پڑھے یا آنحضرت
 صلعم پروردیجے (ان سب صورتوں میں چپکا سنا چاہیے لیکن کہتے ہیں کہ
 جب خطیب پڑھے یا اَلَّذِينَ آمَنُوا صَبَلُوا حَلِیْلًا وَسَلَامًا عَلَیْہِ سَلَامًا یَرْجُوْنَ وَالْکَیْفَ
 کہ آہستہ درود ہیجے) اور (امام اور خطیب کسی دور کا شخص اور پاس کا) (ان حکم میں)
 برابر ہیں (یعنی خواہ امام کا پڑھنا اور خطیب پاس ہو نیکی جہت سے سنا ہو خواہ دور ہو
 کے سبب سے نہ سنا ہو درود حال و نہیں کچھ پڑھے اور چپ ہے جائنا چاہیے کہ امام شافعی
 کے نزدیک مقتدی پڑوات الحمد کی وجہ سے دلیل ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ لا تَعْلَمُوْا اِلَّا بِمَا نَحْمَدُہُ الْکِتَابُ اور اسباب نہیں بہت سی حدیثیں وارد ہیں اور دلیل امام
 اعظم کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَعَلَّکُمْ تَرْحَمُوْنَ
 کی روشنی مقتدی کو سنا اور چپ ہونا لازم ہے اور آنحضرت صلعم فرماتے ہیں جس کا
 امام ہو تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہو اس کو معلوم ہوا کہ مقتدی الحمد کا پڑھنا
 حکم ثابت ہے اور حضرت علی فرماتے ہیں کہ جو کوئی امام کے پیچھے پڑھتا ہو وہ خطرت
 سلیم کو چرکتا ہو یعنی طبع سلیم کے خلاف چلتا ہو اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق
 نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے اور حدیث جابر سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ

اسی طرح اس
 دور سے اس دور
 اور اس دور سے

از قریب و دور
 اس کے

اس دور سے
 اس دور سے

امام کے چھوٹے بڑے کردہ کارکر ہے یا جیسے روایت کیا اسکا ان الی سے ہے
 یا یا امام کے برائے جماعت سنت کو مکروہ جو امام کے لکھ لائن تروہ جو سب میں زیادہ
 عالم ہوا کہ وہ جو قرآن سب اچھا پڑتا ہو اسکو بعد جزو زیادہ پر ہر کار ہو اسکو بعد جو سب میں
 عزیز زیادہ رکھتا ہو (اور امام شافعی کے نزدیک قرآن کا اچھا پڑنے والا عالم پر
 ہے اور امام عظیم کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلیم نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم امامت کا
 فرمایا اسلئے کہ آپ عظیم زیادہ رکھتے تھے قرآن کے قاری سب زیادہ تھے کیونکہ صحابہ
 میں قرآن مجید سب اچھا بالاتفاق حضرت ابی بن کعب پڑھتے تھے اور بعد ازاں آنحضرت
 صلیم کے آخر عبد مبارک میں ہوا تھا اور اسی سے لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت
 کا استحقاق ثابت کیا جو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی وقت میں قرآن کے عمدہ پڑھنے
 والے زیادہ علم والے ہوتے تھے اسی جہت سے آنحضرت صلیم نے زیادہ علم والے
 کو مقدم فرمایا بخلاف اس زمانہ کے کہ بہت سے قاری جاہل نہ ہوتے ہیں علاوہ ازیں
 قرأت پر صرف ایک رکن نماز کا موقوف ہو اور علم نماز سب ارکان منحصر ہیں) اور زندہ
 اور گواہ اور فاسق متعین (جو بگڑی ہیں مشہور ہو) اور بدعتی (جو نہ ہر ایک سنت
 و جماعت کے خلاف رکھتا ہو) اور اندھا اور عراقرادہ (جو اس عیب میں مشہور ہو گیا
 ہو) ان سب کا امام ہونا مکروہ ہے اور نماز کو اتنا لیا کرتا (جس سے لوگ گھبرا جائیں) اور
 جماعت صرف عورتوں کی مکروہ ہو اور اگر (عورتیں) جماعت کریں تو امام صفت کے
 اندر کچھ امور مخلوق کی جماعت کی طرح (کہ انکا امام بھی صفت میں نہ ہو آگے نہ بڑھے)
 اور مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے وہی طرف کھڑا ہو اور وہ (خواہ زیادہ ہوں) تو
 اس کے چھو کھڑے ہوں۔ اور ادا دل مرد صفت باندہ میں ہر دوسری صفت میں لڑنے کے

(کہڑے ہون) اور انکے پیچھے عورتیں (صفت کرین) اور اگر جس نماز میں رکوع اور سجدہ
 ہوتا ہے مرد کی برابر ایک ہی جگہ میں بدو ن آڑ کے صورت بالغ کہڑی ہو جاوے اور
 بیت اسکی برابر کرے اور ادا بھی اذ کے ساتھ کرے اور امام نے اُصورت کے امام
 مرد کی نیت کرنی ہو تو اس عورت میں مرد کی نماز جاتی رہیگی (اور نماز جتا رہے ہیں بعد حکم نہیں
 اس میں وہ نو کی نماز ہو جاوے گی اور امام شافعی کے نزدیک پہلی صورت میں نماز نہیں جاتی
 اور امام اعظم کے قول کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ سلم نے فرمایا ہے کہ عورت کو پیچھے
 کر دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو مومنین کیا ہے اس حکم کے مخالف مرد میں پس ہوتی
 نہ کر دے بلکہ میں وہ مرد برابر عورت کی کہڑا ہوا ہے اس کو فرض تمام کو چھوڑا ہے نہ عورت نے
 اسکو مرد کی نماز جاتی رہی اور بعد شبہ طہین کہ مذکور ہوئی ہیں اسکو اسطرح کہ مرد عورت
 کی نماز میں اتحاد اسی طرح ہو جاوے اور عورتیں جاعنون میں حاضر نہ ہوں (یعنی خوف
 جنتہ کی جیت سے) اور نا جائز ہو افتدا کرنا مرد کو عورت یا لڑکے کے پیچھے اور بالک کو
 غلبہ والیکا (مثلاً بسکو سلسل بول ہو یا ریح نہ تہتی ہو یا پیٹ چلتا ہو اچھو شخص کو ایسے
 لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے) اور پڑھی ہوئی کو ایسے کا افتدا جو قدرت پر ہونے
 کی نہ کہتا ہو اور کہڑا ہے ہوئی کو شنگے کا جو ستر نہ کہتا ہو اور تندرست کو ایسے شخص کا
 جو رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے اور فرض پڑھنے والیکو قفل پڑھنے والیکا یا اس شخص کا
 کہ دوسرے فرض پڑھتا ہو (اسطرح کہ مجھ سب مقتدی اپنا امام کی نسبت عمدہ حال کہتے
 ہیں پس امامت اسی طرح ہو جاوے گی) اور افتدا وضو والیکا نیمہ والیکو چھوڑو اور وہو والیکا صحیح
 کر سیکو اور چھوڑو کہڑا ہو والیکا پیشہ والیکو چھوڑو یا کبر سے کہتے پیچھے اور اتارہ کر نیوالے کا اپنے
 جیسے شخص کے چھوڑو اور قفل پڑھنے والیکا فرض پڑھنے والیکے پیچھے نماز کو خراب نہیں کرتا

لا تدری

(یعنے جائز ہے) اور اگر (مقتدی کو بعد نماز کے) معاوم ہو کہ امام ہو، چاہے تو (اپنی) نماز کو پھر سہی پڑھ لے۔ اور اگر ایک آن پڑھ اور ایک پڑھا ہو کسی آن پڑھ کے پیچھے نماز پڑھیں یا امام پڑھا ہو پھلی دور کھتو نہیں کسی آن پڑھ آدمی کو خلیفہ کر دے تو سب کی نماز جاتی رہیگی (اسلئے کہ پڑھ ہو سچے ہو سچے کے ہوتے آن پڑھ کی امامت جائز نہیں ہوتی اور یہی حال ہے اگر پڑھا شخص آن پڑھ کو پڑھے ہو تو پھر خلیفہ کر دے اور پھلی رکعتوں کی قید اسلئے لگا دی کہ اس حکم میں مبالغہ ہو جاوے یعنی باوجودیکہ پھلی رکعتوں میں قرارت نہیں اور نہیں اگر خلیفہ کر گیا تو نماز جاتی رہیگی تو اگر پہلی دور کھتو نہیں کہ قرارت فرض ہو کر گیا تو بطریق اولیٰ نماز فاسد ہو جاوے گی) +

باب نماز میں موضوع ہو جانیکے بیان میں۔ جس شخص کا وضو (نماز میں) ہو جائو وہ وضو کرے اور جب جگہ سے نماز چھوڑی ہو وہاں سے شروع کرے اور اگر امام ہو تو اپنا خلیفہ کسی کو کر دے اور یہی حال ہو اگر قرارت سے ترکجاوے (یعنے اسکو بھی چاہیے کہ خلیفہ کر دے تاکہ لوگوں کو قرارت سے نماز پڑھاوے اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہواونکے نزدیک جتنی پہلے پڑھی ہو وہ جاتی رہی ہے سرسری پڑھاوے اور امام اعظم کی دلیل حضرت مسلم کا ارشاد ہے کہ جس کسی کو آجاوے تے یا کسی کو چاہیے کہ نماز سے ہٹے اور وضو کرے اور پھر اپنی نماز پربنا کرے یعنی جتنی پہلے پڑھ لی ہو اس میں اور ملا کر پوری کر دے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسے سطر حکا مضمون حضرات ابوہریرہ اور عمر اور علی اور ابن مسعود اور سلمان رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے) اور اگر وضو ٹوٹنے کے خیال سے مسجد کے باہر نکلاوے یا دیوانہ ہو جاوے یا خواب میں انزال ہو جاوے یا بھوش ہو جاوے تو ان صورتوں میں نماز از سر نو پڑھو (پہلے کی نماز کو پورا کر کے اسلئے کہ

بعد باتین بہت کتر ہو کر فی ہین انکو عادت کے موافق امور پر قیاس کرنا چاہیے) اور اگر ایسی
 چیز ہے کے بعد وضو ٹوٹا تو وضو کر کے سلام پیر سے (اسلٹو کہ لفظ سلام واجب تھا
 اُسکے ذمہ پر باقی ہے) اور اگر دستہ وضو ٹوڑ دیا یا بات کی تو نماز پوری ہو گئی (کیونکہ اسے
 فعل سے نماز کے باہر آنا فرض تھا وہ ادا ہو گیا) اور اگر نماز میں شیم مالالپانی دیکھ لے
 یا سج کر نیوالے کی مدت مسح پوری ہو جاوے یا موزہ کو تہوڑی سی عمل سے نکال دے (تو نماز
 باطل ہو جاوے گی اور متھوری عمل کی شرط اسلٹو ہو کہ اگر عمل بہت ہو گا تو عمل ہی سے نماز
 باطل ہو جاوے گی طہارت قدم کے دور ہونے پر منحصر نہ ہوگی) یا آن پڑ و نماز میں کوئی ہوش
 سیکھ لے یا تنگے کو کپڑا مل جاوے یا اشارہ سے پڑھنے والا رکوع اور سجدہ پر قادر ہو یا قضا
 ترتیب کو قضا نماز یاد آ جاوے یا پڑھنے والا کسی آن پڑ و کو نائب کر دے یا صبح کی نماز
 میں آفتاب نکل آوے یا جمعہ کی نماز میں عصر کا وقت آ جاوے یا زخم اچھا ہو کر پٹی گر پڑے
 یا عذر والیکا عذر (مثل سلسل لول اور پٹ چلنے کے) دور ہو جاوے تو (ان سب
 صورتوں میں) نماز باطل ہو جاوے گی۔ اور جائز ہے نائب بنانا مسبوق کیا (اور مسبوق وہ
 ہے جسکو امام کے ساتھ کچھ نماز نعلی ہو) پس (مسبوق) جب امام کی نماز تمام کر چکے وہ دوسری
 شخص کو اپنا نائب کرے جسکو امام کے ساتھ پوری نماز ملی ہو (اوسکو نذیر کہتے ہیں) یہ
 درک متعذر ہو کہ سلام پیر سے (اور مسبوق اپنی نماز پوری کرے) اور مسبوق اگر کوئی کام نماز کے خلا کر گیا
 (مثلاً وضو ہو جاوے یا کھینکھلا دے یا اور ایسا ہی کام کرے) تو اس (مسبوق) کی نماز
 باقی رہے گی نہ اور لوگوں کی (اسلٹو کہ جب استغذیرک کو اپنا نائب کر دے یا تو امام مدد کر ہوگا
 نہ جگہ مسبوق اب جو کام نماز کا متعذر مسبوق سے سرزد ہو گا اُس سے صرف مسبوق کی نماز
 جاوے گی نہ اور لوگوں کی) جیسے اگر امام نے اپنی نماز تمام کر نیکی وقت قہقہہ کیا تو اسکو متعذر

بھی نماز سبوت کی جانی رہیگی (اسلٹو کہ مجھ فعل نماز کا مفسد امام کی طر ف سے سبوت کی نماز کے پچ میں ہوا ہو گا امام کی نماز کے نعمت کی وقت ہوا ہو) اور اگر امام مسجد میں ہو چکا ہو اور باتین کرنے لگے تو نماز نہیں بنائیگی (یعنی ان دونوں صورتوں میں امام کی نماز تمام ہو گئی اسلٹو کہ اپنی فعل سے نماز سے باہر ہو گیا کوئی رکن اور اسکے ذمہ پر باقی نہیں رہا اسلٹو سبوت کی نماز بھی فاسد نہ ہوئی کیونکہ نماز کے پچ میں کوئی مفسد پیش نہیں ہوا بخلاف کچا کر نہیں کے نماز کے اندر کہ وہ مفسد نماز سے امام کے حق میں بھی اور مردک اور سبوت کو حق میں بھی) اور اگر کو عین خواہ مسجد میں بیٹھ ہو اور وہ وضو کر کے پہلی نماز پڑھا کرے اور جس کو عین خواہ مسجد میں بیٹھ ہو اور وہ وضو کرے (اسلٹو کہ اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے جو عین خواہ مسجد میں بیٹھ ہو اور وہ وضو کرے دوبارہ (اگر نا چاہیے)۔ اور اگر نماز میں کو حالت رکوع خواہ مسجد میں یا د آیا کہ ایک سجدہ رہ گیا ہو اور اس رکوع میں ہی سجدہ کو ادا کیا تو جس رکوع میں وہ یاد آیا ہو اسکو دوبارہ ادا کرے اور اگر مقتدی ایک ہی تائب ہو نیکی لٹو وہی متعین ہو جاتا ہو بدون نیت کے یعنی اگر امام کے پچ میں صرف ایک ہی مقتدی ہو اور امام بیٹھ ہو جائے تو مقتدی خواہ امام ہو جائے یا بدو خلیفہ بنائے)۔

باب ان چیزوں کے بیا نہیں جو نماز کو فاسد کر دیتی ہیں اور جو نماز کے اندر مکرہ ہیں (نماز کے اندر) بات کرنی اور ایسی دعا مانگنی جو ہم لوگوں کی باتوں کے مشابہ ہو اور بات آواز میں رونا اور آکرنا اور پکار کر رونا مصیبت اور دروہ یا کسی جو نماز کا مفسد ہو اور اور دوزخ کو یاد کر کے رونا مفسد نہیں اور بدون عذر کے کھانا سنا (یعنی بدون اس بات کے کہ گئے یا چھاتی میں بھگم اٹھا ہو یا اثر کہا فسی کا ہو اور حین احین کرنا) اور چھینک کے جواب میں یرحکم اللہ کہنا اور اپنا امام کے سوا غیر کو پڑھنے میں لقمہ دینا اور

نماز کے اندر مکرہ بات کرنا اور دعا مانگنا

سید جواب میں لا الہ الا اللہ کہنا اور سلام کرنا اور اسکا جواب دینا اور شروع کرنا
عصر یا نفل کا بعد ایک رکعت ظہر کے زیم و ظہر کا (بھی سب بھی متعدد نماز میں یعنی ایک نما
کی ایک رکعت پڑھی ہو و دوسری نماز شروع کی تو پہلی نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر پہلے دو
نماز کی نیت ہوتے سر سے کی تو فاسد نہ ہوگی) اور نمازی کا پڑھنا قرآن دیکھنا اور کہنا لا
یہنا (بھی بھی متعدد نماز میں) اور اگر کسی گھسی ہوئی چیز کو نماز کے اندر دیکھا اور اسکو سمجھا
یا اپنی دانتوں کے درمیان کی چیز کہانی یا کوئی شخص اس کے سجدہ گاہ میں کو گذر گیا
ان باتوں سے نماز نہیں جاتی اگرچہ گدہ ریواسے پڑ گیا ہو تو باہر سے اور کمر دات نماز کے
بھی میں نمازی کا اپنے بدن اور کپڑے سے کہلنا اور ایک دفعہ ہو زیادہ سجدہ کے لگ کر
کوٹھانا اور اٹھلکنا چٹھانا اور اٹھ کھڑے پر کہنا اور ایمین دہشتہ دیکھنا اور گتے
کی طرح چتر و غیرہ بیٹھنا اور دو زواتھو کو مسجد میں کہنیں تک بیٹھنا اور سلام کا جملہ
باتھ کے اشارہ سے دینا اور بدون غدر پالتی مار کر بیٹھنا اور شیش کے بالونین گروہ
اور کپڑے کو زمین پر گرنے سے بچانا اور اسکو بدون ہاندھ کر یا تھیل یا پست لٹکا کر کہنا اور
جماعتی یعنی اور انہیں نہ کرنی اور مسجد کی محراب میں کھڑا ہونا مگر سجدہ کرنا محراب میں کرنا
نہیں اور نیزت امام کا چوڑہ پر کھڑا ہونا اور اسکا آلتا یعنی امام بیٹھے ہو اور تعقیب سے
چوڑہ پر ہوں اور ایسا کپڑا بیٹھنا جس میں تصویریں ہوں یا ایسی طرح کھڑا ہونا کہ سر کے اوپر
خواہ سامنے یا برابر میں تصویریں ہوں لیکن اگر تصویر بہت چوٹی ہو یا سر کی ہوئی ہو یا
چیز کی ہو مثلاً درخت پہول وغیرہ کی تو مکروہ نہیں اور آیتوں اور تسبیح کو یا تھو پڑھنا
مکروہ نہیں سمانیب اور تھو کا (تھوڑے سے محل سے) مار ڈالنا اور ایسے شخص کی نیش
کی طرح نماز پڑھنا جو باتیں کرتا ہو یا قرآن مجید کی طرح فلو یا لنگی ہوئی تلوار کی طرح نماز پڑھتی

(اور نئے لٹکی ہوئی بھی یہی حکم رکھتی ہے) یا شمع یا چراغ کی طرف نواز پڑھنی اور ایسی صورت
 پر نماز پڑھنی جس میں تصویریں ہوں بشرطیکہ مسجدہ تصویروں پر نہ ہو **فصل** باخانیہ پھر
 میں قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پٹہ کرنا (مکانات میں) مکروہ ہو (پس جنگل میں بطریق اور
 مکروہ ہوگا) اور مسجد کا دروازہ مقفل کرنا اور اسکی چیت پر سمیت کرنی اور بول و برا کرنا
 مکروہ ہو نہ ایسے گھر پر پیشاب کرنا جسکے اندر مسجد ہو (اور مکروہ نہیں مسجد کو گچ اور سونے
 کے پانی سے منقش کرنا)

باب وتر اور نوافل کے بیان میں - وتر نماز واجب ہو (اور امام شافعی کے نزدیک
 سنت ہے) اور امام اعظم کی دلیل آنحضرت مسلم کا ارشاد ہے کہ وتر حق واجب ہو ہر مسلمان پر
 روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے اور وتر میں کھتین ہیں ایک سلام
 کے ساتھ اور دعا و قنوت تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے ہمیشہ پڑھو اور اول ہاتھ
 اوٹھا کر اٹھا کر کیلے (اور امام شافعی کے نزدیک وتر میں قنوت نہ پڑھے مگر نصف اخیر
 رمضان کے وتر میں اور فجر کی نماز میں قنوت پڑھو اور انکے یہاں قنوت رکوع کے
 بعد پڑھے نہ رکوع سے پہلے اور دلیل امام اعظم کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت مسلم قنوت
 پڑھتے تھے وتر میں رکوع سے پیشتر روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور نسائی اور دقطنی
 اور طبرانی اور ابوالفہیم اور ابن ابی شیبہ نے اور نسائی میں ہے کہ آنحضرت مسلم وتر میں
 رکعتیں پڑھتے تھے اور قنوت پہلے رکوع سے پڑھتے تھے (اور وتر کی تینوں رکعتوں میں
 الحمد اور ایک سورت پڑھو اور سوا وتر کے اور نماز میں قنوت نہ پڑھو) (جس امام
 شافعی کے تابعین فجر میں پڑھتے ہیں) اور جو امام کہ وتر میں قنوت پڑھتا ہو مقتدی
 اسکی متابعت کریں اور اگر فجر کی نماز میں امام قنوت پڑھو اسکی متابعت کریں (یعنی)

[illegible]

ممنوع میں شروع کی ہو اور امام شافعی کے نزدیک نفل چنانکہ نفل اصل میں لازم نہیں
 تو شروع کے بعد بھی لازم نہیں یعنی اگر بعد شروع کے فاسد کر دیا تو اس کے نقصان
 ان کے نزدیک لازم نہ ہوگی اور دلیل امام اعظم کی قول خدا تعالیٰ کا ہے کہ لا یجوز لکم ان تھملوا
 یعنی مت بیکار کرو واپس غلو نہ کرو اور شروع کے بعد توڑ دینا بھی عمل کا باطل کرنا ہی
 اور حضرت عائشہؓ اور حضرت عمرؓ مشغول ہو کر ہم روزہ سو تھو کہ ہمارے ایک کہنا آیا
 جس کو چار ذیل چاہتا تھا ہم نے اس کو کھا لیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو تضاد و سر
 وں کر لینا روایت کیا اس کو ابو داؤد و اور ترمذی و ابن کثیر نے اور طبرانی میں یہ
 بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پھر ایسا کام مت کرنا اور اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور
 بعد پہلے قعدہ کے توڑ دینی یا قعدہ اولیٰ سے پیشتر فاسد کر دی یا چار و تین کچھ
 نہ پڑا یا حضرت ذوالریحہ تو تین پڑا یا صرف دو پچھلی رکعتوں میں پڑنا یا دو رکعتوں میں
 اول کی اور ایک پچھلی میں قزات کی یا ایک پہلی رکعت میں اور دو پچھلی رکعتوں میں پڑنا یا
 سب صورتوں میں دو رکعتیں قضا کرے۔ اور اگر اول کی دو رکعتوں میں سے ایک میں
 اور بیچے کی دو رکعتوں میں سے بھی ایک میں قزات کی یا ایک رکعت میں صرف پچھلی دو رکعتوں
 سے پڑنا یا پچھلی دو میں سے تو (ان صورتوں میں) چار دن کے تین قضا کرے۔ اور ایک
 نماز پڑھ کے پھر اٹھ جیسی دوسری نہ پڑھی جاوے (جاننا چاہیے کہ سلف سے یہ مضمون
 اس طرح چلا آتا ہے اور بعض علمائے اسکو حدیث خیال کیا ہے اور اس کے معنی چند طرح پر
 بیان کئے ہیں اول یہ کہ جو فرض چار میں اس کے بعد اور چار رکعتیں اس طرح نہ پڑھے کہ
 دو رکعتوں میں قزات ہو اور دو میں نہ ہو جیسے فرض پڑھے ہیں اس قول کے بموجب تھم
 مضمون نفل کے کل رکعتوں میں قزات کے فرض ہونیکا بیان ہے اور اسی توجہ کو امام محمدؒ

فی مسجد نماز باہر دوسری جگہ کہ مسجد و زمین جماعتوں کے گھر کر نیکو منع کیا ہو
 یہ کہ اگر نماز میں دوسرے جگہ رہنے کا ہو وہی تہاد کے از سر نو پڑھنے کو منع کیا
 اور باوجود قدرت کہ ہر ایک کے نفل پڑھنے والا شروع ہو بیٹھ کر پڑھو اور کھڑا ہو کر پڑھو
 کی ہو تو بیٹھ کر تمام کر لے اور سوار آدمی شہر کے باہر اپنی سواری پر نفل اشارہ ہو
 اور منہ اسطر فکو کرے جدھر اسکی سواری جاتی ہو اور اگر ترکعتی باقی ہو اتنی پڑھے
 اور اگر زمین پر پڑھتا ہو تو سواری پر اسکو تمام کرنا درست نہیں (یعنی اگر سواری
 نماز اشارہ ہو پڑھتا ہو اور کسی حال میں اور تو پہلی نماز پر بنا کر سکتا ہو اور اگر
 پڑھتا تھا اور کسی حال میں سواری ہو تو پہلی نماز پر بنا کر بلکہ تیسری نماز پڑھے)
 فصل تراویح کے بیان میں اور رمضان کے پہلے میں نماز عشا کے بعد ۲۰ رکعتیں
 سلام سے تہدین سے پیشتر مسنون ہیں اور وتر کے بعد بھی آٹھ ہیں اور ست ہو اور تین
 اور قرآن پورا ایک بار مستننا اور چار رکعتوں کے بعد بقدر چار رکعتوں کے بیٹھنا اور
 نماز وتر میں رمضان میں جماعت سے پڑھو (غیر رمضان میں جماعت سے نہ پڑھے)
باب فرض نماز میں ملنے کے بیان میں۔ فرض ظہر کی ایک رکعت تنہا پڑھ کر
 کہ تکبیر ہو گئی تو دو رکعتیں پوری کر کے امام کے ساتھ شامل ہو جاؤ اور اگر تین
 تکبیر ہوئی تو نماز کو پورا کر لے اور امام کے ساتھ نفل کا افتہا کر دو اور اگر فرض نماز
 یا مغرب کی ایک رکعت پڑھنے پر تکبیر جماعت کی ہو تو نماز کو نو رکعہ شامل جماعت ہو جاؤ
 اور جس مسجد میں اذان ہو گئی ہو اس میں سے نکلتا کر دو رکعتیں کہ نماز نہ پڑھ لے
 اگر اذان سے پیشتر نماز پڑھ چکا ہو تو نکلتا کر دو رکعتیں مگر ظہر اور عشا میں (کہ باوجود نماز
 پڑھ چکنے کے مسجد سے نکلتا کر دو رکعتیں تکبیر شروع ہو گئی ہو۔ اور جو شخص کم ہسابان کا

مسلم

ابن ماجہ
مسلم
بخاری

خوف کرے کہ اگر سنت فجر کی ادا کرنا تو فرض نہیں ہے تو اسکو چاہیے کہ سنتوں کو
 ترک کر کے جماعت میں بلجاو ہو اور اگر فرضوں کے نمانے کا خوف ہو تو مستون کو
 ترک کرے۔ اور فجر کی سنتیں قضا کیجاوین کر فرضوں کے ساتھ میں (یعنی اگر سنتیں
 صرف قضا ہو گئی ہوں فرض قضا نہ ہوئے ہوں تو سنتوں کو قضاء نہ پڑھے ہاں اگر سنت
 و فرض دونوں قضا ہو گئے ہوں تو اسوقت قضا و فرض کے ساتھ میں سنتیں بھی پڑھے
 اور پہلے رکعتیں ظہر ہی کی وقت میں بعد کی دو رکعت سنت سو پیشتر ادا
 کیجاوین (یعنی اگر چار سنتیں ظہر سے پہلے نالی ہوں تو ادا کر دو فرضوں کے بعد ہی
 دو سنتوں سو پیشتر ادا کر لے اگر وقت ظہر ہو) اور ایک رکعت کے ملنے سے ظہر جماعت
 کے ساتھ ہوگی بلکہ ثواب جماعت کا ملے گا (یعنی اگر کسی نے قسم کہا ہے کہ میں ظہر کو
 جماعت کے ساتھ پڑھوں گا اور اسکو ایک رکعت ہاتھ آئی تو اس پر قسم کا کفارہ لازم
 ہوگا) اور نماز فرض سے پہلے نفلین کی صورت میں پڑھے کہ وقت کی نماز کے جاتے نہ ہو
 کا خوف نہ ہو ورنہ نفل پڑھے (فرضوں پر کفایت کرنا چاہیے بعض علماء نے ان نفلوں
 سو واد سنت کی ہو یعنی حکم سنتیں پڑھنے کا اسوقت ہو کہ وقت کی نماز کے جانے کا
 خوف نہ ہو اور بعضوں نے نفلین ہی مراد لی ہیں یعنی جب کوئی مسجد میں آوی اور جماعت
 میں دیر ہو تو نفلین پڑھے بھانٹک کہ خوف اس بات کا نہ ہو کہ وقتی نماز جماعت سے
 غلطی اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور تجھیر کیلئے کھڑا رہا یا تاک کہ امام نے رہنا کر
 سو اٹھالیا تو مقتدی سو رکعت مذکور فوت ہو گئی (یعنی شرط رکعت کے ملنے کی جگہ جو
 کہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جاوے اور اگر رکوع امام کے ساتھ نما تو ساری
 رکعت نالی) اور اگر مقتدی نے (امام سے پہلے) رکوع کیا اور رکوع ہی میں امام نے اسکو

ایچا یا تو دریت ہو (اور اگر امام کے رکوع سے پہلے مقتدی نے رکوع سے سر اٹھالیا
تو نماز ادا کی جاتی رہیگی گو اول صورت میں نماز نہیں جاتی مگر تاہم مقتدی کو نچا ہیجی
کہ امام سے پہلے کوئی کام کرے) (۴)

باب فضا نمازوں کے ادا کرنے کے یا نہیں۔ ترتیب نماز فضا اور نماز وقتی
میں در خود فضا نماز و نہیں واجب ہے اور ترتیب تین باتوں سے (ساقط ہو جاتی ہے) (اول)
وقت کی تنگی سے (جس میں گنجائش فضا نماز اور وقتی کی نہیں) دوم (فضا نماز کے)
یا در بنے ہو سو فضا نماز کا شمار پانچ سو زیادہ ہو جانے سے اور ترتیب نہیں پھر
آتی بہت سی فضا نمازوں کے کم ہو جانے سے (یعنی اگر ادا کے ذمہ بہت سی
نمازیں نہیں اور اسنو ادائیں سو ادا کیں یہاں تک کہ پانچ سو کم رہیں تو اس سے
صاحب ترتیب نہر جا دیگا جب تک کہ سب ادا کر چکے) پس اگر کوئی شخص فرض وقت
پڑھے حالانکہ ادا سکویا دہو کہ میرے ذمہ ایک نماز ہے گو وہ فضا نماز و تر ہی ہو
تو اس شخص کے فرض فاسد ہو دینگے مگر انکا فساد سو قوف (ایک شرط پڑ رہیگا) وہ
بیم ہو کہ ان فرضوں کے بعد اگر فضا نماز کو ادا کر لیا تو یہ فرض فاسد ہو جاوینگے
انکو بھی دوبارہ پڑھو اور اگر اس فضا نماز کو ادا کیا یہاں تک کہ چہ وقتی نماز میں
ادا کر لیں تو سب نمازیں صحیح ہو جاوینگی اسکو کہ کثرت کی حد میں داخل ہو گئیں اور کثرت
ترتیب کو دور کرتی ہے جیسی پہلنا اور وقت کا تنگ ہونا ترتیب کو ساقط کر دیتا
مثلاً اگر بھولے ہو وقتی نماز پڑھ لے تو جائز ہو جاتی ہے اس طرح اگر وقت تنگ ہو کہ
فضا کو پڑھ لیا تو وقتی نماز کا وقت نہ رہیگا تو اس صورت میں بھی فضا کو ملتوی کر کے وقتی کو
پڑھے اور ترتیب کے واجب نہ ہونے میں امام شافعی کا خلاف ہو اور امام عظیم کی دلیل قول

فضا نماز واجب ہے
اگر کسی نے اسے
نہیں پڑھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے جو شخص نماز نہ پڑھے اور کبھی لجاجت کرے اور اس وقت یاد کرے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہو پس اس کو پناہ ہے کہ جو نماز پڑھ رہا ہو اس کو چھوڑ دے پھر وہ نماز پڑھ جائے جو اس کو یاد آئی ہو یعنی قضا کو پڑھے پھر اس نماز کو دوبارہ پڑھے جو امام کے ساتھ پڑھی تھی اس حدیث سے نزدیک کا لازم ہوا قضا نماز اور وقتی نماز میں معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث کو مالک نے بردار قطنی اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور نیز جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں فوت ہو گئیں تو آپ نے ان کو ترتیب وار ادا فرمایا اور ارشاد کیا کہ نماز اس طرح ادا کرو جس سے مجھ کو ادا کرتے دیکھا اس حدیث سے قضا نماز و نہیں ترتیب کا لازم ہونا پایا جاتا ہے واللہ اعلم *)

پاسب (یعنی بھول کے مسجد میں بیٹھنا) جو فعل کہ نماز میں واجب ہے اس کے چھوڑنے سے بعد سلام کے دو مسجد میں معتدلتحیات اور سلام کے واجب ہونے ہیں اگرچہ ترک واجب مکرر ہو جاوے (یعنی چند سہو کے لئے دو ہی مسجد کی کفایت کرتے ہیں اور مسجد سہو واجب ہوتا ہے) امام کے سہو سے نہ مقتدی کی بھول سے (یعنی اگر امام نے سہو کیا تو مقتدی کو بسبب امام کی متابعت کے بعد سہو لازم ہو جاتا ہے اور اگر مقتدی کسی سہو سے امام سے نہ ہوا تو مقتدی ہی مسجد سہو قطع ہوتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک سجدہ سہو سنت ہے واجب نہیں اور سلام کو پہلے ہی نہ بعد اس کے اور دلیل امام عظیم کی ظاہر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ہر سہو کی سطر دو سجدہ میں ہیں بعد سلام کے روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ (پس اگر نماز پہلا قعدہ بھول کر اٹھو مگر قعدہ سہو نزدیک ہو تو بیٹھ جاوے اور قعدہ کرے اور اگر قیام سہو نزدیک ہو تو نہ بیٹھے اور (آخر میں قعدہ کے بھول کر اسطر) سجدہ کرے)

سجدہ کی کفایت

قائلند کہ کہتے ہیں کہ دور می اور نزدیک قعدہ سے اعتبار نمازی کے نیچے کر کے
 کے ہی یعنی اگر نیچے کا آداب پھر سیدنا نہیں ہوا تو قعدہ کے نزدیک ہی وزن قیام
 کے نزدیک) اور اگر قعدہ اخیر کو بھول کر آٹھ گہرا ہو تو جب تک پانچویں رکعت کا
 سجدہ نہ کرے بیٹھ جاویں اور سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کیا تو
 سجدہ سے سر اٹھاتے ہی فرض یا طل ہو گئے اور وہ نماز نفل ہو گئی اس صورت میں
 چاہیے کہ پانچویں رکعت کے ساتھ چھٹی ملا لیوے اور اگر قعدہ اخیرہ کر کے آٹھ
 گہرا ہو تو پھر بیٹھ جاویں اور سلام پھیری اور اگر (اس صورت میں بھی) پانچویں رکعت
 کے آٹھ سجدہ کر لیا تو فرض تو پوری ہو گئے مگر (اس پانچویں کے ساتھ ایک رکعت
 چھٹی ملا دی تاکہ مجھ دو نور کعتیں) (کہ چار کے بعد ہوئیں) نفل ہو جائیں اور سجدہ
 سہو کرے۔ اور اگر نماز نفل میں دو رکعت کے بعد سجدہ سہو کرے تو ان کعتوں
 اور دو رکعتیں بنا کر سے (اسلٹو کہ سجدہ سہو نماز کے آخر میں ہونا چاہیے نہ پہلے)
 اور اگر سہو دل سے نماز کا سلام پھیرا اور کسی شخص نے (اس خیال سے کہ اوپر سجدہ
 باقی ہے) اسکا اقتدا کیا تو اگر بیکہ سہو والا سجدہ سہو کر لگا تو مقتدی کا اقتدا صحیح ہے
 ورنہ درست نہیں لگا (اسلٹو کہ اقتدا بعد سلام کے یعنی نماز سے خارج ہونے کے بعد درست
 نہیں اور سجدہ کرنے کی صورت میں صحت اقتدا کی بیکہ جہ سے کہ اقتدا نماز کے اندر صحیح
 ہو جاتا ہے) اور سجدہ سہو (اگر ذمہ ہو) ادا کرے گو سلام بہ نیت نماز کے تمام کر نیکی
 پھیرا ہو۔ اور اگر مصلی شک کرے کہ کتنی رکعتیں ادا کی ہیں اور یہ شک دل ہی دفعہ
 ہو ہو تو نماز نئے سرے سے پڑھے اور اگر شک اکثر ظاہر کرنا ہو تو اٹھ کر (سو آنچو دینا)
 کرے (کہ کتنی پڑھ چکا ہوں) اور اگر (دل کی شہادت سے کسی طرف کو) ظن غالب نہ ہو تو

اور اگر عین نماز کے اندر بیمار ہو جاوے تو اسکو پورا کر ہی چسپور پر کہ ہو سکے (خواہ
 بیشک خواہ کروٹ پر خواہ اشارہ سے) اور اگر بیشک نماز رکوع اور سجدہ کے ساتھ
 پڑھتا تھا اور (نماز ہی میں) تندرست ہو گیا تو کھڑا ہو کر باقی کو پورا کرے اور اگر رکوع
 سجدہ اشارہ سے کرتا تھا (اور صحت پائی) تو (اس صور میں) اس نماز پر بنا کرے
 (بلکہ کھڑا ہو کر نئے سر سے نماز پڑھے) اور فعل والے کو مکہ کرنا کسی چیز (مثلاً دیوار
 اور لاشی) پر درست ہو بشرطیکہ تکاب گیا ہو۔ اور اگر کشتی میں بدون عذر نماز بیشک
 پڑھے تو درست ہے (اور عذر کشتی کا ستر گھونٹا اور قے کا آنا وغیرہ ہو اور شروع
 نماز کی وقت قبلہ کی طرف منہ کر لینا لازم ہے اور بعد اسکے جس طرف کو قبلہ پھرے
 اسی طرف نماز کے اندر منہ کر لے) اور جو شخص بیہوش یا مجنون ہو جاوے یا پنج نمازوں
 کے وقت تک وہ نماز نہ کو قضا کرے اور اگر (پانچ نمازوں میں) زیادہ ہو جائے
 تو قضا کرنا لازم نہیں +

باب ۱۰ تلاوت قرآن کے سجدہ کر نیکیے بیان میں۔ سجدہ واجب ہوتا ہے ایک
 کے پڑھنے پر وہ آیات (سجدہ میں) سے (اور نزدیک شافعی کے سجدہ تلاوت
 سنت ہے اور دلیل امام حنظلہ کی یہ حدیث ہے کہ سجدہ لازم ہے سننے والے اور پڑھنے
 والے سجدہ پر اور ظاہر الفاظ اس حدیث کے واجب ہونیکو مقتضی ہیں) ان آیتوں
 میں سو پہلی آیت سجدہ کی سورہ چھ ہیں اور ایک آیت سورہ قس میں (اور نزدیک
 امام شافعی کے سورہ چھ کی آخر آیت سجدہ ہے اور سورہ ص میں اس کے نزدیک سجدہ
 نہیں اور دلیل امام اعظم کی یہ حدیث ہے کہ مصحف عثمانی میں کہ مقتد علیہ اسباب ہیں اور ان
 آیات پر علامت سجدہ کی کی ہوئی ہے فائدہ سجدہ کی آیتیں ان سوروں میں ہیں

بائیں
 قرآن
 سجدہ
 آیتیں

سورہ اعراف کے آخر میں سورہ زمر میں سورہ نمل میں سورہ صافات میں سورہ یوسف میں سورہ ابراہیم میں سورہ
 مریم میں سورہ حج میں اول کی آیت سورہ فرقان میں سورہ نمل میں سورہ النمل میں سورہ النمل میں سورہ النمل میں
 میں سورہ حم سجده میں سورہ ص میں سورہ النجم میں سورہ اذا السماء
 انشقت میں سورہ الاستراخین (سجده واجب ہوتا ہے اس شخص پر کہ آیت
 سجده کو تلاوت کرے گو امام ہو اور اس شخص پر جو اسکو سن کر چاہے ارادہ
 ہو وہی یا مقتدی ہو اور واجب نہیں ہوتا مقتدی کی تلاوت سے (یعنی اگر مقتدی
 نے آیت سجده نماز میں پڑھی تو اس پر یا امام پر سجده لازم نہوگا) اور اگر آیت سجده نماز میں
 نے اپنی ہوا کسی اور شخص کی تو بعد نماز کے سجده کرے اور اگر نماز میں سجده کرے تو بعد
 نماز کے پھر سے سجده کرے نماز کو نہ دہرا دی۔ اور اگر امام سے آیت سجده سن کر
 اقتدا کیا پھر اس کو کہ امام سجده تلاوت کرے تو امام کے ساتھ سجده کرے اور اگر قضا
 بعد سجده امام کے کیا تو اسکو سجده نکرنا چاہیے اور اگر اس امام کا اقتدا کرے
 تو سجده تلاوت خود کرے۔ اور جو سجده کہ نماز کے اندر واجب ہوا ہو وہ نماز کے
 باہر قضا کیا جاوے اور اگر آیت سجده نماز کے باہر پڑھی اور سجده کر لیا پھر نماز میں
 اسی آیت کو دوبارہ پڑھا تو وہ پھر سے دفعتہ سجده کرے اور اگر سجده اول بار نہیں کیا
 تو ایک سجده کفایت کرتا ہے جیسو وہ شخص کہ آیت سجده کو ایک مجلس میں کہی بار پڑھی
 نہ کہ دو مجلسوں میں (یعنی اگر آیت سجده کو ایک مجلس میں کہی بار پڑھا تو ایک سجده وہ
 ہوگا اور اگر کہی مجلسوں میں پڑھا تو ہر مجلس میں ایک سجده واجب ہوگا) اور کیفیت سجده
 کی یہ ہے کہ نماز کی شرائط کے ساتھ بدن ماتھے اوٹھائے اللہ اکبر کہے سجده
 کرے اور پہلے اللہ اکبر سر اٹھاوے التحیات اور سلام پھیرنا سمین کچھ نہیں۔ اور

تو دوست ترک ہو کر نماز نہ پڑھے اور بچہ حکم قصر کا (جنتک ہو کہ) مسافر اپنی شہر میں
 داخل ہو یا پندرہ روز کے ٹھہرنے کی کسی شہر میں یا گانوں میں نیت کرے نہ کہ اور مٹی
 میں (یعنی پندرہ دن کی نیت اگر دو جگہ میں گرے گا تو اس سے مقیم نہ ہوگا اور ذکر
 کہ اور مٹی کا مثال کی طور پر ہے) اور اگر نیت ٹھہرنے مٹی پندرہ دن سوگم کرے
 خواہ کچھ نیت کرے اور برسوں تک رہو تو سفر ہی کا حکم رہیگا نماز قصر کو جا دینا یا
 نیت کرے پندرہ دن کے ٹھہرنے کی کوئی لشکر کسی دار الحرب میں گو دہائے کسی شہر
 کا محاصرہ کئے ہوں (یعنی لشکر اسلام غالب ہو) یا لشکر اسلام نے سرکشوں کا
 محاصرہ دارالاسلام میں ایسی جگہ کر کہا ہو جو شہر نہ ہو تو ان سور تو نہیں بھی حکم سفر کا
 ہو گا نہ اقامت کا) بخلاف اہل خمیون کے (کہ جہان کہیں گہاس اور پانی پاتے ہیں یا
 مویشی کے ساتھ دہان ہی خیمہ ڈال دیتے ہیں اور کھاد ملن وہی خیمہ ٹھہر گیا ہو اور اس قسم
 کے لوگ ہمیشہ مقیم رہتے ہیں مسافر متن کنز میں لفظاً تنبیہ جمع خبرا کی ہے جس کے معنی
 خیمہ کے ہیں) اور اگر کوئی مسافر کسی مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو اس نماز کے وقت میں
 یہہ اقتدا درست ہو اور (مقیم کی متابعت سے مسافر بھی) پوری نماز پڑھو اور اگر
 وقت نماز کا نہیں (یعنی مقیم قضا پڑھتا ہو اور مسافر بھی وہی نماز قضا پڑھنا چاہی)
 تو اقتدا درست نہیں اور اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو دونوں صورتوں میں قیستہ
 درست ہو (خواہ وقت نماز ہو یا وقت کے بعد پڑھتا ہو لیکن جب مسافر امام اپنی
 دو رکعت پڑھ لے مقیم اپنی نماز کو چار رکعتیں کر لے قائمہ مقیم جو دو رکعتیں اپنی
 پڑھے انکو ایسی طرح پڑھو کہ گویا امام کے پیچھے ہے یعنی انہیں الحمد نہ پڑھی بلکہ الحمد
 کی مقدار تک کہرا کر رکوع سجدہ کرے اور یہ سجدہ کا رآمد ہو اکثر عوام اس سے

غافل بین) اور وطن اصلی دوسری وطن اصلی ہو جاتا رہتا ہے سفر سے باطل نہیں
 ہوتا اور وطن اقامت دوسری وطن اقامت سے اور اس جگہ سے سفر کرنے سے اور
 وطن اصلی میں چلے جانے سے باطل ہو جاتا ہے (جاننا چاہیے کہ وطن اصلی اس کو کہتے
 ہیں کہ آدمی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی بود و باش مقرر کرے اور وطن اقامت وہ
 ہو جہاں پندرہ روز باز بادہ ٹھہرنے کی نیت کرے پس اگر ایک وطن اصلی کو چھوڑ کر
 دوسرا وطن اصلی اختیار کرے تو وطن اصلی اول باطل ہو جاتا ہے اور اس جگہ سے چند
 کے سفر کر جانے سے باطل نہیں ہوتا اور وطن اقامت کو چھوڑ کر اگر دوسرا وطن اقامت
 کرے تب بھی باطل ہو جاتا ہے اور اگر اُس سے سفر کرے یا وطن اصلی کو چلا جائے
 ابھی جانا رہتا ہے) اور سفر کی قضا اور مقام کی قضا دو رکعتیں اور چار رکعتیں پڑھی
 یا دین (یعنی سفر کی قضا دو رکعت ہیں اور حضر کی چار) اور سفر اور مقام میں معتبر وقت
 آخر نماز کا ہے (تو آخر وقت میں اگر نمازی مسافر ہو گا تو سفر کی پڑھنی پڑیگی اور اگر
 مقیم ہو گا تو اقامت کی) اور سفر (کی اجازت قصر وغیرہ میں) گناہگار دوسرے جیسا ہے
 (یعنی اگر بارادہ رہزنی یا کشتی کے مثلاً سفر اختیار کرے تو اس سفر میں بھی اجازت
 قصر نماز اور افطار روزہ کی ہوتی ہے اس لئے کہ نافرمانی اس شخص کی دوسری باتیں جو
 جو سفر کے بعد حاصل ہوگی اصل سفر میں نافرمانی نہیں وہ اپنی ذات سے مباح ہے)
 اور نیت اقامت اور سفر میں اصل کا اعتبار ہو تا۔ بلکہ کا نہیں یعنی عورت اور غلام
 اور سپاہی کی نیت کا اعتبار نہیں (بلکہ شوہر اور آقا اور حاکم کی نیت کا اعتبار ہے)
باب نماز جمعہ کے بیان میں۔ نماز جمعہ کی ادا کی بہ شرطین ہیں اول شہر کا ہونا
 اور شہر وہ جگہ ہے جہاں کوئی حاکم ہو (جس سے اہل اسلام کو تقویت ہو) اور قاضی

(کہ حدود و احکام شرعی کو جاری کرنا ہو) خواہ عید گاہ کا ہونا (کہ شہر کے کنارہ
 پر ہوا کرتی تھے وہ بھی سب باتو میں شہر میں داخل تھے اور امام شافعیؒ کے نزدیک شہر
 شرط نہیں اور اگر قول حضرت علیؓ کا حجت ہو کہ آپؐ فرمایا کہ جمعہ اور شہرتین اور
 عید الفطر اور عید النحر سوا شہر جامع کے اور جگہ نہیں روایت کیا اسکو ابن ابی
 شیبہؒ اور اس روایت کی تصحیح کی ابن حزم اور عبد الزاق نے علاوہ ابن جبہؒ
 اور تابعین نے مکہ فتح کئے تو شہروں کے سوا اور جگہوں میں منبر بنائی نہ جمعہ شہر فرمایا
 اور منبر شہر سے عرفات شہر نہیں۔ اور ایک شہر میں جمعہ چند جا دیا جاسکے۔ دوسری شرط
 ادا ہی جمعہ کی خاطر ہونا بادشاہ کا ہے یا اسکے نائب کا (جو قاضی ہو اور اسمین امام
 شافعیؒ کا اختلاف ہو اور دلیل امام عظیمؒ کی ارشاد حضرت حسن بصریؒ کا ہے کہ آپؐ فرمایا
 کہ چار چیزیں جو بادشاہ کو سپرد ہیں ان سب میں ہو جند اور عید (تیسری شرط وقت
 ظہر کا ہونا ہے پس اسکے نکال جانے سے جمعہ باطل ہو جاوے گا۔ چوتھی شرط نماز جمعہ سے پہلے
 خطبہ اور مسنون بھی ہے کہ امام دو خطبہ طہارت کے ساتھ کھڑا ہو کر پڑھے اور نو
 کے پیچ میں کچھ بیٹھے اور کفایت کرتا ہو ایک فقہ الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہنا
 پانچویں شرط جماعت ہو اور وہ (امام کے سوا) تین آدمی ہیں پس اگر سجدہ کرنے سے پیشتر
 جماعت کے لوگ بجا گجا دیں تو جمعہ باطل ہو جاوے گا۔ چھٹی شرط اذن عام ہو (یہاں تک
 کہ جو کوئی چاہے اگر نماز میں مشغول ہو جاوے) اور جمعہ کے واجب ہونے کی شرطیں یہ ہیں
 اول مقيم ہونا (کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں) دوسرے مرد ہونا (کہ عورت پر نہیں) تیسری
 تندرستی (کہ بیمار پر واجب نہیں) چوتھی آزاد ہونا (کہ غلام پر جمعہ نہیں) پانچویں انکار ہونا
 سلامت ہونا (کہ اندھے پر واجب نہیں) چھٹے پانچوں کا درست ہونا (کہ لنگڑا اور پا ہج پر

جمعہ نہیں) اور جو شخص کہ جمعہ اور سہوار جب نہیں کر دے جمعہ کو (اُن شرائط کے ساتھ جو گندہ چکین ادا کرنے سے تو یہ جمعہ فرض وقت (یعنی ظہر) کے بدلہ میں ادا ہو جائے گا۔ اور مسافر اور غلام اور بیمار کو جائز ہے کہ جمعہ میں امام ہو جائیں اور جمعہ اُن کو گن سے بھی ہو جاتا ہے (یعنی اگر ایسے ہی لوگ ہوں اُن کے سوا اور نہ ہو اور جمعہ پڑھنا تو جائز ہوگا) اور جس شخص کو کوئی قدر نہ ہو اگر وہ ظہر کی نماز جمعہ کی پیشتر پڑھ لے تو مکروہ ہو پھر اگر (نماز پڑھے) جمعہ کے فوجی جادوی تو ظہر کی نماز اُسکی باطل ہو جائیگی۔ اور محدث اور قیدی کو نماز ظہر جاہت کے ساتھ شہرین پڑھنا مکروہ ہے اور اگر شخص کو کہ جمعہ کی نماز میں التحیات یا سجدہ سہوا امام کے ساتھ ملے تو وہ نماز جمعہ نہ پڑھے اور جو وقت امام خطبہ کے لئے نکلے اُس وقت نہ کوئی نماز درست ہو نہ کلام اور واجب ہو جمعہ کیواسطی چلنا اور خریہ و فروخت کو چھوڑنا پہلی اذان کے ساتھ پھر جب امام منبر پر بیٹھے تو اُس کے سامنے اذان دیکھا دے اور خطبہ پورا ہونے پر تکبیر نماز کہی جاوے (واللہ اعلم) +

باب دوم عید و نکی نماز کے بیان میں۔ نماز عید کی اس شخص پر واجب ہے جس پر جمعہ واجب ہو اور شرطین بھی وہی ہیں جو جمعہ میں نہیں سوار خطبہ کے (کہ عید میں شرط نہیں بلکہ سنت ہے) اور عید فطر میں مستحب یہ ہے کہ کچھ کھا دے اور غسل اور مسواک کرے اور خوشبو لگا دے اور سب سے عمدہ اپنی کپڑی پہنے اور صدقہ فطر دیکر عید گاہ کو چلے اُس طرح کہ تکبیر بجا کر نکلیے اور نہ نماز عید سے پہلے کوئی نفل پڑھے۔ اور نماز عید کا وقت آفتاب کے اونچا ہونے سے لیکر اُس کے زوال تک ہے اور نماز کی دو رکعتیں پڑھے اور دعا شروع یعنی سبحانک اللہم زائد تکبیر دن پہلے

جب عید پڑھنا ہے

پڑھے زائد تجیرین ہر رکعت میں تین تین ہیں اور دو نور کستوں کی قرارت کو ملا دیکھو
 (یعنی اول رکعت میں تجیرین قرارت سو پہلے کہو اور دوسری رکعت میں قرارت
 کے بعد) اور زائد تجیرین میں اپنے دو نو ماتحہ (کانون تک) اوٹھا دو اور نماز کے
 بعد دو خطبہ پڑھے اور خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام بیان کر دے اور اگر کسی شخص
 کو امام کے ساتھ نماز عید نہ ملے تو قصائد پڑھے (اور سینہ وغیرہ) عند کے بابت عید نماز
 عید میں کل تک کی تاخیر کرین (یعنی اگر اول روز نہ پڑھ سکیں تو دوسرے روز پڑھیں)
 پڑھ لین تیسے روز پڑھنا جائز نہیں) اور بھی احکام نماز عید فقہائے کبار کے ہیں مگر (اتنا
 فرق ہے کہ) اس عید میں کہانا بعد نماز کے کہا دوسری اور پہلے میں پکار کر تجیرین کہو اور
 خطبہ میں قربانی اور تجیر تشریق کے احکام بیان کر دے اور عید نماز تاخیر کیا جائے
 تیسے دن (یعنی بارہویں تاریخ) تک اور تعریف (یعنی عرفہ کرنا) کوئی (مشروع)
 بات نہیں (اور تعریف اسکو کہتے ہیں کہ عرفہ کے دن اجرام باندھ کر جابوین کی طرح
 ننگے سر جنگل میں لٹیک کہتی ہوئی کھڑے رہیں تو بچہ اور مشرودہ نہیں آسکتا کہ ہم
 جہاوت ایک خاص جگہ میں مشرودہ دوسری جگہوں کو اس پر قیاس کرنا چاہیے)
 اور مسنون ہے عرفہ کے دن کی نماز فجر کے بعد سوا آٹھ نمازوں تک (نماز کے بعد)
 ایک بار اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر (اللہ اکبر کہنا بشرط
 مقیم ہونے اور شہر میں ہونے اور نماز فرض اور جماعت مستحب کے) اور مستحب جماعت
 سو غرض مردوں کی جماعت مراد ہے عورتوں کی جماعت کے بعد کبیر واجب نہیں) اور
 اقتداء کے سبب سے عورت اور مسافر بھی تجیر واجب ہو جاتی ہے (جاننا چاہو
 کہ ایام تشریق کی تجیرین واجب ہیں اور کسز میں جو مسنون کا لفظ ہے تو اس

جہت سے ہے کہ انکا ثبوت سنت سے ہوا ہے چنانچہ اسی مسئلہ میں افطار کے
اسیردالت کہتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ تم کے
نزدیک آخر ایام تشریق یعنی تیرہویں تاریخ کے عصر تک واجب ہیں کہ ۲۳
نمازین ہوتی ہیں (+)

باب سورج گہن (اور چاند گہن) کی نماز کے بیان میں۔ سورج گہن میں
امام جمعہ دو رکعتیں مثل نفل کی (یعنی بدون اذان اور تکبیر کے جماعت کے ساتھ
ایک ہی رکوع سے ہر رکعت میں) پڑھے اور قرات پکار کر اور خطبہ پڑھے پھر دعا کا
یہاں تک کہ آفتاب گہنجاوے اور اگر امام جمعہ نہ ہو یا لوگ جمع نہ ہوں تو اکیلے نماز پڑھیں
مثل چاند گہن کی اور (اسی طرح اکیلے پڑھیں) سخت اندھیری اور آندھی اور خوف
(میں مثل زلزلہ اور کڑک اور دشمن) کے +

باب مینہ کی طلب کے بیان میں۔ مینہ کی طلب میں نماز تو ہو مگر جماعت کے
ساتھ نہیں اور دعا مانگنا اور استغفار پڑھنا ہے نہ چادر کا ٹوٹنا اور اہل قوم کا موجود
ہونا بلکہ بیشتر تین روز نماز کے لمبے تکلیف (جاننا چاہیے کہ امام اعظم کے نزدیک
مینہ کی نماز میں جماعت مستون نہیں بلکہ مینہ کی طلب میں دعا مانگنا مینہ کے لئے
اپنا گناہوں کی مغفرت چاہنی ہے اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھیں تو ہو سکتا ہے اور
مناجبین کے نزدیک دو رکعتیں جماعت سے پڑھیں جیسے عید کی نماز پڑھتے ہیں اور
چادر کو ٹوٹ لین یعنی ایک سوڈ ہے کی دوسرے پر کر بن اور بچے کی اوپر اور
چاہیو کہ اہل قوم نماز کی جگہ میں حاضر نہ ہوں اور اس کام کے واسطے تین دن تکلیف
والد اعلم

باب خوف (کے وقت) کی نماز کے بیان میں۔ جس وقت کہ دشمن خواہ ورنہ
 سے خوف زیادہ ہو تو امام اپنی جماعت کے دو گروہ کر محی ایک کو دشمن کے سامنے لگا کر
 اور دوسرے کے ساتھ (اگر مسافر ہو) تو ایک رکعت پڑھے اور اگر مقیم ہو تو دو رکعتیں پڑھے
 پھر گروہ دشمن کے سامنے چلا جاوے اور سامنے والا گروہ ہٹ کر امام کے پیچھے آدھ اور
 امام باقی نماز ان لوگوں کے ساتھ پڑھ کر سلام پھیرے (امام کے سلام کے بعد یہ
 گروہ دشمن کے مقابل چسکا اور پہلا گروہ اگر اپنی نماز بدو فن قرات کے تمام کرے
 (اس لئے کہ وہ لوگ شروع ہو امام کے ساتھ تھو اور سلام کے بعد یچھ لوگ) پھر دشمن کے
 سامنے جاوے اور دوسرا گروہ اگر اپنی نماز تمام کرے قرات کے ساتھ (اس لئے کہ
 یہ لوگ شروع نماز میں امام کے ساتھ نہ تھو اور جو چھپے آکر لٹا ہے اسکو قرات
 پڑھنی چاہیے اور جو پہلے سونٹا ہے اور بیچ میں کسی وجہ سے شامل نہیں ہا اسکو
 قرات نہیں چاہیئے اسکو قرات پہلے گروہ پر ہونی اور دوسری پر ہونی) اور نماز
 مغرب میں اول گروہ کو دو رکعت پڑھاوے اور دوسرے کو ایک رکعت اور جو شخص لٹے
 لگیگا اسکی نماز باطل ہو جاوے گی۔ اور اگر خوف بہت زیادہ ہو تو حالت سواری میں
 اکیلے اکیلے اشارہ ہو نماز جس طرح کو قادر ہوں پڑھیں اور خوف کی نماز بدو فن دشمن
 کے موجود ہونے کے جائز نہیں۔

باب جنازہ کے بیان میں (جنازہ جیم کے زبر سے بمعنی مردہ کے ہو اور جیم
 کے کسرہ سے اس تختہ کو کہتے ہیں جس پر مردہ کو رکھتے ہیں) جب آدمی کی شو قریب
 ہو تو اسکا منہ قبلہ کی طرف دہنی کر دے پر پیرین اور اسکو کلمہ شہادت سکھایا جاوے
 اور جب مر جاوے تو اس کے زونو جڑے باندھو جاوے اور زونو انکھیں بند

جھاتی پر کہیں اور دامن پھینا دین کفنی کے اوپر اور پوٹ کی چادر کے نیچے (پہرستینہ بند
اور چادرین لپیٹیں) اور کفن کے کپڑوں کو طاق مرتبہ پہنانے سے پیشتر کبالتین *
فصل جنازہ کی نماز کے لئے بادشاہ لائق ترھے اور یہ نماز فرض کفایہ ہی (مستثنیٰ
اگر کچھ لوگ ادا کریں تو سب کے ذمہ ہو ساقط ہو جاتی ہے ورنہ سب گناہگار ہوتے ہیں)
اور جنازہ کی نماز کی شرط مردہ کا مسلمان اور پاک ہونا ہی (پس کافر پر نماز جائز نہیں
اسی طرح غسل سے پہلے نماز درست نہیں) بعد بادشاہ کے لائق تر جنازہ کی امامت
کے لئے کافی ہے اگر وہ موجود ہوں پہر محلہ کا امام پس مردہ کا ولی اور ولی کو جنازہ
ہو کر اپنے سوا کسی دوسرے نماز پڑانے کی اجازت دیدی پس اگر بادشاہ اور ولی کے
سوا کوئی اور نماز پڑھ لے تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہو اور ولی کے سوا دوسرا
شخص بھرتین پڑھ سکتا اور اگر بدن نماز کے دفن کر دیا جاوے تو اسکی قبر پر نماز پڑھی
جاوے جیستہ کہ اسکا بدن بٹھا نہوا اور نماز جنازہ چار تجہیرین ہیں اول تجہیر کے
بعد سبحانک اللہم آخر تک پڑھ کر اللہ اکبر کہے اسکے بعد درود پڑھے اور تیسری بار اللہ اکبر
کہے یہ دعا میت کی واسطہ کرے ہر چوتھی تجہیر کہے و نوافل سلام پیرے اور اگر امام
پانچویں دفعہ تکبیر کہے تو مقتدی اسکی پیروی کریں (یعنی وہ پانچویں دفعہ اللہ اکبر کہیں
اور دعا میت کی واسطہ یوں کہو اللہم اغفر لرحمتنا و مشیتنا و شہادتنا و غایتنا و ضعیفنا
و کبرنا و ذکرنا و انشانا اللہم من احسنہ منا خیر علی الاسلام و من تو قیہ منا
فتوہ علی الایمان) اور لڑکے کے لئے استغفار کہو بلکہ بچہ و عا پر ہو اللہم اجعلہ
لنا فرطاً و اجعلہ لنا اجراً و ذخراً و اجعلہ لنا شافعاً و شفعا۔ اور سبق (یعنی
جس سے پہلے کوئی تکبیر پوچھی ہو) انتظار امام کی تکبیر کا کرے (کہ جب وہ اللہ اکبر کہو اسکو

جس سے پہلے کوئی تکبیر پوچھی ہو انتظار امام کی تکبیر کا کرے (کہ جب وہ اللہ اکبر کہو اسکو
فصل جنازہ کی نماز پڑھنے کے بعد درود پڑھنا چاہیے اور اگر امام پانچویں دفعہ تکبیر کہے تو مقتدی اسکی پیروی کریں

ساتھ مسنون بھی تکبیر طہارے) نہ وہ شخص کہ موجود ہو (یعنے جو موجود ہو اور پہلی تکبیر
 امام کے ساتھ نہیں کہی وہ امام کی تکبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ خود تکبیر کہہ کر شریک ہو جائے
 اور دوسری تکبیر امام کے ساتھ کہی اور مسنون کو جو تکبیر گمئی ہو نماز کے ہو پکنے کے بعد
 کرے) اور امام مرد و عورت کے سینہ کے مقابل کہہ امو اور اس نماز کو سوار ہو کر نہ پڑھیں
 اور مسجد کے اندر ادا کر بن (اور امام شافعی کے نزدیک مسجد میں جائز ہے اور دلیل امام
 اختتم کی یہ ہے کہ مسجد نماز پنجگانہ کے لئے بنی ہو نہ نماز جنازہ کے لئے علاوہ اسکے جہاں مسجد
 کے علاوہ ہو جانیگا اور نہ مانہ صحابہ اور تابعین میں جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھتی تھی مگر جب
 کوئی خاص ضرورت اسکی مقتضی ہوتی تھی تو پڑھتی تھی والدہ علم +)

اور جو بچہ کہ بیدا ہو کر آواز کرے (اور مرد جاوے) اُس پر نماز پڑھی جاوے ورنہ نہیں پڑھنا
 چاہئے جیسے وہ لڑکا کہ اپنی ماں خواہ باپ کے ساتھ فید میں اگر مر جاوے (تو اُس پر
 نماز نہ پڑھیں گے اسلئے کہ ماں باپ کی متابعت سے وہ بھی کافر گنا جاوے گا) لیکن جبر
 صورت میں کہ باپ خواہ ماں مسلمان ہو جاوے (تو اسکی متابعت میں بچہ کو مسلمان جانیگے
 "یاد سیر نماز پڑھیں گے) یاد دلاؤ کہ خود مسلمان ہو جاوے (بشرطیکہ قاتل ہو) یاد دلاؤ کہ
 میں اسکا باپ خواہ ماں قید نہ ہوئے ہوں (فہم سنو تین بھی ادا کو دار الاسلام کی متابعت
 سے مسلمان تصور کریں گے اور نماز پڑھیں گے) اور دلی اگر مسلمان ہو تو وہ کافر مرد
 کو نہ بلاوے اور کفن دے اور دفن کر دے (مگر سنت کے طور پر بیحد امور نہ کرے بلکہ
 اوپر باپنی ڈالکر اور کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں دباوے) اور جنازہ کی چار پائی
 کے چاروں پاس پکڑ کر جلد بلیا دین مگر دوڑیں نہیں اور نہ پہلے جنازہ کہنے
 سے پیشین اور نہ اُس سے آگے چلیں۔ اور ادا کے سرانے کو پہلے اپنے دینے

کندھے پر رکھے پہرے باین پر پہرے یا منتی کیلئے اول ہوتے پر رکھے پہرے یا سن پر (یعنی
 اگر اٹھا نیوالے بہت سے ہوں تو ہر ایک کو چاہیے کہ نوبت بنو یہ اس طرح اٹھا دیں)
 اور قبر کھود کر لحد بنائی جاوے اور قبلہ کی طرف سر گور میں آتا جاوے اور جو گور میں آتا کرے
 وہ کہو بسم اللہ قلے قلے رتول اللہ اور گور میں رکھ کر منہ قبلہ کی طرف نکال دیا جاوے اور
 کفن کے بند کھول دی جاوے اور کچی اینٹیں خواہ نئے لحد کے اور پر رکھیں پکی اینٹیں اور
 لکڑی نہ رکھیں اور عورت کی قبر چپائی جاوے نہ مرد کی پہر مٹی دی جاوے اور قبر کو اونٹ
 کی کوٹان کی صورت بنا دیں جو کہو نٹی چوڑی کی شکل نہ بنا دیں اور قبر کو چونے کی بناؤ
 اور مرد کو قبر سے نکالیں مگر اس وقت کہ زمین زبردستی سے چٹنی ہوتی ہو۔

باب شہید کے حکموں کے بیان میں۔ شہید وہ شخص ہے جس کو کافروں یا کفریوں
 یا رنہوں نے مار ڈالا ہو یا میدان جنگ میں اس کی نفس ملے اور زخم کا نشان اوپر
 ہو یا اس کو کسی مسلمان نے براہ ظلم مار ڈالا ہو اور مار نیوالے پر خون بہا لازم نہ ہو
 (یعنی فاسق مارا ہو) تو ایسے شخص کو کفن دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے بدون نہلانے
 کے اور خون اور کپڑوں کے ساتھ دفن کیا جاوے مگر جو کپڑے کفن کی جنس سے نہ ہوں
 وہ اٹار لئے جاوے اور (اگر کپڑے کفن سے کم ہوں) تو زیادہ (کر کے کفن پورا
 کر دیں اور اگر زیادہ ہوں تو کفن سے زیادہ کا کم کرین آدھا اگر حالت ناپاکی میں مارا
 گیا ہو یا اگر کپن میں یا دیر میں مارا ہو اس طرح کہ زخمی ہو نیکی بعد کہاوی یا پیو یا سو
 یا علاج کیا جاوے یا اس پر ایک وقت نماز کا گزری اور اس کے ہوش بجا ہوں یا رانگی
 کی جگہ سے زندہ لایا جاوے یا وصیت کرے یا شہر میں مارا جاوے اور بیٹھ معلوم ہو
 کہ وہ ہتھیار سے براہ ظلم مارا گیا ہو یا حد مارنے کے سبب سے مر گیا ہو یا دوسری کے

یہاں پر لکھا ہے کہ اگر شہید ہو جائے تو اس کو کفن دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے

مار ڈالنے کی عوض میں مارا گیا ہو (تو ان سب صورتوں میں غسل یا جاد پکا اور اگر کوئی شخص باغی مرنے کی جہت سے خواہ رزنی کے باعث مارا گیا ہو تو اسکا دُعا غسل دینا چاہیو کہ نماز پڑھنی چاہیے +

باب کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے بیان میں۔ کعبہ کے اندر اور اوپر نماز فرض اور نفل دونوں درست ہیں۔ اور جو شخص کہ کعبہ کے اندر اپنی بیٹیہ کی بیٹہ کیطرح فکوکریگا تو جائز ہوگا لیکن اگر بیٹیہ امام کے منہ کیطرف کرے تو نماز درست نہوگی اور اگر گروہ کعبہ کے حلقہ کریں تو درست ہو نماز اس شخص کی کہ کعبہ سے امام کی نسبت قریب تر ہو سکے نیز علیکہ وہ شخص امام کی طرف نہ ہو (اس مسئلہ کیسے ہے کہ کعبہ کی چار دین طرف نماز کو کھڑی ہوئی تو جو شخص کہ مختلف سمتیں ہر جہاں امام سے انکو سچائیئے کہ کعبہ کی طرف نکلا ہو یا امام سے نزدیک ہو جاوے و اسلمو کہ امام سے آگے بڑھنا لازم آدینگا اور جو شخص کہ اوپر تین طرف میں انکو جائز ہے کہ امام کی نسبت کعبہ سے نزدیک زیادہ ہو جاوین؟)

کتاب الزکوٰۃ

اسمین زکوۃ کا بیان ہے (جاننا چاہیئے کہ زکوۃ اسلام کا تیسرا ارکن ہے اور نماز کے بعد
جب کمون سو زیادہ پہنچتی تاکہ ہر مسلمان کو قرآن میں اکثر جگہ زکوۃ کے دینی کو نماز کے
پر پار کھنے کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
جب بعض گروہ حرب زکوۃ کے دین سے باہر ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قریب
ہو جانے کا حکم فرما کر ان پر بھاد کیا) زکوۃ شریعت میں مالک کرنا مال کا حصہ ہے
اللہ تعالیٰ کی رضا پسند کی اور اسطو مفت بلا عوض ایسے مسلمان فقیر کو جو ناشکی نہ ہو نہ نامی کا
غلام ہو یا اس شرط سے کہ مالک کی منفعت ہر طرح اس مال سے ملے ہو جائے۔ زکوۃ کے

بکریاں ہیں اور چار سو میں چار ہزار تیرہ چھ ایک بکری مینی چاہیے۔ اور
 مثل بکری کے ہو اور بکریوں کی زکوٰۃ میں ایک برسکا بکرا دینا چاہیے
 جنس (جو ایک بڑی سی کھ کا ہوتا ہے) نہ لینا چاہیے اور گھوڑوں اور گدھوں اور خرو
 میں اور صرف ہٹیر بکری کے بچوں اور بعض بوقوں اور نر بچروں اور کام کے
 مویشی اور گھریز کھانیوالوں میں کچھ زکوٰۃ واجب نہیں اور نہ اس مقدار میں جو سعاد
 اور نہ اس میں کہ بعد زکوٰۃ کے واجب ہو نیکی ہلاک ہو گئے ہوں (یعنی اگر فقط بچ
 ہی ہوں پڑے مویشی ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں اسطرح جو جانور کہیتی وغیرہ میں
 کام میں لگے ہوں یا انکو گھر سے گھاس دینا پرتا ہو چرے پر بست کرتے ہوں
 اور نہ بھنی زکوٰۃ نہیں ایسا ہی دو فضا بون کے بچے میں جو عید معاف ہیں جسے
 ۳۴ اور ۳۵ گا بون کے بچے میں مثلاً ۳۴ ہوں تو ۳ کی زکوٰۃ ہے پانچ کی کچھ
 نہیں اور بھی حال ہے جبکہ مال بعد زکوٰۃ واجب ہوئے کے جاتا رہے کہ مال کے سچے
 رہتی ہو زکوٰۃ واجب بھی جاتی رہتی ہے) اور اگر کسی عمر کے جانور کا دینا زکوٰۃ میں لازم
 آوے اور اس عمر کا جانور زکوٰۃ کے گلبہ میں پایا بخا دی ہو زکوٰۃ دینا چاہیے کہ
 (تین باتوں میں سے ایک کری) یا اس جانور سے زکوٰۃ دینا چاہیے اور زکوٰۃ دینا چاہیے
 اور پانچ پھیلے یا اس سے کھرا منہ اوپر آون زکوٰۃ لینے والی کے حوالہ کرے یا قیمت
 اس جانور کی جو لازم ہو ہو دیدے (منجھنی نہ دے کہ مقدار واجب کی قیمت دینے میں
 امام شافعی خلاف کرتے ہیں اور ان کے اوپر قول حضرت معاذ بن جبلؓ کا حجت ہے جو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سن کر انکو زکوٰۃ لیتے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم چھینے
 اور جو کے بدلہ میں کل دید کہ تم پر بھی شان ہو اور مدینہ منورہ میں اصحاب کے کھانا

ملاحظہ فرمائیے کہ
 یہاں پر مذکور ہے کہ
 اگر جانور کا مال
 بچہ ہو تو اس میں
 زکوٰۃ نہیں ہے
 مگر اگر وہ بچہ
 بڑا ہو جائے
 تو اس میں زکوٰۃ
 واجب ہے

روایت کیا اسکو بخاری نے اور ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت مسلم نے زکوٰۃ کے اونٹوں
میں ایک اونٹنی نہایت عمدہ دیکھی استفسار فرمایا کہ اسکو زکوٰۃ میں کیون لیا ہے لوگوں
نے عرض کیا کہ مجھ دو اونٹوں کی عرض میں آئی ہو آپ نے فرمایا کہ خیر اس روایت سے بھی
مقدار واجب کا یہ لے لینا ثابت ہوتا ہے وانشاء اللہ حکم اوند کوۃ میں میانہ جانور لینا چاہئے
(دس سوسے اسیا ہوا در نہ سب سے بڑا) اور جو کچھ جنس نصاب کے سال کے پیچ میں حاصل ہو
وہ نصاب میں ملا لیا جاوے (یعنی اگر سال کے پیچ میں اونٹ خواہ گائین یا کبوتر یا بکرا
حاصل ہوئیں تو یہ بھی اسی جنس میں ملا لیا جائیگی کہ گویا برس روز انپر پورا ہو گیا) اور اگر
باغی خراج اودہ کی اور زکوٰۃ لے لیون تو دوسری بار نہ لینی چاہئے اور اگر مال کالا
اپنے مال کی زکوٰۃ کئی برسوں کی خواہ کئی نصاب کی پیشتر سزا داکر ہو تو جائز ہے ۔

باب
در
نصاب
زکوٰۃ

باب مال نقد کی زکوٰۃ کے بیان میں۔ چاندی اگر وزن میں دو سو درم ہو اور
سونا ۴۰ دینار تو اربعین چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے خواہ انکی ڈیلیٹان خواہ زبرد
خواہ برتن (خواہ روپیہ اشرفی) پہر ہر پانچواں حصہ میں درم اور دینار کی تعداد سوسے
حساب سے ہو (یعنی دو سو پر چھتہ سو درم وزن بڑھ گیا اور ۴۰ دینار سونے پر چھپار
دینار زائد ہونگے تو اکتھابھی چالیسواں حصہ دینا پڑیگا) اور زکوٰۃ کے ادا کرنے اور دینا
ہونے میں درم اور دینار کا وزن متبرعے (یعنی اگر چاندی یا سونے کے برتن کی
قیمت مال کی نسبت زیادہ ہو تو اسکا اعتبار نہیں بلکہ وزن کا اعتبار ہے) اور درم
میں وزن سنبھ متبرعے یعنی درم چاندی کے سات مثقال سونے کی برابر ہونے
چاہئیں۔ اور حسین چاندی غالب ہو وہ چاندی ہے نہ اسکا اٹھا (یعنی اگر برتن
یا روپیہ تانبو کا ملا ہوا ہو تو حسین چاندی زیادہ ہوگی تو ایسا ہی جیسا خالص چاندی

کا اور حسین تانبا زیادہ ہو دوسری تانجو کے حکم میں ہوگا) اور واجب غز کوۃ اسباب تجارت میں جسکی قیمت مقدار نصاب چاندی خواہ سونے کو پونہچ جادوی (یعنی اگر کپڑا خواہ لکڑی یا پتھر یا گھوڑا یا گدے تجارت کیو مٹو لیا تو اگر اسکی قیمت دو سو درم چاندی کے خواہ بیس دینار سونے کی برابر ہوگی تو اسکا چالیسواں حصہ زکوۃ دینی پڑگی) اور سال کے پچھ میں مقدار مال کا نصاب ہر کم ہو جانا زکوۃ کے واجب ہونے کو مفسر نہیں بشرطیکہ مال کے دو سو درم پر پوری نصاب ہو۔ اور اسباب تجارت کی قیمت نقد چاندی سونے میں ملا لیا جادوی اور سونے کو چاندی میں قیمت کے اعتبار سے ملا لیا جادوی نہ وزن کے اعتبار سے یعنی اگر سو درم چاندی کے اور دس دینار سونے کے ہوں جنکی قیمت سو درم ہو تو دو سو درم کی زکوۃ کہ پانچ درم ہوئے دیدے اور وزن کے اعتبار سے غلامین مثلاً اگر مثال مذکور میں دس دینار سو درم کے نہوں بلکہ نو سے درم کے ہوں تو اس صورت میں گو وزن کے اعتبار سے آدھی نصاب چاندی کی اور آدھی سونے کی ہے مگر زکوۃ لازم نہوگی +

باب زکوۃ لینے والیکے بیان میں (جسکو عاشر کہتے ہیں) عاشر وہ شخص ہو جسکو بادشاہ سودا گروں سے زکوۃ لینے کیواسطی مقرر کرے۔ پس اگر کوئی شخص سودا گروں میں سے کہو کہ مسکرا مال پر انجی برس دن نہیں گذرایا میری ذمہ قرض ہو یا میں نے خود ایک فقیر کو دیدی ہے یا دوسری عاشر کو جو الکی ہے جو اسی سال میں ہوا ہے اور ان باتوں پر قسم کہا دے تو اسکی بات مان لیا دینی (یعنی زکوۃ اُس سے لیں) مگر چرنیوالوںکی زکوۃ میں اسکا قول آپ دیدینو کا ناہین گے (یعنی اگر وہ کہو کہ میں نے خود ایک فقیر کو زکوۃ اُن چرنیوالوں جانور و مکی دیدی ہے تو باوجود اسکی قسم کہانے

بجائے عاشر

کے خنانین گے اور دوسری دفعہ اُس نے زکوٰۃ لیٹنے کے اور جس باب میں مسلمان کا
قول مانا جاوے اور اوسین جزیرہ دینے والے کا قول بھی مانا جاوے نہ کافر حزنی کا لیکن اُم
کے باب میں کافر حزنی کا قول ہی مانا جاتا ہے (یعنی اگر کوئی حزنی امن لیکر دارالاسلام
میں سوداگری کو آوے اور اپنی لونڈی کو کہے کہ یہ میری حشرم ہے سوداگری کی چیز
تو اس کے قول کو مان لیٹے) اور عاشق کو چاہیے کہ مسلمانوں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ
لے اور وہی سے (یعنی جو کافر جزیرہ یعنی حشری دیکر دارالاسلام میں رہتا ہو اُس سے) بیسواں
حصہ زکوٰۃ لیوے اور حزنی سے دسواں حصہ بشرطیکہ نصاب پوری ہو اور حزنی بھی مسلمانوں
سے لیتے ہوں (یعنی اگر کافر دارالحرب میں مسلمان سوداگر دن کسی راہدار سے لیتے ہوں
تو عاشق بھی کافر سوداگر دن کسی لیوے ورنہ غلیوی) اور بدوین دارالحرب سے دوبارہ
آنے کے ایک برس میں دوبار زکوٰۃ نہ لیجاوے (یعنی اگر حزنی ایک برس میں دوبار دارالحرب
سے دارالاسلام میں آمد و رفت کرے تو اُس سے دوبارہ یکی لیوین) اور شراب کی دہلیا
لیجاوے نہ سوار کی (اسلمو کہ شراب مثل چیز دینیں سی ہی یعنی ایسی چیز ہے کہ اس کو تلف
کرنے سے ویسی ہی دینی پڑے تو اس کی قیمت خود شراب نہوگی اور سوار قیمت دانی
چیز دن میں سی ہو کہ اس کے تلف سے قیمت دینی پڑتی ہے تو اس کی قیمت اس کی ذات کا حکم
رکھتی ہے اور ان دونوں چیزوں کی ذات کا لینا ممنوع ہے) اور نہ اُس چیز کی زکوٰۃ
لین جو اس کے گہر میں ہو اور نہ اُس مال کی لیوین جو کسی نے اس کو تجارت کے لئے دیا ہو اور
نہ مال مضاربت کی اور نہ اُس مال کی جو اس کے غلام نے پیدا کیا ہو جس کو اس نے تجارت
کی اجازت دی رکھی ہو (یعنی اگر کوئی سوداگر ایسا کندہ ہو جس کے گہر میں مال تجارت اتنا ہو
کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو تو اسے بیکار کی زکوٰۃ لین جو موجود ہے اور جو اس کے گہر میں ہے

انہی نے لین ایسا ہی حال نہ کہ وہ مال ایسا ملے اور مال مضاربہ اور غلام کی کماٹی کا کہ
کہ اس کو بھی نہ لینا چاہیے) اور وہ کی دوبارہ لیجاوے اگر خساریوں نے راہداری
لے لی ہو (یعنی اگر باغیوں نے ملک بادشاہ پر غالب ہو کر حرنی سوداگروں سے
راہداری لے لی ہو تو ان سوداگروں کو دوبارہ لیجاوے)۔

باب رکاز (یعنی زمین کی چیزیں مثل کان اور خزانہ مدفون) کی زکوٰۃ کے ذکر میں۔ کان اگر نقد کی ہو (یعنی سونے اور چاندی کی) خواہ نوہر جسبی چیز کی ہو (مثل تانبے اور پسے کی تو اسطر علی کان) اگر زمین خراجی اور دیہاتی میں پائی جائے تو اس میں سب سے پہلے پانچواں حصہ لیا جاوے اور اگر بچہ کان پانچواں حصہ لے کر میں یا اس کی لگاتار کی زمین میں بچلے تو کچھ لیا جاوے اور ایسا ہی پانچواں حصہ خزانہ مدفون کا لیا جائے اور باقی چار حصے زمیندار قدیم کو طبع گے اور بارہ میں سے بھی پانچواں حصہ لیتا جاوے۔ اور جو دغینہ اور کان کہ دارالحکومت میں بچلے خواہ فیروزہ اور مونی اور غیر دارالاسلام میں بچلے اس میں سب سے پہلے پانچواں حصہ نہ لیں۔

باب عشر (یعنی محصول زمین میں سے وہ بکری کے لینے) جس کے یا نہیں سے دو
واجب ہوں زمین عشری کے شہدین سو اور اس زمین کے پیداوار سے جس کو ہمیشہ کا
خواہ رد کا پانی پونہچا ہو اور اکسین کچھ شرط متدار لصاب کی اور باقی رہنے کی نہیں
(یعنی ایسی چیزیں خواہ تھوڑی ہوں خواہ بہت ٹھہرتی ہوں یا نہیں سب میں سے
وہ یکے لیون) لیکن لٹری اور نر کل اور گہاس (اگر پیدا ہوا اس) میں وہ بکری نہیں
— اور میوان حصہ کیا جاوی اگر زمین کو چرس اور برے دُل سے پانی دیا ہو —
اور فردوری کا خرچ جو نہ اند یا جاوی (یعنی وہ بکری اور میوان حصہ کل پیداوار سے

لیا جاوے جو یہ کیا جاوے کہ بنیوں اور کارکنوں کا خرچہ مجرا دیکر باقی کی دہ کی ادباً خرچہ
 حصہ لیا جاوے قنبلہ شخص کی زمین عشری کے پیداوار میں گو وہ مسلمان ہو گیا ہو یا اُس
 کسی مسلمان یا جزیرہ دنیو والے نے خرید لی ہو (اور قنبلہ ایک فرقہ نصاریں کا جو
 جزیرہ کے عوض دو چاندہ یکے دیتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک
 میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا) اور اگر زمین عشری کو مسلمان کے پاس سے کوئی ذمی مولیٰ ہو
 تو خراج لیا جاوے گا اور اگر زمین عشری مذکور کو اُس ذمی کے پاس سے کوئی مسلمان
 حق شفعہ کی جہت سے لے لیا ہو یا وہ ذمی اُس زمین کو بیع فاسد کی جہت سے پھر بائع کو
 پسردی جو مسلمان تھا تو اس صورت میں وہ کیے لیا و لگی۔ اور اگر کوئی مسلمان اپنے گھر
 بائع بنائے تو اُس کا مقدار واجب پانی کے ساتھ بدلتا رہتا ہے (یعنی اگر پانی عشر
 والا دیا تو اُس بائع پیداوار سے وہ کی لیا و لگی اور اگر پانی خراج کا دیا تو خراج دینا
 پڑے گا) بخلاف جزیرہ دنیو والے یعنی ذمی کے (کہ وہ اگر اپنے گھر کو بائع کر دے گا تو اس
 دو صورتوں میں خراج ہی دینا پڑے گا) اور ذمی کے گھر کی زمین آزاد ہو (یعنی اپنے
 کچھ واجب نہیں) مانند چشمہ قیر اور لفظ کے زمین عشری میں (کہ اس پر بھی کچھ واجب
 نہیں) اور اگر کچھ دو نویں زمین خراج میں ہو دین تو اس پر خراج واجب ہوتا ہے
 (دفع ہو کہ عشر کا پانی مینہ اور کنوؤں اور دیاؤں کا ہے کہ کیسے تابع حکم نہیں
 اور خراج کا پانی اُن نہروں کا پانی ہے جنکو حجم کے بادشاہوں نے کھدوایا ہے اور اُن
 چشموں کا جو زمین خراجی میں ہوں اور قیر اور لفظ نوں کے کسر سے گو تدعی
 طسعی خیر ہو کہ آگ کے شعلے اور دھنسی ہے جیسے رال وغیرہ)

باب مال زکوٰۃ کے مسئلہ کے بیان میں۔ زکوٰۃ جسکو دیا جاوے وہ فقیر

فقیر
 زکوٰۃ

اور مسکین فقیر سے بھی حلال ہے (اسکو کہ مشہور ہے کہ فقیر وہ ہے جو مالک نسبتاً
 نہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس ایک شاد دن کی غذا نہ ہو) اور جو شخص بادشاہ کی طرف سے
 مال زکوٰۃ کی تکمیل کا حامل ہو اور مکاتب (یعنی وہ غلام اور نوٹھی کہ اس کے مالک
 نے ایک مقدار معین مال پر اسکو آزاد کیا ہو) اور قرضدار اور شکستہ حال غازیوں میں
 سے (جو گھوڑا اور ہتھیار نہ کہتا ہو) اور مسافر (کہ مال اپنے پاس نہ کہتا ہو گو وطن میں
 مالدار ہو) پس مال زکوٰۃ خواہ ان سب کو دیا جائے خواہ ایک قسم کے شخص کو۔ اور زکوٰۃ
 فرضی کو بند کیا ہو اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقوں کا اسکو دینا جائز ہے۔ اور مال
 زکوٰۃ مسجداں و عوامی اور نہ مردہ کو کفن دینے مردہ کا قرض ادا کر سنے نہ آزاد کرنے
 کے لئے غلام خریدی اور نہ اپنی اصل (یعنی مان یا پ دادا دادی یا نانا نانی وغیرہ
 سے) اور نہ اپنی فرع (یعنی بیٹا بیٹی اور انکی اولاد) کو دے نہ عورت اسپینے
 خاند کو دے نہ خاند اپنی بیٹی کو نہ اپنے غلام اور مکاتب اور مدبرا و زام ولد کو
 اور نہ اس غلام کو جسکا کچھ حصہ آزاد ہو گیا ہو اور ایسے شخص کو بھی نہ بے جواز اگر
 نصاب مالک ہونے سے اور نہ اس کے لڑکے اور غلام کو ذی اور بنی یا شعیب کی
 قوم کو اور انکے آزاد کئے ہوئے کو بھی نہ دیوے (جاننا چاہیے کہ بعض ذریعہ
 کے بموجب بنی ہاشم کے فقر اگر زکوٰۃ نہیں دیکتے اور بعض زواتیوں میں بھی ہے کہ
 چونکہ ذوی القرنی کا حصہ ان لوگوں میں موقوف ہو گیا ہو تو ناچار زکوٰۃ کا مال
 اسکو دینا جائز ہے والد اعظم اور اگر زکوٰۃ اسکا حصہ دیدی پر معلوم ہوا کہ
 جسکو دے وہ تو اگر تہا یا ہاشمی تہا یا کافر تہا یا اس خود کا باپ یا بیٹا تہا تو جائز
 ہے اور اگر کچھ معلوم ہوا کہ وہ شخص اسکا غلام یا مکاتب تہا تو جائز نہیں (دوبارہ)

اولاد و بی بی

زکوٰۃ دے) اور کردہ ہر زکوٰۃ کا استقذہ دینا کہ فقیر تو اگر خوشحالی مگر اتنا دینا سبب ہو
 کہ اس دن کے سوال کی اسکو حاجت نہ ہو اور کردہ ہر مال زکوٰۃ کو ایک شہر سو دوسرے
 شہر میں لیجا یا بشرطیکہ دوسرے شہر میں کوئی ایسا شہر نہ ہو جس میں نہ اول شہر کی نسبت دینا
 زیادہ محتاج (اور اگر دوسرے شہر میں اپنی نسبت داروں کے لیجا دے یا اول شہر کی نسبت
 دوسرے میں زیادہ محتاج کیلئے دینے کے لیجا دے تو بلا کراہت درست ہے)
 اور جس شخص کے پاس ایک دن کی غذا ہو اسکو سوال کرنا سچا ہے :

باب سب صدقہ فطر کے بیان میں (یعنی اُس صدقہ کے بیان میں جسکا دینا بعد رمضان
 کے روزوں کے واجب ہوتا ہے) صدقہ فطر واجب اُس شخص پر جو آزاد اور مسلمان
 الفناحب نصاب ہو اور وہ نصاب اسکو گھڑ اور کپڑوں اور اسباب اور گھوڑوں اور ہتھیار
 اور غلاموں سے علاوہ ہو اور صدقہ فطر جو اپنی طرف سے اور اپنی طرف سے کیلئے فطر ہو (اور
 نہ ہو اور اپنی طرف سے کے غلاموں کیلئے فطر ہو اور نہ برادر اقم قولہ کیلئے فطر ہو) اور
 اگر بچہ غنی ہو تو اسکی طرف سے اور اس کے ذمہ واجب نہیں) نہ اپنی بیوی کیلئے فطر اور نہ اپنے
 مکان کیلئے فطر ہو اور نہ ایسی ایک غلام یا چند غلاموں کیلئے فطر جو مشترک ہوں
 شخصوں میں اور اگر کسی غلام کو جا کر بیچ دیا ہو تو اسکا صدقہ ملتوی رہیگا (یعنی اگر خرید
 کے پس کر دیا اور اس شخص کی ملک میں آگیا تب تو اسکو دینا پڑیگا اور اگر خریدار کی
 ملک میں جاوے گا تو اس پر لازم آوے گا) اور (مقدار صدقہ) واجب (کی) آدمی صاع گھون
 خواہ او سکھا آٹا یا ستونیا خشک انگور (یعنی کشمش ہے) یا ایک صاع چوہا یا جو (کا
 ہے) اور فلاح اسٹھ رطل کا ہوتا ہے (اور رطل تخمیناً شاہجہانی وزن کے آدھ ہوتا
 ہے) اور دقت (صدقہ کے) واجب ہونیکا عیب کے دن کی صبح ہی پس جو شخص کہ

سبب حاجت
 یا اگر کسی شخص کی حاجت ہو
 یا اگر کسی شخص کی حاجت ہو
 یا اگر کسی شخص کی حاجت ہو

صبح سے پہلے مر جاوے یا صبح کے بعد مسلمان ہو یا پیدا ہوا ہو یا دوسرے روزہ
نہر گا اور اگر صدقہ عید کی صبح کسی پہلے خواہ پیچھے اور کون تو درست ہے ؟
کتاب الصوم

اس میں روزہ کا بیان ہے (جاننا چاہیے کہ روزہ اسلام کے پانچوں رکن میں سے
چوتھا رکن ہے اور قدیم سے فرض ہوا ہے کہ پہلی استون پر بھی فرض تھا چنانچہ ہم اہل
قلم نے فرماتے کہ کتب علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ کتب علیہم الصلوٰۃ والسلام یعنی تہر
روزہ کہ فرض کیا گیا ہے ان لوگوں پر فرض کیا گیا جو تم سے پیشتر تھے) روزہ اس کو
کہتے ہیں کہ جو شخص روزہ کا اہل ہے (یعنی ہر مسلمان اور عورت پاک جعفر نفاس
سے) وہ نیت کے ساتھ کھانا اور پینا اور صحبت کرنی صبح صادق سے آفتاب کے
ڈوبنے تک چھوڑ دے۔ اور رمضان کا روزہ جو فرض ہے اور نذر معین کا روزہ جو
واجب ہے (مثلاً کہے کہ اس جمعرات کا روزہ رکھو گناہ) اور نفل کا روزہ ان (تینوں
روزوں) کے لئے اگر نیت سے تین رات سے لیکر دوپہر تک کرے خواہ مطلقیت
کرنے (یعنی فرض اور واجب اور نفل کو معین کرے) خواہ نفل ہی کی نیت کرے تو
درست ہونگے اور ان تینوں قسموں کے سوا اور روزے (جو رہے مثلاً قضاء رمضان
اور کفارہ کے اور نذر غیر معین کے جیسویں کہو کہ خدا کیواسطے روزہ رکھو گناہ تو صحیح
روزے) درست نہیں ہوتے جب تک کہ نیت رات سے نہ کرے اور تین روزہ کی
تکرار اور رمضان چاند دیکھنے سے یا شعبان کے سہ دن ہو جائے سو ثابت ہو جاتا
ہے اور شک کے روز (یعنی تیسویں تا بیسویں شعبان کی اگر تیسویں کو ابو و خبار میں چائے
معلوم نہوا ہو) روزہ نفل کی نیت کے سوا نہ رکھا جاوے (جاننا چاہیے کہ روزہ

شک و روزہ امام شافعی کے نزدیک منوم ہو اسلو کہ حدیث میں آیا ہو کہ جو کوئی نماز کے روزہ رکھ لگا وہ میری نافرمانی کر لگا اور برہان میں مذکور ہو کہ اس روز کا روزہ امام احمد کے نزدیک واجب ہو اور امام اعظم کے نزدیک نفل کی نیت سے روزہ رکھنے جائز ہے اور فرض رمضان کی نیت سے ناجائز اور اس نیت سے بھی جائز نہیں کہ اگر کسی نے روزہ رکھ لگا اور اگر نہیں ہو تو روزہ نہ رکھ لگا اور دلیل امام اعظم کی یہ ہے کہ روزہ میں رمضان کے مہینے سے پیشتر روزہ رکھنے سے منافعت آتی ہے اور بعضی حدیثوں میں شروع ماہ شعبان اور اسکے آخر دن کا روزہ رکھنے کے لئے حکم آیا ہے جو امام احمد کے لئے دلیل حیان دو فوحدیثوں کی رعایت کرنے سے روزہ نفل جائز ہو گا اور فرض رمضان کی نیت سے جائز نہ ہو گا اور یہاں میں ذکر کیا ہے کہ آنحضرت مسلم نے فرمایا ہے کہ شک کے روزہ نہ رکھ لیا جاوے مگر نفل کی نیت سے اور یہ حدیث خواہ مرفوع ہو یا موقوف ہے اسکی اسناد حضرت تک پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو اسی مذہب کے موافق ہے اور احتیاط زیادہ اس میں ہے کہ قاضی اور مفتی اور خواص شک کے روزہ نفل کی نیت سے روزہ رکھیں اور عوام کو افطار کا حکم کریں اور جو کوئی چاند رمضان کا نوادھ کا دیکھ لے اور کسی کو ابھی غامی جاوے تو اسکو چاہئے کہ روزہ رکھو پس اگر افطار کر لے تو صرف ایک روزہ فقار رکھے (یعنی کفارہ) پس لازم نہیں اور روزہ رمضان میں دوسرے سبب چاند دیکھنے کے لازم ہے اور عید میں بسبب مسلمانوں کی پردی کے اور آسمان میں ابر و غبار کی جہت سے ایک عادل کی خبر اگرچہ وہ غلام یا سورت ہو رمضان کے لئے مقبول ہوگی اور سوال کے لئے مرد مردن خواہ ابکر و ادھر و دور تو نیک گواہی لیجاوے گی اور اگر آسمان میں ابر و غبار نہ ہو تو بڑی جماعت کا دیکھنا معتبر ہو گا رمضان اور سوال دیو نون میں

عادل و سیر
بجانب کی سیر
تجلیان باغ

(اور بڑی جماعت کے لئے وہ آدمی مقرر کر گئے ہیں) اور عیداضی مانند عید فطر کی طرح
(یعنی چاند کے دیکھنے میں اور گراہی کے قبول ہونے میں دونوں کا ایک حکم ہے) اور مطلق
مختلف ہونا معتبر نہیں (بہانہ کہ اگر تمام جہان میں ایک ہی جگہ چاند دیکھیں تو پورے
پچھم تک اور شمال سے جنوب تک چاند معلوم ہونے کا حکم ہو گا اور بعض علماء کے
نزدیک اختلاف اطراف کے مطلقوں کا معتبر ہے اس روایت کے بموجب لا
میں اوسکے مطلع کا حکم معتبر ہو گا)۔

باب آن چیزوں کے بیان میں جن سو روزہ فاسد ہو جاتا ہو اور جنسی نہیں ہوتا۔ اگر
روزہ دار کھائی یا پیو یا صحبت کرے (مگر مجب باتیں) بھول کر (جو جادین) یا خواب میں
نہانے کی حاجت ہو یا شہوت سے دیکھنے کے باعث منی نکل پڑے یا تیل سے یا سنگی
سوی خون نکلوا دی یا سرمہ لگا دی یا بوسہ لے اور اس سے انزال ہو یا اس کے گلے میں
غبار یا کبھی چلی جاوے اور اس کو اپنا روزہ یاد ہو یا اپنی دانتوں میں لگی ہوئی چیز کو کہا جاوے
یا قے کرے اور وہ ہٹ کر اس کے خلق میں خود چلی جاوے تو اس کا روزہ نہ توڑے گا۔
اور اگر نے خود بگھلا دی یا جان بوجہ کرتے کرے یا کھر یا لوسے کا ٹکڑا (یعنی جو چیز
کہانے کی نہ ہو) بگھلا دی تو ان صورتوں میں معتبر روزہ کی قضا کرے (یعنی کفارہ لازم نہ ہوگا)
اور جو مرد صحبت کرے خواہ عورت صحبت کیجاوے یا غذا کھاوے یا دوا پیوے (اور یہ باتیں)
جان بوجہ کر (ہوں) تو (روزہ کی) قضا کرے اور ظہار کا سا کفارہ دے (یعنی ایک بروہ
آزاد کرے یا سا تہہ مسکینوں کو کھانا کھلاوے یا دو مہینے برابر روزہ رکھے) اور کفارہ
لازم نہ ہو گا اگر شرمگاہ کے سوا (اور کسی عضو) میں صحبت کرنے سے انزال ہو گا اور ایسا نہ ہو
حال میں رمضان کے سوا اور روزہ کے توڑنے کا۔ اور اگر حقہ کرادے یا ناک میں

اور اگر روزہ دار کو
بیماری ہو جائے تو
روزہ توڑے گا اور
قضا کرے گا

دو ایک دوسرے یا کان میں یا زخم میں یا زخم کبوتری کا علاج کسی خشک خواہ تر و دا
 ہو کر ہو اور وہ دوا اُس کے پیٹ یا دماغ میں پونہ چار سو تو نہیں روزہ
 نو چنانچہ ہے۔ اور اگر سوراخ و گریں کوئی دوا داسے فوراً نہ بخا دیگا اور مکرر
 بدون غرض کے کسی چیز کا چکھنا اور چابنا اس طرح ہلک کا چابنا (جو ایک قسم کا گوند
 اور عذریہ ہے کہ لڑکے کے لئے چانے کے بدون اس کے چارہ نہ ہو یا کسی درویش کے کو
 چا دی کہ اس کے چبانے سے آرام ہو) اور سرمہ لگانا اور موچو سپر تل لٹا اور مسوا
 کرنی اور پونہ لیتا اس شہر طس کے خوت (محبت کریشنے اور انزال ہو جائیگا) نہ کر و
 نہیں (دندہ مگر وہی اور امام شافعی کے نزدیک دن ڈبل سے غروب آفتاب مسوا
 کرنی مکر وہی اور انیر محبت ارشاد آنحضرت سلیم کا ہو کہ فرمایا اگر میں اپنی ہمت سخت
 بچاتا تو مسواک کا حکم نہ نماز کے وقت کر دیتا اس سے معلوم ہوتا ہو کہ یقیناً میں ہی
 مسواک ظہر اور عصر کی نماز کے لئے مسنون ہو اور اگر یہ تسلیم جاوے کہ پوچھا کہ آیا روزہ و
 تر مسواک کرے انہوں نے کہا البتہ اس لئے کہ مسواک کی تری پانی کی تری سے بھی بڑھتا
 نہیں یعنی تکی ہر وقت میں کرتے ہیں اور تری میں پونہ پتی ہے پھر مسواک کی تری
 تو اس سے کم ہی ہے ابراہیم نے پوچھا کہ دن کے شروع میں مسواک کرے یا آخر
 میں عاصم نے کہا کہ دو وقتوں میں براہیم نے پوچھا کہ نہ بات تم کس شخص سے روایت
 کرتے ہو انہوں نے کہا کہ میں اس سے روایت کرتا ہوں اور وہ نبی مسلم سے روایت
 روایت کیا اس حدیث کو پہنچنے سے) فصل جو شخص بیمار ہو کے بڑھانیکا خوف کہتا
 ہو دوا مسکور و زہ کا افطار کرنا درست ہو اور (جائز ہے افطار کرنا) مسافر کو (بھی) مسافر
 اگر روزہ رکھ کر مستحب ہو بشرطیکہ اس کو ضرر نہ کرے (یعنی مسافر کو اگر مشقت اور ماندگی

سہ کی ہوتی اور جو افطار کے مبارک موقعے روزہ رکھنا مستحب ہو اور اگر مشقت ہو
 تو افطار کرنا مستحب ہی اور بیمار اور مسافر اگر حالت بیماری یا سفر میں مر جاوے تو اوپر
 روزہ کی قضا نہیں (یعنی بیمار اگر صحت نہ پاوے اور مسافر نہ ٹھہری تو اس پر لازم نہیں کہ
 اپنے وارثوں کو وصیت کرے کہ میرے ان روزوں کا فدیہ دیدینا) اور اگر وہ دوسرے
 اپنے وارثوں کو وصیت کر جاوے تو انکا وارث ہر روز کے عوض میں صدقہ دیوے
 مثل صدقہ عید فطر کے (اور بدون وصیت کے لازم نہیں اور میت کی طرف سے روزہ اور
 نماز درست نہیں) اور اگر وہ دونوں روزہ رکھنے پر قادر ہو جاوے تو قضا کی لین
 بدون شرط پے در پے رکھنے کے (یعنی رمضان کے روزوں کی قضا میں تقسیم نہیں
 نہیں کہ سب ایک ساتھ ہوں اگر جدا جدا کی گاتب بھی جائز ہے) پس اگر ہر حصہ میں
 دوسرا رمضان آ جاوے اور انکے ذمہ قضا کے روز باقی ہوں تو انکو چاہیے کہ
 رمضان حال کے روز میں اول رکھیں اور قضا رمضان کے پیچھے اور عورت حاملہ
 دودھ پلانوالی کو افطار کرنا روزہ کا درست ہو بشرطیکہ دوسرے کو نہ خوف ہو یا
 حاملہ کو اپنی جان کا خوف ہو اور جائز ہو افطار نہایت بوڑھے شخص کو (جو نا طاقتی
 کے باعث روزہ نہ کہہ سکے اور آئندہ کو بھی توقع نہ کہتا ہو) اور مسافر کا بوڑھا بچہ
 روزہ کے (عوض) میں فدیہ دیوے (یعنی پیٹ والی عورت اور دودھ پلانوالی
 کو فدیہ دینا لازم نہیں) اور جائز ہے نفل روزہ واسے کو افطار کرنا (عذر کے ساتھ
 سب روات میں اور بدون عذر کے ایک روایت میں اور اس روزہ کی وہ فقہاء
 اس کو نفل کو شروع کرے اگر توڑ دالیا تو اسکی قضا لازم ہو جاوے گی) اور اگر قضا
 کے دن نہیں کوئی لڑکا بالغ ہو یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اس روزہ اسکا کرے

۷
 اگر عذر کے ساتھ
 روزہ نہ رکھ سکے
 تو اسکی قضا
 لازم ہے

(بیتہ افطار کرنیوالی چیز و خنین سے کچھ نہ کرے) اور کوئی روزہ اُس دن کی عورت
 قضا نہ کہے۔ اور اگر کوئی مسافر افطار کی نیت کر کے چلے پہرا پنو شہر کو بھڑا دیا
 روزہ کی وقت میں نیت روزہ کی کر لے (یعنی دو پہر ڈھلے سو پہلے نیت کرے) تو اُسکا
 روزہ درست ہوگا اور اگر روزہ دار کو بیہوشی طاری ہو جاوے تو بیہوشی کے (ایام) کو
 روزہ قضا کرے مگر حیات میں بیہوشی ہوئی ہو اُسکے دن کے روزہ کی قضا نہ کرے (یعنی
 اگر چند روز رمضان کے مہینے میں بیہوش رہا تو سب نو کی قضا کرے اسلئے کہ نیت روزہ
 کی نہیں پائی گئی مگر اُس دن کی قضا نہ کرے جسکی رات میں بیہوش ہوا ہو اسلئے کہ ظاہر یہی ہے
 کہ اُس رات میں نیت اُس روزہ کی کی ہوگی) اور قضا کرے روزہ کو بسبب اسے جنون کے
 جردت تک کا ہو (یعنی مہینے میں کسی ہو گیا ہو اور کہی نہ ہوا ہو اگر تمام مہینے جنون
 رہا ہو تو اس پر قضا نہ ہوگی اسلئے کہ او رمضان میں اسکو موجود ہونا میسر نہ ہوا جو کہ
 روزہ کے واجب ہونے کی ہر خیانتہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَمَنَّى شَيْءًا مِّنْكُمْ الشَّهْرَ
 فَلْيَتَمَنَّاهُ كَبْنِي لَيْسَ جَوْكَ مَاضٍ بِوَدِّ تَمَنَّى مِّنْ وَهْ اُسکے روزہ کی کجی اور
 قضا کرے وہ شخص کہ افطار کی چیز دن سے بدولن نیت کے باز رہے (یعنی اگر کوئی
 کچھ نیت نہ کرے نہ افطار کرنے کی اور نہ روزہ رکھنے کی رمضان کے روزہ نہیں تو
 وہ شخص اُن روزہ کی قضا نہ کرے اسلئے کہ روزہ بدولن نیت کے جائز نہیں ہوتا) اور اگر
 دن کو رمضان میں مسافر پنو شہر میں پہنچ جاوے یا حبشہ والی عورت پاک ہو خواہ
 مات کے گمان سے سو کر کھائے حالانکہ مہم ہو گئی ہو یا رات ہو جائیکے گمان پر افطار
 کر لے حالانکہ آفتاب موجود ہو ایسے لوگ وہ کو افطار کی چیز دن سے باز رہیں اور اُس دن
 کی عورت قضا نہ کہیں اور کفارہ نہ دیں اور یہی حکم ہے جو لوگ کھائے بعد جان بوجہ کر کھائے

اور نہ ہونا اور خرید و فروخت کرنا جس سے مجاہدین کہ اعتکاف کیا ہو اور مکروہ ہی نہ سمجھنے کی چیز کو مستحب مجاہدین لانا (بلکہ صرف ربانی معاملہ داد و مستند کا کر ہی اور مکروہ ہی اور کسی شخص پر ہونا اور نیک کلام کے سوا دوسری باتیں کرنی۔ اور حرام ہوا کو صحبت کرنا اور اس کا توہم (مثلاً بوسہ لینا اور گلے چٹانے) اور صحبت کرنے سے اعتکاف باطل ہو جاتا ہو۔ اور اگر چند روز کے اعتکاف کی نذر کرے تو اُن روزہ کی راتیں بھی اوسپر لازم ہو جاتی ہیں اور روزہ کی اگر نذر کرے تو وہ راتیں لازم ہو گئی۔

۱۵۳۱ ج کا بیان ہے (جانتا ہے کہ حج کرنا خانہ کعبہ کا اسلام کے پانچوں رکنوں
 میں سے پہلا رکن ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ**
اسْتَطَاعَ الْاَيُّهَا سَبِيْلًا یعنی اللہ کو اس لئے کہ لوگوں پر حج کرنا خانہ کعبہ کا حج کو قدرت پر
 راہ کی) خاص طور پر زیارت کرنا خانہ کعبہ کا حج کے ہیئت میں حج کہلاتا ہے اور وہ عمر بھر
 ایک بار بغیر پائی جانے شرطوں کے فرض ہے اور شرطیں اس کی ہر مین اول آزاد ہونا
 دوسم بالغ ہونا ستم عاقل ہونا چہارم عندستی مرض سے بچنا مارد ہونا راہ کے خروج
 اور سواری پر جواز نہ ہوا اسکے مکان اور ضروری چیزوں میں ششم قادر ہونا خرم اسکے
 جانے اور گہر والوں کے اخراجات پر مقیم راستے کا مامون ہونا آٹھویں شرط صحت
 کے لئے ہے کہ مخرم (یعنی باپ یا بیٹا) یا خاوند ساتھ ہو تصور میں کہ اس کے اور کعبہ
 در میانین فاصلہ سفر شرعی (یا اس سے بڑا) ہو (اور اگر کعبہ سے ایک دو منزل پر رہتی ہو
 تو محرم کا ہونا شرط نہیں) پس اگر کوئی لڑکا یا غلام احرام باندھو اور بعد احرام کے
 وہ لڑکا بالغ ہو جاوے یا غلام آزاد کیا جاوے اور پہرہ دو یا باقی افعال حج کے

پہن لے اور دُرس اور عزراں اور کُتُم کارنگ ست پہن کر کعبہ رنگین کپڑا اگر دہویا ہو
 کہ بونہ آتی ہو (تو اُسکا مضائقہ نہیں) اور کسرا در چہرہ کے ڈانپے اور اونکو گل خیر و دُغرو
 سے دہونے اور خوشبو لگانے اور اپنی سر کے بال منڈانے اور کُترانے اور ناخن دور
 کرانے سے بھی پرہیز کر۔ اور نہانے اور حمام میں جانے اور مکان کے خواہ کچا وہ کے
 سایہ میں ٹھہرنے اور میانہ کی کمر میں باندھنے سے (پرہیز کرنا) ضرور نہیں۔ اور جب تو
 نماز پڑھے یا اونچی جگہ پر چڑھے یا پستی میں اترے یا سوار و نسوٹے اور سحر کی وقت
 میں تلبیہ کثرت سے پکار کے کہتا رہ۔ اور جس وقت کہ میں داخل ہو تو اول مسجد حرام میں
 جا اور خانہ کعبہ کو دیکھ کر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ تر با پڑا اور پھر حجر اسود کے سامنے
 جا کر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہتا ہوا و سکوبوسہ کے (خواہ ماتھہ لگا کر ماتھہ کو بوسہ دے)
 یہ دن دوسرے شخص کو تکلیف دینے کے اور خانہ کعبہ کے گواہی چار دہنی بغل کے نیچے سے
 نکال کر بائیں کندھے پر ڈال کر حطیم کو شامل کر کے سات بار پھر (اور حطیم ایک دیوار کا ٹکڑا ہے
 کعبہ کے ایک کنارہ کو) اور پھر اگر وہ کعبہ کے اپنی دہنی طرف سے شروع کرے تو کعبہ کے سر
 دروازہ کعبہ کے پاس سے اور اول کے تین پہرہ وین رُک کر (یعنی مؤذن بھی ہلاتا ہوا
 جھپٹ کر چلے) اور جب حجر اسود کے پاس کو گزری تو اگر ہو سکے تو بوسہ دے (یا ماتھہ لگا دے)
 اور ختم کر گزری تو حجر اسود کے بوسہ دینے پر بعد اسکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم
 میں خواہ جس جگہ مسجد میں ہو سکے ادا کر (اور پھر) طواف خانہ کعبہ کے سامنے آنیکا (یعنی
 اسکو طواف قدوم کہتے ہیں) اور پھر طواف مکہ کے رہنما والوں کے ہوا کے لئے سنت ہے
 (کیونکہ یہ طواف اول آنے کی واسطے ہے اور اہل کعبہ تو دامن ہی رہتے ہیں دوسری جگہ پر
 نہیں آتے) پھر مسجد میں سے نکل کر صفا کی پہاڑی پر جا اور خانہ کعبہ کی طرف کوٹھہر کے کعبہ پر

تہلیل کہہ اور آنحضرت صلیم پر درود بھیج اور اپنے پروردگار سے اپنی مراد مانگ پھر ان
سوا و ترک مردہ کی طہر چل اور سبز سیلون کے درمیان میں درود اور مژدہ پر پونچھ کر جو خطبہ
صفا پڑھ کر کیا تھا وہی افعال بجا لائیں پھر ان دو وقتوں کے درمیان میں سات پہیرے کر کہ ہر
پہیرے کا صفا سے اور ساتواں پہیرا تمام مژدہ پر ہو بعد اسکے مکہ میں احرام باندھ کر
اور جب تیرا دل چاہے غار کعبہ کا طواف کیا کر پہر ساتویں تازیچہ ذی الحجہ کو (امام کو چاہیے کہ
خطبہ پڑھے اور اس میں افعال حج کے بیان کرتے آدرا تھوین تازیچہ منی کو جا اور نوں
کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو جا و ان امام خطبہ پڑھے اور افعال حج کے لوگوں کو
تعلیم کرے پھر وہ پھر پڑھے ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو تجیروں سے پھر شہادہ
امام اور احرام ہو (یعنی اگر احرام نہ باندھو یا اکیلا ہو تو اس وقت میں ایک وقت میں دو
نمازوں کو ساتھ نہ پڑھنا چاہیے) پھر نوافت کی طہر چل اور کوہ رحمت کے قریب ٹھہر
اور عرفات کا میدان چھ پہیرے کی جگہ ہو سوا میسیدان عرفہ کے اور زمانہ تجسید
اور تکبیر اور تہلیل اور تلبیکہ اور درود اور دعا میں پڑھنا رہ پھر دن چھپے کے بعد مژدہ
کی طہر چل اور کوہ قزح کے پاس آؤ اور جماعت کے ساتھ مغرب اور عشا کی نماز ایک
اذان اور ایک تجسیر سے پڑھ اور نماز مغرب کو راہ میں پڑھنا درست نہیں پھر نماز فجر کی تکبیر
میں پڑھ کر تکبیر اور تہلیل اور تلبیکہ اور درود دعا میں پڑھنا ہوا توقف کر اور مژدہ لے میدان
میں کے سوا جب جگہ ٹھہرنے کی ہو پھر روشنی ہو جائیکے بعد منی کو چل اور (زمانہ پونچھ کر)
جرمہ حقبہ کو پست نالے کے پیچ میں کھڑا ہو کہ سات گزیریں ایسی مار جنکو اوگلی ہو مار سکیں اور
پھر تہیری کے ساتھ اللہ اکبر کہہ اور بسبک کہنا دل ہی بکنگری کے مارنے سے موقوف
پھر قربانی کر پھر سر بال منڈا کر ترا اور منڈا نا مستحب ہے ان کاموں کے بعد تجسیر سے احرام

۱۔ خطبہ صفا پڑھ کر
۲۔ سوا و ترک مردہ کی طہر چل
۳۔ اور سبز سیلون کے درمیان میں درود اور مژدہ پر پونچھ کر
۴۔ جو خطبہ صفا پڑھ کر کیا تھا وہی افعال بجا لائیں
۵۔ دو وقتوں کے درمیان میں سات پہیرے کر کہ ہر پہیرے کا صفا سے اور ساتواں پہیرا تمام مژدہ پر ہو
۶۔ بعد اسکے مکہ میں احرام باندھ کر اور جب تیرا دل چاہے غار کعبہ کا طواف کیا کر
۷۔ پہر ساتویں تازیچہ ذی الحجہ کو (امام کو چاہیے کہ خطبہ پڑھے اور اس میں افعال حج کے بیان کرتے آدرا تھوین تازیچہ منی کو جا اور نوں کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو جا و ان امام خطبہ پڑھے اور افعال حج کے لوگوں کو تعلیم کرے پھر وہ پھر پڑھے ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو تجیروں سے پھر شہادہ امام اور احرام ہو (یعنی اگر احرام نہ باندھو یا اکیلا ہو تو اس وقت میں ایک وقت میں دو نمازوں کو ساتھ نہ پڑھنا چاہیے) پھر نوافت کی طہر چل اور کوہ رحمت کے قریب ٹھہر اور عرفات کا میدان چھ پہیرے کی جگہ ہو سوا میسیدان عرفہ کے اور زمانہ تجسید اور تکبیر اور تہلیل اور تلبیکہ اور درود اور دعا میں پڑھنا رہ پھر دن چھپے کے بعد مژدہ کی طہر چل اور کوہ قزح کے پاس آؤ اور جماعت کے ساتھ مغرب اور عشا کی نماز ایک اذان اور ایک تجسیر سے پڑھ اور نماز مغرب کو راہ میں پڑھنا درست نہیں پھر نماز فجر کی تکبیر میں پڑھ کر تکبیر اور تہلیل اور تلبیکہ اور درود دعا میں پڑھنا ہوا توقف کر اور مژدہ لے میدان میں کے سوا جب جگہ ٹھہرنے کی ہو پھر روشنی ہو جائیکے بعد منی کو چل اور (زمانہ پونچھ کر) جرمہ حقبہ کو پست نالے کے پیچ میں کھڑا ہو کہ سات گزیریں ایسی مار جنکو اوگلی ہو مار سکیں اور پھر تہیری کے ساتھ اللہ اکبر کہہ اور بسبک کہنا دل ہی بکنگری کے مارنے سے موقوف پھر قربانی کر پھر سر بال منڈا کر ترا اور منڈا نا مستحب ہے ان کاموں کے بعد تجسیر سے احرام

کی ممنوع چیزیں ہوا عورت سحر سمیت کر نیکی جائز ہو جاوے گی پہر اسی تاویخ دسویں کو یا
 گیارہویں خواہ بارہویں کو کہ مین آاور طواف رکن کے (جسکو طواف زیارت بھی کہتے ہیں
 سات پہر سے یہ دن رنل اور صفا مردہ دوڑنے کے بجالا اگر بچہ وہ نوبات میں طواف قدم
 مین کر لی ہوں اور اگر نکی ہوں تو طواف رکن مین کیجا دین اس طواف کے بعد تجھکو عورت
 سمیت کرنا درست ہو جاوے گا اور کر دوچے اس طواف کو ذبح کے دفون (یعنے دسویں
 گیارہویں بارہویں تاویخ) سے پیچھے ڈالنا۔ پہر (طواف رکن کر نیکی بعد) منی کو جاوے
 قربانی کے دوسرے دن (یعنے گیارہویں کو) وہ پہر ڈھلے سے پیچھے تینوں جہروں کو
 سات سات کنکرین مار اور شروع اس جہر سے کہ جس مسجد حنیف کے قریب ہی پہر جھڑکا
 تو پیچھے پہر عمر عقبہ کو مار اور جس کنکر مارنے کے بعد دوسرا کنکر مارنا ہو تو اس کے
 بعد کہہ توقف کر (یعنے جہر اول اور دوسرے کو کنکر مار نیکی کے بعد توقف کر اور جہر عقبہ
 کو مار نیکی کے بعد توقف مت کر) پہر گیارہویں کو اس طرح کر اور بارہویں کو بھی ایسا ہی کر اگر منی
 مین ٹھہر ہو اور اگر غیر ہویں تاریخ کو کنکر مار تو زوال سے پہلے کنکر مارنا درست ہو اور اول
 اور دوم جہر کو کنکرین پیادہ ہو کر مارنی چاہئیں اور تیسرے کو سوار ہو کر بھی مارنا درست
 اور مکروہ ہو کہ اپنا اسباب سلمان مکہ کو روانہ کر دی اور خود کنکرین مارنے کو منی مین
 ٹھہرے۔ پہر محاسب مین پونچ (اور محاسب پہر ملی زمین کہ کے کنارے چر دان راگو
 بناسنت ہی) پہر محاسب کو مسجد حرام مین داخل ہو کر طواف رخصت کے سات پہر سے
 پھل اور بچہ طواف سواہل کہ کے اور و نہر واجب ہو (اسکو طواف شہر بھی کہتے ہیں اور
 کہہ والون پہلے نہیں کہ وہ اپنی وطن کو رخصت نہیں ہوتے) پہر طواف رخصت کے
 بعد زفرم کا پانی پی اور ملزم ہو لپٹ (اور سیم جگہ جہر اسکو دسی لیکر دروازہ کعبہ تک لے)

تاریخ کنکر مارنی
 کنکر مارنی کا
 تاریخ

اور خانہ کعبہ کے پردہ دن کو پکڑا اور دیوار سے لپک (کر اور دھاماٹا کر کر کے زاری کرتا
 حلقہ ہوا فصل اور جو شخص کہ میں بنجاوسی اور عرفات میں ٹھہرے اس کے ذریعہ ہوا
 قدم جاتا رہیگا اور جو شخص عرفہ کے روز زوال کے بعد سی دسویں کی صبح تک ایک صحت
 بھی توقف کر گیا تو اس کا حج پورا ہو جاوے گا گوئی چاہے یا سوتے ہوئے خواہ بیہوشی
 کی حالت میں توقف کرے اور اگر اس کی ہر قسم بیہوشی کی جہت سے اس کا رفیق احرام باندھ لے
 تو جائز ہے (یعنی اس کا حج ہو جاوے گا) اور (حج کے تمام افعال میں بیعت کا حکم مثل ہر
 کے ہوتا ہے فرق ہے کہ عورت اپنا منہ کہو لے کر شتر کہو لے اور لسیک بلند آواز سے کہو
 اور نہ طواف میں مونڈ ہی ملا دے اور نہ سبز میلون کے درمیان دوڑی اور نہ بھرے ہوئے
 بلکہ بال نخوڑی سو کتر ڈالے اور سیاہ بوا کپڑا پہنے (مترجم کہتا ہے کہ عورت مرد میں ایک
 فرق سمجھتی ہے کہ عورت کو باعث نذر حیض کے طواف رکن میں تاخیر کرنی درست ہے)
 اور جو شخص کہ نفل کی بدنہ یعنی قربانی کے گئے میں خواہ نذر کی بدنہ کے خواہ شکار کے
 عوض کے بدنہ کے گئے میں خواہ اور اس کی مانند (مثل تمنع کے بدنہ کے) کلا وہ باندھ
 اور اس کو حج کے ارادہ سے اپنی سنا تہ لیکر گنیمت میرفت متذبح ہو تو اس کا احرام
 بند گیا (یعنی بدو ن تلبیہ کے اس عمل سے نحریم ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا موقف
 ہے اور دلیل اوپر ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی کلاؤ
 باندھ بدنہ کو تو وہ محرم ہو گیا) پس اگر بدنہ کو اول روانہ کرنے بعد اس کے خود روانہ
 ہو تو محرم نہ ہوگا جب تک کہ راہ میں اس سے ٹکرا کر بدنہ تمتع میں (کہ بدنہ ملنے کے محرم
 ہو جاتا ہے) پہر اگر اس بدنہ پر جہول ثانی یا اس کی کوئی نین زخم لگا دیا یا بکر کے
 گئے میں کلا وہ باندھا تو محرم نہ ہوگا اور بدنہ شریعت میں اذنب اور گناہ کا منہ ہے

(بکری کا نہیں) +

باب قرآن کے یا نہیں (جاننا چاہیے کہ حج کے افعال جن قسم ہیں قرآن اور تمتع اور افراد۔ قرآن ایک احرام سے حج اور عمرہ کے ادا کر نیکو کہتے ہیں اور تمتع ایک سفر اور دو احرام سے حج اور عمرہ کرنے کو کہتے ہیں اور اگر افراد اکیلا حج بدو ن عمرہ کے کر نیکو کہتے ہیں۔ ان میں دو قسموں میں سے) افضل قرآن ہی (اس لئے کہ اوس میں دو عمل ادا کرنے ہوتے ہیں اور احرام بہت دنوں تک رہتا ہے جو جسم میں سبک مانگنی نسبت زیادہ مشقت ہوتی ہے) قرآن کے بعد تمتع ہی (اس لئے کہ اوس میں بھی دو عمل ادا ہوتے ہیں لیکن چونکہ احرام اول کے بعد حلال ہو جاتا ہے اس لئے اوس میں محنت کم ہوتی ہے نسبت قرآن کے) اور تمتع کے بعد افراد ہی (کہ اوس میں منتر حج کا ادا کرنا ہوتا ہے عمرہ کا اور آنحضرت مسلم نے فرمایا کہ اے آل محمد! اسلام باندہ حج اور عمرہ کا اکیلا تھا اس حدیث کو طحاوی نے بیان کیا ہے اور امام شافعی کے نزدیک قرآن کی نسبت تمتع بہتر ہے والداعلم) اور قرآن کی صورت بہتر ہے کہ میقات (یعنی احرام باندہ ہو کی جگہ سے) حج اور عمرہ کا احرام اکٹھا باندہ ہو اور بعد دعا پڑھو اللہم اتنی ازیذ النعم والبرکۃ فیستترہا فی قلبہا متنی پر کہ میں داخل ہو کر طواف اور سعی عمرہ کی کر رہا ہوں جو جب بیان گذشتہ بالا کے حج ادا کرے۔ پس اگر حج اور عمرہ کے لئے دو طواف کرے اور دو سعی کرے اگر یعنی صفا اور مروہ میں دو بار دوڑے گا تو جائز ہو گا مگر اگر گھبرا جائے (یعنی اس طرح کرنا مکروہ ہے) اور جب قربانی کے روز ہجرہ عقبہ کو لنگرین مار چکے تو ایک بکری یا بید نہ باندہ کا سا تو ان حصہ ذبح کرے (اس لئے کہ یہ ذبح واجب ہے) اور جو شخص فریج کرنے سے عاجز ہو وہ دس روز ہو کر ہی اس طرح کہ نہیں تو ساتوین اور آٹھوین اور نویں تاریخ کو

بکری کا نہیں

عمرہ کا اور آنحضرت مسلم نے فرمایا کہ اے آل محمد! اسلام باندہ حج اور عمرہ کا اکیلا تھا اس حدیث کو طحاوی نے بیان کیا ہے اور امام شافعی کے نزدیک قرآن کی نسبت تمتع بہتر ہے والداعلم

رکھے اور سات روز جبکہ افعال حج سے فارغ ہو چکے گو مکہ ہی میں ٹھہر رہے۔
 اور اگر قربانی کے دن تک روزہ نہ رکھیں تو زچہ کر نیکی ہو اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور
 اگر قرآن والا مکہ میں نہ جاوے (کہ حج سے پہلے عمرہ ادا کرے) اور عرفات میں توقف کرے
 (یعنی حج کے ارکان شروع کر دے) تو اوپر عمرہ کے چوڑے کا دم دینا لازم ہوگا
 اور عمرہ کی قضا کرے گا۔

باب شمع کے بیان میں۔ اوسکی صورت یہ ہے کہ میقات پر عمرہ کا احرام باندھ
 پہر طواف عمرہ کا اور سعی کرے اور سر کے بال منڈا دیں یا کترا دیں اور احرام کہو کہ حلال
 ہو جاؤ ایسا شخص طواف کے اول ہی پھر سے میں کشیک کہنا موقوف کر دیں پھر
 تاریخ ذی الحجہ کی حسرام حج کا حرم ہو جائے اور حج کرے اور ذی الحجہ کی پہلی روزہ جو حاضر ہو تو اسکا
 حکم گذر چکا (کہ دس دن روزہ رکھے) اور اگر تین روزہ سے ماہ سوال میں رکھے (یعنی
 حج کے مہینوں میں کسی کوئی سے تین دن رکھے) اور روزوں کے بعد عمرہ کرے تو
 (بہر روزے) شمع (کے تین روزوں) کے عوض کافی ہوئے لیکن اگر عمرہ کا احرام
 باندھ کر طواف عمرہ سے پیشتر (تین روزہ) رکھیں تو (البتہ شمع کے روزوں کی عوض میں)
 کافی ہوئے۔ پس اگر شمع کرنا قربانی اپنے ساتھ لینا چاہے (کہ بھروسہ ہے)
 شمع کی ہے) تو وہ احرام باندھ کر قربانی کو ٹالنا چلے اور اس کے گلے میں تو شمشیر
 یا جوتی ڈال دیں مگر اس کے کو ان میں زخم نہ کرے اور عمرہ کر نیکی بعد (احرام کی قید
 لگی رکھے) حلال ہو جاؤ اور آٹھویں تاریخ کو حج کے لیے احرام باندھیں اور (آٹھویں سے)
 پہلے باندھنا مستحب ہے ہر جب دسویں کو بال منڈا چکے اسوقت دونوں احراموں (یعنی
 عمرہ اور حج سے) حلال ہو جاویں۔ اور نگہ اور اس کے قریب کے باشندوں کو شمع اور

بندہ

درست نہیں پس اگر تمتع کرنا والا اپنی شہر کو عمرہ کے بعد لوٹ آوے اور قربانی کو رد کیا
 گیا تو اسکا تمتع باطل ہو جائیگا اور اگر قربانی رد نہ کر چکا تھا (اور عمرہ کے بدلے اپنے
 شہر کو واپس آیا) تو تمتع باطل نہ ہوگا۔ اور جو شخص عمرہ کے طواف میں کمتر پھر چڑھ (یعنی
 تین پہرے یا اونسے کم) حج کے مہینوں تک پیشتر کر لے اور حج کے مہینوں میں اس طواف
 کے باقی پچیس پورے کرے اور حج ادا کرے تو تمتع اوستا باقی رہیگا اور اسکے عکس کی صورت
 (یعنی حج کے مہینوں میں زیادہ پہرے کرے بلکہ کمتر کرے تو وہ) تمتع والا نہ ہوگا اور حج
 کے مہینے ماہ شوال اور ذیقعدہ اور دس روز ذی الحجہ کے ہیں اور حج کے لئے ان مہینوں
 سے پیشتر احرام باندھنا جائز ہے مگر مکہ وہ ہو اور اگر کسی کو فہر کے رہنے والے سے
 حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور کہ میں خواد بعمرہ میں ٹھہر گیا (یعنی اپنی وطن کو واپس گیا)
 اور حج کیا تو اسکا تمتع جائز ہوگا اور اگر عمرہ کو فاسد کر دیا اور مکہ خواہ بعمرہ میں ٹھہرا
 اور عمرہ فاسد کو قضا کر کے حج کیا تو (اسمعدین) تمتع والا نہ ہوگا مگر ایک صورت
 سے کہ اپنی وطن کو واپس جاوے (اور پھر آدمی اور عمرہ فاسد کو حج کے مہینوں میں قضا
 کر کے حج ادا کرے اور صورتیں البتہ اسکا تمتع درست ہوگا) اور ان میں سے جو جن سے کو
 فاسد کر دے چاہیے کہ اسکے افعال کرتا رہے اور ذبح لازم نہ ہوگا (اسلمی کہ حج
 خواہ عمرہ کے فاسد کر دینے سے تمتع والا نہ ہوگا) اور اگر کسی نے تمتع کیا اور قربانی کی تو یہ
 قربانی تمتع کے دم کے عوض نہ ہوگی (اسلمی کہ تمتع کا دم قربانی کے سوا ہے) اور اگر عمرہ
 احرام باندھ کر کیوقت حائض ہو گئی تو طواف کے سوا سب ارکان حج کے ادا کرے اور
 اگر طواف رخصت کرنے کیوقت حائض ہو تو طواف رخصت کو چھوڑ دے اور اپنی وطن کو
 چلی جاوے (یعنی اس دن کے چھوڑنے سے اس پر حج لازم نہ ہوگا) جیسی وہ شخص کہ مکہ

میں رہنا اختیار کر لے (یعنی چم کے بعد اگر کوئی شخص مکہ کی اقامت اختیار کرے تو اس پر بھی طواف رخصت لازم نہیں رہتا۔)

پایہ احرام اور چم کے اعمال میں قصور و نقص کے یا نہیں (ذبح کرنا) ایک بکری (کا) واجب (ہوتا ہے) اگر محرم (اپنے) ایک عضو (کاٹ لے) پر خوشبو لگا دے اور اگر (ایک عضو) کم کو لگا دے تو صدقہ دے اور اگر اپنی سر کو جھدی سے رنگین کرے یا زیور کا تیل لے یا کپڑا سیاہ یا پہنے یا دن بھر سر کو چھپا دے تو (ان صورتوں میں) بکری ذبح کرے اور (ایک روز سی) کم (اگر سر کو) چھپا دے تو صدقہ دے اور اگر چوتھائی سر کے خواہ وارھی کے بال منڈا دے تو دوم دے اور (چوتھائی سی) کم میں صدقہ دے و مثل منڈنے والے کی (یعنی اگر محرم کسی کے بال منڈے تو اس پر صدقہ واجب ہوتا ہے) اور اگر گردن کے بال خواہ و دونوں بقلوں کے یا ایک کے یا بچھنے لگانے کی جگہ کے منڈا دے تو (ان سب صورتوں میں) دوم دے اور مویہ منڈانے میں حکم یکم و عادل کا (کہ جو کچھ کہے صدقہ دینا ہے) اور محرم شخص اگر حلال آدمی کی مویہ منڈائے یا ناخن کترے تو پکا کہاں آدمی اور اگر دونوں ہاتھ پانوں کے ناخن ایک مجلس میں کاٹے یا ایک ہاتھ خواہ ایک پانوں کے کاٹے تو دوم دے اور (اگر اس سے) کم کتر آدمی تو صدقہ دے اور یہی حال ہے اگر پانچ ناخن متفرق (دونوں ہاتھ پانوں میں سے) لے دے۔ اور اگر ٹوٹا ہوا ناخن دور کرے تو کچھ واجب نہیں ہوتا اور اگر کسی صدر کی جھت سے (مثلاً بیماری کے باعث) خوشبو لگا دے یا سیاہ یا کپڑا پہنے یا سر منڈا دے تو بکری ذبح کرے یا تین صاع گیہون چھ مسکینوں کو دے یا تین روز سی رکھے (اور بدلتے) ان چیزوں کے مرکب ہونی ذبح کر نیکے ہوا اور کوئی چیز درست نہیں)

ایک احرام اور چم کے یا نہیں

حالت جنابت میں کرے تو دو دم (واجب ہوئے) ہیں۔ اور بکری یا بکری کے بچے کو اگر
 عمرہ کا طواف اور سعی میوض کرے لیکن اس عمرہ اور سعی کا رد بار و کرنا لازم نہیں۔
 اور بکری ہو اگر سعی چوڑی یا عرفات پر نہ ہو امام سے پیشتر چلاؤ یا نہ دلائل میں رہنا
 چوڑی یا سب دنوں کی کنکریں مارنے کو خواہ ایک دن کی کنکریں مارنے کو ترک کرے
 یا بال بارہویں تاریخ کے بعد منڈاؤ یا طواف رکن کو بارہویں کے بعد نہ کرے یا سکر کو
 حرم کے باہر حل میں منڈاؤ۔ اور اگر قرآن کریم والا ذبح سے پیشتر سر کے بال
 منڈاؤ تو دو دم دینے لازم ہونگے فصل۔ اگر کوئی محرم شکار کو مار ڈالے
 یا ایسی شخص کو شکار بتلا دے جو اس کو مار ڈالے تو اس پر جزا واجب ہوتی ہے اور
 (شکار کی) وہ قیمت ہو جو دو مرد عادل اس کے مار ڈالنے کی جگہ میں یا اس کو قز
 ٹھہرا دیں (اور امام شافعی کے نزدیک صورت مذکورہ میں اس شکار کی صورت کا
 جانور واجب ہوتا ہو اور دلیل اور پر بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہو کہ مثل
 شکار پر تم میں سے دو صاحب عدل حکم کریں اگر صورت کا مثل ایسی ہو مراد لیا
 جاوے تو دو شخصوں کے حکم کی کیا حاجت ہو صورت کے یکساں ہونے کو تو
 ہر کس اور ناکسچ پہناتا ہو پس ضرور ہوا کہ مثل سے غرض ہال میں یکساں ہونا ہو اور
 وہ قیمت ہو صورت نہیں) پس اس قیمت سے تین حصے خرید کر کے ذبح کرے اگر قیمت تین
 ہندی کی گنجائش ہو اور اگر اتنی قیمت نہ ہو تو اس سے بچو اور گیسوں خرید کر مساکین پر
 صدقہ کرے مثل صدقہ فطر کے (یعنی ہر مسکین کو ایک صاع جو اور نصف صاع گیسوں
 سے) یا ہر مسکین کے یہ صدقہ کی عوض میں ایک روزہ رکھے (یعنی حساب کرے
 کہ بچہ اناج کتنے مساکین کو تقسیم ہو گا اس قدر روزہ رکھے اور اگر حساب میں نہ ہو

نکاح

شکار کو ذبح کر کے تو واجب ہے کہ اس کی قیمت خیرات کر دے نہ روزہ رکھنا (یعنی روزہ
 نہ کرے جیسا شکار مارنے میں رکھنا تھا) اور جو شخص کہ حرم میں شکار ساتھ لادے تو اسکو
 چوڑ دینا چاہیے پس اگر اسکو بیچ سکے اور شکار موجود ہو تو اس بیع کو واپس کرنا
 چاہیے اور اگر شکار مر جائے تو اس شخص بائع پر جزا لازم ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص حرام
 باندھو اور اس کے گھر میں یا اس کے ساتھ بیچے میں شکار ہو تو اس پر جزا لازم نہیں کہ اس
 شکار کو چوڑ دے۔ اگر کوئی حلال شخص شکار کرے مگر احرام باندھ لے تو جو کوئی اسکو
 چوڑ دے وہ ڈاکٹر ہے (اس لئے کہ احرام کی حالت میں سوا میں شکار ممنوع تھا جو
 پکڑنا یا نقصان دہ ہو تو اس کے چوڑ غوالے پر تاوان لازم ہوگا) اور اگر کوئی
 محرم اس شکار کو پکڑے تو چوڑ غوالا تاوان نہ دے (اس لئے کہ پکڑنا شکار کا حالت حرم
 میں ممنوع ہے تو اس کے چوڑ غوالے پر تاوان نہ ہوگا) پر اگر کسی دوسرے محرم نے اسکو
 مار ڈالا تو وہ محرم تاوان دین (اول تو شکار پکڑنے کی جہت سے اور دوسرا اس کے
 مار ڈالنے کے سبب) اور جتنے شکار پکڑا تھا وہ اپنا تاوان مارنا چاہیے۔ ہر سال
 (اس لئے کہ اگر وہ نہ مارے تو شاید پکڑنے والا اس شکار کو خود چوڑ دیتا تو اس کے
 ذمہ کچھ بھی واجب نہ ہوتا) جب تاوان دینا پڑا تو اس کے مار ڈالنے کی جہت سے دینا پڑا
 پس اگر محرم حرم کا گھاس کاٹے یا اسیادختہ کرے کیسی ملک نہ ہو اور نہ ان چیزوں میں سے
 ہو جنکو لوگ بویا کرتے ہیں تو اس کی قیمت کا تاوان دے لیکن اگر گھاس اور درخت خشک
 ہو تو اس میں کچھ تاوان نہیں۔ اور حرام ہے حرم کی گھاس کا چرانا اور کاٹنا سوا کاؤنڈ
 کے (اور وہ ایک گھاس خوشبودار ہے اسکا کاٹ لینا حاجت کیواسطے درست ہے)
 اور جو قصور ایسی ہیں کہ ان کے باعث تنہا حج کرنا غوالے پر ایک ذمہ لازم آتا ہے تو انکی

اگر کوئی شخص
 شکار لے کر
 بیچے میں
 شکار لے کر
 بیچے میں

اگر کوئی شخص
 شکار لے کر
 بیچے میں
 شکار لے کر
 بیچے میں

بہت سی قرآن والے پردہ و م لازم آتے ہیں ایک حج کی واسطے اور ایک عمرہ کے لیے
 مگر ایک صورت میں کہ قرآن والا احرام باندھنے کی جگہ سے بدون احرام کے آگے جڑواں
 (تو اس صورت میں تنہا حج کر نیوے اور قرآن والے پردہ و م پر ایک دم سے زیادہ لازم نہیں
 اور اگر وہ محرم ملک ایک شکار میں تو جڑا و دینی پڑیگی اور اگر وہ حلال ملک حرم کا شکار
 میں تو ایک جڑا و زیادہ لازم ہوگی (اسلئے کہ یہ جڑا و محرم کی تعظیم کے لئے ہے
 یہ بدوہ ایک ہی ہے اور پہلی جڑا و احرام میں امر منوع کی جیت سی ہو اور وہ دو شخصوں سے
 سرزد ہوا ہو) اور اگر محرم شکار کو نیچے یا خریدی تو یہ خرید و فروخت باطل ہے اور اگر کو
 شخص حرم میں سی ہرنی پکڑ لادے اور اس کے بچہ پیدا ہو اور وہ نو عمر جاوین تو اسکو و نو
 کا تادان دینا چاہیے اور اگر وہ ہرنی کا تادان دیکھکے اس کے بعد وہ بچہ بنے اور وہ
 مر جاوین تو بچہ کا تادان نہ ہو

باب میقات پر سی بدون احرام کے آگے بڑھنے کے بیان میں۔ جو شخص
 بدون احرام کے میقات سے گزرا و سی اور پر میقات کو احرام باندھ کر تشبیک کہتا ہو الوٹ
 اور زیادہ دن احرام آگے بڑھ گیا تھا پر عمرہ کا احرام باندھ لیا اور عمرہ کو فاسد کر کے
 اسکو نقص کیا (اس طرح کہ وہ مر احرام میقات پر سی باندھا) تو (جو) فوج کرنا (اور اس کے
 ذمہ میقات پر سے بدون احرام نکل جانے کے باعث لازم ہوا تھا وہ) ساقط ہو جاوے گا۔
 اور اگر کوئی شخص اپنے رہنے والا (یا کسی اور شہر کا) بنی عامر کے بائیں کسی اپنے کام کو اور
 (اور یہ باغ حرم کے! ہر میقاتوں کے اندر واقع ہے) تو اس شخص کو کہ میں میں
 احرام داخل ہونا جائز ہے اور (حج کی واسطے) اس شخص کی میقات وہی باغ ہے۔
 اور جو کوئی کہ میں بدون احرام کے داخل ہو پر اسی سائیں اپنے ذمہ پر کے حج سلام

بہت سی قرآن والے پردہ و م لازم آتے ہیں ایک حج کی واسطے اور ایک عمرہ کے لیے

کراد کرے تو بھج جج عوض اس جج کے جو اس کے ذمہ پر کہ میں بدعتی احرام میں
ہونے سے بڑا تھا جائز ہوگا اور اگر سال پہلے (یعنی حج اسلام دوسری برس
کرے) تو (اسکی عوض) جائز ہوگا (مگر نہ کہ جو کوئی مکہ میں بدعتی احرام چلا آتا ہو اور
حج لازم ہو جاتا ہو اور اگر اسی سال میں حج اسلام اور اسے تو دوسری حج کی ضرورت نہیں
ایک ہی دن کے عوض ہو جائیگا۔

باب ایک احرام پر دوسرا احرام کر لینے کے بیان میں۔ ایک مکہ کے رہنے والے
نے عمرہ کے طواف کا ایک پہیر کیا پہر حج کا احرام باندھ لیا تو حج کو ترک کرے اور
اُس پر حج اور عمرہ دونوں کی قضا اور دم لازم ہوگا (اسی طرح کہ جس نے حج کے پہر اگر
حج اور عمرہ کے افعال پورے کر دی تو جائز ہوگا اور دم لازم آویگا) (اگر کسی نے ہر
دونوں کو اکٹھا کیا) اور اگر کسی شخص نے حج کا احرام کیا پہر قربانی کے دن (یعنی
دسویں تاریخ) دوسری حج کا احرام کر لیا تو اگر اول حج میں اوسنی بال منڈائے ہیں تو
اسکو دوسرا حج کرنا لازم ہوگا اور دم دینا نہ پڑیگا اور اگر بال نہ منڈائی ہوں تو حج
دوم بھی لازم ہوگا اور دم دینا بھی پڑیگا گو بال کتر اوسنی یا نہ کتر اوسنی (یعنی دوسرے
احرام میں کہ پہلے احرام کے بعد باندھیں بال کتر اوسنی دوم سا قلم نہ ہوگا اور کتر اوسنی
سے مراد در کرنا بالوں کا ہی خواہ منڈائے ہی ہو یا کتر اوسنی سے مراد جو شخص سوا
بال منڈانیکے اپنی عمرہ کے سب افعال سے فارغ ہو جاوے پہر احرام دوسری عمرہ کا
باندھ لے تو اس پر دم لازم آویگا (اسی طرح کہ اوسنی دوا حراموں کو جمع کر دیا) اور جس شخص
نے احرام حج کا باندھا پہر عمرہ کا احرام کر لیا پہر عرفات میں ٹھہرا تو اسے عمرہ کو ترک
کیا اور اگر صرف عرفات کی طرف سے چلے تو (جب تک وہاں توقف نہ کر لیا عمرہ) کا ترک نہ چاہی

ایک احرام پر دوسرا احرام کر لینے کے بیان میں۔ ایک مکہ کے رہنے والے نے عمرہ کے طواف کا ایک پہیر کیا پہر حج کا احرام باندھ لیا تو حج کو ترک کرے اور اُس پر حج اور عمرہ دونوں کی قضا اور دم لازم ہوگا (اسی طرح کہ جس نے حج کے پہر اگر حج اور عمرہ کے افعال پورے کر دی تو جائز ہوگا اور دم لازم آویگا) (اگر کسی نے ہر دونوں کو اکٹھا کیا) اور اگر کسی شخص نے حج کا احرام کیا پہر قربانی کے دن (یعنی دسویں تاریخ) دوسری حج کا احرام کر لیا تو اگر اول حج میں اوسنی بال منڈائے ہیں تو اسکو دوسرا حج کرنا لازم ہوگا اور دم دینا نہ پڑیگا اور اگر بال نہ منڈائی ہوں تو حج دوم بھی لازم ہوگا اور دم دینا بھی پڑیگا گو بال کتر اوسنی یا نہ کتر اوسنی (یعنی دوسرے احرام میں کہ پہلے احرام کے بعد باندھیں بال کتر اوسنی دوم سا قلم نہ ہوگا اور کتر اوسنی سے مراد در کرنا بالوں کا ہی خواہ منڈائے ہی ہو یا کتر اوسنی سے مراد جو شخص سوا بال منڈانیکے اپنی عمرہ کے سب افعال سے فارغ ہو جاوے پہر احرام دوسری عمرہ کا باندھ لے تو اس پر دم لازم آویگا (اسی طرح کہ اوسنی دوا حراموں کو جمع کر دیا) اور جس شخص نے احرام حج کا باندھا پہر عمرہ کا احرام کر لیا پہر عرفات میں ٹھہرا تو اسے عمرہ کو ترک کیا اور اگر صرف عرفات کی طرف سے چلے تو (جب تک وہاں توقف نہ کر لیا عمرہ) کا ترک نہ چاہی

شعبہ ہنر اور طواف رکن کرنے سے ہی وہ اگرچہ کچھ منظمہ میں بھی ہو روکا ہوا کہلائیگا ورنہ روکا ہوا نہ ہوگا +

باب ج کے نفلے کے بیان میں۔ جس شخص کا حج عرفات پر نہ ٹھہرنیکے باعث فوت ہو جاوے تو اسکو چاہیئے کہ عمرہ کرنے کے حلال ہو جاوے اور اسکو سچ سال آنید میں حج بدون فسخ لازم ہوگا (یعنے حج کی قضا میں دم دینا واجب نہوگا) اور عمرہ فوت ہونے کی چیز نہیں اور عمرہ بچہ ہو کر ا حرام کے بعد طواف اور سعی کرے (اور سر منڈاویں یا بال کتراویں) اور یہ تمام سال میں جائز ہے مگر عرفہ کے روز اور قربانی کے دن اور ایام شریفین میں مکہ میں اور عمرہ سنت مکہ ہے (واللہ اعلم) *

باب دوسرے کی طرف سے حج کر نیکے یا نہیں۔ عبادت مالی میں (جس پر زکوٰۃ یا صدقہ نظر کے لیے ہیں) نیابت (دو نو مو تو نہیں) ہو سکتی ہے آدمی خود قادر ہو یا نہ ہو اور عبادت بدنی میں (مثلاً نماز اور روزہ کے) کسی صورت میں نیابت نہیں (چل سکتی) اور جو عبادت کہ مرکب ہو مالی اور بدنی ہو (جیسا حج اور عمرہ ہی) اس میں نیابت جب چل سکتی ہو کہ نائب کر نیوالا عاجز ہو (اور اگر خود قادر ہو تو نیابت درست نہیں) اور حج کرانے کے لیے بھی شرط ہو کہ (جس کی طرف سے حج مجزہ ہو) ہمیشہ کو اپنی طرف سے تک عاجز ہو اور یہ شرط حج فرض کے لیے ہو نہ نفل کے لیے (یعنی نفل حج میں دوسرا شخص اگر قادر بھی ہو تو باوجود قدرت کے نائب کر دینا جائز ہے) اور جو شخص دو آدمیوں کی طرف سے احرام باندھ ہی وہ جتنا خرچ ہو میزان دو نو کو ہٹا دی (اس لیے کہ حج ہر ایک کی طرف سے جدا جدا پانچویں تھا وہ نیابت نہیں ہوا) اور زکوانے کا دم پہنچنے والے کے ذمہ ہو اور نذران اور قصہ رکاو دم نائب کے ذمہ ہے پس اگر نائب حج کے راستہ میں مر جا دی تو جس کی طرف سے حج کو گیا تھا اس کو ترک نہیں ہو سقصدقہ ہو

نہایت بیکر حج و سعی طواف سوا کسی جگہ سے کرایا جاوے جہاں وہ رہتا تھا (نہ او جگہ
 سے جہاں نائب مرا ہے) اور جو شخص حج کے لئے اپنا مال باپ و ذوالکفل سے
 احرام باندھ کر پہنچے بعد انہیں سے ایک کے لئے مہین کر دے تو جائز ہوگا۔
باب ہڈی کے یا نہیں (جو حرم میں بیچ کے لئے بھیجا جاوے) کم سو کم ہڈی بکری
 ہے (کہ او میں کوئی درست نہیں) اور ہڈی اونٹ اور گامی اور بکری سبکی ہو سکتی ہے اور
 جو جانور قربانی کے لئے درست ہیں وہ ہڈی میں جائز نہیں اور بکری ہر قسم میں درست ہو کر
 جو طواف فرض (یعنی طواف رکن) ناپاکی میں کیا ہو یا بعد عرفات پر ٹھہرنے کے صحت کی
 (توان صورت میں بکری جائز نہیں بجز لازم آتا ہے جو اونٹ اور گامی کا ہوتا ہو) اور
 ہڈی نفل اور مستح اور قرآن کا کہنا درست ہے (یعنی اگر صاحب ہڈی چاہے تو انہیں
 سے کہا وے) اور تمتع اور قرآن کے دم کا ذبح کرنا قربانی کے روز مخصوص میں ہو مرن
 (اُنہی روز ذبح کرے) اور اُن کے سوا اور دم جب چاہے ذبح کرے) اور تمام قسم ہڈی
 کا ذبح کرنا حرم میں مخصوص ہے فقیر حرم پر مخصوص نہیں (بلکہ غیر حرم کے فقیر و مکوی
 اٹکا دینا درست ہے) اور واجب نہیں ہڈی کا عرفات کو لیجانا اور ہڈی کی جھول اور
 نیچیل کو صدقہ کر دے اور قضا کی مزدوری میں سونڈی اور بدون سخت ضرورت کے
 اس پر ہوا نہ ہو اور نہ اس کا دودھ نکالے اور اس کے تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑک دے
 (کہ دودھ نہ ٹپکے گز زمین جو قنّاح کا لفظ ہے وہ فون کے پیش اور قات اور خار
 سے آب سرو کے مخون میں ہے) پس اگر ہڈی واجب مر جاوے یا عیبت دار ہو (یعنی
 او میں ایسا عیب ہو جو بکری میں درست نہیں) تو اس کی جگہ دوسری ہڈی قائم
 کرے اور عیبت دار اُس کی خود کی رہے گی (اوس کو جو چاہے کرے) اور اگر ہڈی نفل کی ہو

اور صیبار ہو جاوی تو اسکو دیکھ کر دے اور اس کے خون سیاہی کے سم بہرے
 اور ایک چہا پہ خون کا اُسکی گردن کی طشت لگا دے (جس سے معلوم ہو کہ ہڈی جو اور
 اسکو کوئی غنی نہ کہا دے۔ اور) گلاؤہ طشت نفل کے بدنہ اور قرآن اور متع کے
 پتہ کے گلے میں باندھا جاوے (یعنی اُنکے سوا اور دم مثل بکجانیکے اور قصور کے
 دم کے گلے میں گلاؤہ نہ باندھیں) اور اگر لوگ سیپاکنی گواہی دین کہ حاجی عرفات میں
 عرفہ سے ایک روز پہلے ٹھہرے ہیں تو ادھکی گواہی قبول کیجاو گی (یعنی دوسرے
 روز پہر عرفات پر ٹھہرنا چاہیے) اور (اگر بیچہ گواہی دین کہ) عرفہ سے (ایک روز)
 بعد (ٹھہرے ہیں تو) قبول بھیجاو گی (اور مراد گواہی سیاہ ذیچہ کے چاندنی کہنے
 کی گواہی ہے) طرح کہ عرفات پر ٹھہرنا عرفہ کے روز سے ایک دن پہلے یا بیچے لازم ہے
 حاصل یہ ہے کہ اگر عرفات پر ٹھہرنے کی خطا کا تدارک ممکن ہو نہ تو گواہی قبول
 کیجاو گی ورنہ مقبول نہو گی) اور اگر کوئی شخص اول جبرہ کو کنکرن بیان فی کیا رہوین تا
 ترک کرے تو (اوسکی قضا میں چاہی) سب کو برتیب کنکرن مارے خواہ مشر اول کہ
 مارے (اور یہی حال ہو بارہوین اور تیرہوین تا پنج کا بخلاف روز اول کے یعنی سوین
 کے کہ اوسمیں سوا جبرہ عقبہ کے اور جرات کو کنکرن نہیں مارتے) اور جو شخص اپنے
 اوپر حج کو پایا وہ واجب کر لے مثلاً نذر وغیرہ سہی تو اسکو چاہیے کہ سوار نہو جب تک
 کہ طواف رکن کر لے (اسلئے کہ بھہ طواف فرض ہے اور حج کے لئے کان اوسپر تمام
 ہو جاتے ہیں بعد اس طواف کے اسکو اختیار ہے چاہی سوار پڑیا پیادہ رہی) اور جو
 شخص کہ محرم لوندی خریدے (اور اُس سے صحبت چاہے تو) چاہیے کہ ہیکو حل
 کر لے پہر صحبت کرے (یعنی لوندی کے احرام میں بھہ بچا ہیے کہ اُس سے صحبت

کر دی اور اپنی صحبت سے اسکو حلال کرے بلکہ پہلے اسکو حلال کرے پھر صحبت کرے
 و اللہ اعلم بالصواب

کتاب النکاح

نکاح

اسمین نکاح کا بیان ہو جانا چاہیے کہ نکاح دنیا کی ضروری باتوں میں سے ہو مثل کہانے
 اور بیوی اور لباس اور شو کے مکان کے اور رسول اللہ معلّم نے فرمایا ہو کہ نکاح کرنا
 میری سنت سے ہے جو شخص کہ میری سنت سے منہ پھیرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے
 طریق پر نہیں) نکاح ایک معاہدہ ہے کہ عورت سے فائدہ لینے کے لئے قصداً ہو اگر ناہی
 (یعنی اس معاملہ میں قصداً ہی صحبت کا حلال کرنا ہوتا ہے اور نہ لوثہ ہی کے ثمر بدستے
 میں بھی صحبت حلال ہو جاتی ہے مگر قصداً تو ہی سے نہیں ہوتی بلکہ اول ایک اس لوثہ ہی
 کی خود کی ہوتی ہے اسکی نیت میں صحبت حلال ہو جاتی ہے) اور نکاح سنت ہے اور
 جبکہ خواہش صحبت زیادہ ہو یا ضرورت میں نکاح واجب ہے (تاکہ زنا میں مبتلا ہونے سے
 محفوظ رہے) اور نکاح (ایک کے) ایجاب اور (دوسرے کے) قبول سے ہو جاتا ہے (مگر شرط
 ہے کہ ایجاب اور قبول ایسے الفاظ سے ہوں جو زمانہ گذشتہ کے لئے بنائے گئے ہوں
 (خواہ) دو زمانہ گذشتہ کے لئے موضوع ہوں) یا ایک (مثلاً مرد کہے کہ میں نے
 تجھ سے نکاح کیا اور عورت کہے کہ میں نے قبول کیا یہاں دو فراموشی ہیں یا عورت کہے
 مجھ سے یاہ کر لے اور مرد کہے کہ میں نے تجھ سے یاہ کر لیا اسمین ایک لفظ ماضی ہے
 اور نکاح لفظ نکاح اور تزویج اور آن لفظوں سے درست ہوتا ہے جو اسوقت چیز
 کے مالک کر دینے کے لئے بنائے گئے ہیں مثلاً یہاں کے لفظ سے درست ہو جاوے گا لیکن
 اجارہ کے لفظ سے درست نہیں ہوگا اسلئے کہ لفظ اجارہ چیز کی ملکیت کیواسطے نہیں بنایا

بلکہ نفع کے مالک کر دینے کو بنا ہو اور وصیت کے لفظ سے بھی درست نہیں
 اس لئے کہ وصیت اسی وقت چیز کی ملکیت کے لئے نہیں ہے بلکہ بعد موت کے مالک کے دینے
 کو بنتی ہے اور (شرط یہ ہے کہ ایجاب قبول) دوازا مرد وفات خواہ ایک دوازا مرد دوازا
 دوازا دھور قریب کے سامنے ہوا اور وہ دونوں عاقل اور بالغ اور مسلمان ہوں اگرچہ
 گناہگار ہوں یا گالی دینے کے بدلے میں انکو نذر شرعی ہو ہی ہو یا دونوں گناہگار ہوں
 یا دونوں فاضل ہوں یا اولاد ہوں۔ اور اگر کوئی مسلمان مرد کسی دینی عورت سے دوازا
 کے سامنے نکاح کرے (یعنی گواہ نکاح کے دونوں ہوں) تو (یہ نکاح) درست ہے
 اور جس شخص نے کسی دوسری سے کہا کہ میری منی لڑکی کا نکاح کر دو اور اس منی لڑکی
 کے سامنے نکاح کر دیا اور باپ موجود تھا تو نکاح درست ہو گا اور اگر وہ موجود نہ ہو گا
 (نکاح) درست نہ ہو گا (اس لئے کہ باپ کے موجود ہونے سے باپ خود نکاح پڑھنے والا
 مانا جاوے گا اور وہ مرد اجنبی اور ایک جبکہ نکاح کر دینے کو کہا تھا وہ گواہ شہرہ کے
 اور اگر باپ موجود نہ ہو گا تو صرف ایک شخص اجنبی گواہ رہے گا اور یہ درست نہیں)
 فصل اول عورتوں کے بیان میں جنس نکاح کرنا حرام ہے۔ حرام ہو نکاح کرنا
 مان سہ اور بیٹی سے اگرچہ دور کی ہوں (یعنی نانی ہو یا دادی یا نواسی ہو یا پوتی
 ایک مرتبہ کی ہو یا کئی مرتبہ کی) اور (حرام ہو نکاح کرنا) اپنی بہن اور چھانچہ اور بھتیجی اور
 چھوٹی اور والدہ اور ساس اور اپنی بیبی کی لڑکی سے بشرطیکہ بیبی سے صحبت کر چکا ہو
 (اور اگر صحبت نہ کی ہو تو نکاح اس کی لڑکی سے درست ہے) اور اپنی باپ کی بیٹی سے
 اور اپنی بہن سے اگرچہ باپ اور بیٹا دور کا ہو (یعنی دادا ہو یا پوتا یا نانی بیبی سے
 نکاح کرنا حرام ہے) اور یہ سب رشتے دودھ کے ناتے سے بھی حرام ہیں (جیسے)

فصل اول

اپنی لونڈی سے نکاح کرنا اور غلام کو اپنی مالکہ سے نکاح کرنا اور مسلمان کو مجوسی اور بت پرست عورت سے نکاح کرنا (ناجائز ہے) اور درست ہو کہ بابتہ عورت کے (یعنی یہودی خواہ نصرانی سے) نکاح کرنا اور صاحبہ عورت سے (نکاح کرنا صاحبی ایک فرقہ نصاریٰ کا ہے جو زبور پر بستے ہیں اور بعضے مسلمانوں کی تعلیم کرتے ہیں لیکن انکی تعلیم عبادت کے طور پر نہیں کرتے تاکہ مشرک ہو جاویں) اور (درست ہے) احرام دالی عورت سے (نکاح کرنا) اگرچہ مرد بھی حُرُم ہو اور دوسرے کی لونڈی سے (نکاح کرنا) گو (وہ لونڈی ہی) اہل کتاب (ہیں سے) ہو اور (درست ہی) لونڈی (کے نکاح) پر آزاد عورت سے نکاح کرنا نہ اسکا عکس (یعنی بیہ جائز نہیں کہ آزاد عورت اگر نکاح میں ہو تو اس پر لونڈی سے نکاح کرے) گو (یہ لونڈی کا نکاح اُس عورت آزاد کی حدت کے ذمہ نہیں ہو) تاہم جائز نہ ہو گا) اور نکاح کرنا صرف چار عورتوں آزاد کا خواہ چار لونڈیوں کا درست ہے (یعنی چار عورتوں کے سوا نکاح میں جمع کرنا درست نہیں خواہ وہ آزاد ہوں یا لونڈیاں) اور غلام کو صرف دو عورتوں سے نکاح کرنا درست ہو (خواہ آزاد ہوں یا لونڈیاں) اور نکاح اُس عورت کا جسکو زنا سے پیٹ ہو درست ہو نہ دوسری طرح کا پیٹ (یعنی جس عورت کا حمل زنا سے نہ ہو اسکا نکاح درست نہیں) اور جائز ہو نکاح اس عورت کا جس سے صحبت ملک کی عیث یا زنا کے طور کی ہو (یعنی بعد صحبت کے نکاح اُس سے درست ہی) اور (درست ہے نکاح) اُس عورت کا جو حرام عورت کے ساتھ عقد میں آئی ہو (اس طرح کہ ایک عقد میں دو عورتوں سے نکاح کیا کہ ایک اُن دو میں سے دوسرے حرام ہی نہ دوسری کا نکاح درست ہو گا) اور مہر جتنا ٹھہرایا ہو تمام و کمال اُس حلال عورت کا ہو گا (اُس حرام

عورت کو کچھ نہ کیا) اور باطل سے نکاح منع اور بیعادی (منعہ کی صورت یہ ہے کہ کسی عورت سے کہے کہ مجھے سوا مقصد پر لینے ناکہ میں تجھے سوا مقصد پر لینے کا کام نکالوں اور یہ معاملہ شروع اسلام میں شروع ہوا پہر منسوخ ہو گیا اور بیعادی نکاح کی صورت یہ ہے کہ کسی عورت سے نکاح کی سبب طون کے ساتھ نکاح کرے اور کہے کہ میں نے ایک مہینے کو اسلئے تجھ سے نکاح کیا ہے اس نکاح کا حال بھی منع کا سا ہے اور جائز ہے مرد کو محبت کرنی ایسی عورت سے جو یہ دعویٰ کرے کہ تو نے مجھ سے نکاح کیا ہے اور گواہوں کی رودی اور حکم نکاح کا کر دیا جائے حالانکہ (واقع میں) نکاح ہوا ہو (یعنی ایک عورت نے قاضی کے سامنے دعویٰ کیا کہ اس مرد نے مجھ سے نکاح کیا ہے اور اس دعویٰ پر گواہ گزرا ہے اور قاضی نے گواہی مانکر دونوں کے نکاح کا کر دیا تو اس پر تین اس مرد کو اس عورت سے محبت کرنی جائز ہے گو واقع میں نکاح نہیں ہوا تھا اور گواہوں نے جھوٹی گواہی دی تھی اور اس سلسلہ میں امام شافعی کا خلافت ہو وہ کہتے ہیں کہ چونکہ حقیقت میں نکاح نہ تھا اسلئے محبت درست نہیں اور دلیل امام اعظم علی یہ ہے کہ اگر پہلے نکاح نہ تھا تو اب ہو گیا یعنی قاضی کے حکم سے گویا نیا عقد کر دیا لیکن یہ عورت کا حلال ہو جانا اس امر پر مشروط ہے کہ کوئی اور سبب نکاح کا اس مرد و عورت میں نہ ہو مثلاً ایک دوسرے کے محرم نہ ہوں اور دودہ کا رشتہ نہ ہو اور روایت میم ہے کہ یہ مقدمہ حضرت علیؓ کی خلافت میں واقع ہوا تھا کہ ایک شخص نے ایک عورت پر دعویٰ نکاح کا کیا اور جوئے گواہ گزرا نہ حضرت علیؓ نے ان دونوں نکاح کا حکم کر دیا عورت نے عرض کیا کہ بہتر اگر اب کچھ چارہ نہیں تو میرا نکاح اس مرد سے کر دو اسلئے کہ واقع میں نکاح نہیں ہوا آپ نے فرمایا کہ انہیں گواہوں

نے تیرا نکاح کر دیا یعنی حاجت دوسرے نکاح کی نہیں) :

باب بیان میں ولیوں اور کنوؤں (یعنی ہمیشہ) کے جو عورت کہ آؤاؤ اور
 حائل اور بالغ ہوا ہوا نکاح بدون اجازت اؤسکے ولی کے جائز ہے (اور اس سنا
 میں امام شافعی کا خلاف ہے کہ اؤنکے نزدیک بدون ولی کی اجازت کے نکاح نہیں
 ہوتا اور دلیل امام اعظم کی یہ ہے کہ آیات قرآنی میں معاملات کی نسبت عورتوں کو
 بہت جگہ ہی خاصا اس آیت میں **فَاِنْ جَاءَكُمْ فَسَاكُنْ فِيْهَا فَاِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَكُمْ فَاصْلَحْ** اور
 اس آیت میں **فَاِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَكُمْ فَاصْلَحْ** اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
 عورت مالک عقد کی ہوتی ہے) اور بارہ عورت یعنی کنواری اگر بالغ ہو تو ولی کو
 نہیں پوچھتا کہ زبردستی سو اسکا نکاح کر دیں (اس مسئلہ میں بھی امام شافعی رحمہ
 خلاف ہے اور دلیل امام اعظم کی قول رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا ہے کہ کنواری سے اؤسکے خود
 کو یا بہن اجازت طلب کیا ورنہ اسکا چپ ہنا اجازت ہے اور اسکی موافق بہت سے فقہوں میں اؤواؤ
 اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد اور دارقطنی نے آنحضرت صلی علیہ وسلم سے روایت کی ہے
 پس اگر ولی نے کنواری سے اجازت مانگی اور وہ چپ ہو رہی یا ہنس پڑی یا
 کہ ولی نے اسکا نکاح کر دیا اور وہ نکاح کو ٹنکر چپ ہو رہی تو یہ اذن میں داخل
 ہے لیکن اگر ایسا شخص اجازت مانگے جو ولی ہونو زبان سے اجازت دینی ضرور ہے
 جیسے اس عورت کی اجازت جو کنواری نہ ہو (یعنی اسکا چپ رہنا یا ہنس دینا اجازت
 میں کافی نہیں زبان سے کہنا معتبر ہے) اور جس عورت کی بکارت کو دے سو خواہ حقیقہ سے
 خواہ زخم سے خواہ بہت دنوں ٹھہرنے سے خواہ زمانہ سے جاتی ہو تو وہ (زبردستی
 نکاح کرنے اور اجازت مانگنے میں مثل کنواری کے) ہے اور اگر عورت اور شوہر

بہن یا بہن کی اجازت
 مانگنے میں اگر وہ
 چپ ہو رہی ہو تو
 اس کا نکاح صحیح ہے

بہن یا بہن کی اجازت
 مانگنے میں اگر وہ
 چپ ہو رہی ہو تو
 اس کا نکاح صحیح ہے

بہن یا بہن کی اجازت
 مانگنے میں اگر وہ
 چپ ہو رہی ہو تو
 اس کا نکاح صحیح ہے

چپ رہنے میں مختلف ہوں تو عورت کا قول تیسرے کو اختیار ہو چوٹے
 لڑکے اور لڑکی کے نکاح کرنے کا (خواہ ولی باپ ہو یا کوئی اور) اور ولی غصب
 برتا ہے وراثت کی ترتیب پر (یعنی جو شخص ارث میں مقدم ہو وہ ولی نکاح ہونے
 میں بھی مقدم ہے) اور ان دونوں کو بعد بالغ ہونے کے اختیار عقد کے توڑنے کا بھی
 بشرطیکہ نکاح باپ وادی کے ہوا کسی اور نے کیا ہو اور قاضی کا حکم (بھی واسطے
 اس عقد کے توڑنے کے) شرط ہے (یعنی نابالغ کو چاہیے کہ بعد بالغ ہونے کے قاضی
 کے یہاں رجوع کرے تاکہ وہ اس نکاح کو توڑ دے) اور صغیر کا اختیار جانا
 رہتا ہے جس صورت میں کہ حال نکاح کا اودھنے اپنے کنوارے پن میں جانا اور بعد
 بالغ ہونے کے چپ نور ہی اور صغیر کا اختیار بعد بلوغ کے چپ رہنے سے نہیں
 جاتا جب تک راضی نہ ہو جاوے گورضامندی حال کی دلالت سے معلوم ہوتی ہو۔ اور اگر
 ان دونوں میں سے نکاح کے ٹوٹنے سے پیشتر کوئی مر جاوے گا تو دوسرا دسکے ترکہ کو
 وراثت پا دیگا اور غلام اور نابالغ اور دیوانہ کو ولی ہونے کا حق نہیں اور نہ مرد
 کا غیر مسلمان عورت کا ولی ہوسکے۔ اور جس صورت میں کہ عورت کے کوئی حصہ نہ ہو
 ولایت ان کو ہے پہر حقیقی بہن کو پہر عسکاتی بہن کو پہر اخیستانی بہن کو پہر
 پہر ذوی الارحام کو (مثلاً نواسہ کو یا بھانجہ کو) اور اگر کچھ بھی نہ ہو تو حاکم کو حق
 ولایت ہو (یعنی بادشاہ یا قاضی کو) اور اگر ولی قریب موجود نہ ہو بلکہ اسنے فاضلہ پر
 کہ دامن تک جانے میں نماز قصر سے ٹپسی جاوے تو دور کے ولی کو اختیار نکاح کر دے
 گا ہے اور اسکا نکاح کیا ہوا قریب ترکے ولی کے آنے سے جاتا رہے گا (بلکہ بدستور
 صحیح ہوگا) اور دیوانی عورت کا ولی اور اسکا لڑکا ہوتا ہے باپ نہیں ہوتا + + +

فصل جو عورت غیر کفو سے نکاح کر لے تو دنی خداوندی بنی کو جدا کر دے اور
 خور سے سے دلیون کا راضی ہونا ایسا ہی جیسا سب کا راضی ہونا اور اسکے خاوند
 سے مہر کا لینا یا اور اس طرہ کی بات کرنی (مثلاً اسکے جہیز کا سامان کر دینا) رضا
 ہے چپ ہو رہنا رخصا مندی نہیں۔ اور ہمیں اور برابر میں نکاح میں نسب کی راہ سے
 مقبرہ ہوتی ہے پس قریشی آپس میں ایک دوسرے کو اور برابر میں اور عرب کے لوگ سوای
 قریش کے سب آپس میں (کنوہ) اور (برابری کا اعتبار) آزادی اور مسلمان ہونے میں
 (بھی پابندی) اور جس کا باپ اور دادا آزاد اور مسلمان ہو وہ مثل اس شخص کے ہو جسکی
 پشت پشت ایسی ہی ہوں (یعنی جو شخص باپ اور دادا سے مسلمان اور آزاد ہو
 وہ ایسے شخص کا کفو ہے جسکی بہت پشتیں آزاد مسلمان ہوں) اور (برابری کا اعتبار)
 پر نیز کاری اور بد کاری اور توانگری اور پیشہ داری کی راہ سے (بھی چاہیے جیسے
 نوادر اور بڑھئی اور جولا اور گندہی اور چار اور چاروب کش کہ انہیں سے ہر ایک اپنے
 ہم پیشہ کی برابر میں) اور اگر عورت اپنے نکاح میں مہر مثل سے گھٹا دے تو وہی کو فضیلت
 ہے کہ نکاح کو توڑ دے یا مہر کو کامل کر دے اور اگر کوئی شخص اپنے بچہ کا نکاح غیر کفو
 سے کر دے یا جہر بہت سا گھٹا کر بانڈھے تو نکاح درست ہو مگر سوا باپ اور دادا
 کے اور کیسکو بھید امر جائز نہیں فصل عچاکے بیٹے کو اختیار ہو کہ اپنے عچاکے دختر
 کا نکاح اپنے آپ سے کر لے اور (اگر عورت نے کیسکو) وکیل (اپنے نکاح کر لے)
 کا کیا ہو تو اس کو بھی اختیار ہے (کہ اس) وکیل کرنے والے کو اپنی نکاح میں لے آ دے
 (اس لئے کہ یہ دونو اگر اپنے بر کسی دوسری عورتوں کا نکاح کر دیں تو جائز
 ہوتا ہے اگر خود اپنی ذات سے کر لینگے تب بھی درست ہوگا) اور اگر غلام یا نوٹہ بنی ہو

اجازت آقا کے اپنا نکاح کر لے تو یہ نکاح آقا کی اجازت پر موقوف رہیگا جیسے
 فصولی کا نکاح (کہ وہ بھی طرفین کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت دین
 تو درست ہو جاتا ہے ورنہ باطل نکاح میں فصولی اسکو کہتے ہیں کہ مرد و عورت کی اجازت
 کے بعد دن خواہ بغیر ایک کی اجازت کے بالا بالا نکاح کر دے) اور نصف عقد غائب
 شخص کے قبول کرنے پر موقوف نہیں رہتا (یعنی اگر ایک طرف سے ایجاب ہوا اور دوسری
 جانب وہاں موجود نہیں تو یہ ایجاب اسکی ٹہنی پر موقوف نہ رہیگا بلکہ اس کے آنے کے بعد
 نئے سرے سے ایجاب کرنا چاہیے پہلا ایجاب جو ہوا تھا بیکار گیا) اور اگر کسی شخص نے
 دوسرے کو دکیل کیا ہو کہ میرا نکاح ایک عورت سے کر دے اور وہ دو عورتوں سے ہوگا
 عقد کر دے تو وہ شخص اس کے حکم کا خلاف کرنے والا ہوگا (یعنی اسکا عقد کراہی
 اجازت پر موقوف رہیگا) اور اگر کوئی کسی سے اسکا عقد کر دے گا تو (پہلی ہی اجازت
 سے) جائز ہوگا +

باجب نہیں

باب مہر کے بیان میں - نکاح بدون ذکر مہر کے بھی درست ہے اور مہر کم سے کم مثل
 درم ہے (اور امام شافعی کے نزدیک جو چیز کہ کسی کا راندہ شے کی قیمت بنو سکے خواہ
 تھوڑی ہو یا بہت وہ مہر ہونگی لیاقت رکھتی ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول اللہ
 صلعم کا ہے کہ مہر مثل درم ہو سکتا نہیں روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے اور قول
 حضرت علیؓ گرم اللہ وجہہ کا بھی ایسا ہی ہے روایت کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے
 پس اگر مہر مثل درم ٹھہرایا پائس سے کم تو صحبت کرنے سے خواہ میان بیبی میں سے
 ایک کے مرجانے سے مثل درم واجب ہو جاتے ہیں اور قبل صحبت کے طلاق دید
 سو مہر مذکور آدھا رہتا ہے - اور اگر مہر معین نکلیا ہو یا یہ کہ مہر مذکور نکلا تو (ان

صورتوں میں (عورت کو مہر مثل (یعنی اسن جیسی عورت کا مہر) بشرط صحبت یا مہر کا
 خاندان کے ملیگا اور اگر صحبت سے پیشتر خاندان کو چھوڑ دے تو جوڑا ملیگا اور اس میں
 تین کپڑے ہیں یا مہر اور دامنی اور چادر اور جو چیز کہ عقد نکاح کے بعد ٹھہری ہو
 یا مہر پر برائی گئی ہو اس کو نصف نکرین (یعنی اگر صحبت سے پیشتر طلاق دین تو اصل
 مہر کا نصف دلا دین جو زیادتی بعد ہوئی ہو اس کو نصف نکرین) اور جائزہ عورت کا
 اپنے مہر کو گھٹا دینا (یعنی اگر مہر زیادہ بندھا ہو اور عورت کہے کہ میں اس قدر کم
 کئے دیتی ہوں تو جائز ہے) اور عورت سے خلوت کرنی بدون مرض کے (کہ نہ خود
 مریض ہو نہ عورت) اور بدون حیض اور بدون اپنی اراد کے یا حرام کے اور بدون
 روزہ فرض کے صحبت کر نیکے حکم میں ہے اگرچہ مرد ذکر کٹا یا نامرد یا نحس یا نکال ہو
 (کہ ان سب کا عورت کے ساتھ علحدہ ہونا ایسی طرح کہ غدر شرعی صحبت کے گنہگار نہ بنے
 موجود نہ ہو خلوت صحیحہ ہوتی ہے) اور عورت کو ان سب صورتوں میں (بعد طلاق
 کے یا خاندان کے مرنیکے احتیاطاً) عدت واجب ہے (اگرچہ واقع میں صحبت کا ہونا
 ان شخصوں سے محال ہے) اور مستحب ہے جوڑا دینا سوائے مفوضہ ہے ہر ایک طلاق والی
 عورت کو (خواہ اس سے صحبت کی ہو یا نہیں اور اگر مفوضہ کو پہلے صحبت کے طلاق
 دی ہو تو اس کو جوڑا دینا واجب ہے اور مفوضہ وہ عورت ہے جس کا نکاح بدون ذکر
 مہر کے ہوا ہو) اور نکاح شغار میں مہر مثل واجب ہے (اور شغار اس نکاح کو کہتے
 ہیں کہ ایک شخص اپنی لڑکی جو بچکانہ نکاح سے کسی شخص سے اس شرط پر کہ وہ اس کی لڑکی کا
 کو اول شخص سے بیٹا کے دار و سوا یا اس طرح کو اور مہر کچھ ٹھہریں یا بیٹہ بطور نفو ہوگی اور مہر مثل
 لازم آوے گا) اور اگر نکاح اس شرط پر کیا کہ شوہر آزاد مشکوٰۃ کی خدمت بجالا دے گا اس کو قرآن

پڑا اور کچا تو ان دونوں میں بھی مثل واجب ہو جائے (نہ خدمت اور قرآن پڑانا)
 اب اگر شوہر غلام ہو (اور شرط خدمت کرے) تو البتہ (ایسورتین) عورت کو (بجائی
 میں مثل کے شوہر سے خدمت لینے لایم ہوگی اور اگر کسی عورت کا ہزار تہا اور خاوند
 سے ہزار مہر کی بابت لیکر اوسکو مہر کر دی ہر اس عورت کو محبت سے پہلے طلاق دینی
 تو خاوند یا مہر یعنی پانسو عورت سے اور لے (اوسکو ہر ایک ہزار جو مہر کے درجہ پر
 وہ اوسے دینے پر مجبور ہے پہلے محبت کے طلاق دیدی ہو اس کے ذمہ صرف پانسو ہی
 ہو سکتا ہے پانسو عورت سے ہٹا لیوے اور وہ جو ہزار لیچکا ہو وہ مہر کے تھو مہر سے
 انکو کچھ علاقہ نہیں) پھر اگر ایسی عورت ہو کہ عورت ہزار نہ لے یا پانسو ہی لے اور
 ہزار خاوند کو مہر کرے یا جو اسباب کہ مہر میں تھا اوسکو قبضہ کرنے سے پہلے یا
 پیچھے خاوند کو مہر کر دی اور پھر محبت سے پہلے طلاق دیجادی تو اس صورت میں خاوند
 اس سے کچھ نہ پھیرے (اس لئے کہ ایسورتین عورت کے پاس کچھ زیادہ نہیں پونہی ہے
 کہ خاوند اس سے واپس کرے اور صورت مہر کے اسباب کو قبضہ سے پہلے مہر
 کرنیکی جیسے جو کہ خاوند نے کوئی چیز مہر کے ادا کرنے کو تھہرائی تھی عورت نے وہ چیز
 مول لیکر خاوند کو مہر کر دی) اور اگر کسی عورت سے اس شرط سے نکاح کیا کہ اوسکو
 اس کے وطن سے باہر نہ لیجا دنگا یا اس پر دو سر نکاح نہ کر دنگا اور ہزار مہر کے تھہرا
 یا یہ شرط کی کہ اگر اوسکو اس کے وطن میں رکھو گنا تو ہزار دنگا اور وطن سے باہر
 لیجا دنگا تو وہ ہزار دنگا پس اگر شرط کو پورا کیا اور اس کے وطن ہی میں رہا تب تو
 اُسکو ہزار دینی پڑینگے اور اگر (شرط) پوری نہ کی (اور اس کے وطن میں اس کے ساتھ
 نہ تھہرا) تو اسکو مہر مثل دینا ہو گا اور اگر عورت کا نکاح میں دو غلاموں سے کیا ہو

کہا (معین نکاح کہ کونسا ہو اور ان دو نو غلاموں کی قیمت مختلف ہے) تو (اس صورت میں)
 مہر مثل (کو) حکم کیا جاوے گا (یعنی مہر مثل جس غلام کی قیمت کے موافق ہو گا وہی
 غلام مہر میں رہے گا) اور اگر نکاح کیا کسی گھوڑے یا گدھے کی عوض (یعنی گھوڑا اور گدھا
 معین نکاح) تو بیچ کی جنس دینی واجب ہوگی (یعنی نہ بہت اچھا نہ بہت بُرا دینا پڑے گا)
 خواہ میانہ جانور کی قیمت واجب ہوگی اور اگر مہر ایک تہائی کپڑے کا مقرر کیا یا شراب
 یا سُور (کو ٹھہرایا) یا کہا (کہ) اس سرکہ پر (نکاح کرتا ہوں) اور وہ شراب تہی یا (کہا کہ)
 اس غلام خاص پر اور وہ آزاد مہتا تو (ان سب صورتوں میں) مہر مثل واجب ہے۔ اور
 اگر دو غلاموں معین کو مہر ٹھہرایا اور (ان میں سے) ایک آزاد نکلا تو مہر (صرف وہی)
 غلام (باقیمانہ) ہوگا اور نکاح فاسد میں مہر مثل صرف صحبت سے واجب ہوتا ہے
 اور وہ بھی (جب قدر خاوند بی بی نے) مقرر (کیا تھا اس) مقدار سے زائد دینا سچا ہے
 اور نکاح فاسد سے بچہ کا نسب ثابت ہوتا ہے (یعنی ولد الزنا نہ کہلاوے گا) اور عدت
 بھی (عورت پر لازم ہوتی ہے) اور مہر مثل عورت کے باپ کی قوم کا معتبر ہوتا ہے
 جب دو نو (عورتیں) عمر (میں) اور خوبصورتی (میں) اور مال اور شہر اور زمانہ اور عقل
 اور دینداری اور کنوار سی ہونے میں برابر ہوں اور اگر (اس طرح کی عورت باپ کی قوم میں)
 پائی جاوے تو اجنبی عورت کا (جو اس کی برابران چیزوں میں ہو مہر معتبر ہوگا) اور اگر
 عورت کا ولی (خاوند کی طرف سے) مہر کا ضامن ہو جاوے تو درست ہے اور عورت کو
 (اس صورت میں) اختیار ہے چاہے مہر کا مطالبہ اپنے ولی (فرد دار) سے کرے خواہ خاوند
 (مانے) اور عورت کو پوچھتا ہے کہ اپنی مہر کے لینے کی واسطے فرد کو صحبت کرنے سے اور دوسرے
 شہر میں لیجانے سے روکے گو (اول اس سے) صحبت کر چکا ہو اور اگر عورت دوسرے مہر کی

اگر عورت کا ولی (خاوند کی طرف سے) مہر کا ضامن ہو جاوے تو درست ہے اور عورت کو
 (اس صورت میں) اختیار ہے چاہے مہر کا مطالبہ اپنے ولی (فرد دار) سے کرے خواہ خاوند
 (مانے) اور عورت کو پوچھتا ہے کہ اپنی مہر کے لینے کی واسطے فرد کو صحبت کرنے سے اور دوسرے
 شہر میں لیجانے سے روکے گو (اول اس سے) صحبت کر چکا ہو اور اگر عورت دوسرے مہر کی

مقدار مختلف بیان کریں تو مہر مثل کو حکم کیا جاوے گا (جس کے بیان سے مہر مثل ملتا ہوگا
 وہی مقبر ہوگا) اور اگر پہلے صحبت سے طلاق دیدی ہو (اور مہر میں اختلاف واقع ہو) تو
 (اس صورت میں) جو مرد کو حکم کیا جاوے گا اور اگر اصل مہر میں تکرار ہو (کہ ایک کہے کہ مہر کچھ
 ٹھہرا ہے اور دوسرا کہے کہ کچھ نہیں ٹھہرا) تو مہر مثل واجب ہوتا ہے گو وہ خود خاوند بی بی
 مر جاوے اور اگر (خاوند بی بی کے) وارث (مردان) وہ تو کے مر جائیں (مقدار مہر میں
 اختلاف کریں تو مرد کے وارثوں کا قول مقبر ہوگا (عورت کے وارثوں کا نہیں ہوگا) اور جو
 شخص اپنی بی بی کو کچھ پہنچے پر وہ عورت دعویٰ کرے کہ وہ چیز یہ تھی اور مرد کہے
 کہ وہ مہر میں تھی تو (اس صورت میں) قول مرد کا مقبر ہوگا ان چیزوں میں جو کہانے کی
 جنس سے نہ ہوں (یعنی کہانے کی چیزوں کو مہر میں سے قصور نہ کریں گے گو مرد بیان کرے
 کہ میں نے مہر کی قیمت سترہ سو بھیجی تھی اس کو کہ ظاہر حال سے وہ چھوٹا معلوم ہوتا ہے)
 اور اگر کوئی چیز دینے والا مرد جزیرہ دینے والی عورت سے نکاح کرے کسی مرد
 جانور کے عوض میں خواہ بدون مہر کے اور یہہ اعران کے یہاں جائز ہو پہر اس سے
 صحبت کیجاوے یا قبل صحبت کے طلاق کیجاوے یا خاوند مر جاوے تو اس صورت کا مہر
 کچھ نہ لگے گا اور یہی حال حربی عورتوں کا ہے کہ فرستان میں (کہ ان صورتوں میں ان کو مہر
 نہ لگے گا یعنی اگر وہ عورتیں ناضی کے یہاں مالش کر لیں تو قاضی خاوند پر مہر کا حکم
 نہ لگے گا) اور اگر کوئی ذمی کسی ذمی عورت سے معین شراب کے عوض یا معین سور کے
 عوض میں نکاح کرے پر وہ وہ تو مسلمان ہو جاوے یا ایک (انہیں مسلمان ہو جاوے)
 تو عورت کو وہی شراب اور سور ملیں گے اور اگر شراب اور سور کو معین کرے تو شراب
 کی قیمت لے لگی اور سور کی صورتیں مہر مثل دلا یا جاوے گا۔

اور اگر کوئی چیز دینے والا مرد جزیرہ دینے والی عورت سے نکاح کرے کسی مرد جانور کے عوض میں خواہ بدون مہر کے اور یہہ اعران کے یہاں جائز ہو پہر اس سے صحبت کیجاوے یا قبل صحبت کے طلاق کیجاوے یا خاوند مر جاوے تو اس صورت کا مہر کچھ نہ لگے گا اور یہی حال حربی عورتوں کا ہے کہ فرستان میں (کہ ان صورتوں میں ان کو مہر نہ لگے گا یعنی اگر وہ عورتیں ناضی کے یہاں مالش کر لیں تو قاضی خاوند پر مہر کا حکم نہ لگے گا) اور اگر کوئی ذمی کسی ذمی عورت سے معین شراب کے عوض یا معین سور کے عوض میں نکاح کرے پر وہ وہ تو مسلمان ہو جاوے یا ایک (انہیں مسلمان ہو جاوے) تو عورت کو وہی شراب اور سور ملیں گے اور اگر شراب اور سور کو معین کرے تو شراب کی قیمت لے لگی اور سور کی صورتیں مہر مثل دلا یا جاوے گا۔

باب غلام کے نکاح کے بیان میں۔ غلام اور لونڈی اور مکاتب اور مدبر اور خاوند
 اولاد والی لونڈی کا نکاح بدولن مالک کی اجازت کے جائز نہیں پس اگر کوئی غلام قاضی
 کی اجازت سے نکاح کرے تو مہر میں بیچ والا یاد کیا اور مدبر اور مکاتب (یعنی جو آقا کے
 مرثیے بعد یا کس قدر مال پر آزاد ہو تو یہ وہ دونوں مہر میں بیچنی بنادینگی (بلکہ) کہا کہ مہر
 ادا کرینگے۔ اور (اگر آقا کو غلام کے نکاح کر لینے کی خبر ہوئی اور اس نے غلام سے کہا کہ
 اُس عورت کو طلاق رجعی دیدے تو (یہ) لفظ اجازت (نکاح کی مقصود) ہوگا (اسلمی)
 کہ طلاق رجعی وہی ہے جس میں بہر عورت سے رجوع کرنا درست ہو) اور (اگر اس سے یہ کہا
 کہ اُس عورت کو طلاق دیدے یا الگ کر دے) تو ان الفاظ سے نکاح کی اجازت
 نہ ہوگی۔ اور اجازت نکاح فاسد کو بھی شامل ہے (یعنی آقا نے اگر اجازت دی اور
 غلام نے نکاح فاسد کیا تو بچہ نکاح ہی آقا کی اجازت سے شمار ہوگا) اور اگر مالک نے
 کسی غلام کا نکاح کسی عورت سے کر دیا اور اُس غلام کو تجارت کی اجازت دی ہو
 تو بچہ نکاح جائز ہوگا اور عورت اپنی مہر کے باب میں اور قرض خواہوں کی شریک ہوگی
 (یعنی غلام پر اگر کوئی تجارت میں قرض ہوگا تو عورت کا مہر بھی منجملہ اُن قرضوں
 کے مقصور ہوگا) اور جو شخص اپنی لونڈی کا نکاح کر دے تو اس کے ذمہ یہ لازم نہیں
 کہ اس کے لہو کو نبی جگہ بھی حلالہ نہ کرنے کی مقرر کر دے بلکہ وہ عورت آقا کی خدمت
 کرے اور خاوند کو جب موقع ملے اُس سے ہم بستر ہو اور آقا کو اپنے غلام اور
 لونڈی کا نکاح زبردستی کرنا درست ہو (یعنی اوٹکا دل چاہی یا بچا حواست کو
 اختیار ہے کہ نکاح کر دے) اور آقا اگر اپنی لونڈی کو شوہر کی صحبت سے پہلے
 مار ڈالے تو اس کا مہر باق ہو جاتا ہے لیکن اگر آزاد عورت اپنی آپ کو صحبت سے پہلے

نکاح کے بعد اگر عورت سے رجوع کرے تو مہر میں بیچنی بنادینگی

نکاح کے بعد اگر عورت سے رجوع کرے تو مہر میں بیچنی بنادینگی

نکاح کے بعد اگر عورت سے رجوع کرے تو مہر میں بیچنی بنادینگی

ارٹا لے تو ابکا مہر بجا دیگا (اوسکے وار تو نکو مہر کا دعویٰ پونہ چاہیے) اور غزل
 کے باب میں اجازت آفا کی چاہیے (نوٹ دی کا قول معتبر نہیں غزل اوسکو کہتو ہیز
 صحبت کی وقت انزال سے پیشتر ذکر نکال لے تاکہ لطف نہ ہو مگر نوا اور حل نہ ہو اور
 بچہ حرکت کراہت کے ساتھ درست ہے) اور اگر کوئی نوٹ دی یا مکاتبہ (کناج کے
 بعد) آزاد ہو جاوے تو انکو (کناج کے باقی رہنے اور توڑ دینے کا) اختیار دیا جائیگا
 اگرچہ اود نکاشو ہر آزاد ہو (اسمین امام شافعی کا خلاف ہے اور جس صورت میں کہ انکا شوہر غلام
 ہو تو انکو بالاتفاق اختیار ہے) اور اگر نوٹ دی بدون اجازت (آفا کے) کناج کرے
 اور پھر آزاد کیجا وی تو اسکا کناج (کہ موقوف تھا اب) بدون اختیار کے جاری ہوگا
 پھر اگر اوسکا شوہر (اوسکے) آزاد ہونے سے پیشتر (اُس سے) صحبت کرے تب تو مہر آفا
 کو ملے گا اور اگر بعد آزاد ہونے کے صحبت کرے تو مہر نوٹ دی کا ہوگا اور اگر کوئی
 شخص اپنے بیٹو کی نوٹ دی سے صحبت کرے اور اُس سے بچہ پیدا ہوا اور وہ اُسکا دعویٰ
 کرے (کہ میرا ہے) تو اُس بچہ کا نسب باپ سے ثابت ہوگا اور وہ نوٹ دی اسکی حرم
 ہو جاوے گی اور اوسکی قیمت (اپنے بیٹے نوٹ دی کے مالک کو) دینی پڑے گی صحبت کا تادان
 اور بچہ کی قیمت ندینی ہوگی اور اگر باپ نہ ہو (اور دادا ایسی بات کرے) تو دادا کی
 بھی باپ ہی کا سامنے اور اگر بیٹا اپنی نوٹ دی کا کناج باپ سے کرے اور اُس سے اولاد
 ہو تو وہ نوٹ دی باپ کی حرم نہ ہوگی (بلکہ اُسکی مشکوٰۃ ہے) اور (اسکو تین) باپ پر
 اُسکی قیمت نہ واجب ہوگی بلکہ مہر واجب ہوگا اور اوسکی اولاد آزاد ہوگی (اسلئے
 کہ نوٹ دی کی اولاد کا مالک اُسکا آقا ہو کر تا ہو اور بصورت میں آقا اولاد کا خلیفہ
 بھائی ہو اسی جہت سے وہ بہائی پر آزاد ہوگی) جو آزاد عورت کہ (غلام کے کناج

میں ہو وہ اگر اپنی شوہر کے آقا سے کہی کہ اسکو میری طرف سے نہ لے جو غرض آزاد کرے
 اور وہ ویسا ہی کرے تو نکاح فاسد ہو جاوے گا (اسلمی کے اس کتاب کے گہنے سے عورت
 نکور اپنی فائدہ کی فکر ہو جاتی ہو اور مرد آزاد ہو تا ہو اور عورت کو اپنے نکاح
 مالک ہو تا نکاح کا مفید ہی اور اگر نہ اس کے غرض سے کہی کہ (ذابت) نکاح فاسد ہو گا
 (اسلمی کے عورت شوہر کی مالک نہ ہوگی) اور اسصور میں غلام کی ولادت کا کوئی بچہ کی (نہ)
 اس عورت کو کیونکہ آزاد کر نیوالا دہی ہو اور پہلی عورت میں نکاح عورت کو بچہ کی کہ وہ
 آزاد کر نیوالی ہے اور آقا صاحبہ کی دلچسپی ہے تو اس مال کو کہتے ہیں کہ عرس کے بعد
 اگر میت کا کوئی وارث ذابت و انہو تو اس کے آزاد کر نیوالا دہی ہو کر پوچھو (۲)
 باب کافر کے نکاح کے بیان میں۔ اگر کوئی کافر کسی عورت سے بدن گواہوں کے
 نکاح کر لے یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسری کافر کی عدت میں تھی اور یہ امر
 انکے دین میں درست ہو تو اب اگر وہ دونوں مسلمان ہو جائیں گے تو انکا دہی پہلا
 نکاح قائم رکھا جاوے گا لیکن اگر عورت اس مرد کی محرم ہوگی (مثلاً بہن یا بیٹی وغیرہ)
 تو (اسصور میں) ان دونوں کو جدا کر دیا جاوے گا (اگرچہ انکے دین میں درست ہو) اور
 جو مرد خواہ عورت کہ مرتد ہو گئی ہو (یعنی دین اسلام سے پھر گئے ہوں) وہ
 کسی سے نکاح نہ کریں (یعنی نہ مسلمان سے نہ ذمی سے نہ مرتد سے) اسکو کہ مرتد کا نکاح
 جائز نہیں) اور اولاد کا ان باب میں جو دین میں بہتر کا تابع ہوتا ہے (یعنی اگر شوہر
 مسلمان ہو اور عورت اہل کتاب میں سے تو انکی اولاد کو مسلمان تصور کریں گے) اور آتش
 پرست نسبت یہودیوں اور نصاریوں کے برابر (اس سے یہ سمجھ لیا کہ جو اولاد اہل کتاب
 مرد اور آتش پرست عورت سے ہوگی وہ اہل کتاب ہوگی) اور اگر میان میں ایک

اس کا
 نسخہ

مسلمان ہو جاوے تو دوسرے کو مسلمان ہونے کو کہا جاوے اگر وہ بھی مسلمان ہو جاوے
 تو بہتر ہے (نکاح باقی رہیگا) ورنہ خود کو جبراً کر دیا تھا اور (اگر مرد) مسلمان
 ہونے سے انکار کر لیا تو اس کا انکار طلاق مقصور ہو گا لیکن عورت کا انکار طلاق نہ ہو گا
 (بلکہ مستحباً ہونا ہو گا) اور اگر دونوں میں سے ایک ایسا کسبہ میں مسلمان ہو تو عورت نکاح
 سے جدا نہ ہو گی جب تک کہ تین بار حیض سے نہوے اور اگر کتاب والی عورت کا شوھر
 مسلمان ہو جاوے تو وہ دونوں کا نکاح باقی رہیگا (اسلمو کہ مسلمان کو کتابی عورت کا
 نکاح جائز ہے) اور دو ملکوں کا علحدہ ہونا جدائی کا سبب ہے نہ قید میں آنا (یعنی
 اگر مرد و عورت میں سے ایک مسلمان ہو کر کفرستان سے دارالاسلام میں چلا آوے
 تو جدائی ہو جاوے گی اور اگر کسیکو انہیں ساقیہ کر کے اپنی ملک میں رکھیں تو جدائی نہ ہو گی
 جب تک کہ اسکو دارالاسلام میں ملاوین) اور جو عورت کہ دارالحرب سے ہجرت کر کے
 دارالاسلام کو چلی آوے اور اسکو حمل نہ ہو وہ بدوین مدت میں بیٹھنے کے نکاح کر لے (حال
 جو عبارت کنز میں ہے اسکو معنی جو عورت حاملہ نہیں) اور وہ دونوں میں سے کسیکا مرتد ہو جانا
 اسوقت نکاح کا ٹوٹ جانا ہی پس جس عورت سے صحبت کی ہو اسکا تمام مہر لازم ہو گا اور
 جس سے صحبت نکی ہو اسکو نصف مہر دینا پڑیگا (یعنی جس صورت میں کہ مرد مرتد ہو جاوے اور
 اگر عورت مرتد ہو تو اسکو مہر غلیظ) اور مسلمان ہونے سے انکار کر دینا مرتد ہو جانے کے حکم میں
 ہی (یعنی جب وہ دونوں میں سے ایک مسلمان ہو جاوے اور دوسرے کو مسلمان ہونیکو کہا جاوے
 اور وہ انکار کرے اور اس انکار سے وہ دونوں میں جدائی واقع ہو تو مہر کے واجب ہونے
 اور نہ ہونے میں اس انکار کا حکم مرتد ہونیکا سا ہی خواہ پرندہ کور ہوا) اور اگر وہ دونوں
 اکٹھے مرتد ہو جاوے اور ساتھ ہی مسلمان ہوں تو عورت و مرد میں جدائی نہ ہو گی لیکن اگر

آگے پیچھے مسلمان ہونے کے توجہ دینی ہو جاوے گی۔

باب حررتوں کی نوبت کے بامعین۔ نوبت کے بامعین کنوارے لڑکے اور بیوی برابر
اور بیوی اور بڑائی اور مسلمان عورت اور کتاب والی بھی برابر اور آزاد عورت کی باری لڑکی
کی نسبت دونی ہے (اگر ایک روز منکوہہ کو نڈی کی باری کا ہو تو دوسرا آزاد منکوہہ
کے مقرر کرے۔ اور مرد کو اختیار ہو کہ جس بیوی کے ساتھ چاہے سفر کرے) (اوس میں
باری کی رعایت نہیں لگا) قرعہ ڈالنا مستحب ہے (جس کے نام قرعہ نکلے اسی کو ساتھ
لیجاوے) اور عورت کو اختیار ہو کہ اگر اپنی باری دوسری عورت کو بخش دے تو
پھر اس سے لے لے (واللہ اعلم)

کتاب الرضاع

اسمین دودھ پینے کا بیان ہے۔ دودھ پینا اسکو کہتے ہیں کہ شیر خوار بچہ ایک خاص وقت میں کسی عورت کی چھاتی سے دودھ پیوے اور اس کے باعث اگرچہ وہ عورت کے اندر کھم ہی پایا ہو وہ رشتہ حرام ہو جاتے ہیں جو قرابت نسبت ہو مگر دودھ کی بہن کی مان اور اس کے بیٹے کی بہن (کہ نسبت میں حرام تھی اور دودھ میں حرام نہیں ہیں اسلئے کہ نسب ہی بہن کی مان یا اپنی حقیقی مان ہوگی یا باپ کی بیٹی ہوگی جو دودھ حرام ہیں اور سببی لڑکے کی بہن یا اپنی بیٹی ہوگی یا اپنی اس زودھ کی بیٹی ہوگی جس سے صحبت کر چکا ہو اور بھہ دو تو بھی حرام ہیں بخلاف دودھ کے کہ اسمین بھہ رشتہ حلال ہیں واضح ہو کہ امام شافعی کے نزدیک دودھ پنیوے حرمت کی شرط بھہ ہو کہ پانچ بار دودھ پیوے اور امام اعظم کے نزدیک یکبار کے پینے سے بھی حرمت ثابت ہو اور انکی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے۔

شادی ہوئی تو اول
 بیاری ہو گیا
 اس کی اولاد
 ہوئی اور وہ

۱۱

دودہ پلانا ارشاد ہوا پانچ بار کی قید نہیں اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ دودہ پنیو
 سہ روزہ ترشہ حرام ہیں جو نسیب ہیں اس میں کسی شرط گنتی اور تھوڑا اور بہت کی نہیں اور
 اسبطہ حضرت ابن عباس اور ابن مسعود و سہ مردی ہیں اور نیز امام شافعی کے نزدیک
 دودہ پینے کی مدت دو برس ہیں یعنی اس کے اندر پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور
 امام اعظم کے نزدیک ۳۰ مہینے ہیں اور انکی دلیل مجیدہ آیت ہو و سئل عن دودہ و فضائلہ
 لکن شہر کا ظاہر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حل اور دودہ چھوڑا نیکی ہر ایک کی
 مدت ۳۰ مہینے ہیں لیکن چونکہ حل کی مدت دو برس سے زیادہ نہیں ہوتی تو دودہ چھوڑا
 کو ۳۰ مہینے قائم رکھو اور اگر مجیدہ بھی مان لیا جاوے کہ مدت اس آیت میں مذکور ہے وہ
 دودہ چھوڑنے کے مجموعہ کے لئے ہے تو جس حد تک کہ حل کی کثرت جہہ مہینے اختیار کیا
 ہو تو دو برس بھی کثرت دودہ کی ہوگی اور دودہ پلانا بیکاد و خاند جس سے
 اس کے دودہ پیدا ہوا ہے وہ شیر خوار بچہ کا باپ ہوگا اور اس کا بیٹا اس بچہ کا بھائی
 اور اس کی بیٹی بچہ کی بہن اور اس کا بھائی بچہ کا چچا اور اس کی بہن اس کی چچو بھی ہوگی
 اور اپنی بھائی کی دودہ کی بہن اور نسیب ہیں حلال ہو سکتی ہیں (دودہ کی صورت
 تو ظاہر ہے مگر نسب کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کے دو لڑکے دو بیٹیوں سے ہوں اور
 ان بیٹیوں میں سے ایک کے ایک لڑکی بھی ہو دوسری خاند سے تو یہ لڑکی دوسری بیٹی کے
 لڑکے کو حلال ہوگی اس لئے کہ ان دونوں کو بی قرابت نہیں مگر اسی بیٹی کے لڑکے کو
 حلال نہیں اس لئے کہ وہ خیاقی ہیں اس کی ہے اور دو شیر خوار جنہوں نے ایک چاتی
 سے دودہ پیا تو ان میں حلت نہیں (یعنی ان دونوں کا نکاح نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہ
 دونوں بھائی ہیں) اور نہ کوئی دودہ پنی والی اپنی دودہ پلانے والی کے لڑکے

دودہ کی حد
 دودہ کی حد
 دودہ کی حد

یا پوتے کو حلال ہو سکتی ہے (جاننا چاہیے کہ کچھ مسئلہ پہلی عبارت سے بھی سمجھ میں آتا
 ہے لیکن معنیٰ نے تاکید اور تصریح کے لیے جو اسباب میں مناسب ہو اسکو دو بار بیان
 کیا اور دودھ کے مسائل کی جامع بچہ بیت مشہور ہے ۷۰ از جانب شیر ذہ ہر خوشنود
 ۷۰ و از جانب شیر خوار زہ جان و فروغ یعنی دودھ پینے والیکے اصول مثل باپ یا بیوی کے
 اور انکی اولاد یعنی شیر خوار کے بھائی اور چچا بھوڑے لوگ دودھ پلانوالی اور اوسکی بیٹی پر
 پر حرام نہیں ہوتے) اور جو دودھ کہ بچہ کو کہانے میں ملا کر دیا جاتا خواہ دودھ غالب ہو
 یا کہانا وہ حرام نہیں کرتا (اسلیو کہ حکم کہانیکا ہوتا ہے دودھ کا) مان اگر دودھ کو پانی میں
 یا دوا میں یا بکری کے دودھ میں یا دوسری صورت کے دودھ میں ملا کر دیا تو ان
 صورتوں میں اگر دودھ غالب ہوگا تب تو حرمت نہوگی (اور اگر دوسری چیز غالب ہوگی تو
 وہی کہلاوگی اور حرمت اس سے متعلق نہوگی مگر وہ عورتوں کے دودھ کی صورت میں ایک
 کی حرمت ضرور ہوگی جبکہ کہ دودھ غالب ہوگا) اور کنوارے عورت کے اگر دودھ اور آدھ
 اور عری ہوئی عورت کا دودھ وہ تو حرام کرنا ہے مین لیکن اگر دودھ کا حصہ بچہ کو کھانا
 جادو (یعنی پاخانہ کی راہ سے دودھ اندر پہنچایا جادو) یا عرد کے دودھ اور آدھ
 یا بکری کا دودھ وہ بچے پر حرام نہیں تو (ان صورتوں میں حرمت) نہوگی اور اگر کوئی عورت اپنی
 دودھ پیتی سو کہ دودھ پلاوے تو یہ دودھ پر حرام ہو جاتی ہیں (اسلیو کہ ان
 بیٹی کا نکاح مین رکھنا حرام ہے اور اس صورت میں بیٹی کو نہر نکالنا اگر اس سے شوہر نہ نہایت
 نکلی ہو اور چھوٹی کو نصف مہر دیو اور یہ آدھ مہر بیٹی سے لے کر اسنی جان بوجہ کہ
 نکاح کو فاسد کیا ہو ورنہ کچھ لے اور جس گاہی سے مال ثابت ہوتا ہو اسی سے دودھ کا
 پنا بھی ثابت ہوتا ہو (یعنی دودھ و دوا خواہ ایک دودھ و عورتوں کی گواہی سے دودھ

کا پتہ ثابت ہو جائے)۔

کتاب الطلاق

اس میں عورت کو چھوڑ دینا کا بیان ہو (دفع ہو کہ سب مباح چیز دین سے زیادہ بُری طلاق ہے اس لئے کہ اوہین نکاح کا دور کرنا ہی جو طہنت یا دا جب ہو لیکن جب بعد نکاح کے ناموافق ہو تو بدائی کے رسوا کو ہی علاج نہیں اس واسطے شریعت نے اس کو درست حکم جو قید کہ شریعت سے نکاح کے باعث ہوتی ہے اس کے دور کرنے کو طلاق کہتے ہیں (پھر طلاق کی تین قسمیں ہیں ایک بچہ کہ) عورت کو ایسے طہرین جس میں صحبت نکلی ہو ایک طلاق دیکر چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو جاوے اس (طہرین طلاق کو) احسن کہتے ہیں (دوم بچہ کہ) تین طہرین بن تین طلاق دیو اس کو حسن اور سنی کہتے ہیں (یعنی ان کا ثابت ہونا سنت سے ثابت ہوتا ہے یہ بھی کہ) تین طلاق تین ایک طہرین یا ایک لفظ میں دی (مثلاً بچہ کہ) میں نے تجھ کو تین طلاق دین (اس کو بدعی کہتے ہیں (یعنی منسوب بدعت کی طرف ہو) اور جس عورت سے صحبت نہ ہوئی ہو اس کو طلاق سنی حالت حیض میں بھی ہو سکتی ہے (یعنی اس کے حق میں حیض حکم طہر کا رکھتا ہے طلاق کے باہمیں) اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اس کی طلاق کو مہینوں پر منقسم کرنا چاہیو (یعنی اگر ایسی عورت کو طلاق سنی دیکھا دے تو پھر طہر کی عوض میں ایک مہینہ ہوگا) اور صحبت کے بعد ان کو طلاق دینا جائز ہے اور جس عورت سے صحبت کر لی ہو اس کو حالت حیض میں طلاق دینی بدعت ہے پس (ایسی طلاق کے بعد) عورت سے رجعت کر لے اور دوسرے طہر میں اس کو طلاق دے اگر اپنی صحبت کی ہوئی ہو کہا کہ تجھ کو تین طلاق ہیں بطور سنت کے تو پھر طہر پڑھا طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نہایت کر لے کہ تینوں طلاق میں اسی ساعت میں پڑ جاوے یا

کتاب الطلاق

دو تین یا تین
جس کو طلاق
دے اور وہ طہر
پڑھا اور وہ
بھی طلاق ہو گیا
دوم بچہ کہ
تین طہرین بن
تین طلاق دیو
اس کو حسن اور
سنی کہتے ہیں

(کے کہ جو کچھ) ایک طلاق سے دو تک درمیان میں (سے تو) ایک طلاق پڑ گئی اور
 (ایک سے) تین تک (خود ایک سے تین تک کے درمیان میں کہنے سے) دو طلاقیں پڑتی
 ہیں اور اگر کہے) ایک در دو (تو) ایک طلاق ہو گی اگر کچھ نیت کر ہو یا نیت ضرب کی
 کرنے اور اگر (ان لفظوں سے) ایک اور دو مراد سے تو (بعض تین) تین پڑ گئی (جائنا
 چاہئے کہ غصہ پہلے کے معنی فقہاء کے نزدیک یہ ہیں کہ مفسد کے اجراء بقدر مفسد و بقیہ
 کے زیادہ ہو جاوے پس ایک کی ضرب تین میں یہ ہو کہ ایک کے تین ضرب ہو گئے وہ یہ معنی نہیں کہ
 ایک کو تین بار طلاق کرین جیسا حساب میں ہوتا ہو) اور دو (کہنے میں) دو طلاقیں ہو
 گو ضرب کی غلط کرے۔ اور (اگر کوئی کہے کہ) یہاں کو شام تک (طلاق سے تو اس سے)
 ایک طلاق رجعی ہو گی اور (اگر کہے کہ) کہہ سکے پاس یا کہہ سکے اندر (ایا کہہ سکے اندر طلاق ہو تو یہ
 طلاق) اس وقت پڑ جاتی ہو اور (اگر کوئی کہے کہ) جب تو کہ میں داخل تھا تو طلاق ہو
 تو یہ الفاظ معلق یعنی مشروط کر سکے میں درج عورت کہ میں داخل ہوئی اس وقت طلاق
 پڑ گئی اور مخرج سے کہ شام اور کہ کا ذکر مثال کے لئے ہو ورنہ یہ ایک شہر اور کا ذکر کیا جیسا کہ
 ہے (فصل) جس صورت میں کہے کہ تو طالق (یعنی طلاق والی) جو کل کو یا کل میں تو اس پر
 طلاق صحیح ہونے پر پڑ گئی اور اگر (و شوہر ان لفظوں سے) نیت عصر کے وقت کی کرے
 تو صرف اس وقت لفظ میں جائز ہو گی (یعنی اگر کہا کہ کل میں طالق ہے) اور (اگر کہا کہ تو طالق
 ہے) (جو کل یا کل آج) تو ایسی الفاظ میں (اول لفظ کا اعتبار کیا جاتا ہو) (دوسرے کا اعتبار
 نہیں پس بر لفظ زبان سے اول کہتا ہو تو تین طلاق پڑ گئی) اور (اگر کہے کہ) تو طالق ہے
 بیشتر اس سے کہ میں تجھ سے نکاح کروں یا تو کل طالق تھی حالانکہ اُس سے نکاح آج کیا
 تو یہ طلاق لغو ہے (اس لئے کہ نکاح سے پہلے طلاق دینے کے کچھ معنی نہیں) اور اگر

اہل سنت کا خیال ہے کہ اگر طلاق کا حکم جاری ہو جائے تو طلاق کا وقت پڑیگی (اسلمو) کہ گندی ہوئی رہا
 بین طلاق پڑ نہیں سکتی تو ضرور ہوگا کہ جس وقت طلاق دینا ہو اس وقت پڑیگی اور (اگر یوں کہو کہ)
 تو طلاق ہے جس وقت میں کہ یمن تکجو طلاق دون اور (بہ کہہ کہ) چپ ہو نا تو طلاق پڑ جاو گی
 (اسلمو) کہ جب چپ ہو تو ایک وقت ایسا ثابت ہوگا کہ اس میں طلاق مذہبی حالانکہ وہ وقت
 طلاق دینے کے قابل تھا پس اس وقت میں طلاق پڑ جاو گی) اور (اگر یہ کہہ کہ) تو طلاق
 ہے اگر یمن تکجو طلاق نہ دون تو (بہ طلاق) نہیں پڑتی جب تک کہ ایک ان دونوں میں سے
 نہ مر جاو ہو۔ اور (اگر یوں کہے کہ) تو طلاق ہے اس وقت میں کہ یمن طلاق نہ دون تو طلاق
 ہے تو اس سے پہلے لفظ سے طلاق پڑ جاو گی۔ اور (اگر کہے کہ) تو طلاق ہو جس قدر کہ
 یمن تجھ سے نکاح کر دن اور نکاح اس سورت کو کیا تو طلاق پڑ جاو گی (اسلمو) کہ مراد مرد کی رودی
 مطلق وقت نہاد ہو یا رات) بخلاف اس (صورت) کے (کہ اپنی عورت سے کہے) کہ میرا نکاح
 تیرے ہاتھ نہیں ہو جس قدر ایسا معاملہ ہو اور اس اختیار دینے سے اسکی نیت طلاق کی ہو پھر وہ
 معاملہ رات کو واقع ہو تو طلاق نہ پڑیگی) اور (اگر کہے کہ یمن) تجھ سے طلاق والا ہوں (تو یہ
 لفظ لغو ہو اگرچہ طلاق کی نیت کرے) (اسلمو) کہ طلاق مرد کی طرف سے عورت کو ہو اگر قی ہو مرد
 کو عورت کی طرف سے) اور اگر یہ کہے کہ یمن تجھ سے جدا ہوں یا حرام ہوں تو عورت جدا ہو جاتی
 ہے۔ اور (اگر یہ کہے کہ) تو طلاق والی ہے ایک طلاق سے یا نہیں یا (تو طلاق والی ہے)
 میں سے مرید کے ساتھ خواہ اپنے مرید کے ساتھ (تو یہ الفاظ) لغو ہیں (اسلمو) طلاق یمن
 ہوتی) اور اگر شوہر عورت کے کل کا یا جز کا مالک ہو جاو یا عورت اپنی شوہر کے کل خواہ
 جز مالک ہو تو نکاح جاتا رہتا ہے پھر اگر شوہر اپنی منگو (نٹھی) کو خرید کر طلاق دیکر تو
 نہ پڑیگی (اسلمو) کہ خریدنے کے بعد نکاح جاتا رہا وہ عورت طلاق کی جگہ ہی نہ رہی اگر یوں کہے کہ

جب ہی تیرا مانجھے آزاد کرے تب ہی جگہ دو طلاق ہیں پس آقا نے اسے آزاد کر دیا
شور کو اس سے رجوع کر لینے کا امتیاز ہے (اس لئے کہ طلاق آزاد ہی کے ساتھ پڑی
تو دو طلاق سے وہ بائن ہوگی لونڈی جتنی تو بائن ہو جاتی) اور اگر لونڈی کا آزاد ہو
اور دو طلاقیں کن کے آئے پر شر و طکر و بجا وین تو کل کے آنے پر شور کو رجوع کا حق
نہیں اور (اُس صورت کی) عدت تین حیض ہونگے (اِس مسئلہ کی تفسیر یہ ہے کہ شور نے اپنی
منکوحہ لونڈی کو کہا کہ جب اگلی کل ہو تو جگہ دو طلاقیں ہیں اور اُس لونڈی کے آقا
نے کہا کہ جب کل ہو تو آزاد ہو پس جس وقت دو مردان ہو گا وہ عورت دو طلاق سے
بائن ہو جاوے گی اور نہ رخصت کے قابل نہ ہوگی اس لئے کہ طلاقوں کے پڑنے کی وقت وہ لونڈی تھی
مگر عدت اُسکی تین حیض ہونگے کہ عدت کی وقت میں بلاشبہ آزاد ہو اور آزاد کی حد تین
حیض ہیں اور فرق اہل مسئلہ اور دوسرے میں یہ ہے کہ اول میں لونڈی کے آزاد ہونے کے
بعد طلاق پڑتی ہے کہ عورت میں اِس عبارت کی سی سمجھا جاتا ہے اور دوسری میں آزاد
ہونے پہلے پڑتی ہے اور (اگر کہے کہ) تو طلاق ہے اِسی اور اِشعارہ میں اِطیوں کی سی کہ تو
میں طلاقیں پڑ گئی (اور اگر کہے کہ) تو طلاق ہے بائن یا بئہ یا سب کے فاحش تر طلاق یا
شیطان کی طلاق یا بے عت کی طلاق یا سخت تر طلاق یا بہار جیسی یا مثل ہزار کے یا
کبر جیسا یا طلاق سخت (واللہ اعلم) تو ان سب الفاظ میں ایک طلاق بائن پڑی (بشرط
تین کی نیت کرے اور اگر تین کی نیت کرے تو تین پڑیں گی) فصل محبت پہلے طلاق
خیر کے یا نہیں۔ جو عورت غیر ذوالہ (یعنی شور نے اُس سے محبت کی ہو) اور جو
اگر شور میں طلاقیں کہی دیو تو تینوں پڑ جاوے گی (اور اگر جدا کر کے دیوے) تو
عورت پہلے ہی طلاق میں نکاح منہ ہو جائے گی اور اگر طلاق کہہ چکا اور نہ ہوا

ذکر کرنے پایا تھا کہ عورت مر گئی تو وہ طلاق لغو ہو گئی (اس لئے کہ شوہر نے کلام پورا
 کیا تھا تو کو یا کچھ منہ سے نکالا ہی نہ تھا) اور اگر کہا کہ طوطا ق سے ہے ایک اور ایک یا ایک
 سے پہلے ایک یا ایک جس کے بعد ایک ہو تو (ان سب صورتوں میں) ایک ہی پڑی گئی اس لئے
 کہ عورت غیر مدخلہ تھی یا ایک سو بائن ہو گئی دو سو کا محکمہ نہ ہو) اور اگر کہا کہ طوطا ق ہو
 ایک کے بعد ایک طلاق سے یا ایک طلاق سے جس کے پہلے ایک ہو یا ایک سے جس کے
 ساتھ ایک ہو تو ان سب میں وہ طلاقین واقع ہوتی ہیں (اس لئے کہ وہ نو ایک ساتھ
 پڑیں آگے پیچھے نہ پڑیں اور اگر آگے پیچھے تھیں تو بولنے سے پیشتر صرف خیال اور قصد
 میں تھیں اس لئے ایک بار گئی پڑیں) اور (اگر یوں کہے کہ) جب تو داخل ہو تو طوطا ق ہو ایک
 اور ایک پس وہ داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑ گئی اور اگر شرط کو پیچھے بولے (یعنی یوں کہے
 کہ تو طوطا ق ہے ایک اور ایک جب داخل ہو تو وہ دو پڑ گئی)

باب گناہ کے لفظوں سے طلاق دینے کے بیان میں۔ کنایات سے عورت کو طلاق
 نہیں پڑتی مگر نیت سے یا قرینہ کے باعث اگر (شوہر نے) کہی کہ تو عدت میں بیٹھ اور اپنی
 رحم کو صاف کر اور انتہا و حد تو (ان صورتوں میں) ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اور ان
 (الفاظ کے سوا) اگر وہ بہرہ کنایات بولے گا تو ایک طلاق بائن پڑے گی اگرچہ وہ کی نیت کرے
 اور جائز ہو تین طلاقی نیت کرنی کنایات میں (اس سبب کہ امام شافعی کا خلاف ہے کہ ایک
 نزدیک کنایات میں طلاق رجعی پڑتی ہے اور دلیل امام عظیم کی یہ ہے کہ طلاق بائن نیت
 کی ضرورت تو ہوا ہی کرتی ہے پس شوہر اپنی زبان میں اگر اس قسم کا تصرف کرے تو جائز ہوگا
 بلکہ صریح طلاق میں بھی قیاس میں ہی لیکن نفس کی ضرورت سے صریح میں حکم رجعت کا ایک
 کیا ہے اور روایت کیا ہے عبدالرزاق نے کہ کنایات سے طلاق یا شرط کا واقع ہونا اکثر صحابہ

کنایات سے طلاق
 بائن نہیں پڑتی
 بلکہ صریح طلاق
 میں ہی قیاس میں
 لیکن نفس کی
 ضرورت سے صریح
 میں حکم رجعت کا
 ایک کیا ہے اور

ایسی صورت طلاق کی کہ عورت اپنی مجلس میں اپنی کو اختیار کرے تو ایک طرف
 سے بائن ہو جاوے گی اور (اگر شوہر تین طلاقوں کی نیت (کر گیا تو درست) نہرگی
 اگر وہ عورت و بائن ہو جائے یا اور کام کرنے لگے تو اسکا اختیار جائز ہو گیا۔ اور
 اسباب میں (یعنی اختیار کیے ثابت ہونے میں) بحد شرط ہو کہ ذکر نفس کا یا اختیار کا نہ ہو
 میں سے ایک کلام میں یا بائن ہو (مثلاً یا مرد کہو کہ اختیار کر لیں نفس کو خواہ طلاق کو
 یا عورت کہو کہ میں نے اپنی نفس کو خواہ طلاق کو اختیار کیا اور اگر وہ نوٹ کے کلام میں
 ہو کسی میں یا بائن ہو گا تو اختیار کا ثبوت درست نہرگا اور اگر شوہر نے عورت سے
 کہا کہ تو اختیار کر اور عورت نے جواب دیا کہ میں اپنی ذات کو اختیار کرتی ہوں یا میں نے
 اپنی ذات کو اختیار کیا تو طلاق ہو جاوے گی اور اگر عورت نے جواب دیا کہ اختیار کر اختیار کر اختیار
 کر اور عورت جواب دے کہ میں نے اول کو یا دوم کو یا چوتھی کو اختیار کیا یا ایک اختیار کر
 اختیار کیا تو تین طلاقیں ہو جائیں غیبت اس کے شرط ہوگی اور اگر کسی کہ میں نے اپنی ذات
 کو طلاق دی یا اپنی ذات کو ایک طلاق سے اختیار کیا تو اس صورت میں ایک طلاق سے بائن
 ہو جاوے گی (اور اگر شوہر عورت سے کہے کہ تیرا معاملہ تیرا اختیار ہے تو ایک طلاق کے بائن یا
 بحد کہ ایک طلاق اختیار کرے اور (اگر جسے چاہیں) عورت اپنی ذات کو اختیار کرے تو
 ایک طلاق رجعی ہوگی (اسلیو کہ شوہر کے کلام میں ہرچم لفظ طلاق کا ہو جو وہی اور مرد طلاق
 میں حکم رجعت کا ہو اور شوہر نے کہا کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے اور تین طلاقوں کی
 نیت کی اور عورت سے جواب دیا کہ میں نے اپنی ذات کو ایک دفعہ سے اختیار کیا تو تین طلاق
 پڑیں گی اور اگر کہیں کہ میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی یا اپنی ذات کو ایک
 طلاق سے اختیار کیا تو ایک طلاق سے بائن ہو جاوے گی۔ اور اگر شوہر کہے کہ تیرا

حصہ تیسرا مقدمہ جو اچ اندر پرسون فرانس قول ہیں رات دہل ہوگی (یعنی اختیار دین کو
 رہیگا رات کو نہوگا) اور اگر عدالت اختیار نہیں دے گا تو اس نے تو اسروز کا اختیار باطل ہو جائیگا
 اور پرسون کا اختیار اڑ سکوزہیگا اور اگر اختیار میں شوہر نے قید آج اور کل کی لگائی ہوئی ہو
 رات بھی شامل رہیگی اور اگر اس روز کے اختیار کو عورت مانگی تو اسکی کل کو بھی اس کو
 اختیار نہ ہیگا (اسلیو کو اختیار کے وقت میں کوئی زمانہ اختیار نہ رہے گا نہیں) اور
 اگر اختیار دے جائیکے بعد عورت نے ایک دن کی دیر کی اور کبھی نہ ہوئی یا کبھی غلطی
 جیسے کئی یا بیٹھی غلطی یا کبھی لگایا یا کبھی لگائی ہوئی بیٹھ گئی یا بیٹھو یا پ کو مشورہ نہ کیے لئے
 یا ایسا یا گورنمنٹ کو لگا کر کرنے کو طلب کیا یا سواری پر چڑھی سواری کو روک لیا تو (ان میں سے
 کسی کو اختیار دینی یا نہیگا اور اگر سواری کو چلا یا تو اختیار نہ ہیگا اور کشتی کا حال
 کبھی لگائی یا نہیگا (یعنی کشتی اگر چہ چلتی ہو عورت کا اختیار باقی رہتا ہے خواہ سی کی طرح ہو یا نہ ہو
 یا تو اختیار دے جائیگا) اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنی نفس کو طلاق دے دے اور اس سے کوئی عیب
 نہ لگے یا ایک طلاق کی نیت کی اور عورت نے طلاق دے لی تو ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر طلاق
 رجعی ہوگی تو شوہر نے نیت کی نیت کی ہوگی تو تینوں پر جاوے گی اور اگر عورت کہے کہ میں نے
 اپنی ذات کو تہہ لگایا تو طلاق پر جاوے گی لیکن اگر کہے کہ میں نے اختیار کیا تو نہیگا اور اگر
 اختیار دے دے تو مرد جو دم کرنے کا مالک نہیں ہوگا اور اختیار عورت کی مجلس تک رہتا
 (یعنی بعد اس مجلس کے ہو چکنے کے اسکو اختیار طلاق کا نہیں رہتا) مان اگر شوہر
 (اختیار دینا نہیں) بھی بھی کہے کہ جب تو چاہی ایسا کر (تو اسکو تین عورت اہل مجلس کے
 بعد بھی اپنا آپکو طلاق دے سکتی ہے) اور اگر شوہر کسی آدمی سے کہے کہ میری منگو کو طلاق
 دے دے تو یہ اجازت فقط اس مجلس پر منحصر ہوگی (اس مرد کا جب دل چاہے طلاق دے دی)

لیکن اگر شوہر یوں کہے کہ تو چاہو تو طلاق دیدی (اس صورت میں بعد اس مجلس کے گرجا
 کے اختیار نہ ہوگا) اور اگر شوہر اپنی منکوہ سے کہے کہ اپنی ذات کو تین طلاقیں دے دے اور
 عورت نے ایک طلاق دی لی تو یہ طلاق بڑ جا دیگی اور اسکے لئے میں (یعنی مرد) کہو کہ
 ایک طلاق دے اور عورت تین طلاقیں دے تو واقع نہ ہوگی اور اگر مرد کہے کہ تین طلاقیں
 دے اگر چاہو اور عورت ایک دے اور مرد کہے کہ ایک دے یہ اگر چاہو اور عورت تین
 دے اس صورت میں کچھ واقع نہ ہوگی (ایک نہ تین) اور اگر شوہر نے اسکو طلاق یا تین یا تین
 کے دینے کو کہا اور عورت نے اسکی اجازت کے برعکس کیا (تو یہ صورت میں) وہی بڑگی جی
 اجازت شوہر نے اسی تھی (اور اگر شوہر نے کہا کہ) تو طلاق ہو اگر چاہے اور عورت نے
 کہا کہ میں نے چاہا اگر تو چاہے پر شوہر نے کہا کہ میں نے چاہا اور اس کے بعد طلاق
 کی نیت کی یا یہ کہ عورت نے کہا کہ میں نے چاہا بشرطیکہ ایسا ہو اور ایک اور مرد وہ نام
 لے لیا تو وہ دو صورتوں میں بھید قول باطل ہو جائیگا اور اگر کسی ایسے امر کا ذکر حوث نے
 کیا جو گذر گیا ہو تو طلاق بڑ جا دیگی اور اگر حوث سے کہا کہ تو طلاق ہو جب چاہی یا جب کہی
 چاہے اور عورت اسکو رد کرے تو وہ نہ ہوگا اور نہ مجلس پر مقید ہوگا مگر (اس لفظ سے حوث سے)
 ایک طلاق اپنی آپکو دے سکتی ہے اور (اگر شوہر نے کہا کہ) جتنی بار کہ تو چاہی تو طلاق ہے
 تو عورت کو اختیار ہے کہ تین طلاقیں علیحدہ علیحدہ دے اور ایک ساتھ تین نہیں دے سکتی اور
 اگر اس اختیار کی رد ہو جائے شوہر کے پر طلاق دیدی تو واقع نہ ہوگی (یعنی دوسرا
 نکاح کر کے اگر شوہر اول کے پاس اتفاقاً آوی تو اسوقت وہ پہلا اختیار باقی نہیں رہتا)
 اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے جہاں اور جہاں چاہو تو طلاق نہ ہوگی بجز اسکی کہ اسی مجلس میں
 چاہو اور اگر کہا کہ جسطرح چاہی اور عورت نے طلاق دیدی تو یہ بھی بڑگی اور اگر حوث نے طلاق

اُن چاہی یا تین طلاقیں اور شوہر کی نیت یہی تھی تو وہی پرجا دیگی اور اگر شوہر نے
کہا کہ تو طلاق ہے جتنی چاہو اور جو چاہو تو عورت جو چاہی اسی مجلس میں طلاق دے
اگر عورت اس اختیار کو رد کر دے تو رد ہو جاتا ہے۔ اور اگر شوہر کہے کہ اپنی ذات کو تین
میں کو جتنی چاہو طلاق دے تو طلاق تین سے کم کا اعتبار ہوگا (یعنی ایک یا دو کے دینے کا) +
باب طلاق کو کسی شرط پر مقید کرنے کے یا نہیں۔ طلاق کا مشروط کرنا اس وقت
میں درست ہے کہ شرط ملک نکاح میں واقع ہو یا خود ملک نکاح سے وابستہ ہو مثلاً (شوہر)
اپنی منکوہ سے کہے کہ اگر تو میری پاس آؤ گی تو طلاق ہے (تو یہ شرط لگانا عین ملک نکاح
میں ہے) اور (اگر) اجنبی سے کہے کہ اگر میں تجھ سے نکاح کر دوں تو تو طلاق ہے (تو یہ
شرط ملک نکاح کے ہونے پر موقوف ہے) تو ایسی صورتیں شرط کے بعد طلاق پڑنا
ہے (یعنی نکاح یا پاس آنے کے بعد اور کی مثال تو نہیں طلاق ہو جاوے گی) اور اگر اجنبی عورت
سے کہے کہ اگر تو میری پاس آؤ گی تو تو طلاق دے گی تو یہ شرط نکاح سے وابستہ ہے اور وہ آئی تو
طلاق ہو گی (اسلمو کہ شرط نہ تو نکاح میں تھی نہ خود نکاح کو شرط کیا تھا) اور الفاظ ط
کے یکہ میں اگر جو کچھ ہر چیز جتنی بار جب جب کہی ان الفاظ میں اگر شرط
پاسی جاوے گی تو قسم تمام ہو جاوے گی (یعنی حکم مشروط کر نکاح ختم ہو جاوے گا) کو لفظ نکاح سے
(یعنی بار) میں حکم شرط کا تمام ہو گا (اسلمو کہ وہ فعلوں کے عام ہو نیکو چاہتا ہے جس سے لفظ
نکاح کے معنی ہر چیز میں) اسلمو کے عام ہو نیکو چاہتا ہے پس اگر شوہر کہے کہ جتنی بار میں
کسی عورت سے نکاح کر دوں تو طلاق ہے تو ہر بار کے نکاح کرنے سے طلاق ہو گی (گو ایک ہی
عورت) دوسرے شوہر کے بعد (اس سے دو بار نکاح کرے) اور ملک نکاح کے جائے
ہونے سے شرط باطل نہیں ہوتی پس اگر شرط ملک میں پاسی جاوے تو عورت طالق ہو جاوے گی

ماہر شریعہ
بیان میں

نکاح
کے معنی ہر چیز میں

اور حکم شرط کا پورا اچھا ہو گیا اور اگر شرط ملک نکاح میں نہ پائی جاوے گی تو عورت کو طلاق
 نہ ہوگی مگر حکم شرط کا اس صورت میں بھی تمام ہو جاوے گا (مثلاً شوہر نے کہا کہ اگر تو گھر میں جاوے
 تو تجھے طلاق ہے تو اگر وہ عورت نکاح کچھالیں جاوے گی تو طلاق بھی پڑے گی اور شرط بھی
 پڑے گی اور اگر نکاح نہ ہونے کے بعد عورت گھر میں جاوے گی تو طلاق بھی نہ پڑے گی اور شرط بھی
 بیکار ہو جاوے گی یعنی آئندہ اگر بعد نکاح کے وہ عورت گھر میں جاوے گی تو پہلی شرط کی رو
 سے اسکو طلاق نہ پڑے گی) اور اگر شرط کے واقع ہونے میں عورت مرد اختلاف کریں تو
 مرد کی بات معتبر ہوگی مگر جس صورت میں کہ عورت گواہ (اپنے دعوے کے) پیش کرے (تو
 اسی کا قول معتبر ہوگا) اور جو امور ایسی ہیں کہ وہ عورت ہی کے بتانے سے معلوم ہوتے
 ہیں ان میں عورت ہی کا قول معتبر ہوگا مگر خاص اوسیکے باب میں مثلاً اگر شوہر نے کہا کہ جب
 تو حیض سے ہو تو تو اور فلانی عورت طلاق ہو یا یہ کہ اگر تو مجھ سے محبت رکھتی ہو تو تو
 اور فلانی عورت طلاق ہو پس عورت نے کہا کہ میں حیض سے ہوئی یا میں تجھ سے محبت رکھتی ہوں
 تو (اس صورت میں) صرف وہی عورت طلاق ہوگی (دوسری طرف اس کے کہنے سے طلاق نہ پڑے گی)
 اور (جس صورت میں کہ طلاق کو حیض پر مشروط کیا ہو تو) بغور خون دیکھنے کے طلاق نہ پڑے گی
 اگر خون تین دن تک رہے گا تو طلاق اوس وقت سے پڑے گی جب سے خون دیکھا ہوگا اور اگر یہ کہہ
 ہوگا کہ اگر تجھ کو ایک حیض آوے تو طلاق ہو تو اس صورت میں طلاق اوس وقت سے پڑے گی جب حیض
 سے پاک ہوگی (اس لئے کہ ایک حیض سے حیض کا مل مراد ہوتا ہے) اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرے
 لڑکا پیدا ہو تو تو ایک طلاق سے طلاق ہو اور اگر تیرے لڑکی ہو تو وہ طلاق سے طلاق
 اس عورت کے لڑکا اور لڑکی تو ام ہوئے اور یہ معلوم ہوا کہ اہل کون ہوا تو قاضی
 کے حکم کی رو سے تو اس پر ایک طلاق پڑے گی اور حیض کی رو سے وہ پڑے گی اور عدت بھی شکی

گند جاو گی اسلئے کہ اول بچہ ہونے سے تو اسکو طلاق پڑ گئی اور دوسریکے ہونے پر فہرست
 پوری ہو گئی کیونکہ حاملہ عورت کی عدت بچہ ہونے تک ہوتی ہے اور ملک نکاح دو
 شرطوں میں سے پہلے کے لئے شرط ہے (مثلاً اگر کہے کہ اگر توبہ اور عمر سے کلام کر لی
 تو تو طلاق سے بعد اس کے اس عورت کو دوسری طلاق دیکر بائن کر دیا اور اس عورت
 نے توبہ سے کلام کیا پہر شوہر ا دل نے اس سے نکاح کر لیا پہر اس نے عمر و دوسری کلام کیا تو
 طلاق پڑ جاو گی اور اگر توبہ سے کلام کر نیکی وقت تو نکاح میں ہو اور عمر و دوسری کلام کرنے
 کے وقت منکوحہ نہ ہو تو طلاق نہ پڑ گی) اور اگر تین طلاقیں نکلا ایک شرط پر موقوف کیا اور
 پہر تین طلاقیں اس وقت دیدیں تو پہلی شرط اس سے باطل ہو جاو گی۔ اور اگر تین
 طلاقیں نکلا یا نوڈھی کے آزاد ہو سیکو صحبت مر شرط کیا تو صحبت کبوقت زیادہ ٹھہرے
 سے اجرت زنا کی دینی نہ پڑ گی اور طلاق رجعی بھی عورت میں اس زیادہ ٹھہرنے سے صحبت
 ثابت نہو گی بان اگر اپنی ذکر کو نکال کر دوبارہ پہر داخل کر لیا اور جس کی صورت میں رجعت
 ثابت ہو گی اور اول صورت میں زنا کی اجرت دینی پڑ گی اسلئے کہ صحبت کرنے میں ایک ہی
 حال پر زیادہ توقف کرنا دوسری بار صحبت کرنا نہیں کہ اس سے اجرت یا رجعت درست
 ہو) اور اگر شوہر کہے کہ اگر فلاں عورت سے میں تیرے اوپر نکاح کر دن تو اسکو طلاق
 پہر منکوحہ کو طلاق بائن دیکر اس عورت سے نکاح کیا تو اسکو طلاق نہ پڑ گی (اسلئے کہ شرط
 نہیں بائی گئی کیونکہ طلاق بائن کے بعد حکم نکاح کا باقی نہیں رہتا گو کہ عورت عدت
 میں ہو) اور اگر مرد نے کہا کہ تمکو طلاق ہے انشاء اللہ اور کلمہ انشاء اللہ ملا کر کہا تو طلاق
 نہ پڑ گی اگرچہ عورت انشاء اللہ کہتی ہو پہلے مر جاوے۔ اور اگر شوہر کہے کہ تمکو ایک
 کم تین طلاقیں ہیں تو دو پڑ نیکی اور ایک کم دو کہیگا تو ایک پڑ گی اور اگر کہے کہ تین کم

تین طلاقیں ہیں تو تین پڑیگی (اسلمو کہ ایک یا دو کا نکاح لائیں میں سے ہو سکتا ہو کہ
 تین کو تین میں سے نکاح لانا ممکن ہو اسواطی استثنائو ہو گیا اور تین طلاقیں پڑ گئیں
 باب بیمار کے طلاق دینے کے بیان میں۔ اگر شوہر اپنی مرض میں مشکوہ کو طلاق
 رجعی یا بائن دے اور اسکی عدت میں مر جاوے تو وارث ہوگی اور اگر بعد عدت کے
 مرے تو وارث نہوگی۔ اور اگر طلاق بائن عورت کی اجازت سے دے یا عورت مال دیکر
 طلاق لے لیوے یا شوہر کے اختیار دینے کی جہت سے وہ اپنی ذات کو اختیار کر لے تو
 وارث نہوگی۔ اور جس صورت میں کہ عورت شوہر سے کہی کہ مجھکو طلاق رجعی دیدے اور
 شوہر اسکو تین طلاقیں دیدے تو وارث ہوگی۔ اور اگر شوہر اپنی مرض میں عورت
 کی اجازت سے اسکو بائن کر دے یا حالت صحت میں اسکے بائن کر دے تو وارث نہوگی
 پر مرد و عورت ایک دوسرے کو سچا کہہ چکے ہوں پھر شوہر عورت کے قرض کا اپنی ذمہ
 اقرار کرے یا اسکو کی قدر مال کے دینے کی وصیت کرے تو عورت کو قرضہ خواہ وصیت
 اور ترکہ میں سے جو کم ہو گا وہ ملیگا (یعنی جو کچھ اسنے اقرار کیا ہو یا وصیت کی ہو اگر
 وہ ترکہ کے حصہ سے کم ہو تو وہ ملیگا نہیں تو ترکہ میں کا حصہ ملیگا) اور جو شخص دوسرے
 کو لڑنے کے لئے بلا دے یا قصاص میں مارا جانے کو خواہ سنگسار کیا جائے تو پیش
 ہو اور اس صورت میں اپنی مشکوہ کو بائن کر دے تو وارث ہوگی بشرطیکہ اسی صورت میں
 مارا جاوے یا مر جاوے اور اگر گھر گیا ہو یا لڑائی کی صف میں ہو اور اپنی بیبی کو بائن
 کر دے تو اس صورت میں مر جانے سے وہ عورت وارث نہوگی (اسلمو کہ اس میں مرجانا یقینی
 نہیں اور پہلی دو صورتوں میں مرجانا یقینی ہے) اور اگر شوہر نے اپنی عورت کی طلاق کو
 کسی اجنبی مرد کے کام پر مشروط کیا (مثلاً کہا کہ زید اگر سفر سے آوے تو تو بائن ہے)

اگر شوہر اپنی مرض میں
 عورت کو طلاق دے

پاکسیوت سکے آئے پر شرط کی (مثلاً کہ اگر ماہ رمضان آوی تو تو بائن سے) اور
 شرط کا وجود اور شرط کو کرنا وہ مرض ہی میں ہوں یا مشروط کیا غامض اس پر اور میں
 مرض میں مشروط کرنا اور اس کام کا کرنا یا کیا تھا اور شرط کا ہونا ہی مرض میں یا کیا اور
 مشروط پہلے کیا تھا یا عورت کے ایسے فعل پر مشروط کیا کہ اس کو خواہ مخواہ کرنا پڑی
 (مثلاً کہہ یا کہ اگر تو کہادگی یا پیوگی تو بائن ہر جا دگی اور) اس میں خواہ وہ بائن میں
 میں ہوں خواہ صرف شرط کا وجود مرض میں ہو تو ان سب صورتوں میں وارث ہوگی اور
 ان کے مرد اور صورتوں میں وارث نہوگی۔ اور اگر اپنی بیوی کو مرض میں بائن کر دیا پھر اچھا
 ہو گیا اور اس کے بعد مر گیا یا بائن کر چکا تھا اور وہ عورت مرد ہو گئی اور پھر مسلمان ہو گئی
 اس کے بعد شوہر مر تو ان صورتوں میں وارث نہوگی۔ اور اگر عورت شوہر کے لٹکے سے
 ہم بستر ہو گئی یا شوہر سے بچاؤ کیا یا شوہر نے بحالت مرض اس سے اولاد کیا تو وارث ہوگی
 اور اگر اولاد بحالت صحت کیا تھا اور اولاد کے باعث حالت مرض میں بائن ہوئی تو وارث
 نہوگی (اور تا حد کلیہ یہ ہے کہ جس صورت میں شوہر کا طلاق دینا اسوہ جس معلوم ہوتا ہو
 کہ عورت کو وارث کرنے سے گریز کرتا ہو تو اس صورت میں عورت وارث ہوگی اور اگر وہ وارث
 کرنے سے گریز نہیں کرتا اور نہ احتمال گریز کا ہو تو وارث نہوگی)۔

موت بعد
 اولاد کی تکلیف
 تواری

باب رجعت (یعنی طلاق کے بعد عورت سے شوہر کے رجوع) کے نیکے یا نہیں۔ رجعت
 اس بات کو کہتے ہیں کہ جو نکاح مرد و عورت میں قائم تھا اس کو عدت کے دنوں میں جواز
 کا خون بنا کر کہیں اور یہ رجعت اسوہ تین درست ہے کہ عورت کو تین طلاقیں نہوی ہوں
 عورت رجعت پر راضی نہوا و صورت اس کی یہ ہے کہ شوہر (طلاق کے بعد عدت میں منکوحہ
 کہہ ہو کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یا) اور وہ کہہ دے کہ میں نے اپنی منکوحہ سے رجعت

رجعت
 عورت
 طلاق

کی اور (ایک بھرتو کہ) جن افعال سے حرمت دامادی ثابت ہو (و فعل میری کے ساتھ)
 کرے مثلاً شہوت سے و ماتہ لگا دی یا بوسہ یا ادسکی شرمگاہ کو دیکھی غرض کہ جس سے حرمت
 بھی ہوتی ہے اور فعل سے بھی) اور مستحب ہو کہ رجعت کے لئے گواہ کر دیں (اور اگر شوہر
 نے عدت ہو چکنے کے بعد عورت سے کہا کہ میں نے عدت) میں تجھ سے رجعت کرنی
 اور عورت نے اسکی تصدیق کی (کہ ٹھیک ہے) تو رجعت درست ہو اور اگر تصدیق نہ کی
 تو درست نہ ہوگی جیسے اس صورت میں کہ شوہر اس سے کہو کہ میں نے تجھ سے رجعت کی اور وہ
 جواب دے کہ میری عدت ہو چکی (تو رجعت درست نہ ہوگی) اور اگر لونڈی کا شوہر عدت
 کے بعد اس سے کہو کہ میں نے عدت میں تجھ سے رجعت کر لی تھی اور اس بات کی تصدیق
 اس کے آقا نے کی مگر لونڈی نے اسکو جھٹلایا یا لونڈی نے (شوہر کے رجوع کرنے کے
 وقت) کہا کہ میری عدت ہو چکی اور اس کے آقا اور شوہر نے یہ بات نہ مانی تو (ان
 صورتوں میں) لونڈی کا قول معتبر ہے (یعنی رجعت درست نہیں) اور حکم رجعت کا
 اس وقت جاتا رہتا ہے جبکہ عورت حیض اخیر سے پاک ہو جاتی ہے پہر اگر دس روز پر پاک
 ہوئی تو بغور پاک ہونے کے وقت رجعت جاتا رہا کہ غسل نہ کیا ہو اور اگر دس روز
 سے کم میں پاک ہوئی تو غسل تک وقت رجعت رہیگا یا بھہ کہ پاک ہونے کے بعد ایک وقت
 نماز کا گزر جاوے (یا اتنا وقت گزر جاوے کہ اس میں عورت نہاکر نیت نماز کی کر لی
 یا وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے (جس صورت میں کہ پانی پر قادر نہ ہو) اور اگر عورت نے غسل
 کیا اور ایک خصوصیت کم کو دہونا بھول گئی تو حق رجعت نہ رہیگا اور اگر عفو کامل کا دہونا
 ہو گئی ہو تو حق رجعت باقی رہیگا (اس لئے کہ ابھی پورا غسل نہیں کیا اور) اگر شوہر اپنی
 عورت حاملہ یا بچہ دالیکو ایک طلاق دی اور کہو کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی

(یعنی ایک طلاق سے بچہ بائن ہو گئی) تو وہ (اس صورت میں عورت سے) رجعت کر سکتا ہے (اس لئے کہ عورت کا حاملہ خواہ بچہ دار ہو یا شوہر کو چھوٹا کر ہی) اور اگر (عورت سے) خلوت کر لی اور کہی کہ میں نے صحبت نہیں کی بعد اسکے ایک طلاق دی (تو رجعت نہ کر سکتی) ممکن ہے کہ خلوت میں صحبت نہ کی ہو تو ایک ہی طلاق سے بائن ہو جاوے گی) پس اگر اسی صورت میں رجعت کی اور رجعت کے بعد اس عورت کے دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو تو وہ رجعت درست ہوگی (اس لئے کہ جب دو برس سے کم میں بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقتِ حرام کے محل موجود تھا اور شوہر کا یہ کہنا کہ میں نے صحبت نہیں کی غلط تھا اور عورت ایک طلاق سے بائن نہیں ہوئی تھی) اس لئے اس کی رجعت درست ہوئی (اگر شوہر نے اپنی منکوفہ سے کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طلاق ہی پہراوے گا بچہ پیدا ہوا تو یہ دوسرا بچہ رجعت کا باعث ہوگا) (اس طلاق سے جو اولیٰ بچہ ہونے پر اس کو ہوئی تھی) اور اگر شوہر نے یوں کہا کہ جتنی بار تو بچہ جنے تو تو طلاق ہی پہراوے گا اسکے تین بچے غلطہ غلطہ حمل سے ہوئے تو دوسرا اور تیسرا بچہ پہلی دو طلاقیں سے رجعت کے باعث ہونگے (اس لئے کہ پہلے بچہ کو ہونے پر شرط کے بموجب پہر طلاق ہوئی اور حمل دوسری بچہ کا اس سے رجعت کا سبب ہوا) پہر دوسری بچہ ہونے پر دوسری طلاق ہوئی تیسری کا حمل اس سے رجعت کا باعث ہوا) پہر تیسری بچہ پیدا ہونے پر طلاق کا اثر ہی پڑ گئی اب رجعت نہیں ہو سکتی) اور جس عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہو وہ اپنا بناؤ سنگار کرے (تاکہ شاید اس کا شوہر اس سے رجوع کر لے) اور مستحب یہ ہے کہ شوہر بدوّن اطلاع اسکے پاس نہ جاوے اور جب تک اس سے رجعت نہ کر لے تب تک اس کے ساتھ سفر نہ کرے اور طلاق رجعی سے رجعت نہ کرنا حرام نہیں ہوتا مگر عدت کے بعد ایستہ حرام ہے اور جو صورت کہ بائن ہو گئی ہو وہ شوہر سے

نکاح عدت میں اور بعد عدت کے کر سکتی ہو مگر جو تین طلاقوں سے بائن ہوئی ہو بشرطیکہ
 آزاد ہو اور دوسری بائن ہوئی ہو اور مستور میں کہ لونڈی ہو وہ شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی
 جب تک کہ وہ دوسری شوہر سے نکاح صحیح نہ کرے اور وہ دوسرا دوسری صحبت نہ کرے اگرچہ
 وہ مرد قریب بالغ ہو نیکی ہو اور پہرہ وہ دوسرا دوسکو طلاق دے اور اسکی عدت پوری
 ہو جاوے (تو اب البتہ شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے) نہ صحبت کرنا مالک کے باعث (یعنی
 اگر شوہر اپنی منکوحہ لونڈی کو دو طلاقین دے اور بعد عدت کے اسکا مالک اس سے صحبت کرے
 تو اس صحبت سے بچہ عورت اپنی شوہر کو حلال نہ ہوگی بلکہ صحبت کے لئے نکاح صحیح شرط ہے
 اور کہ وہ ہی حلال کرنے کی شرط سے نکاح کرنا (یعنی اس طرح کہ بعد نکاح کے طلاق دیدہ
 ہر چند (دوسری شوہر کے طلاق دیدہ ہو) شوہر اول پر وہ عورت حلال ہو جاتی ہے
 (گو نکاح حلالہ کر نیکی شرط سے کیا ہوتا ہے ایسی شرط سے نکاح کرنا مکروہ ہی اور دوسرا شوہر
 پہلے شوہر کی طلاق کا حکم دے کر دیتا ہے بشرطیکہ طلاقین تین نسو کم ہوں (یعنی جب عورت
 دوسری شوہر سے نکاح کرے اور اسکی طلاق کے بعد پہر اول شوہر کے نکاح میں آوے
 تو شوہر اول تین طلاقوں کا مالک ہو جاوے گا) اور اگر تین طلاقوں والی عورت خبر دے کہ
 شوہر اول یا دوسرا دوسم کی طلاق کی حد تین ہو چکے ہیں اور زمانہ آتنا ہو کہ اس میں دو ذوق
 حد تین ہو سکتی ہوں تو شوہر اول کو اختیار ہو کہ اسکی بات مان لے اگر ظن غالب ہو تو شوہر
 کہ کچھ سمجھتی ہے (یعنی اس سے اس صورت میں نکاح کر سکتا ہے) +

باب ایلا کے یا نہیں (ایلا کے معنی لغت میں قسم کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح
 میں یہ ہیں) شوہر کا قسم کہنا اپنی منکوحہ سے چار مہینے یا اس سے زیادہ صحبت نہ کرنے
 پر ایلا کہلاتا ہے مثلاً یوں کہو کہ خدا کی قسم میں تجھ سے چار مہینے صحبت نہ کروں گا یا یہ کہ

مکہ
 چار مہینے
 شوہر کا
 قسم
 کہنا
 اپنی
 منکوحہ
 سے
 چار
 مہینے
 یا
 اس
 سے
 زیادہ
 صحبت
 نہ
 کرنے
 پر
 ایلا
 کہلاتا
 ہے
 مثلاً
 یوں
 کہو
 کہ
 خدا
 کی
 قسم
 میں
 تجھ
 سے
 چار
 مہینے
 صحبت
 نہ
 کروں
 گا
 یا
 یہ
 کہ

کہ بخدا میں تجھ سے صحبت نکر دوں گا پس اگر (قسم مدت مہین کی کی اور مدت چار ماہ میں
 کی تو کفارہ دے و اپنی قسم کا اور ایلا جاتا رہے گا اور اگر صحبت نکر گیا نہ عورت نکاح سے جدا
 ہو جاوے گی اور قسم باقی رہیگی (یعنی کفارہ لازم نہ ہوگا) اگر چار مہینے کے لئے قسم کیا ہے تو
 اور اگر ہمیشہ کے لئے کیا ہے تو قسم باقی رہتی ہے (یعنی جس مہرتین کہ یوں کہا کہ بخدا
 تجھ سے صحبت نکر دوں گا اور چار مہینے تک صحبت نکلی اور وہ عورت نکاح سے جدا ہو گئی اور
 پھر شوہر نے اس سے دوبارہ نکاح کیا تو حکم قسم کا باقی ہے یعنی اگر چار مہینے کے اندر
 صحبت کر لیا تو کفارہ لازم آوے گا) پھر اگر اس سے دوسری بار اور تیسری بار نکاح کیا اور
 وہ نو دفعہ مدت چار چار مہینے کی بدون صحبت گذر گئی تو وہ عورت دو اور عطا قوں سے
 بائن ہو جاوے گی پھر اگر بعد دوسرے شوہر کے نکاح کے اس سے نکاح کیا تو طلاق نہ ہوگی
 اور اگر اس سے صحبت کرے تو کفارہ و قسم کے باقی رہنے کی جہت سے (مستحب مسئلہ
 کی بھی ہو کہ اپنی بیوی سے ایلا کرے اور چار مہینے کی مدت میں اس سے صحبت نکرے تو وہ بائن
 ہو جاوے گی اور اگر دوبارہ اس سے نکاح کرے اور چار مہینے اس سے ہم بستر نہ کرے تو پھر ایک طلاق
 سے بائن ہو جاوے گی اس طرح اگر تیسری دفعہ نکاح کر کے چار مہینے قربت نکرے تو پھر ایک
 طلاق سے بائن ہو جاوے گی آبا چونکہ عطا قین تین ہو گئیں بدون نکاح و دوسرے شوہر کے
 حلال نہ ہوگی پس اگر بعد نکاح و طلاق شوہر ثانی کے پھر اس عورت سے نکاح کرے تو ایلا
 کا حکم نہ رہے گا اور قسم باقی رہیگی یعنی اگر اس سے صحبت نکر گیا تو بائن نہ ہوگی اور اگر صحبت
 کر گیا تو کفارہ دینا پڑے گا) اور چار مہینے سے کم مدت میں ایلا معتبر نہیں (یعنی اگر ترک
 صحبت کی قسم چار مہینے سے کم پر کہا و گیا اور اس مدت میں صحبت نکر گیا تو طلاق نہ پڑے گی
 لیکن اگر صحبت کر گیا تو کفارہ لازم ہوگا) اور اگر شوہر نے کہا کہ بخدا وہ مہینہ ہو اور

چھینے انکے بعد تجھ سے صحبت نکر دنگا تو جیہ ایلا ہو گیا (اسلمو کہ چار مہینے ہوئی اگر چہ
 او کو دو دفعہ میں بیان کیا) اور اگر (پہلے یون کہا کہ واللہ تجھ سے دو مہینے صحبت نکر
 پہر ایک روز ٹھہر گیا اور اس کے بعد کہا کہ تجھ سے پہلے دو مہینوں کے بعد دو مہینوں
 اور صحبت نکر دنگا یا یون کہو کہ تجھ سے ایک دن کم برس روز صحبت نکر دنگا یا جیہ قسم بصرہ
 میں کہا دمی کہ میں کو ذہ میں بجا دنگا اور اسکی منکو حد کو ذہ میں ہو تو ان صورتوں میں ایلا نہیں
 ہوتا۔ اور اگر شوہر نے صحبت کو چار روزہ یا صدقہ یا آزاد کرنے یا طلاق پر شرط
 کیا (مثلاً یون کہا کہ اگر میں صحبت کروں تو مجھ پر چار روزہ یا صدقہ لازم سی) یا رجعی
 طلاق والی سے ایلا کرے تو (ان سب صورتوں میں) ایلا کر نیوالا ہوگا لیکن اگر طلاق
 بائن والی عورت یا اجنبی عورت سی ایلا کر گیا تو درست نہوگا اور نوڈری منکو حد کی ایلا کی
 مدت دو مہینے ہیں اور اگر ایلا کر نیوالا اپنی بیماری یا عورت کے مرض یا اسکی شرکاء
 کے بند ہونے یا اس کے صغیر سن ہونے یا فاصلہ دراز پر ہونے کی جہت سے اس سے
 صحبت نکر سکے تو ایلا سے رجوع کرنا یون ہو سکتا ہو کہ اپنی زبان منسو کہہ دے کہ میں نے
 اپنی منکو حد سے رجوع کی اور اگر چار مہینے کی مدت میں صحبت پر قادر ہو جاوے تو رجوع
 کرنا صرف صحبت ہی (یعنی چار مہینے کے اندر اگر یہ موانع برطرف ہوں تو زبانی رجوع کا
 اعتبار نہیں بلکہ صحبت کرنی چاہیئے) اگر (شوہر نے اپنی منکو حد سے) کہا کہ تو مجھ پر حرام
 اور اس سے عورت کے حرام ہونے کو اپنے اوپر نیت کی یا نیت کچھ کی تو (اس جملہ سے)
 ایلا نہو جاوے گا اور (اگر اس سے) ظہار کی نیت کر گیا تو ظہار ہوگا اور (اگر جھوٹ کی
 نیت کر گیا تو جھوٹ ہوگا اور طلاق کی نیت کر گیا تو بائن طلاق ہوگی اور تین طلاقیوں کی
 نیت کر گیا تو تین ٹرنگی اور قول مفتی بہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی منکو حد سے کہو کہ

یہ ایک طلاق ہے
 جو اس سے
 حلال ہے
 نہ کہ حرام

تو بھیر حرام ہو اور حرام دسکے نزدیک طلاق کے معنی میں ہو لیکن اوسنی طلاق کی نیت نکی ہو تو طلاق پڑ جائیگی اور عتس کی رد سے طلاق کی نیت کرنیوالا ٹھہرایا جاد گیا (یعنی اگر اوسکے علم میں حرام کے معنی طلاق کے ہونگے تو طلاق ہو جائیگی گو اوسنی ان لفظوں سے طلاق کی نیت نکی ہو دی)۔

علاج کی نیت

باب خلع کے بیان میں (خلع اسکو کہتے ہیں کہ عورت اپنی شوہر کو کچھ مال دیکر طلاق کیو
 - خلع نکاح سے جدا ہونیکا نام ہو اور خلع کے لفظ سے اور مال کے عوض طلاق کے لفظ سے طلاق بائن پڑتی ہے اور عورت پر جعفر مال ٹھہرایا ہو لازم ہو جانا ہو اور نہ کہ وہ شوہر کو طلاق کی عوض میں کچھ لینا بشرطیکہ سرکشی اور ناموافقیت مرد کی طرف سے ہو اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو کہ وہ نہیں اور جو چیز مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہو وہ خلع کا عوض ہو سکتی ہے پس اگر عورت سے شراب یا سوز یا مردار پر خلع کیا یا اسکو طلاق دی خلع کی صورتیں طلاق بائن پڑیگی اور طلاق کی صورت میں رجعی گرفت پڑیگی (عورت کو کچھ لینا نہ آد گیا) جیسا (اس صورت میں) کہ عورت کہی کہ مجھ سے خلع کر لے اور جو کچھ میرے قبضہ میں ہے لیسے اور اس کے قبضہ میں کچھ نہ ہو (تو اس صورت میں اگر شوہر خلع کر لیا تو طلاق مفت بدون عوض کے پڑیگی) اور اگر عورت اتنا اور بڑا دے کہ میری قبضہ میں جو مال اور درم ہیں لیسے تو (اس صورت میں عورت یا) اپنا مہر واپس کرے یا تین درم شوہر کو دے اور اگر شوہر عورت سے خلع کرے ایک بھاگے ہوئے غلام پر جو عورت کی ملک میں ہو اور وہ عورت شرط کرے کہ میں اسکی خا من نہیں تو وہ اس شرط سے بری ہو جائیگی۔ اگر عورت نے کہا کہ مجھ کو تین طلاقیں ہزار کے بدلے دیدے پس شوہر نے اسکو ایک طلاق دی تو اسکو ہزار کی تہائی ملیگی اور وہ عورت بائن ہو جائیگی اور اگر عورت

کہے کہ تین طلاقیں مجھ کو ہزار پر دے اور وہ ایک سو تیس تو اس صورت میں طلاق رجعی نہفٹ پڑیگی
 (اس واسطے کہ اول صورت میں لفظ بدلے کا تھا اور بدلہ کی صورت میں عوض معوض پر بٹجاتا ہی
 اور دوسری صورت میں لفظ پر بمعنی شہرہ ہی نہیں منقسم ہوتا) اگر شوہر نے منکوحہ سے کہا
 کہ تو اپنی نفس کو تین طلاقیں ہزار کے بدلے یا ہزار پر دے اور اسنو ایک طلاق دی تو کچھ نہ
 پڑیگی اور اگر مرد نے کہا کہ تو طلاق ہی ہزار کے بدلے یا ہزار پر اور عورت نے قبول کر لیا
 تو ہزار ادسہ لازم ہونگے اور بائن ہو جاوے گی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو طلاق ہی اور
 تجھ پر ہزار میں یا غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اور تجھ پر ہزار میں تو طلاق اور آزاد دی نہفٹ ہو جاوے گی
 (کچھ دینا نہ پڑیگا) اور خست یا رکبی شرط خلع میں عورت کو کر لینی درست ہے مرد کو جائز نہیں اگر
 شوہر اپنی بیوی سے کہو کہ میں نے تجھ کو کل ہزار کے بدلے طلاق دی ہو مگر تو نے نہیں مانا
 اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کر لیا تھا تو شوہر کا قول سچا جانا جائیگا بخلاف یہی
 کے (کہ اگر بیچے والا کہو کہ میں نے اپنی چیز کل ہزار کے بدلے بیچی تھی اور تو نے منظور
 نہ کی اور مشتری کہو کہ میں نے منظور کر لی تھی تو اس صورت میں لین و الیکا قول مانا جائیگا) اور
 خلع کرنا اور حقوق سے بری الذمہ کرنا اُن حق کو دور کر دینا ہے جو مرد عورت کو ایک
 دوسری پر نکاح کے باعث ہوں یہاں تک کہ اگر مال کے عوض میں شوہر اپنی منکوحہ سے خلع
 کرے یا بری الذمہ ہو نیکا معاملہ کرے تو شوہر کو وہی مال ملیگا جو اس معاملہ میں ٹھہرا ہوا اور
 حقوق زوجیت ایک دوسرے کے ذمہ باقی نہ رہیں گے مثلاً دعویٰ مہر کے لیے لیا ہو یا نہ لیا ہو محبت
 سے پہلے ہو یا بعد ہو کسی کو ان میں سے ایک دوسری پر نہیں پونہ چاہیے۔ اور اگر چوٹی لڑکی کا بی
 شوہر سے خلع کرے اور اسکی عوض صغیرہ کا مال ٹھہرا ہو تو اس مال کے بدلہ میں خلع درست
 نہ ہوگا اور طلاق پڑ جاوے گی (یعنی صغیرہ کے ذمہ مال لازم نہ آوے گا) اور ولی ہزار کے بدلہ

مین اگر خلع کرے اس شرط پر کہ مین ضامن ہوں تو طلاق طیر جادہ لگی اور دستار دلی کے ذمہ رہیگی (واحدہ اعلم) *

باب چہارم

باب بظہار کے بیان میں (جو ایک طرح کی طلاق ہے) بظہار یہ ہے کہ اپنی منکوحہ کو منہ پر ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اس پر ہمیشہ کو حرام ہو (مثلاً اپنی ماں اور بہن اور بیٹی سے تشبیہ دے) مخلات سالی سے تشبیہ دینے کے کہ وہ بظہار نہ ہو گا اگر اس کو کہ سالی کی حرمت ہمیشہ کو نہیں بلکہ منکوحہ کی زندگی یا نکاح تک ہے) اگر شوہر اپنی منکوحہ کو کہے کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہو تو ان لفظوں کے بعد اس کو عورت سے محبت کرنا اور ایسی باتیں جو محبت کے سامان ہوں (مثل بوسہ کنار کے) حرام ہو جاتے ہیں کفارہ نہ دینے اور اگر کفارہ سے پیشتر محبت کر بیٹھے تو صرف اپنی پروردگار سے استغفار کرے (یعنی دوسرا کفارہ لازم نہیں ہوتا) اور (یہ جو قرآن مجید میں لفظ ثم یؤذون کہا تھا آیا ہے یعنی پھر بھرتے ہیں اپنی قول سے اس) پہرنے سے مراد عورت سے محبت کرنا نہیں قصد ہے (نہ خود محبت کرنا نہ محبت کفارہ دینے سے پہلے درست ہو) اور بیٹ اور زبان اور شرمگاہ (ان تینوں اعضا کا حکم مثل پیشہ کے ہے) حرمت کے لازم ہونے میں) اور مرد کی بہن اور بھوپھی اور ماں و دودہ کی راہ سے مثل حقیقی ماں کے ہے (یعنی ان کے ساتھ مشابہت دینے سے بھی حرمت ثابت ہوگی) اور عورت کو یہ کہنا کہ تیرا سرا و تیری شرمگاہ اور تیرا چہرہ اور تیری گردن اور تیرا آدامسرا و تیری تنہائی ایسا ہے جیسا (یہ کہنا کہ) تو ایسی ہے (یعنی ان اعضا کو تشبیہ دینے سے) محرمات کے اعضا سے حرمت ثابت ہوگی) اور اگر شوہر نے کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی ہے اور (اس جملہ سے) نیت اس کی خدمت اور سلوک کی کی یا بظہار کی یا طلاق کی تو جو نیت کر لیا وہی ہو گا اور اگر کچھ نیت نکی ہو تو

بچہ تولد ہو جاوے اور اگر بچہ کہا کہ تو مجھے حرام پر مثل میری مان کے اور ظہار یا طلاق
 کی نیت کی تو جو نیت کرے گا وہی ہوگا اور اگر بچہ کہا کہ تو مجھے مثل میری کی پشت کے حرام
 ہے اور اس سے طلاق یا اہل کی نیت کی تو ظہار ہوگا (یہ دو فوجیرین نہ ہونگی) اور ظہار
 اپنی منکوہ بیوی سے ہو کر تائے (یعنی اگر الفاظ ظہار کے اپنی نوذی یا اتم ولد سے
 کہیں یا تو ظہار نہ ہوگا) پس اگر انکسورت سے بدن او سکی اجازت کے نکاح کیا اور اس سے
 ظہار کیا اور ظہار کے بعد اس عورت نے نکاح کو جائز کہا تو ظہار باطل ہو جاوے گا
 (اسلٹو کہ نکاح کی اجازت سے پیشزدہ عورت اسکی منکوہ تھی) اگر اپنی سب عورتوں کو
 کہے کہ تم مجھے مثل میری مان کی پشت کے ہو تو سب سے ظہار ہو اور کفارہ ہر ایک کی سطر
 جدا جدا دیو اور ظہار کا کفارہ بچہ ہو کہ ایک بردہ آزاد کرنا یا سیر بردہ کا جو
 اندھا ہو یا دو نوذی تھ کٹی ہوں یا آنھوں کے دو نوذی گٹھے کٹی ہوں یا دو نوذی ہون کٹی
 ہوں یا دو نوذی ہو یا نہ برادر ام ولد ہو یا ایسا مکان ہو جو کچھ مال دیکھا ہو اسباب میں
 جائز نہیں مان اگر مکان کے کچھ نہ یا ہر اور اسکو کفارہ میں آزاد کر دے تو جائز ہے
 (اسلٹو کہ وہ بردہ کامل ہے) یا بچہ کہ کفارہ کی نیت سے اپنی کسی رشتہ دار قریب کو حشر
 کرے یا کفارہ میں آدھا غلام اپنا پہلے آزاد کرے اور آدھا پہر آزاد کرے یہ سب صورتیں
 درست ہیں اور اگر کفارہ میں آدھا غلام مشترک آزاد کر دے اور آدھ کی قیمت کا اد سکے
 مالک کی سطر زد کر لے یا آدھا بردہ کفارہ میں آزاد کرے اور جس عورت سے ظہار کیا تھا
 پر اس سے صحبت کر لے اور بعد صحبت کے آدھا آزاد کرے تو بچہ ہوتی ہیں درست نہ ہونگی
 (اسلٹو کہ آزاد ہی پوری بردہ کی صحبت سے پہلے نہ ہونگی اور پوری بردہ کا آزاد کرنا صحبت
 سے پیشتر ہو جب نفقہ قرانی کے شرط ہے) پس اگر بردہ آزاد کر لے تو وہ بھی

پے در پے روزہ رکھے اس طرح کہ ان دو فومہینوں میں نشان اور ایسی دن واقع نہ ہوں
 جنہیں روزہ رکھنا ممنوع ہے (یعنی دوزخ عید کے اور تین روز بعد عید اضحیٰ کے
 ان دو فومہینوں میں نہ پڑیں) پہر اگر ان دو فومہینوں کے اندر عورت مذکورہ سورات کو یا
 بھوکہ رکھنے کو محبت کر گیا یا ایک دن بھی انظار کر گیا تو نئے سرے سے پہر روزہ رکھنی پڑے گی
 (اس لئے کہ ان روزہ نہیں پے در پے ہونا اور محبت سے پیشتر رکھنا شرط ہے) اور اگر شوہر
 خود غلام ہو تو اس کو سوا ہی روزہ رکھنے کے دوسری چیز جائز نہیں اگرچہ اس کی طرف
 سے اس کا آقا بردہ آزاد کر دی یا کہا نا کہلا دے (اس لئے کہ غلام خود تو مالک نہیں تاکہ کہانا
 کہلا دے یا بردہ آزاد کرے اور آقا کا آزاد کرنا اور کہانا کہلانا اس کی طرف سے معتبر نہیں
 پہر اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کہانا کہلا دے جیسا صدقہ فطر میں مذکور
 ہوا یا کہانے کی قیمت دے (پس اگر اپنی طرف سے دوسرے شخص کو اجازت دے کہ ظہار
 کے کفارہ میں کہانا کہلا دے اور وہ حکم کی تعمیل کرے تو درست ہے) اور کفارہ مذکور سب
 اقسام میں کہانیکا مباح کر دینا درست ہے (یعنی ظہار کی اور روزہ کی قضا اور قسم اور
 احرام کے شکار کے کفارہ وغیرہ اور نیز شہنشاہی فانی کو روزہ کے فدیہ ادا کرنے میں
 کہانیکا مباح کرنا جائز ہے) مگر صدقات میں (مثل زکوٰۃ اور صدقہ فطر اور عشرہ زمیں
 میں) مباح کرنا کافی نہیں (بلکہ تملیک شرط ہے اور مباح کرنا اس طرح ہے کہ کہانا لا کر
 فقیروں کو اسکے کہانے کی اجازت دیدے اور تملیک یہ ہے کہ وہ کہانا فقیروں کو
 دے دے اور ان کی ہلک کر دے چاہیں کہانیں چاہیں دوسرے کو دے (الین) اور کہانا
 کہلانے میں یہ شرط ہے کہ ہر فقیر کو پیٹ بہر کر دو صبح یا دو شام یا ایک صبح اور ایک
 شام کا کہانا دے (یعنی دو وقت کہلا دے خواہ ایک دن میں ہو یا دو دن میں) اور اگر

ایک فقیر کو دو بیٹے تک پہلا دینے تو درست ہی (لیکن اگر ایک فقیر کو چار حصے) ایک
 و نمین (دیدے تو) جائز نہ ہوگا مگر چاروں حصوں کے (ایک آدمی کے) کہلانے میں شمار
 ہوگا اور اگر کہانا کہلانے کے درمیان میں عورت سے صحبت کرے تو کہانا نے سرشت کی کہلاو
 (جیسا روز و نمین تھا) اور اگر دو ظہار دن کے کفار و نمین ساٹھ فقیروں کو ایک
 ایک صاع گیہون حوالہ کرے تو ایک ظہار کا کفارہ جائز ہوگا (دوسرے کا اور دینا چاہیے
 اور) اگر ایک کفارہ افطار کا تھا اور ایک ظہار کا اور کہانا مثل مذکورہ بالا دیا یا دم
 ظہار میں دے دے تو آزاد کرے اور معین کیا (کہ کونسا کس ظہار میں آزاد کرتا ہوں) تو
 ان (مذکورہ نمین) دو فو (کفارہ نکلی) عشرت سے جائز ہوگا اور اسی جیسا ہی دو ظہاروں
 کے عوض میں روزی رکھو اور کہانا کہلانا (یعنی معین نہ کرے کہ کسی عوض بغیر رکھتا
 ہوں اور کسی عوض کہانا کہلانا ہوں تو دو فو ظہار کا کفارہ ہو جاوے گا) اور اگر دو فو
 ظہاروں کے کفارہ میں ایک برہ آزاد کرے یا دو بیٹے کے روزی رکھو تو ایک ظہار
 کا کفارہ ہوگا (دو کا نہ ہوگا) اگر ایک کفارہ ظہار کا ہو اور ایک قتل کا اور ہر شخص ایک
 کفارہ بلا تعین ادا کر دے تو کسی کی طرف سے جائز نہ ہوگا (غرض کہ دو فو کفارہ اگر ایک
 جنس کے ہوں گے تو جائز ہے کہ کفارہ دینے والا بعد کفارہ دینے کے انہیں سے ایک
 کی نیت کرے اور اگر دو جنس کے کفارہ ہوں تو انہیں بعد کفارہ دینے کے اگر معیت
 کرے گا تو کافی نہ ہوگا واللہ اعلم) +

باب
 بیعت

باب بیعت کے بیان میں (جس سے مرد و عورت میں جس دینی جو جاتی ہے
 لغت میں اس کے معنی آپس میں انت کر نیے ہیں اور شریعت میں) بیعت چہ گوایا
 مرد و عورت کی بین جو تا کید اور قسم اور لغت خدا کے ساتھ بیان کرین اور (پہلے)

لعان) مرد کے حق میں گالی دینے کی سزا کا نام مقام ہے اور عورت کے حق میں زنا
 کی سزا کے پس اگر شوہر اور عورت بیاقت گواہی کی رکھتی ہوں (یعنی آزاد اور عاقل اور
 بالغ اور مسلمان ہوں اور) مرد اپنی عورت کو زنا کی نہت کرے اور وہ عورت ایسی ہو
 کہ اس پر نہت زنا کرنے والی کو سزا ملتی ہو (یعنی پارسا منکوہ ہو) یا وہ شوہر اس
 عورت کے بچہ کو کہے کہ یہ میرا نہیں اور عورت اس شوہر کو زنا کی نہت کی سزا دلوانا
 چاہے تو اس صورت میں لعان واجب ہے اگر شوہر لعان کو انکار کرے تو اس کو قید
 کیا جاوے یا شک کہ خود لعان کرے یا اپنے آپ کو چھوٹا کہے اور گالی کی سزا سر پر لے
 پہر جب شوہر لعان کرے تو عورت پر لعان واجب ہے اور اگر وہ انکار کرے تو قید
 کیا جاوے یا شک کہ لعان کرے یا شوہر کی نہت کو سہا کرے (اور زنا کی سزا کو پونچھے)
 یہ اگر شوہر عین بیاقت گواہی کی نہ تو اس کو گالی کی سزا ملے گی اور اگر شوہر عین بیاقت
 گواہی کی ہو مگر عورت ایسی نہ ہو جس کی نہت لگانے والی کو سزا گالی کی دی جاوے (یعنی
 پارسا نہ ہو تو شوہر پر نہ سزا واجب ہو نہ لعان) اور صورت لعان کی وہ ہے جو کلام محمد
 میں ارشاد ہوئی ہے (یعنی قاضی شوہر سے شروع کرے اور وہ چار مرتبہ اس طرح
 گواہی دے کہ میں خدا کے نام سے گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جو نسبت زنا کی اس عورت
 پر کی ہے اس میں سچا ہوں اور پانچویں مرتبہ ہوں کہے کہ اگر اس باب میں میں چوٹا
 ہوں تو خدا تعالیٰ کی لعنت مجھ پر ہو بعد اسکے عورت چار بار گواہی دے کہ میں خدا کے
 نام سے گواہی دیتی ہوں کہ یہ مرد جو مجھ کو زنا لگاتا ہے اس میں چوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ
 یوں کہے کہ اگر مجھ مرد سے ذمہ زنا لگانے میں سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ہو پس
 جب اس طرح لعان کر چکیں تو عورت اور مرد حاکم کے حکم سے علیحدہ ہو جاوے اور اگر

مرد نے تہمت اٹھائی کہ جو کہ عورت کے بچہ کو کہا ہو کہ میرا نہیں تو حاکم اس شخص کا
 نسب اس مرد سے دور کرے اور اس کو اس عورت کی طرف لگا دے اور اگر مرد اپنی آپ کو
 جہونا کہے کہ میں نے چوٹ کھائی تو اس کو گالی کی شراد بجا دے اور جو سکتا ہو کہ
 مرد اس عورت سے بعد لعان کے اور قاضی کے جدا کر دینے کے نکاح کرنے اور اس طرح
 اگر اپنی بیوی کے ہوا اسی اور عورت کو زنا کی تہمت کرے اور اس کی سزا مرد کو ملے یا
 عورت زنا کرے اور اس کو زنا کی سزا ملے تو ان صورتوں میں مرد کو اختیار ہو کہ شہوت
 سے نکاح کرے۔ اور شہر اگر گونجا ہو اور وہ زنا کی تہمت اپنی مشکوکہ کو کرے یا کوئی
 شخص اپنی بیوی کے حمل کو کہے کہ میرا نہیں تو ان صورتوں میں لعان واجب نہیں (اسلمو)
 کہ پوری تہمت کلام کے ساتھ میں ہو اور وہ گونگے سے ناممکن ہو اور حمل کے انکار کرنے
 میں بھی پوری تہمت نہیں (اسلمو) کہ ہو سکتا ہو کہ بچہ پیٹ میں نہ ہو دوسری ہی ہو گیا ہو
 یا کوئی مرض ہو اور اگر شوہر کہے کہ تو نے زنا کیا اور یہ حمل زنا کا ہو تو لعان واجب
 ہے (اسلمو) کہ اس صورت میں صریح نسبت زنا کی کی ہے اور (قاضی کو چاہیے کہ اس کو سزا
 حمل کو اس کے باپ سے جدا کرے) (اسلمو) کہ بچہ ہونے سے پیشتر حمل کے ہونے اور ہونے
 ہی میں شبہ باقی ہے۔ اور اگر لوگ اس کو مبارکبادی لڑکے کی دیویں اور اس وقت
 وہ کہو کہ بچہ میرا نہیں یا اسباب بچہ کے تولد کے خریدنے کی وقت ایسا کہے تو
 یہ نسب کو دور کرنا اپنا دوسری درست ہو اور ان وقتوں کے بعد اگر کہیگا تو جائز
 نہوگا اور لعان و دو صورتوں میں کرے (یعنی خواہ تہمت کی وقت لڑکے کو اپنا
 نہ بتا دے خواہ تہمت کے بعد خواہ سامان ولادت خریدنے کی وقت خواہ پیچھے)
 اور اگر جڑوان بچوں میں سے اول کو اپنا نہ کہے اور دوسرے کو اپنا بتا دے تو گالی کی سزا

اسکو دیجاو اور اگر اول کا اقرار کرے اور دوسرے کا انکار تو لعان کرے اور نسبت نہ ہو
 پھر نکاح نہ ہو اور تو نہیں اسی سے ہو گا۔

باب عین یعنی نامرد کے یا بنین (جو عورت سے صحبت نہ کر سکے۔ عین اسکو
 کہتے ہیں جس سے عورتوں سے صحبت نہ ہو سکے یا کنوارے کی صحبت پر قادر نہ ہو اور انکی
 صحبت پر قادر نہ ہو) اگر عورت اپنی شوہر کو ہیچرا یعنی ذکر گناہ دیکھے تو قاضی ان
 دونوں کو اسی وقت جدا کر دی اور جس صورت میں کہ نامرد اور خصیہ نکالا ہوا ہو تو ایک سال
 ٹھہرے اگر اس پر مین وہ صحبت کرے تو بہتر در نہ اگر عورت اس سے جدا ہونا چاہے
 تو قاضی جدا کر دی۔ پس اگر شوہر کہے کہ میں نے صحبت کی ہے اور عورت انکار کرے اور
 دوسری عورتیں کہیں کہ وہ عورت باکرہ ہے تو اس عورت کو جدا ہو جائیگا اختیار دیا
 جاوے گا اور اگر وہ کہیں کہ یہ عورت مرد سیدہ ہے تو شوہر کا قول شرط قسم کہانی کے
 سبھا جانا جاوے گا اور اگر عورت شوہر کو پسند کر لے تو اس کے بعد جدا ہونے میں اسکا
 حق باطل ہو جاوے گا اور اگر مرد و عورت میں کسی کیس کو دوسرے کے عیب کے باعث
 اختیار نہ جاوے (یعنی جس صورت میں کہ ایک کو جذام یا جنون یا برفس فیروہ یا
 تو دوسرے کو جدا ہو جائیگا اختیار نہیں۔ اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہے کہ
 ان کے نزدیک پانچ مرفوضین عورت مختار ہوتی ہے تین جو اپنے شوہر کو چھو
 رتھے کہ عورت کی شرمگاہ کے منہ پر گوشت ابھرا ہو جو صحبت کا مانع ہو گا
 قرن ہے کہ اس جگہ پر ہڈی مانع صحبت کی ہو اور دلیل امام اعظم کی قول عطاء علی
 بن عبد الغریز اور ازاعی اور سفیان ثوری اور ابن ابی لیلی کا ہے اس وجہ سے کہ جن
 معاملات میں رضامندی کامل شرط ہے اور نہیں یہ بات ہوتی ہے کہ اگر رضامندی

بہت ہے
 بہت ہے

کی نفوت میں کوئی عیب خلل کرتا ہے تو اس معاملہ کو واپس کر دیتے ہیں اور کچھ عذر لازم
ہونا کامل رضامندی پر موقوف نہیں اسلئے کہ نکاح تو ہنسی کے الفاظ سے بھی لازم
ہو جاتا ہے (۴)

باب عقد کے بیان میں۔ عدت اس انتظار کو کہتے ہیں کہ عورت کو (طلاق کے یا
شوہر کی موت کے بعد کرنا) لازم ہے۔ عدت آزاد عورت کی طلاق کے لئے اور بعد محبت کے
نکاح کے ٹوٹنے کے لئے تین حیض ہیں جسکو حیض آتا ہو اور جسکو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت
تین مہینے ہیں اور شوہر کے مرنے کی عدت چار مہینے و نسل روز میں اور نوڈھی کی عدت
اگر حیض آتا ہو تو دو حیض ہیں اور اگر حیض نہ آتا ہو تو آزاد عورت کی عدت کا نصف ہوگا
(یعنی طلاق اور نکاح ٹوٹنے میں ڈیڑھ مہینا اور خاوند کے مرنے میں دو مہینے پانچ روز
اور حاملہ عورت کی عدت بچہ کا جنما ہو اور قار کی منکوحہ کی عدت وہ ہو جو دونوں
وقتوں میں سے زیادہ تر دور ہو) (۵) آزاد مرد کو کہتے ہیں کہ اپنی بیبی کو مرض کی حالت
میں طلاق دے اور اسی مرض میں مر جاوے تو ایسی عورت کی عدت چار مہینوں و س روز
اور تین حیضوں کی مدت میں سے جو زیادہ ہو وہی ہوگی) اور جو عورت کہ طلاق رجعی
کی عدت میں آزاد ہو جاوے اس کی عدت کا حکم مثل آزاد عورت کے ہو اور (اگر طلاق
بائن (کی عدت میں یا) خاوند کے مرنے کی عدت میں (آزاد ہووے تو) حکم آزاد کا
سا ہوگا (نوڈھی کی عدت کر لگی) اور جس عورت کو تین مہینے عدت کے بعد حیض پھر
آنے لگے تو اس کی عدت حیض کے اعتبار سے ہوگی (۶) مہینوں کے اعتبار سے) اور جس
عورت کا نکاح فاسد ہوا ہو یا اس سے شبہہ میں صحبت ہوئی ہو اس کی عدت اور ام ولد
کی عدت باعتبار حیض کے ہو شوہر کے مرنے وغیرہ کے لئے۔ اور شوہر اگر چھوٹا

نکاح کی حالت میں

خداوند مقرر ہے

بسیار ہے

عدت کا حکم

اور جو عورت

نکاح میں

عدت کی مدت

اور اسکی زوجہ اس کے مرثیہ کے وقت حاملہ ہو جاوے تو اسکی عدت بچہ کا جنم نہ
 اور اگر اس کے مرثیہ کے بعد حاملہ ہو تو عدت چار مہینے دس روز کی ہوگی اور اگر
 دو نو مہر تو تین نسب اس بچہ کا اس شوہر خور دس سال سے زائد لگا یا جاوے گا اور جس
 حیض میں عورت کو طلاق دی گئی ہو اسکا اعتبار بخیا جادو (یعنی اگر طلاق حیض کی حالت
 میں دئی ہو تو اس حیض کو عدت میں شمار کریں بلکہ تین حیض اس کے سوا شمار
 کریں) اور جو عورت کہ عدت میں ہو اگر اس سے شہبہ سی صحبت کا اتفاق ہو تو وہ عدت
 دوسری عدت کرے اور یہ دو نو عدتیں ایک دوسرے میں آجاوے گی اور جو حیض عدت
 کے بعد عورت کو ہوگا وہ دو نو عدتوں میں شمار ہوگا اور وہ عورت جب پہلی عدت
 پوری ہو چکے تو دوسری کو تمام کرے (یعنی مرد نے عدت والی عورت سے شہبہ کے
 ساتھ صحبت کی تو اس عورت پر ایک عدت اور لازم ہوگی اور جو حیض اب آوے گا وہ دو نو
 عدتوں میں شمار ہوگا اور یہی معنی ہیں دو نو عدتوں کے ایک دوسرے میں آجانیکے اور
 جب پہلی عدت پوری ہو چکے تو دوسری عدت تمام کریں اور شروع عدت کا شمار
 کے پڑنے اور مرنے کے بعد سے ہے اور نکاح فاسد میں جدائی کے بعد سے یا اس
 وقت سے کہ شوہر نے قصد اس سے صحبت کے ترک کیا۔ اور اگر عورت نے دھو کر کیا
 کہ میری عدت گزر گئی (یعنی اب رجعت درست نہیں) اور شوہر نے اسکا قول سنا تو
 فاضی کے یہاں معتبر عورت ہی کا قول ہوگا بشرطیکہ قسم سے بیان کرے۔ اور اگر شوہر
 نے اپنی عدت والی عورت سے نکاح کیا اور اسکو صحبت سے پیشتر طلاق دیدی تو اس
 نکاح کا مہر پورا دینا واجب ہوگا نہ آوے اور نہ سے کسی عدت عورت پر لازم ہوگی
 اور اگر کوئی ذمی اپنی منکوحہ کو طلاق دیدی تو وہ عدت نہ کرے (یعنی اس عورت میں کہ

اگر عورت طلاق دیدی تو اس کا عدت نہیں ہے
 اگر عورت طلاق دیدی تو اس کا عدت نہیں ہے
 اگر عورت طلاق دیدی تو اس کا عدت نہیں ہے

اوستے مذہب میں عدت واجب نہ ہو **فصل** جس عورت کو طلاق بائن ملی ہو یا شوہر
مرگیا ہو وہ سوگ کر یعنی زریب ذریت اور خوشبو لگانا اور سرمہ اور تیل ڈالنا چھوڑ
اور مرض کے عذر سے تیل و سرمہ درست ہو اور مہدی لگانا اور سرخ و زرد کپڑا
پہنتا ترک کرے بشرطیکہ عورت بالغ اور مسلمان ہو اور اگر آزادی کے سبب عدت
میں ہو یا نکاح فاسد کی عدت میں جیسے بدن گواہوں کے نکاح ہو یا تو ایسی
عدت تو نہیں سوگ نہ کرے اور عدت والی عورت سے مباحہ پیام نکاح کا نہ یا جادو
اور اشارہ یا پیام دینا صحیح ہے اور جو عورت طلاق کی عدت میں ہو اور سکواہی گہر سے
مٹلنا سناہیئے اور جو موت کی عدت میں ہو وہ دیکو اور شروع راتیں نکلے اور پھر دنوں
عدت اسی گہر میں بیٹھیں حسین عدت انہیں واجب ہوئی ہو (یعنی طلاق یا متوجس گہر
میں ہوئی ہو اور حسین عدت چاہیئے) لیکن اگر اوہیں کسی کوئی نکالے یا وہ گہر گر جادو
تو دوسری مکاتین رہیں جو عورت کہ سفر میں بائن ہو یا شوہر مر جادو اور اوہیں اور
اُسکے شہر میں فاصلہ تین روز سے کم ہو تو اپنی شہر کو پس آوی اور اگر تین دن کی عدت
ہو تو خواہ اپنی شہر کو چلی آوی یا جد ہر جاتی ہے اس طرف چلی جادو و دوسو رتوں
میں اُسکے ساتھ محرم ہو یا نہیں اور اگر کسی شہر میں ایسا اتفاق ہو تو اسی حکم
عدت کری اور بعد عدت کے وہ ان سے محرم کے ساتھ نکلے +

باب نسب کے ثابت ہونیکے بیان میں۔ اگر کوئی مرد کہے کہ فلاں عورت سے اگر نکاح
کر دن تو اسکو طلاق ہی پھر اس سے نکاح کیا اور جب سے نکاح کیا تھا پوری چہ مہینے
کے بعد اس عورت کے بچہ ہوا تو اسکا نسب اس شوہر پر لازم ہوگا اور مہر پورا دینا
آدیکا اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت میں ہو اور اسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت

بہت سی چیزیں
میں ہیں

ہوگا اگرچہ وہ دوبرس کے بعد جنو بشرطیکہ عدت کے ہو چکنے کا اقرار نہ کرے اور اس
 بچہ کا ہونا رجعت کے حکم میں ہوگا دوبرس سے زیادہ پر اگر ہوا ہوگا اور اگر دوبرس
 سو کم میں ہوا ہوگا تو رجعت نہ ہوگی (اسلمو کہ حمل دوبرس سے زیادہ پہنچن ٹھہرنا پس اول
 مہورت میں معلوم ہوا کہ شروع حمل کا عدت میں ہوا اسلمو باعفت رجعت ہو گیا اور
 دوبرس سو کم کی عدت میں بچہ شک ہے کہ شاید بچہ حمل نجات کے دن نکلا ہو تو ہوا سوا
 ہو چب رجعت نہوا) اور اگر حرت طلاق یا تین کی عدت میں ہو تو دوبرس سو کم میں اگر بچہ
 ہوگا تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہ ہوگا (اسلمو کہ طلاق یا تین میں احتمال رجعت کا نہیں ہے
 مان اگر شہر ہر بچہ کا دھوی کرے) تو ثابت ہوگا اور یہ مان لیا جاوے گا کہ شبہ صحیح
 کی ہوگی) اور جو حرت بائع ہوئی کے قریب ہوا وہ عدت میں طلاق ربعی یا تین کی
 ادسکے بچہ کا نسب اگر نو مہینے سے کم میں ہوگا تو ثابت ہوگا اور اگر پوری نو مہینے
 یا زیادہ میں ہوگا تو ثابت نہ ہوگا اور جو حرت مہرت شوہر کی عدت میں ہوا سو بچہ
 کا نسب دوبرس سو کم میں ثابت ہوگا۔ اور جو حرت کہ اپنی عدت ہو چکنے کا اقرار نہ
 ہوا اسکے بچہ کا نسب وقت اقار سے چھ مہینے سو کمترین اگر ہوگا تو ثابت ہوگا ورنہ ثابت
 نہ ہوگا۔ اور جو حرت عدت میں ہوا اور ادسکے بچہ ہونے کو لوگ نہ مین تو اس کا نسب
 کسی طرح ثابت ہو سکتا ہو یا بچہ کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی اس بچہ کے
 ہونے کی دین یا بچہ کہ حمل ظاہر ہو یا بچہ کہ شوہر اس بچہ کو کہے کہ میرا ہے یا اگر شوہر
 مر جادو تو ادسکی وارث ادسکی قصد بق کرین۔ اور عورت منکوحہ کے بچہ کا ثبوت
 اس شوہر سے مخصوص نہیں ہو کہ ادسکے بچہ چھ مہینے خواہ زیادہ میں وقت نجات سے
 پیدا ہو اگرچہ شوہر چھ رہے (کچھ اقار یا انکار نہ کرے) اور اگر انکار کرے تو ایک عورت

کی گواہی سے ثابت ہو گا جو بیان کرے کہ اس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہے پہلے اگر بچہ پیدا
 ہونے کے بعد عورت مرد میں اختلاف ہو عورت کہے کہ تو نے مجھ سے چہ چینی ہوئی
 کہ نکاح کیا ہے اور شوہر دعویٰ کرے کہ چہ چینی ہوئی کہ تو نے عورت میں
 عورت کا قول معتبر ہو گا اور وہ بچہ اس مرد کا نہیں ہو گا۔ اور اگر شوہر طلاق کو مشروط
 بچہ ہونے پر کر دے اور ایک عورت اس کے بچہ ہونے پر گواہی دے تو طالق نہ ہوگی اور
 اگر مرد نے خود اقرار حمل کا کر لیا ہو تو بدو نہ کسی کی گواہی کے عورت پر طلاق
 پڑ جاوے گی اور مدت حمل کی زیادہ سے زیادہ دو برس ہیں اور کم سے کم چہ چینی (اور
 امام شافعی کے نزدیک زیادہ مدت حمل کی چار برس ہیں اور دلیل امام عظیمی کی
 قول حضرت عائشہؓ کا ہے کہ بچہ پٹ مین دو برس سے زیادہ نہیں رہتا) پس اگر کسی
 لونڈی سے نکاح کر کے اسکو طلاق دے پہلے اسکو حنفیہ لیا اور وقت خرید سے چہ
 چینی کے اندر اس کے بچہ ہوا تو وہ بچہ (اُس کے سر پر لگا اور) اوسیکا (لڑکا) ہو گا
 (اور چہ چینی یا زیادہ مین بچہ جنسی تو بدو نہ دعویٰ کے اُسکا نہ ٹھہرے گا) اور
 اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پٹ مین بچہ ہو تو وہ میرا ہے
 اور گواہی دے ایک عورت بچہ ہونے کی تو وہ لونڈی اس مرد کی ام ولد ہو جاوے گی
 (یعنی نسب اُس بچہ کا بدو نہ دعویٰ کے ثابت ہو جاوے گا لیکن یہ امور تین سے
 کہ بچہ اُس لونڈی کے مرد کے اقرار سے چہ چینی سے کم مین ہو دے اور جو شخص
 کسی لڑکے کو کہے کہ مجھ پر بیٹا ہے اور مرچا دے پس اُس لڑکے کی ماں کہے کہ میں
 اوسکی بی بی ہوں اور مجھ اسکا بیٹا ہے تو یہ دو فرائس مردہ کے وارث ہونگے ہر
 اگر اُس عورت کی آزادی معلوم نہ ہو اور وارث مردہ کا (یعنی وہ لڑکا) کہے کہ تو

میرے باپ کی ام ولد ہو (نکاحی بی بی نہیں) تو اس عورت کو میراث ٹھیکگی +

باب بچہ کے گود لینے (یعنی پرورش) کے یا نہیں۔ سب سے زیادہ مسخ (اور پھر بچہ کے رکھنے کے لئے) شکی مان ہو یا پھر سب سے زیادہ ہونیکے پیشتر اور بعد جدائی کے بھی اور بعد ان کے تالی سے اسکو بعد وادی اسکے پیچھے ہیں حقیقی اس کے بعد ہیں انجانی اسکو بعد ہیں علاقہ پر خالہ اس طرح (یعنی حقیقی سب سے مقدم اس کے بعد انجانی اس کے علاقہ پر پھر پھر بھائی اس پر اور جو عورت کہ بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرے (یعنی شکا شوہر) بچہ سے قرابت قریب نہ کہتا ہو) تو اس عورت کا حق گود لینے کا جاتا رہیگا اور اگر وہ عورت اس شوہر سے جدا ہو جاوے تو حق مذکور پر ہٹ آدیا جائے ان ذکرین کے گود لینے کے مستحق عسبات ہیں ارث کی ترتیب پر اور ان اور تالی وادی لڑکے کی پرورش کی حق میں جنوقت تک کہ وہ اپنی حاجات ضروری سے پرہیز کرے (یعنی کھانا پینا کھانا پہنا کھانا پہنا کرنا خود بدو کی سی نہ کرے) اور اسکا انداز لڑکے کے حق میں ہوتا رہے گا (کہ اس عورت کا لڑکا بیہ باتیں اپنی آپ کر لیا کرتا ہے) اور لڑکی کی نسبت اسوقت تک ہیں کہ وہ حائضہ ہو اور ان اور بعد کے سوا اور دنگو اسوقت تک حق ہو کہ لڑکی مستہ تہ (یعنی مردوں کی خواہش کے لائق) ہو جاوے اور لونڈی کو (اپنی اولاد کے بائیں) اور ام ولد کو (اپنی بچوں کے بائیں) حق گود لینے کا نہیں جب تک کہ آزاد نہ ہو جاوے (اور آزاد ہونیکے بعد آزاد عورت کی طرح از کو حق گود میں لینے کا ہوگا) اور عورتی اپنی مسلمان بچہ کے رکھنے کی اسوقت تک مستحق ہو کہ وہ دین کو نہ سمجھو (اور بعد دین کی سمجھ آئیے) اس بچہ کا مستحق اسکا باپ مسلمان ہوگا) اور بچہ کا اسکا بائیں نسبت یا نہیں (یعنی اسکو اختیار نہیں کہ چاہے ان کے ساتھ رہے یا چاہے باپ کے ساتھ رہے) اسکو کہ اسکو عقل

بچہ کے گود لینے کے مستحق عسبات ہیں ارث کی ترتیب پر اور ان اور تالی وادی لڑکے کی پرورش کی حق میں جنوقت تک کہ وہ اپنی حاجات ضروری سے پرہیز کرے (یعنی کھانا پینا کھانا پہنا کھانا پہنا کرنا خود بدو کی سی نہ کرے) اور اسکا انداز لڑکے کے حق میں ہوتا رہے گا (کہ اس عورت کا لڑکا بیہ باتیں اپنی آپ کر لیا کرتا ہے) اور لڑکی کی نسبت اسوقت تک ہیں کہ وہ حائضہ ہو اور ان اور بعد کے سوا اور دنگو اسوقت تک حق ہو کہ لڑکی مستہ تہ (یعنی مردوں کی خواہش کے لائق) ہو جاوے اور لونڈی کو (اپنی اولاد کے بائیں) اور ام ولد کو (اپنی بچوں کے بائیں) حق گود لینے کا نہیں جب تک کہ آزاد نہ ہو جاوے (اور آزاد ہونیکے بعد آزاد عورت کی طرح از کو حق گود میں لینے کا ہوگا) اور عورتی اپنی مسلمان بچہ کے رکھنے کی اسوقت تک مستحق ہو کہ وہ دین کو نہ سمجھو (اور بعد دین کی سمجھ آئیے) اس بچہ کا مستحق اسکا باپ مسلمان ہوگا) اور بچہ کا اسکا بائیں نسبت یا نہیں (یعنی اسکو اختیار نہیں کہ چاہے ان کے ساتھ رہے یا چاہے باپ کے ساتھ رہے) اسکو کہ اسکو عقل

نہیں اور غالب یہی ہو کہ اس کے نزدیک جو بہتر ہو گا اور اس کو آرام ملے گا وہی صورت اختیار کرے لیکن عید اور تربیت کی مصلحت کے خلاف ہو اس لئے کہ تربیت میں دہلی اور گوشائی ضروری ہے اور جس صورت کو اطلاق دی گئی ہو وہ اپنی جگہ کو لیکر کہیں سفر کرے گا (اگر اپنے وطن کو جان اس کا تعلق ہو) (تو مضائقہ نہیں)۔

پاسبان فقہ کے بیان میں (فقہ کھانا وغیرہ دینے کو کہتے ہیں) عورت کا کھانا اور کپڑا شوہر پر موافق حیثیت و دنوں کے واجب ہو (یعنی کھانے اور پوشاک میں دونوں کے حال کی رعایت مفلسی اور توانگری کے اعتبار سے (کرنی چاہیے) اگرچہ عورت اپنا مہر لینے کی سطر صحت شوہر کو نہ کرنے دینی ہو لیکن جو عورت کہ سرکش ہو (یعنی خاوند کے گھر سے نکلے گی اور اس کی بات نہ مانے) اس کا فقہ اور لباس شوہر پر واجب نہیں اور نہ اس عورت کا جو کم رس قابل محبت کے نہ ہو اور نہ اس کا جو قرض دار ہونے کی حیثیت سے قید ہو اور نہ اس کا جو بزرگستی (شوہر سے) چھین گئی ہو اور نہ اس کا جو چھ گوشہ کے سوا کسی کے ساتھ چلی گئی ہو اور نہ اس کا جو بیماری کے سبب شوہر کے والہ نہ ہو ہو۔ اور اگر شوہر توانگر ہو تو عورت کے خادم کا فقہ بھی اس کے ذمہ ہو گا اور اگر شوہر فقہ و پیسہ سے عاجز ہو تو عورت اس سے جدا نہیں ہو سکتی بلکہ اس کو اجازت و بجا دی کہ شوہر کے نام قرض لے (یعنی قاضی حکم کر دے کہ اپنی شوہر پر قرض لیکر کہا دے) اور اگر شوہر کو توانگری عارض ہو جاوے تو توانگری کے فقہ کو پورا کرے گو فقہ مفلسی کا حکم ہو چکا ہو (یعنی اگر قاضی نے شوہر کو حکم دیا ہو کہ مفلس کا سا فقہ عورت کو دیدے اور بعد اسکے وہ توانگر ہو جاوے تو اس کو توانگری کا فقہ پورا دینا پڑے گا) اور جو مدت گزر چکی ہو اس کا فقہ بدون قاضی کے حکم کے یا رضامندی شوہر کے واجب نہیں ہوتا اور شوہر اور عورت میں اگر ایک مر جاوے

نہیں اور غالب یہی ہو کہ اس کے نزدیک جو بہتر ہو گا اور اس کو آرام ملے گا وہی صورت اختیار کرے لیکن عید اور تربیت کی مصلحت کے خلاف ہو اس لئے کہ تربیت میں دہلی اور گوشائی ضروری ہے اور جس صورت کو اطلاق دی گئی ہو وہ اپنی جگہ کو لیکر کہیں سفر کرے گا (اگر اپنے وطن کو جان اس کا تعلق ہو) (تو مضائقہ نہیں)۔

تو جو نفقہ کہ حاکم نے مقرر کیا ہو وہ چاہتا رہتا ہو اور جو نفقہ کہ شوہر عورت کو دینا چاہتا ہو
 اگر شوہر مر جاوے تو عورت سودہ واپس طلبا جا دیگا۔ اور شوہر اگر غلام ہو اور منکوحہ کا
 نفقہ نہ ہو تو اس کے نفقہ میں بیچ والا جا دیگا۔ اور لونڈی منکوحہ کا نفقہ جبکہ بیچ نہ ہو
 ہوتا ہو (یعنی اگر لونڈی کے آقا نے لونڈی اور اس کے شوہر کو جبکہ علیحدہ رہنے کی گواہی
 ہوگی تو اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہو گا ورنہ واجب نہ ہو گا) اور شوہر پر (عورت کو لے کر)
 ایک مکان میں رہنے کو دینا واجب ہو جو شوہر کے گھر والوں اور عورت کے گھر والوں سے
 خالی ہو اور جائزہ عورت کے گھر والوں کو اس عورت کی طہارت دیکھنا اور اس سے
 باتیں کرنی (جب ان کا دل چاہی) اور جو شخص کہ غالب ہو اس کے لئے اگر مان یا پ اور
 منکوحہ کا نفقہ اس کے مالین مقرر کیا جاوے جو دوسری شخص کے پاس ہو اور وہ اقرا
 کرے (کہ بھید فلانے کا مال ہی) اور (بیمہ بھی اقرار کرے کہ) یہ عورت اس کی منکوحہ
 ہے اور منکوحہ سو ضمانت لئے بیجا ہو (کہ اگر اس کی منکوحہ نہ ہوئی تو نفقہ واپس کرنا پڑیگا) اور
 واجب ہو نفقہ اس عورت کے لئے جو طلاق کی عدت میں ہو نہ شوہر کی موت کی عدت والی کو
 اور نہ ایسی جدائی کی عدت والی کو جو عورت کی طہارت سے ہوئی ہو (مثلاً عورت کے قریب ہونے
 کے باعث جدائی ہوئی ہو تو اس کی عدت کا نفقہ شوہر پر نہ ہو گا۔ اور اگر عورت کو تعین طلاق
 بائن ملین اور اس کے بعد وہ مرتد ہو گئی تو جو نفقہ عدت کا اس کے لئے لازم ہوتا وہ ساقط
 ہو جا دیگا اور اگر عورت مذکور شوہر کے پسر کو اپنی ہم بستری پر تا در کر لے تو نفقہ مذکور
 ساقط نہ ہو گا۔ اور واجب ہو آدمی پر نفقہ اپنی بیچے محتاج کا۔ اور مان پر زبردستی
 کیجاوے کہ بچہ کو دودھ پلاوے بلکہ باپ کسی دودھ پلانے والی کو نوکر کہہ کر لے کہ مان کے
 پاس اس کو دودھ پلاوے اور اگر اس کی مان منکوحہ ہو یا عدت میں تو اس کو اجرت دودھ

پانے کی نسی اور بعد عت کے مان کو دودہ پلانے پر اجرت لینی کا زیادہ سے چھان
 ہے بشرطیکہ زیادہ اجرت نہ مانگے۔ اور واجب ہو آدمی پر نفقہ اپنی مان باپ اور اجا اور
 عیادت کا اگر وہ محتاج ہوں۔ اور دین کے مختلف ہونے سے نفقہ واجب نہیں رہتا مگر
 بشکوہ ہونے سے یا باپ یا بیٹا ہونے سے (یعنی اگر دو شخصوں کے دین میں اختلاف ہو تو ایک
 کا نفقہ دوسرے پر نہیں واجب ہوتا لیکن دو صورتوں میں اول بھیکہ کہ منگو جہاں کتاب میں
 مسطور دوم بھیکہ کہ مان باپ کا فرہون یا بیٹا اور پوتا کا فرہون کہ ان صورتوں میں باوجود
 دین کے مختلف ہونے کے نفقہ لازم ہے اور باپ اگر اپنی اولاد کو نفقہ دے یا فرکا یا بیٹے
 مان باپ کو نفقہ دے تو اس نفقہ میں کوئی اور شریک نہ ہوگا اور جرحشتہ دار محرم کہ محتاج اور
 کمانے سے عاجز ہو اس کا نفقہ وارثوں پر بقدر وراثت ہوگا اگر وہ تو اگر ہوں (مثلاً ایک شخص فقیر
 اور ابا ہی ہے اور اس کے ایک بھائی اور ایک بہن ہے تو اس کا نفقہ بھائی پر دو حصہ بہن پر
 پر ایک حصہ واجب ہوگا بشرطیکہ دو زوجین ہوں) اور باپ کو اپنی نفقہ کے لئے اپنی بیٹے کا
 اسباب پہنچنا درست ہے مگر زمین کی فروخت کرنی درست نہیں اور اگر کسی شخص نے اپنی امانت
 دوسرے کے پاس رکھی اور اُس دوسرے نے اس کی بیرون اجازت کے اسکو اس کے لئے باپ کے
 نفقہ میں اٹھا ڈالا تو اس کا تادان دینا پڑیگا اور اگر مان باپ کے پاس کچھ مال بیٹے کا ہو اور وہ
 خرچ کر ڈالیں تو ان پر کچھ تادان نہیں پس اگر مان باپ یا بیٹے یا فریب کے لئے تافضی
 حکم نفقہ کا دیا اور ایک مدت گذر گئی کہ وہ نفقہ اُنکو نہ پہنچا تو نفقہ ایام گذشتہ کا قسط
 ہو جائیگا ان اگر تافضی اُنکو حکم فرض لینے کا کر دی اور وہ فرض بے لیدین تو باق نہ ہوگا
 (اُس شخص کے ذمہ لازم رہیگا) اور واجب ہے نفقہ غلام کا آقا پر اور اگر وہ انکار کرے نفقہ
 دینی سے تو غلام کا نفقہ اسکی کامی میں ہے (یعنی جو کچھ غلام کا دینی میں سے کہادے)

نفقہ دینا واجب ہے
 اگر کسی شخص نے
 اپنی امانت دوسرے
 کے پاس رکھی اور
 اُس نے اس کی بیرون
 اجازت کے اسکو اس
 کے لئے باپ کے
 نفقہ میں اٹھا ڈالا
 تو اس کا تادان
 دینا پڑیگا

اور اگر کوئی پیشہ اسکو نہ آتا ہو تو اس کے فروخت کر دینے کا حکم دیا جائیگا (ناکہ ہلاک نہیں)

کتاب العتاق

اس میں اذا ذکر نیکی مسئلے ہیں (جاننا چاہیے کہ آزاد کرنا ایک عمل مستحب ہے کہ حدیث میں
اس کے فضائل بہت واقع ہیں ان میں سے یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آزاد
کرے مسلمان برہ کو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلہ میں آزاد کرے تو ایسے ہر عضو کو دو سال
کی آگ سے آزاد کرے) آزاد ہی ایک ایسی فوت شرعی ہے جو غلام میں بعد آقا کی ملکیت
دور ہونے اور بندگی کے جاتے رہنے کے ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ درست ہوتی ہے
جس وقت آزاد و عاقل اور بالغ اپنی غلام لڑکی کو بچہ کہو کہ تو آزاد ہو یا ایسا لفظ کہ جس
سے نام بدن بیان کیا جاتا ہو (مثلاً کہو کہ تیری گردن یا تیرا سر یا وہ آزاد ہے)
یا تو عقیق ہو یا متعق ہے یا متحر ہے یا میں نے تجکو آزاد کیا ان الفاظ سے آزاد ہو گیا
نیت کرے یا نکرے (اسو ملو کہ بچہ کلمات صریح آزاد کرنے کے ہیں ان میں نیت کی کچھ حد
نہیں) اور (اگر آقا بچہ کہے کہ) میری ملک تجھ پر نہیں خواہ (یون کہے کہ) میری بندگی
تجھ پر نہیں! (بچہ کہ) تجکو تجھ پر اختیار نہیں (تو ان میں) اگر نیت آزاد ہی کی کر گیا تو غلام
آزاد ہو جاوے گا) اور اگر یہ کہو کہ بچہ غلام میرا بیٹا یا باپ ہے یا بچہ لڑکی میری ماں ہے
یا کہے کہ بچہ میرا مولیٰ ہے یا یون چارے کہے کہ اس بچہ کو مولیٰ یا آزاد کر دیا تو عقیق تو ان
الفاظ سے آزاد ہو گا لیکن اگر یون کہے کہ او بیٹو یا او بھائی یا تجکو تجھ پر غلبہ نہیں یا
الفاظ طلاق کہے یا یون کہے کہ تو مثل آزاد کے ہو تو آزاد نہ ہو گا اور آزاد ہوتا ہے
ان الفاظ سے تو نہیں ہے مگر آزاد و اور تو آزاد ہو خدا کی رضا کے لئے یا شیطان کی
رضا کے لئے یا بت کے لئے اور آزاد ہو جاتا ہے قریب رشتہ دار (جو ذریعہ محرم ہو)

مالک ہونیکے سبب ہو اگرچہ مالک کو کیا دیوانہ ہو (یعنی قریب بحر و مالک ہونیکے آزاد ہو جائے) اور اگر کوئی زبردستی ہو آزاد کرادی یا حالت فتنہ میں آزاد کر دیا تب بھی آزاد ہوگا اور اگر آزادی کو مالک نے کسی اور شرط پر مشروط کر دیا تو درست ہوگا (مثلاً بون کہی کہ اگر میں مالک ہوں اس بندہ کا تو بیہ آزاد ہو یا فلاں شخص آدمی تو میرا غلام آزاد ہو) اور اگر حاملہ لونڈی کو آزاد کرے تو وہ اور اسکا بچہ دو تو آزاد ہو جائینگے مگر جرم کہتا ہے کہ بچہ صورت اسوقت ہے کہ بعد آزادی کے چہ ہنسے سو کتر میں بچہ پیدا ہو اور اگر بعدۃً ہمیں کے پیدا ہوگا تو بچہ بالاصالت آزاد ہوگا بلکہ مان کی تبعیت ہو آزاد ہوگا) اور اگر حمل کو آزاد کر گیا تو صرف بچہ آزاد ہوگا اسکی مان آزاد نہ ہوگی۔ اور بچہ مالک اور آزادی اور غلام ہونے میں اور مدبر اور مکاتب اور آدم ولد ہونے میں مان کا تابع ہوتا ہے (پس اگر لونڈی ام ولد ہوگی اور اس کے بچہ آقا کے سوا کسی اور شوہر نہ ہوگا تو وہ بھی ام ولد کے حکم میں ہوگا یعنی بعد آقا کے مرنیکے مان کے ساتھ میں آزاد ہو جاوے گا) اور جو بچہ کہ لونڈی کے آقا سے ہو وہ آزاد ہے *

باب اس غلام کے بیان میں جسکا کچھ حصہ آزاد ہو جاوے جو شخص کہ اپنی غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دے تو وہ سب آزاد نہیں ہوتا (بلکہ اسے بقدر آزاد ہوتا ہے جو مالک نے آزاد کیا ہے) اور جو مقدار کہ آزاد نہیں ہوئی اس کے لہو آقا کو روپیہ کما دی اور اسکا حکم مثل مکاتب کے ہے (یعنی مالک کو اختیار ہے چاہے باقی کو آزاد کر دے یا باقی کی قیمت اداسی کما لی ہو لیوے اتنا فرق ہے کہ اگر کچھ غلام کرائے ہو عاجز ہو جاوے تو جس قدر آزاد ہو گیا ہے وہ پہرے غلام نہ ہوگا بخلاف مکاتب کے کہ وہ عاجز کی ضرورت نہیں پہر غلام ہو جاتا ہے) اور اگر ایک غلام میں دو شریک تھے اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرے شریک اختیار

اس غلام کے چھ حصہ آزاد ہو جائے

پانچواں حصہ بھی آزاد کر دی جاوے غلام کسی کو اسے اور اس کے دو تین والا یعنی
 ترکہ (مہم) و دوسرے کو نکرو پونجیگا (یا یہ کہے کہ) جسے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو اس
 حصہ سے کہ وہ ہم سے بستر لیکے دو روپیہ والا ہو اور وہ آزاد کر نیوالا حصہ و غلام
 اس کے بعد ہی اور اس کے دو تین والا حصہ آزاد کر نیوالے کو پونجیگی (دوسری شریک کو
 پونجیگی) اور اگر وہ دوسری شریک ایک دوسرے کے حصہ کے آزاد کرنے پر گواہی دین (یعنی
 ہر ایک دینا کہے کہ اس شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو) تو وہ غلام و دوا کون کرے
 حصہ ۱: وہ کہہ کرے (اور آزاد ہو جاوے) اور اگر وہ دوسری کو نہیں کسی ایک تو کسی شخص کے
 لئے یہ کل حکم روزین آزاد ہونے کو مشروط کرے اور دوسرا اسکے برعکس مشروط کرے اور
 اس کے بعد ہی اور معلوم نہ ہو کہ وہ دوسری کو نہیں کسی کو نہیں ہوئی) تو غلام نصف آزاد ہو جائیگا
 اور اپنی آدھی قیمت دوسری کو کو کما دیگا (مثلاً ایک شریک نے کہا کہ اگر زید کل کو آدھا
 تو میرا غلام آزاد ہو اور دوسری شریک نے کہا کہ اگر کل کو زید نہ آدھی تو میرا غلام آزاد ہو
 اور کل کے روزین معلوم نہ ہو کہ زید آیا یا نہ آیا تو غلام نہ کو نصف آزاد ہو جائیگا اور نصفی
 اپنی قیمت دوا کو کما دیگا) اور اگر وہ شخصوں نے اسی طرح قسم کہا ہی اپنی غلام کے غلام
 غلام آزاد ہو نیکی تو وہ غلاموں میں سے کوئی بھی آزاد نہ ہوگا (مراد قسم سے یہاں ہی
 مشروط کرنا ہی مثلاً ایک شخص نے کہا کہ اگر زید کل آدھی تو میرا غلام آزاد ہو اور دوسری
 کہا کہ نہ آدھی تو آزاد ہے تو اگر آنا نہ آتا متحقق نہ ہوگا تو کوئی آزاد نہ ہوگا اور فرق دوا کو
 میں یہ ہے کہ پہلے مسئلہ میں غلام مشترک تھا اور اس مسئلہ میں دوا کے غلام الگ الگ تھے
 اور اگر باپ دوسری شریک کے ساتھ میں اپنی بیٹی کا مالک ہو تو حصہ باپ کا آزاد ہو جائیگا
 اور اگر شریک ثانی کو کچھ دینا نہ پڑیگا اور شریک کو اختیار ہو کہ یا اس کو آزاد کر دی جائے

حصہ کی قیمت کو الے۔ اور اگر ایک غلام کے نصف کو ایک اجنبی نے خریدا پہرانی
 کو اس غلام کے باپ نے خریدا تو مشتری اول کو پوچھتا ہو کہ وہ یا باپ سے اپنی حصہ کا مارا
 لیے خواہ بیٹے سے کو الے۔ اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کا نصف کیسے پاس سے دل
 لیا جو کل کا مالک تھا تو اس حصہ میں باپ اس بائع کو تاوان نہ لگا (بلکہ بائع یا باقی کو آزا
 کر دے یا اس کی قیمت اس بیٹے سے کو الے) ایک غلام میں تو انار و کلی شریک میں ہے
 ایک نے اسکو مدبر کر دیا اور دوسرے آزاد کر دیا تیسرا چاہے (تیسرا شخص) اپنی
 حصہ کا تاوان مدبر کر لیا اور دوسرے مدبر کر لیا آزاد کر لیا اور اسے سہ تہائی قیمت
 غلام مدبر کی ہے اور سقد نہ لے جتنی کہ اسکو تیسری کو دی ہے (اسکو کہ وہ تو پورے
 غلام کی تہائی تھی اور مدبر کا دام پوری کی دہ تھائی کہتے ہیں تو چونکہ مدبر اسکی کیا کر
 تو اسلئے مدبر ہی کی تہائی ہی ملنی چاہیے) اور اگر ایک شریک نے دوسری سے کہا
 کہ مجھ کو تھی تیری ام ولد ہو اور اسکو انکار کیا تو وہ نو ذبی ایک روز منکر کی خدمت کرے
 اور ایک روز بیٹھی رہے (یعنی مدعی کی خدمت کرے) اور ام ولد کی کچھ قیمت نہیں تو
 اگر ان دو نو ذبین کو کوئی اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرے کو کچھ تاوان دینا نہ پڑے گا
 ۔ ایک شخص کے تین غلام ہیں دو کو انہیں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو اسلام کے
 بعد ایک چلا گیا اور تیسرا جو نہیں تھا وہ چلا آیا پہرا دسویں کہی کہا کہ تم میں سے ایک
 آزاد ہو اور اپنی نیت کا حال بدو بیان کرے مر گیا تو اس صورت میں جو غلام دلو ذہم
 میں دمان موجود رہا اسکی تین چوتھائی آزاد ہو گئی اور جو ایک دفعہ رہا (یعنی دونو باقی)
 انکا نصف آزاد ہوگا (اور) اگر کچھ معاملہ مالک کے مرض میں ہوا ہو (اور وہ بیان کرے کہ
 پہلے مر جاویں تو سوم حصہ ترک کر کے ان سہا مو پر تقسیم کیا جاوے گا) (اسکو کہ مرض میں

آزاد کرنا وصیت کے حکم میں ہر اور وصیت ترک کی بنیادی سو جاری ہوتی ہے پس شہام
 کو تقسیم کرینگے تین شہام دو نو دفعہ والی کو اور دو دو شہام ان دو نو کو اور یہ سات شہام
 مال مالک کی بنیادی میں سو ہونے چاہئیں اور بیچنا اور آزاد کرنا اور مرنا اور چھ کرنا اور ہر
 کرنا بہم آزاد کرنا بیان ہوتا ہے (یعنی اگر وہ غلاموں کو کہہ کہ تم میں سے ایک آزاد ہو جس کے
 انہیں سے ایک کو بیچا یا آزاد کر دیا یا وہ مر گیا یا بد کر دیا یا بیہ کیا تو دوسرا آزاد ہو گا
 جو رجعت کرنا بیان نہیں (یعنی اگر اپنی دو نوڈ یوں کو کہہ کہ ایک تم میں سے آزاد ہو جس
 اسکے ایک کے ساتھ صحبت کی تو اس سے یہ معلوم نہ ہو گا کہ دوسری آزاد ہی مراد نہیں) اور
 صحبت اور موت طلاق بہم کا بیان ہوا کرتی ہیں (مثلاً اگر اپنی دو بیبیوں کو کہہ کہ تم میں سے
 ایک کو طلاق سے پہلے ایک کے ساتھ صحبت کی یا ایک مر گئی تو اس سے معلوم ہو گا کہ طلاق
 دوسرے کو ہوئی) اور اگر شوہر کہے کہ اول بچہ جو تو جنمے اگر وہ لڑکا ہو تو آزاد ہو جائے گا
 ایک لڑکا اور لڑکی تو ام ہوئی اور معلوم نہ ہو کہ پہلے کونسا ہوا تو لڑکا تو غلام رہے گا اور لڑکی
 اور اسکی مان نصت آزاد ہو جاوے گی (اسلئے کہ لڑکے کا اول پیدا ہونا شرط آزادی کی
 ہے تو وہ ہر حال میں غلام ہی خواہ اول پیدا ہو یا بچہ اور اسکی مان اور بہن میں آگے بچہ
 ہونے ولادت کی رو سے شبہ آزادی کا ہو کہ شاید لڑکا اول ہوا ہو گا تو آزاد ہوئے
 اسلئے دو نو آزاد ہوئے ان اصل میں آزاد ہوگی اور لڑکی اس کے ساتھ ہیں)
 اور اگر دو گواہ کسی شخص پر گواہی دیں کہ اس سے اپنی دو غلاموں یا دو نوڈ یوں میں سے
 ایک کو آزاد کیا ہے تو یہ گواہی لغو اور نامقبول ہوگی (اسلئے کہ جسکے لئے گواہی دیتی ہیں
 معلوم نہیں) مان اگر (بہ صورت) وصیت میں (واقع ہو کہ مرض میں اس سے لیا گیا ہے) یا
 طلاق بہم میں (اس طرحی گواہی ہو تو) مقبول ہوگی (اسلئے کہ وصیت میں طرفائی یا

اگر دو گواہ کسی شخص پر گواہی دیں کہ اس سے اپنی دو غلاموں یا دو نوڈ یوں میں سے ایک کو آزاد کیا ہے تو یہ گواہی لغو اور نامقبول ہوگی (اسلئے کہ جسکے لئے گواہی دیتی ہیں معلوم نہیں) مان اگر (بہ صورت) وصیت میں (واقع ہو کہ مرض میں اس سے لیا گیا ہے) یا طلاق بہم میں (اس طرحی گواہی ہو تو) مقبول ہوگی (اسلئے کہ وصیت میں طرفائی یا

و مبی ہوگا یا وارث ہوگا اور وہ معلوم ہیں اور طلاق میں پہلو مقبول ہوگی کہ دھوسے
 طلاق میں شرط نہیں پس بدون معلوم ہونے طرفنائی کے بھی شہادت مانی جاوے گی +
باب آزادی کو کسی چیز پر مشروط کر نیکی بیانیں۔ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ میں
 اگر گدہ بن جاؤں تو اس روز میری جتنے ملک ہیں آزاد ہیں حالانکہ اس وقت اسکی ملک
 میں کوئی غلام نوڈھی نہیں تو شرط کے پاؤ جانے سے وہ ملک آزاد ہو جاوے گی جو اسکو
 ملک میں بعد اس شرط کر نیکی آئے ہیں اور اگر لفظ (اس روز) نہ ہوگا تو جن ملکوں کا
 مالک بعد اس شرط کے ہوگا وہ آزاد نہ ہونگے اور کلمہ ملک حمل پر دافع نہیں ہوتا (تو
 حمل اس شرط سے خارج رہے گا اور اگر یہ کہو کہ جتنے میری ملک ہیں یا میں اسکا مالک ہوں
 وہ کل کو آزاد ہیں یا میرے مرنے کے بعد آزاد ہیں تو اس میں صرف وہ ملک شامل ہونگے
 جنکا وہ شخص شروع اس شرط لگانے سے مالک ہو (وہ نہ شامل ہونگے جنکو بعد اس شرط
 کے خرید لیا) اور اگر وہ شخص مر جاوے گا تو اس کے مال کی تہائی سے وہ ملک بھی آزاد ہوگی
 جنکا وہ شرط کے مالک ہوا ہو (جیسے شرط کی وقت کے ملک آزاد ہوتے ہیں اسکو کہ جسے
 اسکا قول وصیت کے حکم میں ہو تو اسلئے سوم حصہ مال سے جاری ہوگی +

باب مال کے عوض میں آزاد کر نیکی بیانیں۔ اگر کوئی شخص اپنی بندہ کو مال پر آزاد
 کرے اور وہ غلام اسکو قبول کرے تو آزاد ہو جاوے گا اور اگر آزاد ہونے کو مال کے
 اد ا کرنے پر مشروط کر دی تو وہ غلام تجارت میں مازون ہوگا (یعنی اجازت تجارت کی
 اسکو آقا کی طرف سے ہو جاوے گی) اور مال مشروط کو آقا کے سامنے رکھو تو آزاد ہو جاوے گا
 (یعنی بھہ ضرور نہیں کہ غلام کے آزاد کرنے کو مال قبول ہی کرے بلکہ مال کا سامنے
 رکھ دینا کافی ہے) اور اگر کہو کہ تو میری موت کے بعد ہزار کے بدلہ میں آزاد ہو تو

اگر کسی شخص نے
 یوں کہا کہ میں
 اگر گدہ بن جاؤں
 تو اس روز میری
 جتنے ملک ہیں
 آزاد ہیں

اگر کوئی شخص
 اپنی بندہ کو
 مال پر آزاد
 کرے اور وہ
 غلام اسکو
 قبول کرے

قیمت مالک کے دار تو نکو کما دینی پڑگی اور اگر مالک قرضدار ہو تو اپنی کل قیمت کما
 دینی ہوگی اور جس قیمت پر مالک کہے کہ اگر میں اپنی ہنر خواہ اس ہنر خواہ جو جان یا وہ جس ہنر
 مر جان تو تو آزاد ہو یا بعد فلان شخص کے فریقے تو آزاد ہو تو ان صورتوں میں
 اسکا بیچنا درست ہے (یعنی وہ مدبر نہ ہوگا) اور اگر (ان صورتوں میں) شرط پائی جاوے گی
 تو وہ آزاد ہو جاوے گا (اسلمی کہ بچہ صورتیں مشروط آزادی کی ہیں مذکر کی نہیں) (نہیں)
 باب آتم ولد بنائیکے بنائیں۔ اگر کسی لونڈی کے مالک سے اولاد ہو تو اسکو
 دوسری کی ملک کرنا (یعنی بیچنا اور ہبہ کرنا) درست نہیں لیکن اس سے صحبت کرنا
 اور خدمت یعنی اور فرقہ دہی کرانی اور دوسری سے اسکا نکاح کرنا جائز ہے۔ ہر اگر
 دوسری دفعہ اس کے اولاد ہو تو اس بچہ کا نسب مالک سے نہ ہوگا اور اس کے دوسرے
 ثابت ہوگا بخلاف اول دفعہ کی اولاد کے کہ وہ بدون دعوی مالک کے ثابت
 نہ ہوگا) اور دوسری دفعہ کے بچہ کے نسب اگر مالک منکر ہوگا تو اسکا نسب اس
 سے الگ ہو جاوے گا اور وہ لونڈی مالک کے مرنے پر اس کے کل مال میں سے آزاد
 ہو جاوے گی اور اپنی قیمت مالک کے قرض خواہ کیو اسکو نہ کما دیگی۔ اور اگر نصرانی شخص
 کی ام ولد مسلمان ہو جاوے تو چاہیو کہ وہ اپنی قیمت مالک کو کما دے (اس لئے کہ
 مسلمان عورت کا نصرانی کے ماتحت رہنا جائز نہیں) اور اگر کوئی لونڈی نکاح کے
 سبب بچہ جنم پھر اسکا شوہر اسکا مالک ہو جاوے تو وہ لونڈی اس شخص کی ام ولد
 ہو جاوے گی۔ اور اگر ایک لونڈی دو مردوں میں مشترک ہو اور وہ بچہ جنم اور ان دونوں
 میں سے ایک اسکا مدعی ہو تو اس بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اسکی
 ام ولد ہو جاوے گی اور اسکو لازم ہوگا کہ وہی قیمت لونڈی کی اور آدھی اجرت

کتاب النکاح
 باب بیعت

محبت کی مثال اپنی شریک کے گرنے اُس بچہ کی قیمت کچھ نہ ہو اور اگر وہ دونوں
 شریک اُس بچہ کے دینی ہون تو اس کا نسب دو نو سے ثابت ہو گا اور وہ غوثی ہی ہو
 کی ام ولد ہوگی اور ہر ایک پر اوئیں سے نصف بہت محبت کی لازم ہوگی آپس میں
 دیوبین (یعنی نہ بیچہ اُس سے لے نہ وہ اس کا اسکو کہ ہر واحد پر دوسرے کا حق برابر
 ہے) اور اگر ان شریکوں میں کوئی مر گیا تو وہ بچہ ہر ایک کے ترکہ میں سے پورے میراث
 بیٹے کی یاد گیا اور اگر وہ اپنے سامنے مر جاوے گا تو اسکے ترکہ میں ان دونوں کو ایک
 باپ کا حصہ ملے گا (اسکو وہ نو باہم نسب نصف کر لین) اگر ایک شخص کے پاس
 غلام مکاتب ہو اور مکاتب کے پاس غوثی ہو اس شخص نے اُس غوثی کے بچہ کا حوی
 کیا اور مکاتب نے اُس کے قول کی تصدیق کی تو نسب لازم ہو گا اور اجرت محبت کی
 اور قیمت بچہ کی اپنی مکاتب (یعنی غوثی کے مالک کو) حوالہ کرنی پڑیگی اور وہ غوثی
 اُس شخص کی ام ولد نہ ہوگی اور اگر مکاتب نے اسکو دھو میں جھینلایا تو نسب اُس
 ثابت نہ ہو گا +

اور لغو قسم میں کفارہ واجب نہیں) اور قسم منعہ گو کسی زبردستی سو کہا دے یا چور
 کہا دے اور اسکا خلاف خواہ کسی زبردستی سو کرے یا بھول کر مگر سب طرح کفارہ لازم
 آتا ہے اور قسم خدا تعالیٰ کی اور رحمن اور رحیم اور اسکی عزت اور اسکی بزرگی اور
 اسکی کبریائی ہوتی ہے اور اس کے الفاظ بھی میں قسم کہاں ہوں اور حلف کرتا ہوں اور
 گواہی دیتا ہوں گو خدا کی گواہی دیتا ہوں تو کہو اور تم اللہ اور ایم اللہ اور عہد کی قسم اور یہاں
 خدا کی قسم اور مجھ پر ہے یا خدا تعالیٰ کی نذر ہے اور اگر میں بھوکا مگر دھون تو کافر ہوں
 (یہ سب کلمات قسم کے ہیں) اور خدا کے علم اور غضب اور عقد اور رحمت کی قسم اور
 اس کے نبی صلعم کی اور قرآن مجید اور کعبہ کی اور خدا کے حق کی قسم کہانے میں قسم نہیں
 ہوتی اور اگر میں بھوکا مگر دھون تو مجھ پر خدا کا غضب اور خصہ ہو یا میں زانی یا چور یا
 شراب خوار یا سود خوار ہوں ان (کلمات) میں بھی قسم نہیں ہوتی اور قسم کے حبدون
 عربی میں تہ اور تہ اور تہ میں (مثلاً یا اللہ اور و اللہ اور تہ اللہ) اور کسی حرف قسم
 پوشیدہ بھی ہوتا ہے (جیسو اللہ کہو اور مراد و اللہ کہو سو ہو) اور (اگر قسم کے خلاف
 کام کرے تو اسکا کفارہ ایک بردہ کا آزاد کرنا یا دس سکینہ کو کہانا کہلانا ہی بطرح
 ان دو نوباتوں کا ذکر ظہار میں گذر چکا ہے یا دس آدمیوں کو کپڑا پہنانا اس طرح کہ انکا
 بدن اکثر ڈھکا دے پس اگر مجھ دو نوباتین نہ ہو سکین تو تین روز میں پیٹم کہو اور قسم کے خلاف
 کرنے میں پیشتر کفارہ دے۔ اور جو شخص کسی گناہ کے کام کرے جس کے لئے قسم کہا دے تو
 اسکو چاہیے کہ اپنی قسم کے خلاف عمل کرے اور قسم کا کفارہ دے۔ اور کفارہ قسم کا
 کافر لازم نہیں گو قسم کے خلاف حالت مسلمانی میں کرے اور جو کوئی اپنی راک کو اپنی
 اوپر حرام کرے وہ حرام نہیں ہوتی پس اگر اسکو استعمال میں لادے تو کفارہ دے۔ اور اگر

۱۰
 خدا کی قسم کہ اگر میں
 خدا کی قسم کہ اگر میں
 خدا کی قسم کہ اگر میں

یوں کہے کہ ہر ایک پیرچہ پر سوار ہو تو یہ قسم کہانے اور پیشگی چیزوں پر ہوگی اور
مستوی اسپر ہو کہ اسکا نام سواو سکی بی بی بدون نیت طلاق کے باطن ہو جاتی ہو۔ اور
جو شخص کوئی مذہ مطلق یا مشرک کسی شرط پر کر سواو وہ شرط پائی جاوے تو اپنی مذہ
پوری کرے خواہ نذر مطلق ہو یا مشرک یا لیکن اگر قسم میں کلمہ انشاء اللہ ملا تو قسم
نہوگی (اور اسکی خلاف کرنے سے کچھ لازم نہ آوے گا)

باب اندر جانے اور نکلنے اور رہنے اور آنے وغیرہ پر قسم کہانیکے بیان میں۔
اگر کسی نے قسم کہا تھی کہ میں گہر کے اندر نہ جاؤں گا تو کعبہ میں اور مسجد میں اور گرجا اور
یہودیوں کی مندر میں اور گہر کی ڈھوڑی اور رستہ کے چہرے اور منقہ میں جانے سے اسکی قسم
ٹوٹے گی (منقہ اسکو کہتے ہیں کہ تین دیواروں پر چہرے ڈال دیے جاوے) اور اگر قسم کہا تھی
کہ کسی گہر میں نہ جاؤں گا اور ہر گہر میں ڈھنسنے کے بعد داخل ہو تا تب بھی قسم نہ ٹوٹے گی
اور اگر قسم کہا تھی کہ میں گہر میں نہ جاؤں گا اور اسکی گرجا جانے کے بعد دشمن جاوے
تو قسم کے خلاف ہو جاوے گا اگرچہ وہ مکان ٹوٹ کر دوسرا بن گیا ہو اور اگر مکان نہ ہو
ٹوٹنے کے بعد باغ یا مسجد یا حمام یا کوٹھری ہو گیا ہو تو دشمن جانے سے قسم نہ ٹوٹے گی
اسی طرح اگر کہے کہ میں کوٹھری میں نہ جاؤں گا اور وہ دیران ہو جاوے یا اسکی جگہ دوسرا
مکان بن جاوے تو دشمن جانے سے قسم نہ ٹوٹے گی اور جو شخص کہ گہر کی چہرے پر کھڑا ہو وہ
مکان میں داخل ہو اور اگر دروازہ کی محراب میں کھڑا ہو وہ مکان کے اندر نہیں۔ اور
پوشاک اور رسوائی اور رہنے پر ٹھہرنا ایسا ہے کہ گویا اب شروع کیا ہے (یعنی اگر
یوں قسم کہا ہو کہ میں اس کپڑے کو نہ پہنوں گا حالانکہ پہن چکی ہو یا کپڑے کو اس گہر کی
پر سوار نہ ہوں گا اور اسوقت سوار ہو یا کہے کہ اس گہر میں نہ ہوں گا حالانکہ رہتا ہے

یہ قسم کہانے اور پیشگی چیزوں پر ہوگی اور
مستوی اسپر ہو کہ اسکا نام سواو سکی بی بی بدون نیت طلاق کے باطن ہو جاتی ہو۔ اور
جو شخص کوئی مذہ مطلق یا مشرک کسی شرط پر کر سواو وہ شرط پائی جاوے تو اپنی مذہ
پوری کرے خواہ نذر مطلق ہو یا مشرک یا لیکن اگر قسم میں کلمہ انشاء اللہ ملا تو قسم
نہوگی (اور اسکی خلاف کرنے سے کچھ لازم نہ آوے گا)

یہ قسم کہانے اور پیشگی چیزوں پر ہوگی اور
مستوی اسپر ہو کہ اسکا نام سواو سکی بی بی بدون نیت طلاق کے باطن ہو جاتی ہو۔ اور
جو شخص کوئی مذہ مطلق یا مشرک کسی شرط پر کر سواو وہ شرط پائی جاوے تو اپنی مذہ
پوری کرے خواہ نذر مطلق ہو یا مشرک یا لیکن اگر قسم میں کلمہ انشاء اللہ ملا تو قسم
نہوگی (اور اسکی خلاف کرنے سے کچھ لازم نہ آوے گا)

یہ قسم کہانے اور پیشگی چیزوں پر ہوگی اور
مستوی اسپر ہو کہ اسکا نام سواو سکی بی بی بدون نیت طلاق کے باطن ہو جاتی ہو۔ اور
جو شخص کوئی مذہ مطلق یا مشرک کسی شرط پر کر سواو وہ شرط پائی جاوے تو اپنی مذہ
پوری کرے خواہ نذر مطلق ہو یا مشرک یا لیکن اگر قسم میں کلمہ انشاء اللہ ملا تو قسم
نہوگی (اور اسکی خلاف کرنے سے کچھ لازم نہ آوے گا)

اور اسی حالت پر ٹھہرا ہو تو قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر یوں کہو کہ میں اس گہر میں داخل نہیں ہوں
 اور اس میں موجود ہوں اور ٹھہرا ہوں تو اس ٹھہرنے سے قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر مجھے قسم کہا ہو کہ
 میں اسمکان میں یا اس کو ٹھہری یا اس محلہ میں نہ ہوں گا اور خود تو چلا گیا مگر اس کا
 اسباب اور گہر کے لوگ رہیں تو قسم ٹوٹ جائیگی مگر اس شہر کے (یعنی اگر اسباب
 کی قسم کہا ہی کہ شہر میں نہ ہوں گا اور خود نکل گیا اور اسباب اور اہل و عیال شہر میں
 رہے تو قسم نہ ٹوٹے گی) اور اگر قسم کہا ہو کہ میں نہ نکلوں گا پھر اس کی اجازت ہو لوگ اس کو
 اور نکالیں تو قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر اس کی اجازت ہو اس کو نہیں اٹھایا بلکہ خود چلے آؤ
 خواہ وہ راضی تھا یا نہ ہو سستی ہو سستی ہو قسم نہ ٹوٹے گی جبکہ اس صورت میں کہ قسم کہا ہی
 کہ میں صرف جنازہ ہی کے لئے نکلوں گا اور پھر جنازہ کے لئے نکلے اور جنازہ کے بعد
 اپنی کسی کام کو جاؤ تو قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر قسم کہا ہی کہ مکہ کو نہ نکلوں گا یا نہ نکلاؤں گا
 پھر کہ اس ارادہ سے نکلے اور اٹھنا راہ سے پھر آؤ تو قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر یوں کہو کہ
 مکہ میں داخل نہیں ہوں گا اور وہی صورت ہو جو مذکور ہوئی تو قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر قسم کہا ہو
 کہ میں فلان شخص کے پاس ضرور آؤں گا اور نہ آیا یہاں تک کہ مر گیا تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی
 کے آخر میں ٹوٹے گی اور اگر قسم کہا ہو کہ مجھے ہو سکیگا تو فلان کے پاس ضرور آؤں گا تو
 ہو سکتی ہو مراد بدن کی تندرستی ہوگی (یعنی بشرط خیریت ضرور آؤں گا اور بشرط قدرت
 مراد نہ ہو دیکھا جس کے بہ معنی ہیں کہ تمام اسباب اور پہنچ کے موجود ہوں اور سب موانع اور
 باہر کے بڑے بڑے ہوں کہ اس حال میں معلول کا موجود ہونا واجب ہو جاتا ہے) اور اگر وہ
 شخص ان الفاظ سے بشرط قدرت ہی ارادہ کری تو دیانت کی راہ سے وہ ان کو لیا جاؤ
 (یعنی یہ نیت اس معاملہ میں کہ اس سے اور خدا تعالیٰ سے بڑھ کر مقبول ہوگی مگر قاضی کی

اور اگر قسم کہا ہو کہ میں
 مکہ میں داخل نہیں ہوں گا
 اور اگر وہی صورت ہو جو مذکور ہوئی
 تو قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر قسم کہا ہو
 کہ میں فلان شخص کے پاس ضرور آؤں گا
 اور نہ آیا یہاں تک کہ مر گیا تو اس کی
 قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر قسم کہا ہو کہ
 مجھے ہو سکیگا تو فلان کے پاس ضرور آؤں
 گا تو ہو سکتی ہو مراد بدن کی تندرستی
 ہوگی (یعنی بشرط خیریت ضرور آؤں گا
 اور بشرط قدرت مراد نہ ہو دیکھا جس کے
 بہ معنی ہیں کہ تمام اسباب اور پہنچ کے
 موجود ہوں اور سب موانع اور باہر کے
 بڑے بڑے ہوں کہ اس حال میں معلول کا
 موجود ہونا واجب ہو جاتا ہے) اور اگر وہ
 شخص ان الفاظ سے بشرط قدرت ہی ارادہ
 کری تو دیانت کی راہ سے وہ ان کو لیا
 جاؤ (یعنی یہ نیت اس معاملہ میں کہ اس
 سے اور خدا تعالیٰ سے بڑھ کر مقبول
 ہوگی مگر قاضی کی

ان بات میں مقبول نہ ہو گی اور اسکے نزدیک بشرط خیریت ہی سمجھا جاوے گا) اور اگر قسم کہا ہی
 سیری منکوہہ بجز میری اجازت کے نہیں نکلیگی تو ہر نکلنے کیواسطو علیحدہ اجازت شرط ہوگی
 (ورنہ قسم ٹوٹ جاوے گی) بخلاف اسکے کہ یوں کہو کہ میری عورت نہ نکلے مگر مجھ کے من اجازت
 دن یا (نہ نکلے) جب تک کہ میں اجازت نہ دوں (تو اس صورت میں ہر نکلنے کے لئے علیحدہ اجازت
 ضرور ہوگی بلکہ اول بار نکلنے کیواسطو اجازت چاہئے) اور اگر عورت نے نکلنے کا ارادہ
 کیا یا اپنی غلام کو مارنا چاہا تو سوہنے کہا کہ اگر تو نکلے یا غلام کو مارے تو تو طلاق ہو
 تو بطلان اسی نکلنے اور مارنے پر مشروط ہوگی (یعنی اگر عورت اسوقت نکلے یا مارے
 سے باز رہے اور ہر نکلنے یا مارے تو طلاق نہ پڑے گی جیسے اس صورت میں کہ ایک شخص سے کہا کہ میری
 مسکے پاس کہانا کہا لے اس پر جواب دیا کہ اگر میں کہانا نہ لے دوں (تو میرا غلام آزاد ہو
 گا) اور اسی بیعت کی کہانی پر مشروط ہوگی) اور قسم کے توڑنے میں غلام کی سواری و اس شخص کی سواری
 بشرطیکہ غلام کی سواری بھی بیعت قسم میں نہ لے کر اور ایک کہ غلام کو نہ قرض کیسا نہ ہو (اور اگر قرض
 تو غلام کی سواری خود اس کی ہوگی گو وہ نیت بھی کر لے اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ مالک
 کہو کہ میں اگر اپنی سواری پر سوار ہوں تو مثلاً میرا غلام آزاد ہو اور نیت کرے کہ سواری
 خواہ میری ہو یا میرے غلام کی مگر اس غلام پر کسی کا قرض نہ ہو تو اس صورت میں اگر وہ اپنی
 غلام کی سواری پر سوار ہوگا تو اسکا غلام آزاد ہو جاوے گا)

باب

کہانے پینے پہننے کلام کر کے پر قسم کے یا نہیں۔ اگر قسم کہا دیکھ کہ اس
 درخت میں سونہ کہاؤں گا تو اسکا ٹہوہ کہانے سے قسم ٹوٹ جاوے گی۔ اور اگر یوں کہا کہ
 کچے چوباروں یا کونو نہ کہاؤں گا یا اس دودھ کو نہ چوبو گنا تو جس صورت میں کچھ کو معین
 کیا تھا اس میں کون کے کہانے سے اور کون کی صورت میں خشک کے کہانی سے اور دودھ

بشرطیکہ
 قسم نہ ہو

کہیں سر نہیں آسکے۔ یہی کہہ کر اس نے سو قسم کی ٹیٹھی لپک کر کہا کہ اس ٹیٹھ سے
 اس جہان سے بولو لگا یا اس ٹیٹھ سے کہہ دو کہ کونہ لگا تو اس ٹیٹھ سے جو جانی
 بولے گا یا جہان سے اس کے بڑا ہونے پر کلام کرے گا یا بچہ کو بڑا ہونے پر کہا دے گا تو قسم نہ
 جاوے گی۔ اور اگر کہے کہ میں کچے جھوڑے نہ کہاؤں لگا اور نچتہ کہاؤں تو قسم نہ ٹیٹھی اور
 اگر کہے کہ نچتہ جھوڑے یا کچھ نہ کہاؤں لگا یا یوں کہو کہ نہ کہے کہاؤں لگا نہ دام تو نہ شتابی
 گدڑی کہانے سے قسم تو سجاوے گی (اور جب کچے جھوڑے کو کہتے ہیں جو ایک طرف سے پکنا شروع
 ہو گیا ہو یا پکا ہو اور پھر اس کا پکارنا ہو) اور اگر کہے کہ میں تر جھوڑے کو پکنا شروع
 کچے جھوڑے کا مول لے جس میں کچھ تر بھی ہوں تو قسم نہ ٹیٹھی اور اگر کہے کہ گوشت
 لکھاؤں لگا تو چھیلی کہانے سے قسم نہ ٹیٹھی اور سور اور انسان کا گوشت اور کیچڑ اور اڈھ
 گوشت ہو (یعنی اگر قسم کہاؤں کہ گوشت لکھاؤں لگا تو ان چیزوں کے کہانے سے قسم
 جاوے گی۔ اور اگر کہے کہ چرنی نہ کہاؤں لگا اور پیٹھ کی چرنی کہاؤں یا کہے کہ گوشت کو یا چرنی
 کو نہ کہاؤں لگا اور پھر وہ کی چکتی کہاؤں یا کہے کہ ان گیسوؤں کو نہ کہاؤں لگا اور انکی روٹی
 کہاؤں تو ان صورتوں میں قسم تو سجاوے گی۔ اور اگر کہے کہ اس آٹے کو نہ کہاؤں لگا تو اسکی روٹی
 کہانے سے قسم ٹیٹھی خشک کہانے سے نہ ٹیٹھی اور روٹی (کی اگر قسم کہاؤں تو اس سے)
 وہ مراد ہوگی جو اس کے شہر والوں کو عادت ہو۔ اور بہنو اور بچے کی قسم سے گوشت مراد
 ہوتا ہے اور سری کہانے کی قسم میں وہ مراد ہوگی جو اس شہر میں مکتی ہو (یعنی جو سری
 سری شہر میں مکتی ہو خواہ گاؤں کی ہو یا بکری کی قسم میں ہی معتبر ہوگی) اور بیوہ سے مراد
 سب اور خربزہ اور زرد آلوں اور انگور اور انار اور خرمائے اور کھیر لکڑی مراد نہیں
 اور سالن کی قسم سے وہ مراد ہوگا جس میں روٹی تر کیجاؤں جس سے سرکہ اور نمک اور زیتون

تسبیح پڑھے تو قسم نہ ٹوٹے گی (اسلئے کہ عرف میں اسکو حکم نہیں کہتے بلکہ تلاوت اور
 تسبیح پڑھنا بولتے ہیں) اگر یوں کہے کہ جس دن میں فلاں شخص سی و لون تو ایسا
 تو اس سی و دن اور رات دو نو سمجھ جا دیئے اور اگر اس قسم کی وقت اسلام سی و دن ہی
 کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جا دیگا لیکن اگر یہ کہے کہ جس رات فلاں سی و لون
 تو ایسا ہو تو اسلام سی و خاص رات ہی مراد ہوگی (دن آئین متصور نہوگا) اور اگر کہے
 کہ اس سی و نبولونگا مگر افسوس تین کہ زید آ جاوی یا کہو کہ مگر افسوس تین کہ وہ اجازت
 دے یا جب تک کہ وہ اجازت دے پھر اسکی زید کے آنے سے پہلے اور اسکی
 اجازت سے پیشتر کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر ان دو نو باتوں کے بعد بولے
 تو قسم نہ ٹوٹے گی۔ اور اگر زید مر جاوی تو حکم قسم کا جاتا رہے گا۔ اور اگر قسم کہنا
 کہ فلاں کا کہنا نہ کہا تو فلاں یا اس کے گھر میں شجاو لگا یا اسکا کپڑا نہ پہنوں گا یا اسکی
 سواری پر سوار نہ ہوں گا یا اس کے غلام سی و نبولونگا ان صورتوں میں اگر ان چیزوں کی قطعاً اشارہ
 کرے کہو کہ اسکی اس کہا نیکیو یا اس گھر میں یا اس کپڑے کو وغیرہ اور پھر ان چیزوں پر سو مالک کی
 ملک جاتی رہے اور قسم والا دو گم کرے تو اسکی قسم نہ ٹوٹے گی جیسے کہ نئی ملک میں (یعنی مالک اگر دوسرے کہنا
 یا کہ بولے تو اس کا کہنا اور نہی گھر کو اندر جائے قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر ان چیزوں کی قطعاً اشارہ کرے تو مالک
 اس کے ہاتھوں سے بعد ان کاموں کو کرے قسم نہ ٹوٹے گی اگر اسکی نئی خریدی ہوئی چیزوں سے قسم نہ ٹوٹے گی
 ۔ اور اگر کہے کہ فلاں کے دوست یا اسکی بیوی سی و نبولونگا اور اشارہ کر دیا تو ان
 دو دنوں سے جب اسکی دوستی اور زوجیت جاتی رہے گی اسوقت بھی اگر کلام کرے گا تو قسم
 نہ ٹوٹے گی اور اگر اشارہ نہ کرے گا تو قسم نہ ٹوٹے گی مان اگر اس کے نئے دوست اور نئی
 منکو سی و بولے تو تو ٹوٹے گی اور اگر یہ کہے کہ اس چادر کے مالک سی و نبولونگا اور

مالک نے وہ چادر بیچ ڈالی تب اس کو غلام کیا تو قسم تو شجادیگی اگر قسم
 میں لفظ انجین اور الزمان پاران دو کو نکرہ بولے (یعنی جنین اور زمان کہہ دیا)
 تو بچہ وقت چلے بیٹے کا ہو گا (مثلاً اگر کہے کہ بچہ کا نام ایک جنین تک نکرہ لگا تو
 بیٹے مراد ہو گئے) اور اگر آئندہ ہر اور الابد معھا تو تمام عمر ہو گی اور اگر دہر کو نکرہ کہا
 تو مجھ سے (یعنی اسکی مقدار یقینی معلوم نہیں) اور اگر الایام یا ایام کثیرہ کہا یا
 بیسویں اور برسوں کہا تو دس مراد ہو گئے اور اگر اکراد نکرہ بولیا تو تین مراد ہو گئے
باب طلاق وینو اور آزاد کر نیکی باب میں قسم کے بیان میں۔ اگر کوئی شخص
 یوں کہو کہ اگر تو بچہ جسے تو طلاق ہی یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد ہو اور اسکی بچہ
 مردہ پیدا ہو تو اس شخص کی قسم تو شجادیگی (یعنی طلاق پڑ جائیگی اور لونڈی آزاد ہو جائیگی)
 لیکن اگر اسکو کہا تھا کہ تو بچہ جنو تو وہ بچہ آزاد ہو اور اس کے بچہ مردہ پیدا ہو تو
 بچہ کے آزاد ہونیکا حکم نہ کرے (اور اسکی قسم باقی رہے گی) اور اگر یوں کہے کہ جس غلام
 کو میں اول مالک ہوں تو وہ آزاد ہو پس اگر ایک غلام کا مالک ہو گا تو وہ اس قسم
 کی قسم آزاد ہو جاوے گا اور اگر پہلے دو غلاموں کا مالک ایک ساتھ ہو تب پھر
 مالک ہو تو ان میں سے کسی کو بھی آزاد نہ ہو گا۔ اور اگر یوں کہے کہ جس تنہا غلام کو
 میں اول مالک ہوں وہ آزاد ہو تو ایسے صورت میں تنہا کی قید سے تیسرا غلام آزاد ہو جائے گا
 اور اگر یوں کہے کہ بچہ بندہ جسکا میں مالک ہوں وہ آزاد ہو پھر وہ مالک ہوا ایک غلام
 کا پھر دوسری غلام کا اور اس کے بعد مر گیا تو دوسرا غلام اس شخص کی ابتدا ملکیت
 سے آزاد ہو گا۔ اگر بچہ کہو کہ جو غلام مجھ کو خوشخبری فلان معاملہ کی سنایا دے گا وہ آزاد
 ہے پھر تین غلاموں نے علیحدہ علیحدہ وہی خوشخبری اسکو سنائی تو جس نے اول سنائی

اگر کوئی شخص
 کہے کہ اگر تو بچہ
 جسے تو طلاق ہی
 یا لونڈی کو کہے
 کہ تو آزاد ہو
 اور اسکی بچہ
 مردہ پیدا ہو
 تو اس شخص کی
 قسم تو شجادیگی
 (یعنی طلاق
 پڑ جائیگی
 اور لونڈی
 آزاد ہو جائیگی)

کا جو نہیں اگر قسم کہا و جو کہ میں نہ کر رہا تھا تو اپنے آپ نہ کرے اور اگر دوسرا شخص
 اسکی اجازت سے مجھ امور کرے تو اسکی قسم نہ تو لینی اور جو کام ایسی ہیں کہ اگر
 خواہ آپ کرے یا دوسرے کو اسنے کر نیکی اجازت دی و نہ صورتو نہیں قسم نہ
 جاتی ہے وہ مجھ میں نکاح اور طلاق اور عورت سے طلع کرنا اور آنا دکرنا اور مکان
 بنانا اور قتل عدا سے صلح کرنی اور سب کرنا اور صدقہ دینا اور قرض دینا اور
 قرض لینا اور غلام کو مارنا اور جانور کو ذبح کرنا اور گہر بنانا اور سینا اور آنا
 سوچنی یا رکھنی اور مالکی چیز دینی یا لینی اور قرض ادا کرنا یا اپنا وصول کرنا اور کپڑا
 پہنانا اور کسی چیز کو اٹھا کر سواری پر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کر گیا یا دوسرے سے
 کرنے کو کہیگا تو وہ صورتو نہیں قسم نہ لیا و لگی اور داخل ہونا لام تخصیص کا
 (جسکے معنی واسطو کے ہیں) بیع اور شرا اور اجارہ اور زرگری اور دخت اور مکان
 بنانے پر اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سے ہو اور جسکے
 ساتھ اسکو مشروط کیا ہو گو وہ شخص مالک اس چیز کا ہو یا نہ ہو مثلاً مجھ کہو کہ
 اِن بخت لکٹ تو بائینے اگر تیری واسطو بیچون یا خرید کروں کپڑا وغیرہ تو اسکو
 مجھ معنی میں کہ تیری اجازت سے بیچون اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو
 یوں کہو کہ اِن بخت لکٹ تو با لکٹ یعنی اگر میں بیچون کپڑا جو تیرا ہے یہاں لام تو بی
 پر داخل ہو نہ بیع پر تو اس صورت میں اس بات پر دلالت کر گیا کہ وہ چیز اس شخص کی ملک
 ہے خواہ اسکو اجازت پہنچو خریدنے وغیرہ کی دی ہو یا نہیں (جیسے مثال
 دوم سے معلوم ہوتا ہے) اور اگر وہ شخص نیت اسکے ہوا کرے (یعنی لفظ نہیں
 تو لام کو فعل پر پوسے اور معنی وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہیں

یا اسکا آلتا کرے) تو اسکی بات مافی جاوے گی ایسی صورتیں کہ (اسکی نیت کو مطابق
 معنی یعنی سی) اسکا نقصان ہوتا ہو اور اگر اسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اسکا
 فائدہ ہوتا ہو گا تو نہ لکھو جاوے گئے واضح ہو کہ لام کے آنے سے غرض اسکا متعلق
 ہونا ہی اسطرح کہ جار مجبور متعلق فعل کے ہوں یا چیز کی صفت پڑیں یہ غرض
 نہیں کہ لام مقدم لایا جاوے اسلئے کہ مقدم تو دو نو مثالوں میں ضمیر خطاب ہے) اگر
 بعد کہا کہ میں اگر اس بندہ کو خرید کروں یا بیچوں تو آزاد ہو پھر اسکو جا کر
 خرید یا بیچا تو قسم ٹوٹ جاوے گی (یعنی غلام نہ کو آزاد ہو جاوے گا) اور یہی حال ہے
 اگر بیع فاسد کی یا دوسرے کی اجازت پر موقوف رکھی لیکن اگر بیع باطل کی تو
 اوس میں قسم نہ ٹوٹے گی اگر بعد کہا کہ میں اسکو نہ بیچوں تو ایسا ہو پھر اسکو آزاد یا بندہ
 کر دے یا تو قسم ٹوٹ جاوے گی (اسلئے کہ نہ بیچنا متحقق ہو گیا) عورت نے اپنی شوہر سے
 کہا کہ تو نے مجھ پر نکاح کر لیا اوسنو جو ابد یا کہ میری جو منکوحہ ہو اسکو طلاق ہو
 تو اس عورت پر بھی طلاق پڑ جاوے گی (اور دوسری اگر ہو گئی وہ بھی طلاق ہو گئی)
 اگر کہے کہ مجھ پر یا دہ جانا خانہ خدا کو یا کہ بیٹھنا واجب ہے تو حج یا عمرہ یا دہ یا
 کرے اگر اذنین سوار ہو گا تو دم دینا پڑے گا (یعنی بکری ذبح کرنی پڑے گی) بخلاف
 اس صورت کے کہ کہی مجھ پر نکلتا یا خانہ خدا کو جانا یا دہ یا روانہ ہونا حرم خواہ صفا
 یا مردہ کو واجب ہے کہ ان صورتوں میں حج یا دہ کرنا لازم نہیں ہوتا بلکہ یا دہ
 کہہ سکتا لازم ہوتا ہے) اگر کہی کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں اس پر حج نہ کروں
 پھر وہ مدعی حج کا ہو اور دو گواہ گواہی دیں کہ مجھ سے کہے دن وہ کوفہ میں تھا تو
 قسم نہ ٹوٹے گی اور غلام آزاد نہ ہو گا (اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ حج کر کے نحر کے روز کو قسم

میں چلا آیا ہوں اور اگر کہو کہ میں روزہ ترک ہو گیا تو روزہ کی نیت سے ایک ساعت کا روزہ
 نہ کہیں سو بھی قسم تو شجادی اور اگر کہے کہ میں ایک روزہ یا ایک دن کا روزہ ترک ہو گیا تو
 تمام دن کے روزہ نہ کہیں سو قسم تو شیخی اور اگر کہے کہ میں نماز نہ پڑھو گیا تو ایک گرت
 کے پڑھنے سے قسم تو شیخی اور اگر پوری نماز کہیں گے تو دو گنا پڑھنے سے قسم تو شیخی (ایک
 کہتے پڑھنے سے نہ تو شیخی) اگر حودہ می کہو کہ اگر میں نیل کا تاج پہنوں تو وہ ہڈی سے
 ہنر و شخص روئی کا ماکہ ہوا اور عورت نے ہسکو کا تاج اور کپڑا لگایا اور سر دے پھینکا
 تو وہ میری بوجا دیگی (اوسکو کہے کہ ہسینا پڑیگام) اوسکی انگلی کی انگلی اور شیخی کا ہسینا پڑ
 کا ہسینا جو گر چاندی کی انگلی کی زبردین نہو کی (یعنی) اگر قسم کہیں کہ میں زیور نہ پہنوں گا
 تو سونے کی انگلی اور جو تونگی لڑی ہسینو سو قسم تو شجادی کی لیکن چاندی کی انگلی ہسینو
 ہسینو سو قسم نہ تو شیخی) اگر دن کہے کہ میں زمین پر نہ بیٹھوں گا پھر فرشتہ پر آیا چٹائی نہو
 یا کہو کہ اس فرشتہ پر نہ سوؤں گا پھر اس پر ایک دروازہ فرشتہ بچھا یا گیا اور اس پر سو رہا
 یا کہو کہ اس چوکی پر نہ بیٹھوں گا اور اس پر دوسری چوکی بچھائی گئی اور دوسری پر بیٹھا
 قرآن میور تو نہیں قسم نہ تو شیخی لیکن اگر فرشتہ پر پلنگ پوش بچھا کر سو رہا یا چوکی پر
 فرشتہ یا چٹائی ڈال کر بیٹھ گیا تو قسم تو شجادی کی +
 یا پسند: خدو کو ب اور جان سے مار ڈالو تو غیرہ پر قسم کہیں کے چاہیں۔ اگر کوئی غیر
 دین پر سو کہو کہ اگر میں بگم ماروں یا کپڑا پہنوں یا تہہ لسی بات کر دوں یا تیرہ پاؤں
 آؤں یا دوسرا ہو تو میرا فعال وہ سو کی زندگی کے ممالک سے متعلق ہوتے ہیں (اگر
 بعد از موت کے بعد کا مکر گنا تو قسم نہ تو شیخی) بخلاف اس صورت کے کہ کہیں اگر میں بگم
 نہو توں یا دوسرا نہو یا تہہ لگاؤں (تو ایسا نہو کہ چھ امور گناہ و نہو کے فرشتے سے

اگر کوئی غیر
 دین پر سو کہو کہ
 اگر میں بگم ماروں
 یا کپڑا پہنوں
 یا تہہ لسی بات
 کر دوں یا تیرہ
 پاؤں آؤں یا
 دوسرا ہو تو
 میرا فعال وہ
 سو کی زندگی
 کے ممالک سے
 متعلق ہوتے
 ہیں

بھی کر چکا تو قسم کو سجا دی گئی) اگر قسم کہا تو کہیں اپنی بیٹی کو نکاح کر دے گا پھر اس کو مال پہنچو
 یا گلا دبا دے یا کاٹ کھا دے تو قسم ٹوٹ جاوے گی (اس قسم کو بھی باتین اور بین و حسن
 ہیں) اور اگر کہا کہ میں اگر فلاں شخص کو جان سے ہمارے دن تو ایسا ہوا اور وہ شخص اس
 قسم سے پہلے مر چکا ہو تو اگر اس کو اس کی موت کا حکم ہو گا تو قسم ٹوٹے گی اور اگر اس کو
 مرنے کو نہیں جانتا تو نہ ٹوٹے گی۔ اور اگر قسم میں زمانہ قریب یا بعید کہیگا تو قسم جو قسم
 مدت قریب ہو اور ایک مہینہ اور اس سے زیادہ مدت دراز ہو اگر قسم کہا دے کہ فلاں
 کا قرض آج ادا کر دے گا پھر ایسے عرصہ ادا کرے جو کہوئے ہوں یا چلتے نہوں یا کسی اور
 کے ثابت ہوں تو قسم پوری ہو جاوے گی اور اگر زائگ کے ہونے یا تین پرہیز کے تو قسم
 ٹوٹ جائے گی نہ اور قرض کے عوض میں کوئی چیز بیچنا ایسی اور قرض کے حکم میں ہو لیکن اگر
 قرض خواہ قرض کو قرض میں کر دے تو ادا کے حکم میں ہو گا (یعنی ادا پر قسم کہانے
 کی صورت میں اگر بدیوں کوئی چیز عوض قرض کے قرض خواہ کے ہاتھ بیچ دے لیگا تو قسم جھوٹی نہ
 نہ پڑے گی اور اگر قرض خواہ قرض معاف کر دے تو ادا ثابت ہو گا اور قسم ٹوٹ جائے گی) اگر قسم
 کہا ہی کہ میں اپنی قرض کے وصول کرنے میں ایک ماہ کو بدوون دوسرے کے ٹوٹے گا (یعنی
 قرض میں سے کچھ چھوڑ دے گا سب ٹوٹے گا اور جدا جدا وصول کر دے گا اکتھا لوں گا پھر کچھ قرض
 قبضہ میں لایا تو قسم نہ ٹوٹے گی جیسا کہ تمام قرض کو جدا جدا وصول کر دے اور خبروری
 جدا ہی ہو قسم سجاوے گی) کہ قرض کے ادا میں اب مستعد علیحدگی ضرور ہوا کرتی ہے مثلاً
 روپیہ نکالنا اور تولنا اور لبر کہنا کہ ان امور سے قسم نہیں جانیگی) اگر کہو کہ میرے
 پاس سو روپے اور سو سو روپے تو ایسا ہو تو اس صورت میں سو کے پاس سو کے لئے مالک
 ہونے سے قسم نہ ٹوٹے گی (بلکہ سو سے زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹے گی) اگر کہے کہ

میں ایسا نہ کر دینا تو اس کام کو ہمیشہ کو چھوڑ دو (یعنی ایک بار بھی کرنے سے قسم جانی
 رہیگی) اور اگر قسم سہاوت پر کرے کہ فلاں کام ضرور کر دینا تو اسکو ایک بار کرنے سے
 قسم پوری ہو جاوے گی اور اگر کسی شخص سے جاکم وقت قسم لے کہ ہکو مفید لوگوں اور
 ہر طرح کے لوگوں کی اطلاع کرتے رہو تو یہ قسم اس حاکم کی حکومت تک تفسیر ہوگی
 (یعنی بعد اسکے معزول ہو جائیکے اطلاع دینی لازم نہ ہوگی) قسم پوری ہوتی
 ہے یہ کرنے سے بدون مہربوب کہ بے قبول کرنے کے بخلات سے کئے بدون
 قبول مشتری کے (یعنی اگر قسم کہاں کہ اس چیز کو فلاں کو یہ کر دینا اور یہ
 اس شخص کو یہ کر دی گراؤ سنو قبول نہ کی تو وہ اب کی قسم سچی ہو گئی اور اگر
 بیخ کی قسم کہاں کیے بعد فروخت کی اور مشتری نے قبول نہ کی تو قسم سچی نہ ہوگی) اور اگر
 قسم کہاں کہ ریحان نہ سو نگہو ننگا تو گل گلاب اور چمیلی کے ہونگے نہ تو شیگی
 (اسکو کہ ریحان اس سبزہ خوشبو کا نام ہے جس میں تھنہ ہو کہ کھرا رہے پس اسکو
 گلاب کے پھول اور چمیلی کے پھول پر تہ بول سکیں گے) اور بقیہ اور گلاب اگر قسم میں
 نہ کرے تو اس شخص کو قبول کی پتی مراد ہوگی (نہ اور کے پیر کی شاخیں اور پتیان)
 اگر قسم کہاں کہ میں نکاح نہ کروں گا اور اسکا نکاح کسی اجنبی شخص نے کر دیا اور اس
 زبان سے اس شخص کے نکاح کو جائز کہا تو قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر (زبان سے کچھ نہ کہا
 بلکہ ایسا فعل کیا) جس شخص کی اجازت پائی جائے مثلاً اس عورت کا مہر عید یا
 تو (مہر تین قسم ہے تو شیگی اور گہر کا اعتبار ملک اور کرایہ سو ہو) (یعنی اگر قسم
 کہاں کہ اگر گہر میں نہ کہسو ننگا پہرا پتو فلاں کے گہر میں گیا یا پتو کرایہ کے مکان میں
 گیا تو قسم ٹوٹ جاوے گی) اور اگر قسم کہاں کہ میرے پاس مال نہیں حالانکہ اسکا مال

کسی مفلس کے ذمہ ہونا اور بندہ تو ان کے ذمہ تو اسکی قسم تو جلی

کتاب الحیوہ

پسین حدوں یعنی سزاؤں کا بیان ہے) حدودہ منراہی جو خدا تعالیٰ کے حقوق کے لئے واجب ہوتی ہے (پس جو سزا اس طرح کی ہو کہ اس میں بندہ کا حق ہو تو اسکو حد نہیں کہتے جیسے قصاص ہے) اور زنا اس صحبت کو کہتے جو ایسی شرکاء میں ہو کہ وہ ایک اور شہید ملک سے غالی ہو اور زنا ثابت ہونا ہی چار آدمیوں کی گواہی سے لفظ زنا کی ساتھ اور اگر لفظ وطی اور جماع سے گواہی دینگے تو ثابت ہوگا پس ان گواہوں سے حاکم شرع یوں پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کس طرح ہوا اور کہاں ہوا اور کب ہوا اور کس حدت سے زنا کیا پس اگر وہ گواہ سب باتیں بیان کر دیں اور یوں کہیں کہ ہم نے اس مرد کو اس صورت سے زنا کرتے ایسے دیکھا جیسو سرمہ والی میں سلامتی اور ان گواہوں کی حدالت بھی ظاہر ظہور اور خفیہ تحقیق کر لیا جو تو قاضی اس وقت حکم نہا کہ ہونیکا کرے اور زنا اس طرح بھی ثابت ہوتا ہی کہ جس سے زنا کیا ہو وہ چار مرتبہ اپنی مجلسوں میں اقرار زنا کا کری اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اس کے اقرار کو ماننے اور اس سے زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہ اور کیفیت وغیرہ) امور مذکورہ بالا پوچھے پس اگر وہ سب بیان کر دی تو اسکو منراہی اور اگر نہ اسے پیشتر اپنی اقرار سے منکر ہو یا عین زنا کے بیچ میں منکر ہو تو اسکو دوا کرے اور مستحب ہو کہ قاضی اسکو انکار کی وجہ ان لفظوں سے تعلیم کرے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا ماتہ لگا یا ہو گا یا شبہ سے صحبت کی ہوگی۔ پہر اگر زانی محض ہو تو اسکو ایک میدانیں سنگسار کر دی جائے تک کہ مر جاوے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین پہر حاکم پہر دوسرے لوگ اور اگر گواہ

سنسار کرنے سے انکار کریں تو خدا قانی ہو جی ہے اور اگر زانی خود مقرر ہو تو اسکو
 اول خاکم تہرہ پر ہر سوار اور لوگ۔ اور اگر زانی محسن ہو تو اسی حد بچھ ہو کہ آزاد ہو تو
 تلو کوڑے اور ملوک بہر تو تھوڑا اور کھدایا ہو کہ او کی چوٹی میں گزہ ہو اور خوش خوش
 مارین بہ بہت زور سے نہ بہت آہستہ اور سحر کے کڑے آدابین اور سوار اور چہرہ اور شکر
 کو بچا کر تمام بدتر الگ الگ گداؤں اور خدا مارے کیوقت امر کو کھرا کرین اور غیر خدا
 خدا مارین (غیر خدا دوسرے یا بچھ فراد ہو کہ زمین پر لٹا کر اور گھسیٹ کر تمارین یا بچھ کوڑا
 کو مار کر گھسیٹیں کہ زخم کر دے یا بچھ کوڑا مارے وقت ماتھے کو ستر زبہ گھسیٹیں
 یا بچھ یا سخت لڑے لگے) اور عورت کے کپڑے سوار اور سترین اور دوسری داری کے آداب
 با زین با ذرا دسکو حد پہلا کر مارین اور او اسکے سنسار کرنے کو ایک گزہ یا کھو دے
 نہ ہو دیکھ لے لے اور مالک اپنی غلام کو برون آدن یا دشاہ کے خدا خدا ہو تا اور محسن
 جو سنسار کر کے مین مشیر ہو وہ بچھ بھی کہ آقا اور خدا تعالیٰ اور باغ اور مسلمان ہو اور
 پہلے اس زمانہ سے نکاح بھیجے کسی عورت کے ساتھ بخت بھیجے ہوئے ہو کہ محال ہیں کہ
 مرد و عورت وہ دو صنعت محسن ہو سکی رکھے ہون (یعنی شکر و عورت آزاد اور عورت
 اور باغ اور مسلمان ہون اور نکاح بھیجے ہو یا بخت کرین) اور کوڑے ہو اور سنسار
 کرنا کہ کھدایا دین (یعنی دو نو ستر اندیشی چاہیں) اس طرح کھدایا دینے اور عورت
 کرنا بچا ہے ان اگر خاکم کسی مساحت کیوڑا اور عورت کو جلا وطن کر دے تو بدست خدا
 اور بہار اگر ستر سنسار کسی کی ثابت ہو تو سنگ ساز کیا جائے اور کوڑے لگا جائے
 جب تک کھدایا ہوئے اور سنگ ساز کر دے مین تو عورت و ماؤ و لڑائی اور ستر
 اور ستر است برابر مین اور کوڑا مارے مین غرض چہر کرنا جو نہ مار دے پس شکر

حالت میں عرض نہیں کوڑاؤں سے مراد اس کی نظر صحبت ضروری ہے اور حاملہ عورت کو کوڑوں کی حد نمازی جاویں جس تک کہ وہ بچہ جنم لے لیا پس سو غارغ نہوے +

باب اس صحبت کے بنائیں جس سے حد واجب ہوتی ہو اور جس سے واجب نہیں ہوتی۔ جن عورت سے صحبت کی ہو اگر اس میں شبہ حلال ہونے کا ہو گواؤں سے شخص کو ظن غالب اس کے حرام ہونے کا ہو تو اس کی صحبت سے حد نہیں آتی مثلاً اپنے بیٹے یا پوتے کی نوڈھی سے صحبت کرنی یا جو عورت کہ کنایہ کی طلاق کی عورت میں جو اس سے ہم بستری ہوتا (موجب حد نہیں آتا) کہ او نہیں شبہ حلال ہونیکا ہو گواؤں سے شخص گمان غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو اور نفس صحبت میں اگر شبہ حلیت کا ہو گواؤں سے مرد بھی اپنی گمان غالب میں حلال جانکر کر پکائب بھی حد واجب نہوگی مثلاً اگر کہ تین طلاقیں حد تین ہوں اس سے صحبت کرنی یا اپنی باپ کی نوڈھی سے یا بیوی کی نوڈھی سے یا اپنی آقا کی نوڈھی سے صحبت کرنی (کہ اس صحبت کو اگر اپنی گمان میں حلال جانتا ہو گواؤں سے لازم ناوگی اور اگر حرام جانتا ہو گواؤں سے لازم آوگی) اور کتبہ حضرت اہل ضرورت میں ثابت ہوگا (نہ دو سر میں) اور اگر اپنی بھائی اور چچا کی نوڈھی سے زنا کرے تو حد نماز بجاوگی گواؤں سے صحبت کو حلال خیال کرے اور یہی حال ہو اگر کوئی اپنی جنبی عورت اپنی بستر پر نہوے اور اس سے صحبت کرے لیکن اگر کوئی عورت بیگانہ اسکے پاس نہوے جاوے اور کہہ دیا جاوے کہ یہ تیری ذلہن ہو (اور وہ اس سے ہم بستری ہو) تو حد واجب نہوگی بلکہ اسکا فہرہ لینے اجرت صحبت کی دینی پڑگی نہ اور ان میں اولین میں بھی حد واجب نہیں ہوتی اول یہ کہ جو عورت فرد پر حرام تھی اور اس سے اتفاقاً نکاح ہو گیا (اور اس سے صحبت کی تو نکاح کے شبہ سے حد جاتی رہتی تھی) یا یہ

بابت صحبت کی

کہ اجنبی عورت سے پیشاب گناہ کے سوا اور جگہ میں صحبت کرے یا کسی سوا غلام کرے یا چارپا
 سے صحبت کرے یا دارالحرب میں جا کر سرکشوں کے یہاں پہنچ کر زنا کرے یا دارالحرب
 میں رہنے والا ذمی عورت سے زنا کرے تو مرد پر حد نہ ہوگی (مگر عورت پر جذباری کرنی چاہیے)
 یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغ مسلمان عاقل سے زنا کرے اور اگر اسکا اثا ہر (یعنی کسی فرد
 کسی لڑکی یا دیوانہ عورت سے زنا کرے) تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کرانہ کی عورت
 سے کرے (یعنی اگر زنا کے لیے کسی عورت کی خرچی منفرد کرے تو حد واجب نہیں ہوتی)
 یا زنا زبردستی کرے (یعنی کیسے زور سے اس حرکت کا مرتکب ہو تو حد لازم نہ ہوگی) یا زنا
 کا افراد کرے اور طرفہ فانی اسکا انکار کرے (تو اس سے بھی حد جاتی رہتی ہے) اور جو شخص
 کسی نوٹھی سے زنا کرے اور وہ اس فعل سے مرعوب ہو تو اس پر حد بھی واجب ہوگی اور
 اس نوٹھی کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی پڑے گی۔ اور بادشاہ سے قطعاً من کا اور
 مالوں کا مواخذہ کیا جاوے مردوں کا مواخذہ نہ کیا جائے (یعنی بندگان کے حقوق کا
 مواخذہ اس سے کرین اللہ تعالیٰ کے حقوق کا ٹکریں)

باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پہر جاریہ کے بیان میں:۔ گواہوں نے ایک
 پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی سوا یہ پھان زنا کے تو اس شخص پر حد لگائی
 جاوے گی اور اگر گواہی چوری کی ہوگی تو اس شخص سے تاوان اسباب سے روٹہ کا لیا جاوے گا
 (مگر اتھ نہ کاٹا جاوے گا) اور اگر گواہ ثابت کر دین کہ اس نے ایک غائب عورت
 سے زنا کیا ہے (یعنی عورت موجود تھی) تو اس پر مرد پر حد ماضی جاوے گی خلاف چوری کے
 (کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چورانیکاً شہوت کرے تو اتھ کا ٹھیل لازم نہ ہوگا) اور اگر
 مرد زنا کا اقرار ایک عورت سے نہ معلوم کرے تو اس کو حد ماضی جاوے گی اور اگر گواہوں نے

نسخہ زنا اور حد
 بیان کیا

استیجاریت نامعلوم سوزا گیا ہو تو حد نہ لگائی جاوے جیسی صورتیں کہ گواہان مذکور
 کی خواہش اور مجبوری میں اختلاف کریں مثلاً دو کہیں کہ وہ راضی تھو (اور وہ کہیں کہ
 اس سوز بردستی کیا) یا (جس شہر میں زنا ہوا اسکے نام) میں اختلاف کریں اگرچہ
 ہر دہائی کے فصل پر چار گواہ ہوں (لیکن حد ساقط ہو جاوے گی) اور اگر گواہ کو شہر ہی کے
 گوشوں میں اختلاف کریں تو صورتیں مرد و عورت دونوں کو حد لگائی جاوے اور اگر گواہان
 نے ایک عورت کی زنا پر شہادت دی حالانکہ وہ باکرہ ہو (یعنی مرد کے ساتھ ہم بستری نہ
 ہوئی) یا گواہ بدکار میں یا گواہی دیوں کہ چار گواہوں مقبولے اس شخص پر زنا کی گواہی
 دی ہو گو وہ اصل گواہ بھی بعد کہ اس نے زنا پر گواہی دیں تو صورتیں کسی پر حد جاری
 نہو گی (نہ جس پر گواہی دی اور نہ گواہوں پر) اور اگر گواہ اندھے ہوں یا کسی کی گالی کے
 بہتان میں حد او کو لگ چکی ہو یا چار کی جگہ تین گواہ ہوں تو ان صورتوں میں گواہوں
 پر حد لگے گی نہ اس شخص پر جس پر گواہوں نے گواہی دی ہو۔ اور اگر کسی شخص کو گواہوں
 کی گواہی سے حد ماری گئی بعد کو معلوم ہو کہ ایک گواہ غلام نہ یا حیوان کی علت میں
 سزا پا چکا ہو تو چاروں پر حد لگائی کے بہتان کی جاری ہوئی چاہتے اور اس اول
 مرد کو جو ان کے سبب ہو حد لگی اور زخم پا چوٹ پونہی اسکا تو ان گواہوں پر لازم نہ آوے
 اور اگر ان کی گواہی سے دہنگسار ہو گیا ہو گا تو اسکا خون بہا و ارثوں کو میتہ الحال سمجھو یا چار گواہ
 اور اگر بعد اس کے رجم کے ایک گواہ پہر گیا تو اسکو سزا لگائی دینو کی وجہ دی جائے گی
 خون بہا کا ماوان لیا جاوے گا اس کے سنگسار ہونے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پہر گیا تو
 چار و نہ کو حد لگی اور رجم ثابت نہو گا اور اگر پانچ گواہوں میں سے ایک پہر جاوے گا تو اس پر
 گالی کی سزا لازم نہو گی لیکن اگر دہسرا در گواہ پہر گیا تو اسوقت دونوں کو حد ماری جاوے گی

اور وہ نو کو ہلکے چوتھائی خونیہا دینا پڑ گیا اور وہ بے سنگسار کھی ہوئی شخص کی غریبی کو پہچانی
 پڑ گئی اگر مجھے معلوم ہو کہ گواہ غلام میں (غریبی اس شخص کو کہتے ہیں جو گواہوں کا حال
 ٹھیک بتاتا ہے کہ مجھ عادل قابل شہادت ہو یا نہیں) جیسے اس وقت میں کہ اس شخص کو
 کوئی جان سوار ڈالے اور ہر گولہ ہونکا حال ایسا ہی کہے (یعنی ایک شخص پر جرم ٹھہر
 ہوا دوسرے نے جرم کی جگہ اسکو غوار سے مار ڈالا پھر ظاہر ہوا کہ گواہ غلام میں تو مصدق
 میں دوسرا شخص اول شخص کے خونہا کا منام ہو گا) اور اگر وہ شخص جیسے جرم کا حکم ہو گا
 سنگسار کیا جاوے اور گواہ غلام ٹھہرے تو اسکا خونہا بیت المال میں ہو گا۔ اور اگر گواہ
 کے گواہ گواہی میں مجھ لفظ کہیں کہ ہنسنے جان بوجھ کر زانی اور زانیہ کی طرف دیکھا تو اسکی
 شہادت قبول کی جاوے (یعنی قصداً دیکھنے کے جرم میں شہادت رد کرنی چاہیو اور اگر
 شخص پر گواہی زانی کی گندی ہو اگر وہ اپنی محسن نے سو نکار کر دی پھر اس کے محسن نے
 پر اکیس رواد و د عورین گواہی دین یا اسکی جوسی کے اس سے کچھ پیدا ہو تو اس پر جرم کیا جاوے
 (اسکو کہ منکوہ سے جیسا اسکو بچھہ ہوا تو اسکا محسن ہونا ثابت ہو گیا)

اور اگر گواہی زانی کی گندی ہو اگر وہ اپنی محسن نے سو نکار کر دی پھر اس کے محسن نے
 پر اکیس رواد و د عورین گواہی دین یا اسکی جوسی کے اس سے کچھ پیدا ہو تو اس پر جرم کیا جاوے

باسب شراب پینے کی حد کے یا نہیں۔ جس شخص نے کہ شراب پی اور ایسی طرح گرفتار
 ہوا کہ شراب کی موجودگی و خود مست ہو اگر چہ بلیغ کے پینے سے ہوا ہو اور وہ مرد
 اور پھر شراب پینے کی گواہی دین یا وہ خود ایک بار اقرار کرے تو اسکو حد لگائی جاوے

اگر مجھے معلوم ہو کہ اسکو اپنی خواہش سے پی ہو اور حد حالت ہوش میں یا رین (بہوشی
 میں نہارین) اور اگر وہ خود بعد بے کے جاتے رہنے کے اقرار کرے یا وہ گواہ
 (شراب پینے پر) بعد بے کے جانے کے گواہی دین نہ دوزی فاحصلہ کی جہت سے
 (یعنی اگر فاحصلہ کی دوزی کی جہت سے ہو جاتی رہی ہو تو اس سے حد نہ لگائی جائے)

کا یا مانوں کا یا اپنی مان کے غاوت کا مثلاً ہے) تو (ان محدود تین صدم لازم نہیں آتی۔
 اور اگر کسی کو کہا کہ اسی چہال کے جنو اور اسکی مان مرگئی ہو اور وہ یا اسکا باپ یا بیٹا
 خواہ سنگار ستر کے ہوں تو حد لگائی جا دیگی۔ اور اگر باپ یا آقا اپنی لڑکے یا غلام کی
 مان کو نہت زنا کی گالی دین تو لڑکا اور غلام خواہ سنگار انکی ستر کے ہوں اور حد
 قذف کی اس شخص کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہے جسکو گالی دی ہو لیکن اگر مجرم کہو کہ میں
 اپنی قول سے رجوع کیا اور جھوٹ گالی دی تھی یا جھوٹ گالی دی وہ کہو کہ میں نے مجرم کو
 معاف کیا تو حد باطل نہو گی۔ اور اگر کسی کو کہو کہ زنت فی الزیچ (تو نے پیار میں کیا)
 اور مردی پیار پر چڑھنے کی تو حد مارا جاو (یعنی زنا ہمزہ کے ساتھ چڑھنے کے
 معنی نہیں آتا) اگر اسکا قرینہ یہ تھا کہ اس کے بعد طے ہوتا جب اسے سنی فی کہا تو حد
 ہو کہ چڑھنے کے معنی نہیں ہو بلکہ زنا کے معنی ہو اسلیو حد واجب ہو تھی) اور اگر
 کسی کو کہو کہ اسی زانی اور دوسرے نے اسکو جواب میں کہا کہ تو زانی ہے تو وہ تو کو حد مردی
 جاوے اور اگر اپنی مشکوہ سے کہو کہ اسی زانیہ اور وہ جواب میں کہو کہ زانی تو ہے تو حد
 پر حد لگائی جاوے اور لعان واجب نہیں ہے اور اگر عورت یوں جواب دے کہ میں نے زنا
 نہ کیا ہے تو حد (اور لعان) دونوں باطل ہو جاوے اور اگر پہلے اپنی بیٹی کا اقرار کیا ہو
 کہا کہ میرا نہیں تو لعان کرے اور اگر اول کہو کہ میرا نہیں پھر اقرار کرے تو ہر صورت میں
 اس پر حد لگائی جاوے اور وہ تو حد و عور تو نہیں بیٹا اوسیکا ہو گا اور اگر عورت سے یوں کہو
 کہ یہ لڑکا نہ میرا جو نہ تیرا تو حد اور لعان دونوں باطل ہونگے۔ اور اگر زنا کی گالی کسی
 عورت کو دی جسکے بچہ کا باپ معلوم نہ ہو یا جو اپنی بچہ کے باپ میں لعان کر چکی ہو یا
 ایسی مرد کو زنا کی گالی دی جسکو نوٹہ سی غیر ملوک سے صحبت کی ہو (مثلاً اپنی مان یا بہن یا

سات بیویاں
 کے ساتھ
 رہا ہے

بجائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو یا گالی دے یا مسلمان کو جس حالت کفر میں زندہ کیا
 ہو یا گالی دے یا مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوے کہ اسکی کنایت کا حوض ہو سکے تو
 ان سب صورتوں میں گالی دینے والے پر حد ہمارے جاوے گی اور جس شخص نے کہ آتش
 پرست لونڈی سے صحبت کی ہو یا حائضہ عورت یا مکاتب لونڈی سے یا کسی مسلمان نے
 حالت کفر میں اپنی ماں سے نکاح کیا ہو تو اسے خصوصاً اگر کوئی زنا کی گالی دے تو اس پر
 مار یا جادو لگی اور شتم نامن اگر مسلمان کو گالی دے تو اس پر حد لگائی جاوے گی (مستاس اس کا فر
 کو کہتے ہیں کہ دار الحرب سے دار الاسلام میں امن لیکر آئے ہوں اور جس شخص نے چند مرتبہ
 گالی دی اور چند مرتبہ زنا کیا اور شراب پی اور حد لگایا گیا تو یہ حد اسکی کل افعال
 کی ہو جاوے گی) (اسلئے کہ حد نہیں داخل ہو جا یا کرتا) **فصل تہذیب** (یعنی تادیب اور
 توبیخ) کے بیان میں (تہذیب وہ سزا ہے جو حد سے کم ہو اسکی مقدار میں نہیں حاکم کی
 رائے پر منحصر ہے) اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے
 کوئی کلمہ آویں یا سق او کا فر یا حبش آویں چر آویں بدکار آویں منافق (یعنی ظاہر کو مسلمان
 آویں کو نہ سے باز آویں سو د خوار آویں شراب پیو والے آویں دیوث) (یعنی بغیرت کہ اپنی
 گہروانی پر زنا کا رد آوار ہو) آویں چیرے آویں حیانت کر نبوائے آویں محبہ کے جنو آویں بدین
 او قلت بان یعنی کشتی آویں چور دن اور زنا کار دن کے مخالف آویں اور خرافہ آویں تو ان سب
 صورتوں میں تہذیب کیا جاوے گا (اور اگر مسلمان کو کہو کہ) آدے آگے ہو اور پہاڑی بکرے
 آویں اور بیل آویں یا آویں بغیرت کہیں آویں زنا کی فردوری یعنی والے آویں اولد الحرام آویں
 عیار فریبی آویں سرنگون آویں وہی آویں مسخری آویں ٹھٹھو باز آویں بغیرت آویں وہی سب دیکھو
 یعنی شیطان آویں قوت تو ان صورتوں میں تہذیب لازم نہوگی اور تہذیب کی مقدار زیادہ

یہ حد ہمارے جاوے گی
 اگر کوئی مسلمان کو گالی دے
 یا مسلمان کو جس حالت کفر میں زندہ کیا
 ہو یا گالی دے یا مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوے
 کہ اسکی کنایت کا حوض ہو سکے تو ان سب صورتوں میں
 گالی دینے والے پر حد ہمارے جاوے گی اور جس شخص نے کہ
 آتش پرست لونڈی سے صحبت کی ہو یا حائضہ عورت یا
 مکاتب لونڈی سے یا کسی مسلمان نے حالت کفر میں
 اپنی ماں سے نکاح کیا ہو تو اس پر حد لگائی جاوے گی
 اور شتم نامن اگر مسلمان کو گالی دے تو اس پر حد
 لگائی جاوے گی (مستاس اس کا فر کو کہتے ہیں کہ دار الحرب
 سے دار الاسلام میں امن لیکر آئے ہوں اور جس شخص نے
 چند مرتبہ گالی دی اور چند مرتبہ زنا کیا اور شراب پی
 اور حد لگایا گیا تو یہ حد اسکی کل افعال کی ہو جاوے گی
 (اسلئے کہ حد نہیں داخل ہو جا یا کرتا) **فصل تہذیب**
 (یعنی تادیب اور توبیخ) کے بیان میں (تہذیب وہ سزا ہے
 جو حد سے کم ہو اسکی مقدار میں نہیں حاکم کی رائے پر
 منحصر ہے) اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دے
 یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی کلمہ آویں یا سق او کا فر
 یا حبش آویں چر آویں بدکار آویں منافق (یعنی ظاہر کو
 مسلمان آویں کو نہ سے باز آویں سو د خوار آویں شراب پیو
 والے آویں دیوث) (یعنی بغیرت کہ اپنی گہروانی پر زنا کا
 رد آوار ہو) آویں چیرے آویں حیانت کر نبوائے آویں محبہ
 کے جنو آویں بدین او قلت بان یعنی کشتی آویں چور دن
 اور زنا کار دن کے مخالف آویں اور خرافہ آویں تو ان سب
 صورتوں میں تہذیب کیا جاوے گا (اور اگر مسلمان کو کہو کہ)
 آدے آگے ہو اور پہاڑی بکرے آویں اور بیل آویں یا آویں
 بغیرت کہیں آویں زنا کی فردوری یعنی والے آویں اولد
 الحرام آویں عیار فریبی آویں سرنگون آویں وہی آویں مسخری
 آویں ٹھٹھو باز آویں بغیرت آویں وہی سب دیکھو یعنی
 شیطان آویں قوت تو ان صورتوں میں تہذیب لازم نہوگی
 اور تہذیب کی مقدار زیادہ

زیادہ ۳۹ کوڑے ہیں (اسکو کہ ہم کوڑی حد غلام کے لٹی ہو اس سے ایک کم تعزیر ہوگی)
 اور کم سے کم تین کوڑی اور جائز ہو مجرم کا قید کرنا بعد تعزیر کے۔ اور سخت تر مار تعزیر
 کی ہے پہر زنا کی حد میں پہر شراب پینی کی حد میں پہر گالی کی حد میں (یعنی تعزیر میں
 خوب سخت ہاتھ لگادین اور اور وہ نہیں بتدریج نرم ہاتھ پڑے) اور جس شخص پر حد
 با تعزیر ہو اور وہ مر جاوے تو اسکا خون معاف ہو (یعنی خونہا بیت المال سے یا بیرون
 بخلاف شوہر کے جو اپنی منکوہہ کو سنگسار چھوڑنے پر خواہ محبت کے لٹی اپنا کہنا مانع ہو
 خواہ نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نہ کرنے پر یا گھر سے نکل جانے پر تعزیر دے
 (اور عورت مر جاوے تو شوہر پر خونہا لازم ہو دیگا) +

کتاب السرقة

اس میں چوری کا بیان ہے۔ چوری اسکو کہتے ہیں کہ عاقل بالغ شخص کسی مال جو اس
 درم یا زیادہ قیمت کا ہو اور محفوظ جگہ میں خواہ گنجبان کے تحت میں ہو پوشیدہ
 پس اگر وہ اسکی لینے کا سیطرہ چرکیا بار اقرار کرے یا دو مرد اسکی چوری پر گواہی دیں
 تو اسکا ہاتھ کاٹا جاوے اور اگر بہت لوگوں نے مال چرایا اور مال کی جگہ سے انہیں خبر
 بعض ہی اٹھالائی ہوں گراؤ میں سے جسے ہر ایک کو دس درم سے کم غلام ہو تو سب کا
 کاٹا جاوے گا۔ اور اگر کسی اور گھاس اور نرگل اور چھلی اور چرند اور سنگار اور ہرنال
 اور گیرد اور چونا اور ترمیوہ اگر چہ درخت پر ہو اور دود و آدر گوشت اور کہستی جو
 کٹی نہ ہو اور نشہ آور چیزیں اور مقبور اور قرآن شریف گو سونا لگا ہو اور مسجد و دروازہ
 اور سونے کے ترسول اور شطرنج اور زردین اور آزاد لڑکا اگر چہ زیور بینی ہو اور
 بالغ غلام اور دفتر دہلی چوری میں ہاتھ نہ لگایا جائے الا اگر نابالغ غلام

ترجمہ

اور حساب کا دفتر چڑادی تو ماتھہ کاٹا جا دی اور گئے اور چیتے اور دفن آورڈ ہول
 اور سارنگی اور آلات سرود کے چرانے سے اور خیانت کرنے اور لوٹ لینے اور
 اچک لیجانے اور کفن چرانے اور عام کے مال چرانے (مثلاً بیت المال میں سے
 چوری کر لے) اور اُس مال میں سے جو چور میں اور دوسری شخص میں مشترک ہو اور
 بقدر اپنے فرض کے قرضدار کے مال میں سے چور لینے اور ایسی چیز کے چورانے سے
 جس میں پہلے اسکا ماتھہ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ خیر بدستور ہو کچھ بدلی نہ ہو ماتھہ نہ
 کاٹا جاوے گا (اور اگر سال کی لکڑی یا نیزہ کی چڑیا یا بنوس یا صندل یا سبز گینے اور
 یا قوت اور مرد اور موتی اور برتن اور دروازے جو لکڑی کے ہوں چورادی تو ماتھہ
 چور کا کاٹا جاوے گا **فصل محفوظ جگہ کے یا نہیں**۔ جو شخص اپنی قریب محرم کا مال
 چورادی اور قرابت دودہ کی راہ سے نہ ہو یا اپنی منکوحہ کا مال یا عورت اپنی شوہر کا مال
 یا غلام اپنی مالک کا مال خواہ مالک کی بیٹی کا مال خواہ مالک کے شوہر کا مال یا اپنی مکان
 کا مال یا اپنے داماد اور خسر کا مال یا مال غنیمت (یعنی لوٹ کا مال جو کافرون سے لایا ہو)
 یا حمام میں کا مال خواہ ایسی گہر میں کا جس میں گہنہ کی اجازت ہو چورادی تو ماتھہ کاٹا
 سناوے گا۔ اور اگر کوئی شخص مسجد میں سے کچھ اسباب چورادی اور مالک اسباب کا اسباب
 پاس ہو تو ماتھہ کاٹا جاوے گا۔ اور اگر کوئی مہمان مہربان کی چیز چورادی یا کوئی چیز چور
 کر اسکو گہر سے باہر نہ لیجاوے تو ماتھہ نہ کاٹا جاوے۔ اور اگر چوری کی چیز کو حجرہ سے
 نکال کر گہر کے صحن میں لاوے یا جو شخص حجرہ والوں میں سے ہو وہ ایک حجرہ کو لوٹ لے
 یا گہر کی دیوار میں سوراخ کر کے اندر گھسے اور کسی چیز کو سوراخ میں سوراخ میں ڈال دے
 پھر نکال کر اسکو اوٹھالے یا کسی چیز کو گدھ پر لا کر اسکو ماتھہ کاٹا اور اسباب اس طرح

یعنی اس میں سے
 کچھ مال چور
 کر لے

فصل

باہر نکال لادی تو ان سب صورتوں میں ماتھے کا جادو اور اگر گہر کے باہر سے چیز دوسرے
 کو دیدی یا گہر میں صرف ماتھے والے سبب کے لئے یا کیسے جو آئین کے باہر جاکاٹ
 لے یا اونٹوں کی قطار میں سے ایک اونٹ یا اسکا بوجھ چرائے تو ماتھے کا جادو لگا اور
 اگر اونٹ کے تالیف کو چکر آؤ میں سے اسباب کے یا اسباب کے تالیف کو ایسی طرح لے کر
 اسکا مالک اسکی چوکسی کرتا ہے خواہ اوپر سوتا ہی یا ماتھے مستحق میں خواہ کسی جیند
 و آئین میں ڈال کر اسلے تو ماتھے کا جادو لگا فصل ماتھے کاٹنے کی کیفیت اور اسکے
 ثابت رکھنے کے بیان میں۔ چور کا دانا ماتھے پونچے سے کاٹ کر (خون بند ہونیکے لئے)
 داغ دیا جاکو اور اگر دوبارہ چوری کرے تو بایان پانو کا جادو اور اگر تیسری
 دفعہ چور ہو تو فید کیا جاکو اور تغیر دیا جاکو تاکہ چوری سے توبہ کرے مگر ماتھے کا جادو
 اور اس طرح اس شخص کا حال ہو جو چوری کرے حالانکہ اس کا بایان انگوٹھا ماتھے کا
 کٹا ہوا لٹکا ہوا ہو یا دوا انگلیاں بائیں ماتھے کی سوار انگوٹھ کے کٹے ہوئی
 یا بیکار ہوں یا دانا پانو کٹا ہوا ہو کہ ان سب صورتوں میں اسکا ماتھے کا جادو لگا
 اور جس شخص کے دانتے ماتھے کٹنے کا حکم ہوا ہو اگر کاٹنے والا اسکا بایان ماتھے کاٹ
 ڈالے تو کچھ دیت (یعنی خونہا) اسکو دینی نہ آدگی اور ماتھے کاٹنے میں شرط ہو
 جسکے پاس سے مال چوری کیا ہو وہ درخواست کرے اگرچہ وہ شخص دوسری کالانت دے
 ہو یا زبردستی کسی کا مال چھین لیا ہو یا سود لینے والا ہو کہ مال بطریق سود دوسری
 لیا ہو اور جس صورت میں کہ مال انہیں لوگوں کے پاس سے چوری جادو اور مال کا اصل
 مالک درخواست چور کے ماتھے کاٹنے کی کرے تب بھی ماتھے کاٹنا چاہیے اور اگر
 ایک چور نے مال چرایا اور چوری کے عوض اسکا ماتھے کٹا بعد اسکو وہ مال کسی

دوسری نے پڑا لیا تو اب اول چرخہ خواہ اصل مالک اگر ماتھے کاٹنے کی درخواست کرینگے تو دوسری کا ماتہ نہ کاٹا جاوے گا اور جو شخص کہ کوئی چیز خراجہ دے اور ہنر مالک نے اس پر نالش نہیں کی کہ اس کی چیز نہ کر کہ مالک کے حوالہ کر دے یا قاضی نے حکم ماتھہ کاٹنے کا کسی چور ہی میں کر دیا تھا بعد حکم کے وہ چیز چور کی ملک میں آگئی یا چور خود مدعی ہوا کہ یہ میری ملک ہے یا چور ہی کے بعد اس چیز کی قیمت دس دھم سے کم ہوگئی تو ان سب صورتوں میں ماتھہ نہ کاٹا جاوے گا۔ اور اگر دو چور دن سے ایک چیز کے خود چور یا اقرار کیا پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ میرا مال ہے تو ان میں سے کسی کا ماتھہ نہ کاٹو گا اور اگر دو آدمی ایک چیز خراجہ دے اور ایک ان میں سے غائب یعنی روپوش ہو جاوے اور گواہی دے کہ وہ چور کا ثابت ہو تو موجود چور کا ماتھہ نہ کاٹے گا۔ اور اگر کوئی غلام چور کا اقرار کرے تو اس کا ماتھہ نہ کاٹو گا اور مال اس شخص کو دلایا جاوے گا جس کے پاس سوا خراجہ پڑا یا تھا۔ اور ماتھہ کا کاٹنا اور مال کا تاوان ایک ساتھ نہیں ہوتے (یعنی پہلے ہونا چاہیے کہ ماتھہ بھی چور کا کٹیو اور اس سے مال کی قیمت بھی ذلای جاوے لیکن اگر مال مشفقہ اس کے پاس موجود ہو تو مالک کو دلایا جاوے گا اور اگر کچھ چوروں کے عرفین اس کا ماتھہ کاٹا جاوے تو اور مال کہ اس کی چور اس سے ہو گئے ان کا تاوان نہ دینا پڑے گا۔ اور اگر کچھ ہی کو چور اگر کچھ ہی میں چیرہ پاڑ ڈالا پھر باہر نکالا تو ماتھہ نہ کاٹے گا۔ اور اگر کبھی کو چور اگر اوسے جگہ ذبح کر کے باہر نکالا تو نہ کاٹے گا اور اگر چاند ہی سونا چور کر اوسے کے نزدیکی نہ لے تو ماتھہ نہ کاٹو گا اور روپیہ اشرفی مالک کو دے جاوے گا۔ اور اگر کچھ سے کو چور اگر شرخ رنگا اور ماتھہ کاٹا گیا تو نہ کچھ مالک کو دے نہ اس کی قیمت اور اگر سیاہ رنگ تو کچھ پھیر دے۔

تو ان سب سے تو فیض حاصل لازم ہوگی وارش کو اختیار ہو چاہے مقتول ہو یا نہ ہو
لے چاہی مسافر کرے۔ اور جو شخص شہر میں کئی مرتبہ چلا گھومتا کرے کہ اگر کوئی
انکے عوض میں ارٹا لٹا جائے۔

کتاب التبیان

اس میں جہاد کے طریق اور سفر کا ذکر ہے (سیر میں کے کمر و ادب اور معوض سے سیرت کی
جمع ہو اور اسکے معنی طریق جہاد کے ہیں) جہاد (یعنی کافروں سے زمین کے کفر
ابتدا میں فرض کیا ہے) یعنی مسلمان کو چاہیے کہ شروع لڑائی کا انداز کریں اور اگر
کا فر کسی شہر پر چڑھ آویں تو ہر شخص پر لڑنا فرض ہے جو جانا ہی اور معنی فرض کیا ہے جسے جہاد
کہ اگر اس (کام) کو کچھ لوگ کریں تو سب کے ذمہ ہو اور جانا ہی اور اگر کوئی کفر سے لڑے گا سب
ہو دیں۔ اور جہاد لڑنے کے اور عورت اور غلام اور اہل بیت اور اہل بیت و ان کے ہاں لڑنا
واجب نہیں۔ اور فرض عین ہی بشرطیکہ دشمن چڑھ آویں پس ہر عورت و بچہ و اہل بیت
اپنی شوہر کے اور غلام بے دن اجازت مالک کے جہاد کو کھلے اور جہاد پر فروری کا
مقرر کرنا کہ وہ ہی بشرطیکہ بیت المال میں مال پایا جاوے ورنہ مکروہ نہیں (کہ اولاد کو
سویکے جہاد کرنا تو مکروہ دین) پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافروں کو محاصرہ کریں تو اول
ان سے مسلمان ہو جائیں گی درخواست کریں اگر وہ مسلمان ہو نا مان لیں تو بہتر ہے (کہ مطلب
حاصل ہو گیا) اگر نہ مانیں تو ان سے جزیرہ طلب کریں اگر جزیرہ نہ پاتا بول کریں تو ان کو دھوکہ
جو ہمارے لئے ہے (یعنی انکی جان اور مال کو محفوظ رکھنا چاہیے) اور اوپر وہ ہی جو صبر
(یعنی معاملات میں انکے احکام مثل مسلمانوں کے ہیں) اور جس کی سبب کہ دعوت اسلام
نے پہنچی ہو اس کے ساتھ ہم نہ لڑیں گے (یعنی اگر ان سے مسلمان ہو نہ تو کھانا گیا ہو تو

جہاد کے معنی ہیں کفر سے زمین کی
تعمیر و اصلاح
اور جہاد کے معنی ہیں کفر سے
زمین کی تعمیر و اصلاح
اور جہاد کے معنی ہیں کفر سے
زمین کی تعمیر و اصلاح

وقت لڑنا نہ چاہتے، اور اگر پہلے دعوت اسلام پہنچ چکی ہو تو مستحب ہے کہ لڑائی کے
 شروع میں پہلے ان کو مسلمان ہو نیکو کہہ با جاوے۔ پھر اگر جزیرہ دینا یہی قبول نہ کریں
 تو اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کر کے ان کو لڑنے کے اُطرح کہ آلات لڑائی کے سب
 کام میں لادینگے اور کافروں کو جلاوینگے اور ڈبو دینگے اور ان کے درخت کاٹ دیں
 گے اور کھیتیاں آجاڑ دینگے اور تیر و بجی بہرہ رکریں گے اگر یہ وہ بعض مسلمانوں کو
 اپنی سپردالین اور ہم تیر و غیرہ مارنے میں کافروں کی نیت کرینگے نہ مسلمانوں کی (یعنی
 اگر کافر مسلمان کو اپنی سپردالین اور اس کی آڑ میں کھڑا ہو اور اس کو مارنے کی ضرورت
 ہو تو صرف کافر کی نیت سے تیر و غیرہ مارنا چاہیے گو مسلمان بھی زخمی ہو یا مارنا چاہو) یہی
 اور مسلمانوں کو منع ہے کہ قرآن اور عورت کو لسیو لشکر میں بہراہ لیں جس میں جمعیت تہرہ
 ہو اور شکست کا خوف لگا ہو اور نیز منع ہے کہ دغا کرین یا عہد کے خلاف کرین یا مال
 فضیلت میں خیانت کرین یا کسی کے ناک کان کاٹیں یا عورت اور بقیل و نابالغ کو مارین
 یا بوڑھے و فرطوت اور اندھے اور اباجم کو قتل کرین یا جس سے تعین کہ ایسا شخص لڑائی میں
 راضی دیتا ہو یا بادشاہ ہو تو اس کو مار ڈالنا چاہتے اور منع ہے کہ (مسلمان لڑکا اپنے
 باپ مشرک کو قتل کرے بلکہ لڑکے کو اس کے مار ڈالنے سے انکار کرنا چاہیو تاکہ دوسرا
 شخص اس کو مار ڈالے۔ اور بچہ اختیار ہے کہ اُن سے کچھ مال لیکر خواہ دیگر صلح کر لیں
 اگر صلح کرنا مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو اور صلح کو توڑ دینا لیں اگر توڑنا اچھا ہو اور اگر
 کافروں کا بادشاہ خیانت کرے تو بدوین صلح توڑ دے اُن سے لڑیں اور مرد و ن سے
 بدوین مال کے لڑیں پس اگر مرد و ن سے مال لے لیا جاوے یا بدوین کے مال کا لینا درست
 نہیں تاہم اُس مال کو انکو واپس نہ دیا جاوے۔ اور کافروں کے اہلہ مسلمان ہتھیار نہ لیں

اور جس کا فرکو کوئی مسلمان مرد یا عورت پناہ دے اسکو قتل کرین یا ان اگر اسکا پناہ دینا برا
 ہو تو اس کو تھوڑا لین اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر یا غلام جسکو زینیا حکم نہیں
 تھا کسی کا فرکو پناہ دے تو اسکا پناہ دینا باطل ہے ۴

باسب جو مال غنیمت کہ کافرون سے ہاتھ لگے اس کے اور اسکی تقسیم کے یا غنیمت مسلمانوں
 کا بادشاہ جس شہر کو غلبہ اور زبردستی سے فتح کرے اسکو مسلمانوں میں بانٹ دے یا اس
 کے باشندوں کو اس پر مقرر کرے اور ان خود پر جزیہ اور انکی زمینوں پر غلج ٹھہراوے
 اور قیدیوں کو اختیار ہے چاہے اسکو چاہے غلام بنائے چاہے آزاد چھوڑ دے
 کہ مسلمانوں کو جزیہ دیا کرین لیکن بھیہ حکم ان لوگوں میں ہے کہ مرتد ہوں اور نہ عرب کے
 شرک کرنے والے اور حرام ہے قیدیوں سے نفیہ لیکر دارالحرب کو واپس بھیجا اور مفت
 اور پراسان رکھ کر راکر دینا اور نیز حرام ہے مویشی کی کوچیں کاٹنی جس صورت میں کہ
 انکا دارالاسلام میں لانا مشکل ہو بلکہ فزع کر کے انکو جلا دیا جاوے (تاکہ کافر فائدہ اُن سے
 نہ اٹھائیں) اور کافرون کے ملک میں مال غنیمت کو بانٹنا حرام ہے مگر سپرد کرنے کے طور پر حرام
 نہیں (یعنی اگر لشکر والوں کو مال اسلحہ بانٹ دیں کہ اس کے پاس امانت رہے دارالاسلام
 میں داخل ہو کر بہر قسمت کجا دیگی تو جائز ہے) اور حرام ہے مال غنیمت کو تقسیم سے پیشتر
 فروخت کرنا اور جو مد کہ مسلمانوں کو پہنچو وہ مال غنیمت میں انکی شریک ہوگی اگرچہ وہ
 کے لوگوں کو کافرون سے لڑنے کا اتفاق نہ ہو مگر بازار شخصی شخص اور جو کہ دارالحرب میں مرجا
 وہ شریک نہ ہوگا اور اگر دارالحرب کے محاصرہ کے بعد دارالاسلام میں مرجا تو حصہ اس سے وہ
 کا اسکو وارثوں کو دیا جاوے گا۔ اور بائز مسلمانوں کو کہ مال غنیمت میں سے ان شیا کو تقسیم
 سے پیشتر اپنی کام میں لائیں گہاٹن اور کہانے کی چیز اور کڑیاں جلانے کی اور اختیار اور

مسلمین

غنیہ

تہذیب

۷۷

مسلمین

غنیہ

تہذیب

نیکو کار بنانا جائز نہیں اور جیب دار اور سب و تکلیف تو اور کم کام میں تلامذہ میں جگہ بہ جگہ
 اپنے پاس بچے ہوں اور کم مال غنیمت میں دلہن دین۔ اور جو شخص کہ کافر دشمن سے
 مسلمان ہو جاوے گا اسکی جان قتل ہو اور اگر کافر سے ہو گیا اور جو مال دے سکے پاس ہو گا یا کسی
 مسلمان کے پاس خواہ ذمی کے پاس امانت ہو گا وہ غنیمت ہو جانے سے محفوظ رہے گا
 لیکن اس کے مسلمان ہونے سے اسکا ہزار گنا اور اسکی عورت اور حمل اور زمین اور
 غلام جنگی محفوظ ہو جاوے گا فصل غنیمت کی قسمت کر کے یا نہیں۔ پیادہ کے لئے
 ایک حصہ ہو اور سوار کے لئے دو حصے اگرچہ اس کے پاس دو گھوڑے ہوں اور بزرگ یا بچہ
 مثل بازی بچہ دو گھوڑے کے ہو اور اونٹ اور خچر کی مانند نہیں (یعنی اونٹ اور خچر
 گیارہ حصے کچھ حصہ نہیں) اور سوار اور پیادہ ہونے میں اسوقت کا اعتبار ہو کہ جیسے
 دارالاسلام کی حد سے آگے بڑھیں (پس اسوقت جیسا کہ نئی ہو گا دیکھا ہی اعتبار کیا جائے گا
 اور غلام اور عورت اور اونٹ کے اور ذمی کھو اسکو اگر لڑائی میں مبتلا ہوں زمین کو کھو
 مال دیا جاوے (اسکا) پورا حصہ نہیں (چاہئے) اور مال غنیمت میں سب پانچواں حصہ یتیموں
 کا ہو (جسکے باپ مر گئے ہوں) اور مسکینوں کا اور مسافروں کا (جو اپنے پاس مال نہ رکھتے
 ہوں) اور مسکینوں کے لئے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر (یعنی فقیر ابنی باہم اور بی بی باہم
 ان یتیموں فقیروں معنی یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر) مقدم رہے جو دین اور جو
 آئین سے غنی ہوں انکا حق اس پانچون حصہ میں نہیں اور ذکر اللہ تعالیٰ کا جو (پس) یتیموں
 ہو و انکوا اذا غنمتم من شئ فان لله خمسہ و لکم سؤل الا یہ صرف
 کیا اسکو ذکر ہو (پس) کوئی حصہ ملکہ اللہ کے لئے ہو گا اور حصہ آنحضرت سلم کا آپکی
 وفات کے سبب جا تا رہا جس کے معنی جا تا رہا کہ اب امر اور بادشاہوں کو معنی لینا چاہئے

فصل

لکھ
 اور مال کا حصہ
 اور مال کا حصہ
 اور مال کا حصہ
 اور مال کا حصہ

آنحضرت سلم کو صغی کر لیا درست تھا اور صغی وہ مال ہو کہ آنحضرت عظیم غنیمت میں
 سے اپنی نفس نفیس کے کو پسند فراتے تھے جیسا کہ بی ثواب یا زہ یا نوٹ می یا اور کئی
 چیز پس اب امام کو اپنی کو پسند کرنا درست نہیں اور اگر کوئی مسلمانوں کی جہالت
 کہ شوکت اور طاقت والی ہو بدوین اعجازت بادشاہ کے دارالحرب میں چلی جاسکتا
 تو جو مال غنیمت وہ لادین اوسمیں سے خمس (یعنی پانچواں حصہ) اور اگر قوت و شوکت
 والے ہوں تو خمس لیا جاویں۔ اور امام کو اختیار ہو کہ زیادہ دینو کے جلوں سے
 لے کو نکو لڑائی پر ابھاری اور ترغیب و مشط کہ جو کوئی کسی کافر کو مار جائے تو اسکا
 اسباب قاتل کو ملیگا یا چھوٹے لشکر کو کہ میں نے تمہارے وسطی غنیمت کی چوتھا
 بعد خمس نکالو کے مقرر کردی (یعنی غنیمت میں سے خمس نکال کر چار حصے جو رہی آپس سے
 ایک ٹکڑو دیکھا اور تین حصے سب لشکر میں تقسیم کر دیکھا) اور اسی صورت میں غنیمت کے جمع کرنا
 بعد اگر زیادہ کو تو صرف خمس میں سے اس لشکر کو دیدی (غنیمت کے چار حصوں میں سے
 ندی) اور پہلی صورت میں مقتول کا اسباب لے کر امام نے زیادہ دینو کا حکم کیا ہو تو
 میں تقسیم ہو جاویگا (ورنہ قاتل کو پونہیگا) اور اسباب پہ ہو کہ سواری اور کپڑے
 اور اختیار اور جو کچھ اس کے پاس پایہ ہو

باب کافرون کے غلبہ کے بیان میں۔ اگر ترکستان کے کافروں کے کافروں
 کے کافروں پر غالب ہو کر انکو قید کریں اور انکا مال لے لیں تو اس مال کے مالک ہو جائیگا
 پہر جب مسلمان ترکیہ پر غالب ہوں تو جو کچھ مسلمانوں کو قیدی اور مال میں سے ملیگا اسکو
 مالک ہو جائیگے (یعنی ایک قوم کافروں میں سے اگر دوسرے کو لوٹ لادیں تو مال و قیدیوں
 کے مالک ہو جائیں یہاں تک کہ جب مسلمان ان غارتگروں پر غلبہ پاویں تو اس لوٹ

وہ مال جو کچھ
 قیدیوں سے
 لیا جائے

کے مال کے بھی مالک ہو جائیے جو وہ دوسری قوم سے لائے تھے) اور اگر کھنار
مسلمانوں پر غالب ہو کر انکا مال اپنی ملک میں لیجا دیں تو اس کے مالک ہو جائیں گے
پھر اگر مسلمانوں پر غالب ہوں تو جو مسلمان اپنی چیز بھینبہ مان پادری وہ غنیمت کی تقسیم
سے پیشتر اسکو مفت لے لے گا جو عرض کو چاہے اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اسکو اپنا
مال ملے تو اس مال کی قیمت دیکر لے سکتا ہو اور اگر کسی سوداگر نے کافروں سے وہ
چیز مول لے لی ہو اور دارالاسلام میں لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے گئے ہوں اور
دیکر لے لے اگرچہ اس مال کی آنکھ بھٹ گئی ہو اور اسکا عرض لے لیا گیا ہو (یعنی
ایک داکر نے دارالحرب سے ایک غلام مول لیا جو کسی مسلمان کا تھا اور اسکو کھنار
لیکھو تھو اور وہ سوداگر اسکو دارالاسلام میں لایا تو مسلمان تاکہ کو چاہے کہ جس
دام کو سوداگر لایا ہو وہ اس کے حوالہ کرے اگرچہ اس غلام کی آنکھ کسی نے پھوڑی
ہو اور اس سوداگر نے اس سے اسکا عرض لے لیا ہو مگر مسلمان مالک کو نسخہ نہیں
کہ آنکھ بھونٹنے کے عرض کو غلام کے مول میں سے کم کر کے دے) پس اگر قیدی میں
اور خریدنا کر ہو تو مشتری اول دوسری سے اسکا دام دیکر لے اور پہلا مالک
وہ دام مشتری اول کو دے (اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو کبیر
لیکھو اور عمرو انس اسکو ہزار روپیہ کو خرید لایا پھر دوبارہ اس غلام کو کافر کبیر
لیکھو تو کبیر انس ہزار روپیہ کو دارالاسلام میں لے آیا اب اگر عمرو انس غلام کو لیکھا تو کبیر
کے دام یعنی ہزار روپیہ دیکر لیکھا اور زید اگر عمرو انس لینا چاہیگا تو وہ ہزار روپیہ
اسکو کہ عمرو کے اس ہزار روپیہ کے ہیں) اور اگر کافر مسلمانوں کے آزادوں اور
عبر اور ام ولد اور مکاتب کو کبیر لیجا دیں تو وہ اس کے مالک نہ ہوں گے اور اگر مسلمان

انکے یہ لوگ پڑ لادینگے تو مالک ہو جاوینگے۔ اور اگر مسلمان کو کئی اونٹ بچاکر
 کافرون کے یہاں چلا جائے اور وہ اسکو پکڑ لیں تو مالک ہو جاوینگے لیکن اگر کوئی
 غلام بھاگ کر جاوے گا تو اسکے مالک نہیں گئے اور اس سے بھی سخت ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے
 مالک کا گھوڑا اور اسباب لیکر کافرون کیلئے چلا گیا اور وہ جنہوں نے اسکو پکڑ لیا اور کوئی
 سوداگر ان سودہ غلام اور گھوڑا اور اسباب مولی لیکر دارالاسلام میں لے آیا تو مالک نہیں
 اس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہے (ہرگز) کہ کافر غلام کہے مالک نہیں ہوتا) اور غلام
 کے سوا دوسری چیزیں مول دیکر سودے سے (بقضاء و مشتری) نہ لے گا کافرون کو دیا ہو اسکی کوئی
 چیزوں کے وہ مالک ہو گئے تھے) اور اگر کوئی کافر جو مسلمانوں کی امن سیر دارالاسلام میں آیا
 ہو کسی مسلمان غلام کو خریدے اور اپنی ملک میں لیجاوے یا کوئی غلام دارالحرب ہی نہیں مسلمان
 ہو کر مسلمان نہیں چلا آوے یا مسلمان غالب ہو کر اس مسلمان کو دارالحرب سے پکڑ لادیں تو ان
 سب صورتوں میں مسلمان غلام آزاد ہو جاوے گا۔

باب مستامن کے بیان میں (اور مستامن اسکو کہتے ہیں جسکو مار ڈالنا اور لوٹ
 لینے سوائے دین نامہ دارالاسلام میں آوے یا مسلمان دارالحرب میں جاوے اگر کوئی مسلمان
 سوداگر دارالحرب میں جاوے تو اسکو کافرون کی کسی چیز سے قرض کرنا حرام ہے (یعنی اسکو
 بچا ہو کہ اونکی کوئی چیز چوری یا زبردستی وغیرہ سے لے لے) لیکن (باوجود اس سخت
 کے) اگر کوئی چیز نکال لادے تو اسکا مالک ممنوع طور پر ہو جاوے گا پس ایسی چیز کو فقیر و غنی
 خیرات کر دینی چاہیے (اپنی خرچ میں ملاوے ہو اسکو کہ اسکا لینا حرام تھا) اور اگر سوداگر
 مذکور کے ہاتھ کسی کافر نے کوئی چیز اودا زبانی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھ یا
 انہیں سے ایک نے دوسری سے زبردستی کوئی چیز لیلی اور پہرہ وہ دونوں دارالاسلام

کے لئے ہے
 بیان میں

جن آدین اور قاضی کے یہاں جو کہین تو قاضی کے حکم کرے (یعنی حکم عصب و قرض مسلمان کا
 کافر پر خواہ کافر کا مسلمان ہی آدین ہی حال ہو اگر وہ کافر دار الحرب میں قرض یا عصب کا
 کہین اور پھر اس لیکر دارالاسلام میں چلے آدین (یعنی قاضی کچھ حکم عصب یا قرض کا
 مذہبی مان اگر وہ نوکافر مسلمان ہو کہ دارالاسلام میں آدین اور نالش کہین تو قرض کا
 حکم کیا جادو لگا اور عصب کا نہیں کیا جائیگا اور اگر وہ مسلمان اس لیکر دار الحرب میں جان
 اور ایک انہیں سو دوسرے کو مار ڈالے تو اگر جانکر مارا ہو گا تو اس کے مال میں خونہا
 واجب ہو گا اور اگر براہ خطا مارا ہو گا تو کفارہ لازم ہو گا اور اگر وہ مسلمان دار الحرب میں
 قید ہوں اور انہیں سو ایک دوسرے کو دار الحرب میں قتل کرے یا اس مسلمان کو جو دار الحرب
 میں اسلام لایا تھا کو کئی مسلمان مان ہی مار ڈالے تو ان دو نو صود تو نہیں صرف خطا کا
 راہ سے مار ڈالنا میں کفارہ صحر (اور خونہا اور قصاص میں کچھ واجب نہیں) **فصل**
 مستامن کو جو دار الحرب سے آوی دارالاسلام میں ایک سال کامل تر رہنے دین اور اس
 سے کہا جاوے کہ اگر تو یہاں ایک برس ٹھہریگا تو پھر چند یہ معین کر دیا جادو لگا ہوا
 کہنوں کے بعد اگر وہ ایک برس ٹھہریگا تو ذمی ہو جائیگا (یعنی اس سے بڑی لینا چاہیگی)
 اور پھر اس کو دار الحرب میں جاتے ندیا جادو جیسی صورتیں کہ کوئی مستامن میں
 خریدے اور اسے چند لڑج مقرر ہو جائے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح
 کرے (تو ان صود تو نہیں بھی انکو پھوڑے گئے کہ اپنی ملک کو بچے جادوین) بخلاف
 اسکے عکس کے (یعنی اگر مستامن مرد ذمی عورت سے نکاح کرے تو وہ مرد ذمی ہو جائیگا
 اور اگر وہ اپنی وطن کو جانا چاہیگا تو جاتے ذیگی پس اگر مستامن جو دارالاسلام
 میں آیا تھا دار الحرب کو تو شجادو اور کسی مسلمان خواد ذمی کے پاس اسکی کچھ نہ

یا ان وہ فوسکے ذمہ اسکا قرض ہو تو اسکا مار ڈالنا جائز ہو گیا اس پر مجھ کا کہ اگر کافر
 مذکور قید ہو کر لایا جاوے یا کافر دین پرستان غالب ہووین اور وہ شخص مارا جاوے تو جو
 قرض اسکا تھا وہ جائز ہو گیا اور جو امانت تھی وہ مال غنیمت منسوب ہو گا اور اگر بدون
 غلبہ کے وہ مارا گیا یا اپنی آپس میں مر گیا تو اسکا قرض اور امانت اس کے وارثوں کو ملے گی مال
 غنیمت نہ ہوگی۔ اور اگر کوئی حربی امن لیکر دارالاسلام میں آیا اور دارالحرب میں اسکی
 بی بی اور بچہ اور کچھ مال کسی مسلمان راہ ذمی اور حربی کے پاس ہے اور وہ یہاں آکر
 مسلمان ہو گیا اور اس کے بعد کافر منسوب ہوئی تو اس کے تمام شہادتوں کو رد کر دینا غنیمت
 ہونگے اور اگر دارالحرب میں مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آیا اور پہر حربی منسوب ہو تو اسکا
 چھوٹا بچہ مسلمان آنا وہی اور جو امانت اسکی مسلمان خواہ ذمی کے پاس ہوگی وہ بھی مسلمان
 یا ذمی کی ہو جائے گی (کہ وہ اس کے مالک ہو جائے گی اور اسکے سوا اسکی اور خیرین (شہادتوں)
 بی بی اور بڑا لڑکا اور دوسری خیرین) غنیمت نہ ہوگی اور جو شخص کہ چوک کر کسی مسلمان کو مار ڈالے
 جس کا کوئی وارث نہ ہو یا کسی کافر حربی کو جو امن لیکر دارالاسلام میں آیا تھا اور مسلمان
 ہو گیا تھا مار ڈالے تو امام کو چاہیے کہ اسکا خون بہا قاتل کی قوم سے لے لے اور اگر قصداً
 اس کو مار ڈالے تو اسکا حکم قصاص میں مار ڈالنا یا خون بہا لینا ہے نہ معاف کرنا (یعنی
 بادشاہ کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے خون بہا لے مگر معاف نہیں کر سکتا)۔
 باب دزدکی اور خراج (یعنی زمین کے محصول) اور خیرہ کے بیان میں۔ زمین عرب
 کی اور وہ زمین جہان کے رہنواے مسلمان ہو گئے ہوں یا غلبہ کے طور پر مقنن ہو کر
 شکر اسلام کو بانٹ دیگی سو مجھ میںون قسمین زمین عشری ہیں انکی پیداوار سترہ کی
 یعنی چاہیے اور جو ملک کہ غلبہ سے جیتا ہوا اور پہر اس ملک کے باشندوں کو اس پر غم

اس کی بی بی اور بچہ
 میں وہ بچہ
 بیان میں

رکھا ہو یا امام نے اسکے ساتھ صلح کر لی ہو تو ایسی زمینیں خراجی ہیں امام جو مصلحت
 سمجھو انسیو لیو۔ اور اگر کوئی شخص زمین دیران کو جو کسی ملک نہ ہو آباد کرے تو اس
 زمین کا پاس ہونا مستحب ہوگا (یعنی اگر وہ عشری زمین کے پاس ہوگی تو اس سے
 وہ کی لینگے اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراج لینگے) اور مصر و کی زمین عشری
 اور خراج کی مقدار بھہو کہ زمین جو قابل زراعت ہو ادسکی پیداوار میں سترہ فیصد
 ایک ماع اور ایک درم لینا چاہیے اور ترکاری کی زمین سو بیگہہ میں پانچ درم اور
 انگور اور چھوٹا میوہ کے پلے کھڑے ہوں اسکے بیگہہ میں دس درم اور اگر زمین میں گنجا
 اس قدر محصول کی ہو تو کم کر دیا جاوے مگر زیادہ کی گنجا بیش کی صورت میں زیادہ لکھا جاوے
 ۔ اور جس صورت میں کہ خرچہ کھنڈار کی زمین پر پانی غالب ہو جاوے یا پانی ہی نہ برسے یا
 کھنڈی کو کوئی آفت پونچھو تو ان صورتوں میں زمین پر کچھہ خراج نہوگا۔ اور اگر مالک
 زمین اپنی زمین کو پڑا رکھو یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خراج
 کرے تو ان صورتوں میں خراج لازم ہوگا۔ اور خراجی زمین کی پیداوار میں دس فیصد
 (یعنی اس کے پیداوار میں خراج ہی کافی ہے) وہ کی اس میں سونہ لینا وری (فصل
 خزید یعنی چٹائی) گر خدا مندی طرفین سو مقرر ہوئی ہو تو اس سو کی بیشی نکلیا وری وری
 ایسی فقیر پر جو کما سکتا ہو بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور بچہ کے حال اسے پر
 ۴۴ درم اور دولت در پر ۴۴ درم سالانہ مقرر کیا جاوے۔ اور جزیرہ اہل کتاب پر (مثلاً
 یہود و نصاریٰ) پہا اور آتش پرستوں اور بت پرستوں پر جو عجم کے رہنے والے ہوں
 مقرر کیا جاوے اور جو عرب کے بت پرست ہوں یا اسلام و مرتد ہو گئے ہوں اور لڑکے اور
 صحت اور فلام اور مکاتب اور اچھ اور اندھے پر اور ایسی فقیر پر جو کما سکے اور

وہ

گوشتہ نقشین پر جو لوگوں کی سی میل نہ کہتا ہو مقرر نکلیا جاوے۔ اور جزیرہ تین باتون سوی
 سافط ہو جاتا ہو ایک کافر کے مسلمان ہو جانے سے دوسری سال کی تک مکرر چو
 سے (یعنی ایک سال کا جزیرہ ادا نہیں کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو جزیرہ ایک سال کا
 دینا پڑ گیا اسلئے کہ جزیرہ ایک سال کا دوسرے میں آ جاتا ہے) تیسرے برس گذرنے کے
 بعد کافر کے مرجانے سے اور نیا کر جا اور یہودیوں کا معبد دارالاسلام میں بنایا
 جاوے اور اگر پڑانا ڈھ گیا ہو تو اسکو پھر سے بنالین۔ اور دوسری شخص مسلمانوں کو لپکا
 اور سواری اور زمین میں جد کیا جاوے اس طرح کہ گھوڑوں پر سوار نہرا اور تھپیاروں
 کا استعمال نہ کرے اور نہ تاریخی علامت کفر کہ ظاہر کہو اور ایسی زمین پر چڑھے جو پالان
 کی شکل کا ہو۔ اور اگر دوسری جزیرہ دینی سی اسکا کرے یا مسلمان عورت سے زنا کرے
 یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ان امور
 سے اسکا عہد ذمہ کا نہیں ٹوٹا بلکہ عہد سطح ٹوٹا ہو کہ دارالحراب میں جاسے۔
 کسی جگہ پر دارالاسلام کی جگہ زمین لڑائی کی تیاری سے چڑھ جاوے (اور با حبیہ ذقی
 دارالحراب میں جاسے تو وہ مرتد کی مانند ہو جاتا ہو) (یعنی اسکی موت کا حکم کیا
 جاوے گا اور اسکا مال اس کے دار و زمین بابت دیا جاوے گا) اور نقشب مرد اور عورت
 سے جو دو نو بالغ ہوں اہل اسلام کی زکوٰۃ سے دو چند لیاوے (یعنی ایک فرد لے گا
 کا ہواں سی جزیرہ کے عوض مسلمانوں کی زکوٰۃ کا دو ٹالینا چاہیے) اور تغلبی فرقہ کا
 آزاد کیا ہوا غلام مثل قریشیوں کے آزاد کو ہوٹو کے ہے (یعنی اس سے زمین کا خراج
 اور جزیرہ لینا چاہیو جیسے قریشیوں کے غلامان آزاد سے لیتے ہیں زکوٰۃ کا دو ٹالینا
 چاہیو جیسے تغلبیوں سے لیتے ہیں) اور خراج زمین کا اور جزیرہ کا مال اور تغلبی مال

چھوٹا
 حصہ

اور کفار جو ہمیشہ آپس میں اور جو مال کہ مسلمانوں کے ہاتھ کافروں سے بدولت رانی کے لگے
بہ سب مال مسلمانوں کی بہتری کے ہو میں صرف کئی جاوین مثلاً کفار و کئی راہ بند
کشت اور پانی پر پل باندھنے اور بڑی ٹی تعمیر کرانے اور قاضیوں اور عاملوں اور
سیاہیوں اور انکی اولاد کے روزینہ میں خرچ کریں۔ اور جو شخص سال کے پچھتر مرتبہ
دو بخش سالانہ سے محروم رہیگا۔

باب مرتد یعنی ان لوگوں کے بیان جن جو دین اسلام سے ہر جاوین۔ مرتد پہلا
بیتس کیا جاوے (یعنی کہو کیا جاوے کہ ہر مسلمان ہو جا) اور اسکی مسلمانی پر کے التزام
کئی جاوین اور تین دن قید کیا جاوے اگر اسے صدمہ میں مسلمان ہو جاوے تو بہتر ہے در قتل
کر دیا جاوے اور مرتد کا مسلمان ہونا مجھو کہ دین اسلام کے ہر اسب بیوں سے ناراض
بزار ہو یا اس دین سے نفرت کرے جسکو اسنے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہو نیکیوں
نہ کہیں اور اس سے پہلے ہی مار ڈالیں تو مجھو امر مکروہ ہو اور اگر کوئی پیشتر ہی
ارڈالے تو قاتل پر نادان نہ آدلیگا اور عورت اگر مرتد ہو جاوے تو اسکو جان سے
نہارین بلکہ قید کریں یہاں تک کہ توبہ کرے اور مرتد ہونے سے مرتد کی ملک اسکی
مال پس جاتی رہتی ہو مگر زوال ملک ملتوی طور پر ہوتا ہو یعنی اگر وہ مسلمان ہو جاوے
تو ملک بھی بہتور قائم رہیگی اور اگر حالت مرتد ہی میں مر جاوے یا قتل کیا جاوے تو اسکا
مسلمان وارث جو کچھ مال اسکا مسلمانی کی کماٹی کا ہو گا بعد ازاں فرضہ حالت اسلام
کے سبکا مال ہو گا اور جو کچھ اسنے مرتد ہونے کی حالت میں کما یا ہو گا اس میں سے ان
دنوں کا قرضہ دیکر جو کچھ رہیگا وہ مال غنیمت مقصور ہو گا۔ اور جب مرتد کے لئے
دارالحرب میں جا ملنے کا حکم کیا جاوے گا (یعنی قاضی حکم کر دے گا کہ مرتد دارالحرب میں جاوے)

تو اسکا مدبر اور اقم ولد آزاد ہو جاوے۔ اور اسکا مال دار توں کو دیا جائیگا اور
 قرض اسکا حال ہو جاوے گا (یعنی اُسی مدت باقی نرہیگی) اور اسکا بیچنا اور آزاد کرنا اور
 بیہ کرنا سب تصرفات ملومی رہیں گے پس اگر وہ ایمان لادے تب تو قصہ جاری ہوگی
 اور اگر مرتد ہو تو سب تصرفات باطل ٹھہریں گے اور اگر حکم قاضی کے بعد مرتد ہو مسلمان
 ہو کر چلا آوے تو جو چیز وہ اپنی دار توں کے پاس سے لے آئے ہو اور جو اسکو ملے
 اسکو نہیں لے سکتا (یعنی اگر وارث کسی چیز میں قصہ نہ کر ڈالیں گے تو اون پر تادیب
 لازم نہ ہوگا) اور اگر مرتد شخص کی نصرتی تو نڈھی اوسکے مرتد ہونے کے شروع سے چہر
 مہینے کے اندر بچے جنے اور وہ شخص دعویٰ کرے کہ میرا حق وہ تو نڈھی اسکی ام ولد
 ہو جاوے گی اور وہ بچہ اسکا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا مگر اسکا ترکہ نہ پادے گا اور اگر تو نڈھی
 مسلمان تھی اور اُس سے بچہ ہوا تو یہ بچہ اسکا وارث ہوگا جسوقت مرتد اپنی کھضر کی
 حالت میں مرتد یا دار الحرب کو چلا جائے اور اگر مرتد مع اپنی مال کے دار الحرب کو چلا
 جاوے اور مسلمانوں کی فتح ہو تو وہ مال مسلمانوں میں خیریت ہو جاوے گا اور اگر مرتد واپس
 سو کوٹ کر دار الاسلام میں آوے اور اپنا مال لے جاوے پھر مسلمانوں کو غلبہ میں وہ مال پانچ
 لکے تو مال مذکور اُس مرتد کے اُس وارث کو ملے گا جو دار الاسلام میں ہو پس اگر مرتد
 دار الحرب میں جاوے اور اسکا غلام اوسکے بیٹے کا ہو جائے (یعنی قاضی حکم کر دے
 کہ اب اسکا مالک بیٹا ہی) اور اسکا بیٹا اُس غلام کو مکاتب کر دے پھر وہ مرتد
 مسلمان ہو کر چلا آوے تو کتبات کے عوض کا مال اور پولا یعنی غلام کا ترکہ بشرط
 مر جائیکے ثبوت کو نہ پہنچے گا (یعنی اُسی مرتد کو جو مسلمان ہو گیا ہی) اور اگر مرتد پہلے
 براہ خط مار ڈالے اور دار الحرب میں جا لیا یا برا جاوے تو خونہا مقتول کا مرتد

اس مال میں سے ہر گاہ جو حالت مسلمان بن گیا ہو اور اگر زیر کاتبہ عمر نے جان بڑھ کر
 کات ڈالا اور وہ بعد کو مرتد ہو گیا اور اسی زخم میں مر گیا یا دارالحرب میں جا ملا اور
 پہرہ و آنسو مسلمان ہو کر آیا اور اس زخم میں مر گیا تو عمرو کے مال سے نصف خرینہ ہار
 کے دار نو کو دلائی جاوے گی اور اگر دارالحرب میں بنجا و مر اور مسلمان ہو کر زخم کے سبب
 سے مر جاوے تو اسے سونے میں مردہ تمام خرینہ کا قضا من ہوگا۔ اور اگر کوئی غلام مکان پر گیا
 ہو اور مرتد ہو کر دارالحرب میں چلے پہر مع مال پکڑا جاوے تو کتابت کا عوض ایک کو بیٹا
 اور جسد عوض کتابت سے زائد بھگلا وہ کتابت مذکور کے وارثوں کو پونہ چھٹا اور اگر خاتون
 ملی بی و نو مرتد ہو کر دارالحرب میں جا ملے اور وہ مال ادھکے بیٹا ہو اور اس بیٹے
 کے بیٹا پیدا ہو ہر مسلمان کو کئی فسخ ہو اور یہ سب پکڑے جاوے تو بیٹا اور نو مرتد کا
 مال نصبت ہونے اور بیٹی پر مسلمان ہونے کے لئے زبردستی کیا و دیگی مگر پونے پر بنجا و گی
 ۔ اور جو لڑکا کہ داخل ہو اسکا مرتد ہونا صحیح ہو جسے مسلمان ہونا درست ہو اور
 اسلئے مرتد لڑکے پر مسلمان ہو جائیکو زبردستی کیا و دیگی جائے و نارا جاوے گا
 باسب بانیوں کے یا نہیں (جو بادشاہ اسلام کی فرمانبرداری سے باہر ہو جاوے)
 اگر ایک گروہ مسلمانوں کا بادشاہ کے فرمان سے ٹکڑے کسی شہر پر غالب ہو جاوے تو
 بادشاہ انکو اپنی اطاعت کے لئے کہی اور جو شہر انکو فرمانبرداری میں ہو گیا ہو
 دور کرے اور ان سے لڑائی شروع کرے (اگرچہ وہ لڑائی کا آغاز نہ کریں) اور اگر انکی حالت
 کوئی اور ایسی ہو کہ بھید لوگ ادھکے ساتھ ملکر مغبوط ہو جاوے گئے تب تو جو شخص ان
 بانیوں میں کا زخمی ہو اور سکو جان سے مار ڈالے اور جو بھاگے اسکا پیچھا کرے اور
 اگر ایسی حالت اور نہ تو تب زخمی کو مارے نہ بھاگنے کا پیچھا کرے۔ اور انکی اولاد کو

اگر کسی مسلمان کو زخمی کرے
 اور وہ مرتد ہو جائے
 تو اس کا مال نصف
 خرینہ ہار کے
 دار نو کو دلائی
 جاوے گی

تہ تیغ کر سوا اور اس کے مال کو کو نظر بند کر میاں شک کہ وہ تو بکر ہیں اور اگر غازی بانیوں
 کے ہتھیاروں اور گہڑوں کی حاجت ہو تو کام میں لاوی (یعنی ضرورت کی وقت
 انکا استعمال تین لانا درست ہے) اور اگر ایک باغی اپنی بیوی باغی کو مار ڈالے ہر
 انکی شکست ہو جاوے تو قاتل پر قصاص لازم ہوگا نہ خرنہا۔ اور اگر باغی خود کسی
 شہر پر غالب ہو جاوے اور کوئی شہر والا دوسری شہری کو مار ڈالے پھر وہ شہر منتقل
 ہو تو شہری قاتل اس مقتول کے قصاص میں مارا جاوے گا اور اگر کوئی عادل (یعنی
 بادشاہ کی اطاعت والا) باغی کو مار ڈالے یا باغی اسکو مار ڈالے اور باغی بچے کہو کہ
 میں حق پر ہوں (یعنی بادشاہ کی فرمانبرداری نہ کرنے میں) اور یہ شخص جو بادشاہ کی
 طاعت تھا اس کے مار ڈالنے میں حق میرے لئے ہے تو قاتل مقتول کا وارث ہوگا (یعنی
 اگر دونوں میں کوئی فراست در نہ پانے کی ہوگی تو اس طرح کے قتل سے ترکہ سے محروم ہوگا
 اور اگر باغی بچے کہو کہ میں باطل پر ہوں اور اعدا و اپنی باطل پر ہونے کا کہتا ہوں
 تو وہ مقتول عادل کا وارث ہوگا۔ اور اہل فتنہ کے ہاتھ (مثلاً باغیوں اور بزرگوں
 اور اہل حبس کے ہاتھ) ہتھیاروں کا بیچا کر دے ہو اور اگر کسی معلوم نہ ہو کہ خریدار اہل فتنہ
 میں سے ہو تو مکروہ نہیں *

کتاب القیظ

اس میں قیظ کا بیان ہے (یعنی اس بچہ کا جو بڑا ہوا بے اور اسکا والی معاہدہ ہے)
 ایسی بچہ کا اٹھالینا مسلمان کو مستحب ہے اور اگر اس کے تلف ہو گیا خوف ہو تو اس وقت
 اٹھانا واجب ہے اور وہ بچہ آزاد ہوگا اور اسکا خرچ بیت المال میں ہوگا اس طرح اسکا
 میراث بیت المال میں کہی جاوے گی اور اس کے قصور و ن کا تادان بھی بیت المال سے ہوگا

کتاب القیظ
 فی بیان

اور اٹھانوالے سے اسکو کوئی نہیں ملے سکتا اور اسکا نسب ایک شخص اور دو شخصوں کے
 ثابت ہوگا (یعنی جو کوئی دعویٰ کرے کہ میرا لڑکا ہے نسب اس شخص سے ثابت ہوگا اگر
 وہ ہوں) اور اگر وہ خود جو نہیں ہو کوئی ایسی نشانی بنا دے جو اس لڑکے میں موجود
 تو وہ شخص اس بچہ کا زیادہ تر سخن ہوگا (نسب کے ثابت ہونے میں) اور اگر وہ کسی
 لڑکے کو میرا ہی تو دے می سے نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہے گا بشرطیکہ وہ بچہ می
 کے مکان اور محلہ میں پیدا ہو (اور اگر ذمہ بون کے مکاتین پایا ہوگا تو وہ می ہوگا) اور اگر
 غلام اسکا دعویٰ کرے گا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا الا اسے مسلمان
 کہے کہ وہ ہوں سے ثابت ہو جاوے (کہ میرا لڑکا فلان غلام کا ہے تب البتہ غلام ہوگا) اور اگر
 اس بچہ کے ساتھ کچھ مال پایا جاوے تو وہ اس بچہ ہی کا ہے اور اٹھانوالے کو اس بچہ کا
 جناح کرنا اور بیچنا اور کرایہ دینا درست نہیں (یعنی اٹھانوالے کو بچہ پر جناح کر دینے
 کی ولایت نہیں نہ اس بات کا اختیار ہے کہ اس کے مال کو فروخت کرے یا اسکو کرایہ دے
 یا نہ) (بچہ ہو سکتا ہے کہ اسکو کسی پیشہ میں سونپ دے تاکہ وہ کام سیکھ جائے) اور اگر
 اسکو کوئی چیز میرے لیے سونپ دے

کتاب اللقطۃ

یعنی بڑی ہونے کی چیز کے پانے کے بیان میں پڑتی ہوئی چیز حرم اور حلال کی امتیاز
 یعنی اگر وہ پانیو ایسے پاس ہو جاتی رہے تو اسے ہر ادسکا تاوان لازم نہ آئے گا بشرطیکہ
 پانیو اے نے اس نیت سے اٹھائی ہو کہ مالک کو سپرد دیکھا اور اس امر پر لوگوں کو
 گواہ کر دیا ہو۔ اور اٹھانوالا اس چیز کو بتلاتا اور بیان کرتا رہے یہاں تک کہ اس
 معلوم ہو کہ مالک اب باز پرس نہ کرے گا پس اس چیز کو خیرات کر دے پھر اگر مالک آباد

کتاب اللقطۃ
 بچہ پانیو ایسے
 بچہ پانیو ایسے

تو اسکو اختیار ہو جائے اس کے خیرات کر دینے کو درست رکھی جاوے اٹھائیو اسے
سے قیمت لیے۔ اور جس چار پائے کا کوئی دانی نہوا اسکو پکڑ لیں اور مست ہو کر
اسکو کہلانا پلانا مفت پڑیگا جیسا کوئی پرتو ہوئی کچھ کو کہلا دی بلا دی اور اگر قاضی
کے حکم سے چار پائے خواہ کچھ کو کہلا دیگا تو وہ ایستہ مالک کے ذمہ قرض ہوگا (اور
کچھ سے بعد بالغ ہو سکے ہر لگیا) اور ادھائی ہوئی پھر اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی کو
کرایہ دی اور اسی میں سے اسکا خرچ کر کے اور اگر اس سے نفع نہ ہو سکتا ہو تو پھر
اسکی قیمت رکھ چوڑے۔ اور ادھائیو اسکو اختیار ہو کہ مالک سے جب تک اپنا خرچہ
وصول نہ کرے تب تک اس خیر کو روکے رکھے اور پائی ہوئی خیر کو دعوئی کر لیا اسکے
حوالہ کرے جب تک کہ مدعی کو اس میں کسی اپنی ملک ثابت نہ کرے پس اگر مدعی کوئی علامت
اس خیر کی بیان کرے کہ اس سے اٹھائیو لیکو ملن غالب ہو کر یہی مالک ہو تو اس کے حوالہ
کر دینا حلال ہو مگر جبر نہیں پڑیگا (یعنی باوجود علامت بیان کرنے کے اگر وہ حوالہ نہ کرے
تو اس پر زبردستی درست نہیں) اور اگر اٹھائیو لا محتاج ہو تو پائی ہوئی خیر سے نفع
لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کر دی اور اگر اس کے مان بپا اور بھومی اور کھانا
ہوں تو ان پر مدد کر دے۔

کتاب الایق

یعنی بھاگے ہوئے غلام کے بیان میں۔ یہاں گے ہوئے غلام کا پکڑنا مستحب ہے بلکہ
اوسکے پکڑنے پر قادر ہو اور جو شخص بھاگے ہوئے غلام کو مدت سفر یعنی تین دن کے
فاصلہ سے ہٹا کر لاوی تو اسکو ہم درم اجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت تین درم ہو
کم ہو اور مدت سفر سے کم فاصلہ سے ہٹا کر لاویگا تو اسی حساب اجرت ملیگی (یعنی

کتاب الایق
جس میں غلام
کا پکڑنا مستحب ہے

ایک دن کے فاصلہ سولا دیکھا تو ہم قدم کی تہائی کا مستحق ہو گا اور دوسرے فاصلہ
سے سانس میں دو تہائی کا اور تیسرا فاصلہ مثل غلام کی ہین (یعنی انگوٹھ کوئی فاصلہ
تین دھڑکی رہے پھر لا دیکھا تو اجرت ہم درم لازم ہو گی) اور اگر پھر کر لائیو ایسکے
تادمہ سے غلام بہا گیا وہی تو اوپر نادان نہ ہو گا اور قیمت دینی نہ آوے گی اور اگر پھر
وال کو کوٹھو گوا کر دے تو کہ میں اس غلام کو اسٹی پکڑتا ہوں کہ مالک کے پاس لیجاؤں۔
اور اگر غلام رہیں ہو اور یہاں کجاوی اور اسکو کوئی پکڑا دے تو اجرت مرہن کے
ذمہ ہو گی اور بہا گے ہوئے غلام پر کچھ خرچ کر نیک حکم البسا جو جیسی پڑی ہوئی چیز
پر خرچہ کا حال بیان ہوا یعنی اگر قاضی کے حکم سے اوپر خرچ کر گیا تو وہ مالک کے ذمہ
قرض ہو گا اور اگر بدون حکم کے کر گیا تو مفت کا سلوک ہو گا مالک کے ذمہ لازم نہ ہو گا
کتاب مفتوحہ

اس میں مفتوحہ یعنی کم ہو شخص کی بیان ہے۔ مفتوحہ اس شخص غائب کو کہتے ہیں جب تک جگہ اور
موت اور حیات معلوم نہ ہو۔ ایسی شخص کے لئے قاضی ایک آدمی مقرر کر دے کہ وہ اسکا
حق (جو لوگوں کے ذمہ پر ہے) وصول کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے اور سرکار
کے اور اس مال میں سو غائب شخص کے ان رشتہ داروں پر جو دلا یا زوجیت کرتے
ہوں (یعنی اس کے مان باب اور اصول اور اسکی اولاد اور اسکی بیوی پر) حشر
کر لے اور قاضی اس مرد کی بیوی کو اس سے جدا کرے اور ۴۰ برس کے بعد اسکی موت کا
حکم کرے (یعنی جب اس شخص کی عمر ۴۰ برس کی ہو جاوے تو حکم کر دے کہ وہ مر گیا) اور
اسکی بیوی عدت میں بیٹھے اور اسکا ترکہ اس وقت تقسیم ہو اس سے پہلے نہ ہو اور
غائب شخص کیکا ورثہ نہیں پاتا (وہ جو کہ امام مالک کے نزدیک اگر مفتوحہ شخص کی بیوی

کتاب مفتوحہ
اس میں مفتوحہ یعنی کم ہو شخص کی بیان ہے۔ مفتوحہ اس شخص غائب کو کہتے ہیں جب تک جگہ اور
موت اور حیات معلوم نہ ہو۔ ایسی شخص کے لئے قاضی ایک آدمی مقرر کر دے کہ وہ اسکا
حق (جو لوگوں کے ذمہ پر ہے) وصول کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے اور سرکار
کے اور اس مال میں سو غائب شخص کے ان رشتہ داروں پر جو دلا یا زوجیت کرتے
ہوں (یعنی اس کے مان باب اور اصول اور اسکی اولاد اور اسکی بیوی پر) حشر
کر لے اور قاضی اس مرد کی بیوی کو اس سے جدا کرے اور ۴۰ برس کے بعد اسکی موت کا
حکم کرے (یعنی جب اس شخص کی عمر ۴۰ برس کی ہو جاوے تو حکم کر دے کہ وہ مر گیا) اور
اسکی بیوی عدت میں بیٹھے اور اسکا ترکہ اس وقت تقسیم ہو اس سے پہلے نہ ہو اور
غائب شخص کیکا ورثہ نہیں پاتا (وہ جو کہ امام مالک کے نزدیک اگر مفتوحہ شخص کی بیوی

جدائی چاہی تو قاضی چار برس کی ہولت دے دے اور اسکے برابر دوسری اور دلیل امام عظمیٰ
کی قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کانہو کہ عورت ہانکی بیوی جو جسے تک کہ اس کی
موت کا سال نکلتے اور موت وہ طرعی سے متفقہ اور حکمی تو یہ برسی عمر کے بعد موت
حکمی سے کہ غالب یہی ہو کہ مر گیا ہو گا) پس اگر منقود کے ساتھ ایسا وارث ہو کہ
منقود کے ہوتے ہوئے مجرب ہوتا ہو (یعنی اس کو کچھ ملتا ہو) تو اس وارث کو کچھ
ندیا جا دیگا (اس لیے کہ منقود حکم میں مثل موجود کے ہو تو وہ ہر مسئلہ کو ورثہ پاس ملے
سے نفع ہو گا) اور اگر ایسا وارث ہو کہ منقود کے ہوتے ہوئے اس کو کچھ ملتا ہو (بہر
ہمیں کہ محروم ہو جاوے) تو اس وارث کو دو حصوں میں سے کتر دیا جا دیگا (یعنی ایک حصہ
اوصورتین کے منقود موجود ہو اور ایک حصہ اس حال میں کہ وہ مر گیا ہو ان میں سے جو نصف
کم ہو گا وہ واجب نہ کر کو ویدینگے اند باقی کو منبری رکھ چھڑینگے) جیسے کل کے
حصہ کو ملوئی رکھ چھڑے ہیں (یعنی اگر کوئی شخص مرد اور عورت اس کی بیوی عالم ہو
تو اس کا ترکہ تقسیم کرنے میں حلال کا مقبہ ہوا کر کہتے ہیں)

کتاب الشریک

اس میں شرکت کا بیان ہے۔ شرکت دو طرح سے ایک) شرکت ملک (اور دو) نقد میں
کہ وہ شخص وراثت کی وجہ سے یا خریداری کے باعث ایک چیز کے مالک ہوں اور
شرکت میں ہر ایک او نہیں سوا جنہی ہوتا ہو دوسرے حصہ میں (یعنی بلا اجازت
دوسرے حصہ ناجائز ہے) اور (دوسری قسم) شرکت معاقلہ (یعنی کہ ایک
کہو کہ میں نے تجھ سے فلاں چیز میں شرکت کی اور دوسرا کہ میں نے قبول کیا ہے
اور ہر اس کی لئی زمین میں ایک کو شرکت معاقلہ کہتے ہیں اگر شامل ہو وکالت اور

وہ شخص جو
شرکت میں
ہو اس کو
شرکت میں
کہا جاتا ہے
اور اس کو
شرکت میں
کہا جاتا ہے

کثالت کو (یعنی ہر شخص دوسری کا وکیل اور مفیل و وفوہ) اور مال اور قسٹ اور دار
 من، دنو برابر ہوں اس سے کچھ نکلا کہ شرکت مفاد نہ آزاد اور غلام میں اور لڑکے اور
 بالغ میں اور مسلمان اور کافر میں درست نہیں (اس لئے کہ قسٹ میں اور دین میں برابر
 نہیں) اس قسم کی شرکت میں جو چیز ایک شخص مول لیکھا وہ مشترک دونوں میں ہوگی مگر اگر
 گہر والوں کی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہ ہوگی اور جو قرضہ کہ انہیں کسی ایک پر تجارت
 کے باعث خواہ غصب اور ضمانتی کے سبب لازم ہوگا وہ دوسرے پر لازم
 ہوگا اور اگر ایسا مال جس میں شرکت مفاد نہ درست ہو (مثلاً روپیہ اشرفی) ایک شریک
 کو کسی نے یہ کیا یا ورثہ میں ملا تو اس میں مفاد نہ باطل ہو الا وہ کسی اسباب میں مثل
 گہوڑے اور کپڑے کے اگر ہم یا ورثہ میں ایک کو ملے تو شرکت باطل نہ ہوگی اور یہ شرکت
 اور شرکت بنان (جس کا بیان آگے آتا ہے) بدون روپیہ اشرفی اور چاندی سوونے
 کے ٹکڑوں کے جس پر سکے نہ ہو اور پیسوں کے جنکار و اج لین دین میں ہوتا ہو درست
 نہیں (یعنی شرکت مفاد نہ اور عینان میں کچھ ضرور ہو کہ دونوں شخص برابر روپیہ خواہ
 اشرفی خواہ بغیر سکے کی ڈیلیان جو مروج ہوں خواہ پیسے مروج ملا دین ورنہ درست نہ ہوگی
 اور اگر دو شخص طرح کریں کہ ہر واحد اپنا نصف اسباب دوسرے کے نصف اسباب کے بدلہ
 میں بیچا لے (اور شرکت مفاد نہ یا عینان کر لین تو درست ہو اور یہ صورت شرکت
 کے حیلہ کی ہو اس حال میں کہ چاندی سونا برابر ملا دین اور اپنی نصف اسباب کو دوسرے
 کے نصف کی عوض بیچا لیں تو سب میں شریک ہو جائینگے) شرکت معاملہ کی دوسری
 قسم عینان جو جس میں مشترک کثالت ہوتی ہو (کثالت نہیں ہوتی) اور تھکہ اگر مال میں
 برابری ہو اور نفع میں نہ ہو یا نفع برابر لین اور مال برابر نہ ہو یا تھکہ کہ بعض مال میں شرکت ہو

اور بعض میں نہ ہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی یا
 کہ ہر ایک اد نہیں سو اپنی آپکو جدا جدا رکھو ہر طرح درست ہو۔ اس شرکت میں جو
 شخص کوئی چیز مول لپکا تو مطالبہ قیمت کا حدت اسی مشتری سے کیا جاوے گا (دوسرے
 شریک سے نہ ہوگا) اسلئے کہ اس شرکت میں کفالت نہیں) ان مشتری جو دام چیز کے مالک
 کو دوا دسین سو دوسری شریک سے اس کے حصے کے موافق بھرے (یعنی جتنا اسکی
 طرف سے اسنے دیا ہو وہ اس سے بھرے) اور شرکت عنان میں اگر دو مال ہلاک
 ہو جاوے یا مال مشترک خریدنے سے کسی چیز ایک ل یا تار ہو دو صورتوں میں مل جاتی
 ہے۔ اور اگر دو شریکوں میں سے ایک اپنی مال کے عوض میں کوئی اسباب خریدے ہو اور
 دوسرے کا مال تلف ہو جاوے پس جو اسباب خرید ہو گیا ہو وہ دونوں میں مشترک ہوگا
 اور جسکو مول لیا ہو وہ اپنی شریک کے حصے کے موافق اسباب کا دام اس سے ملے اور
 اگر دو شریکوں میں سے ایک کے لئے چند روپیہ نفع میں سے مقرر کر دے یا جو مال مشترک ہو
 ہو جاتی ہے (اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ ان روپیوں کے ہوا اور کچھ نفع نہیں) اور شرکت
 مفاد ضہ اور عنان کے دو شریکوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ مال مشترک کو
 بطور بیضاعت کیسے کے حوالہ کرے یا ٹھیکہ دے یا امانت رکھو یا مضاربت پر دیوے یا
 کسیکو وکیل کرے اور ہر ایک کا نصف مال مشترک میں حکم میں امانت کرے (یعنی
 اگر مال نصف سے جاتا رہے گا تو اسکو تاوان دینا نہ پڑے گا اور) شرکت معاملہ میں
 تیسری قسم قبل ہے اسکی صورت یہ ہے کہ دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک بکر
 اس شرط پر شریک ہوں کہ دونوں کام مشترک لیا کریں اور مزدوری جو کچھ ملے اسکو دونوں
 بانٹ لیا کریں اس شرکت میں اگر ایک شخص کوئی کام منظور کر لیا ہو وہ دونوں کو کرنا لازم ہوگا

ملاحظہ فرمائیے

اور ہر ایک کا دو چارہ دو تو میں شریک رہیگا۔ جو بھی قسم شرکت معاہدہ کی ہو وہ ہے
 اسکی بھر بہت ہو کہ جو شخص بدوین مال کے شریک ہوں اسطرح کہ اپنا اعتبار سوا مال
 خریدین اور بیچیں (یعنی لوگوں سے جان پہچان ہونے کی جہت سے مال بطور قرض خریدین
 اور بیچیں اور نقد چھوٹے لگاویں) یہی شرکت متضمن وکالت کو ہوتی ہے (کہ ہر ایک شخص اپنے
 سے دوسرے کا وکیل ہوتا ہے) ہر اگر نفسا نفسی کے اقرار سے مال خریدین یا ایک تنہا
 اور دو تنہائی کی شرط سے تو نفع بھی اسطرح ہوگا اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی (یعنی اگر
 آپس میں اقرار کریں کہ الی نصف نصف خرید کرے تو نفع بھی آدھوں آدھ ہی ہوگا اگر
 اقرار میں نفع ایک زیادہ وغیرہ فیصل اور لکڑیاں لاسنے اور شکار کرنے اورانی
 دینے میں ہر شرکت درست نہیں بلکہ جس کام کیا ہو گا اسی اسکی ہوگی اور دوسرے کو
 استقدر مزدوری دینی چاہیے جتنا اسنو کام کیا ہوگا (یعنی ایسے کام میں اگر دوسرا
 شخص نفع میں حصہ لے تو اسکا اسکے کام کے موافق حسب دستور مزدوری دینی چاہیے
 اور اصل چیز نامی کام کرنا اسے کی ہوگی) اور جس صورت میں کہ شرکت قاسم ہو جائے تو
 نفع مال کی مقدار کے بموجب ہوگا اگرچہ زائد کی شرط کر لی گئی ہو اور معاہدہ شرکت کو
 شریک نہیں ہو سیکے مر جانے سے باطل ہو جاتا ہے اگرچہ مر جانا حکمی ہو (چنانچہ مرد
 دار الحرب کو چلا جاتا ہے وہ حکم کے اعتبار سے مر جاتا ہے) اور ماہر کو بھی اگر شریک
 میں وہ تو شریک مال کی زکوٰۃ بدوین اسکی اجازت کے نہ پس اگر ہر ایک نے دوسرے
 کو اپنا مال کی زکوٰۃ دینے کی اجازت دے دی اور وہ مال نے ایک ساتھ ادا کی تو جس
 قدر دوسرے مال کی زکوٰۃ دی ہوگی وہ ہر ایک کو دینی پڑے گی اور اگر ایک ساتھ نہ دی
 بلکہ ایک نے اسکے اور دوسرے نے پچھلے کو ہی مال شخص کے حصہ کی زکوٰۃ

ذکوۃ کا نام ان لازم ہوگا مفاد منت کے دو شرکونین سو ایک نے دوسرے کو صحبت کر شیکے لئے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور دوسری اس اجازت کے بموجب لونڈی خریدی اور مال مشترک میں سو اسکا دام دیا تو بھہ لونڈی اس خریدینوالے کی ہوگی بدو ن عوض کے (یعنی نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینے والے کو دینی پڑے گی) *

کتاب الوقف

اس میں وقف کر نیک بیان ہے۔ وقف اسکو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک میں روکے رکھے اور اسکا نفع خیرات کر دی (جس چیز کو وقف کرے اور اسکو موقوف کہتے ہیں اور وقف کر نیوالا واقف ہے) واقف کی ملک موقوف پر سے قاضی کے حکم کرنے سے جاتی رہتی ہے (یعنی اگر قاضی حکم کر دی کہ اسکی ملک جاتی رہی تو جاتی رہتی ہے، اسلام کہ جن مسائل میں اختلاف ہوتا ہے وہ ان قاضی کا حکم ہی حال رکھتا ہے اور وقف میں بھی علماء کو اختلاف ہو کہ واقف کی ملک اُپر سے جاتی رہتی ہے یا نہیں پس قاضی کے حکم کے بعد کچھ شک ملک کے جائیداد میں رہتا) لیکن واقف کی ملک جائیداد کے بعد وقف کا مالک کوئی اور نہیں ہو جاتا۔ اور وقف پورا نہیں ہوتا جب تک کہ اوپر موقوف قبض نہ کر لے اور واقف اسکو علیحدہ کر دے (یعنی اگر ایسی چیز ہو جو قسمت ہو سکتی ہو تو واقف کا علیحدہ کر دینا موقوف کو شرط ہے) اور بھہ بھی ضرور ہو کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کر دی کہ وہ منقطع نہ ہو جاوے بلکہ جاری رہی (مثلاً اگر چند خاص لوگوں پر وقف کر دی جتنا کسی زمانہ میں نہ ہونا ہی ممکن ہو تو کہہ ہو کہ ان لوگوں کے نہ ہونے کے بعد وقف کے فقیروں یا علماء کو اسکا نفع پہنچا دیا جائے)

وقف جاری رہی اور اگر واقع زمین کو مع بیگون اور کھیتی کر نیا لسنے وقف
 کر دی تو درست ہو اور نیز درست ہو وقف کرنا مشاع کا (یعنی ایک تہائی نصف
 زمین کا) بشرطیکہ حکم اسکے جائز ہو نیکا ہو گیا ہو (یعنی اگر قاضی حکم کر دی کہ مشاع
 کا وقف کرنا درست ہو تو درست ہو یا دیگر اسلئے کہ مشاع کا وقف کرنا مسئلہ اختلافی
 ہے اور جس میں تین قاضی اسکے جواز کا فتویٰ دی تو درست ہو گا) اور درست ہو
 اشیاء کا وقف کرنا جسکو ادھر ادھر لیا جاسکتے ہیں اور انہیں پہلے سو وقف ہوتا آیا ہو
 (یعنی لوگوں کا معمول ہو کہ ان چیزوں کو وقف کیا کرتے ہوں جیسے تیرا در پہاڑ اور
 اور بسوا اور تابوت اور قرآن مجید اور کتابیں) اور موقوف ملک میں نہ لائی جاوے
 نہ تقسیم کیجاوے اگرچہ اپنی اولاد ہی پر وقف کیا ہو۔ اور وقف کی پیداوار میں سے
 اول مرمت اور درستی موقوف کی کیجاوے گو وقف نے اسباب کی شرط لگی ہو اور
 اگر موقوف کو نئی مکان ہو تو اسکی تعمیر اسکے ذمہ ہو جو اس میں رہتا ہو اور اگر وہ
 تعمیر سے انکار کرے یا عاجز ہو کہ نہ کر سکتا ہو تو حاکم تعمیر کر دی اور لاگت اُس مکان کے
 کرایہ میں ہو لگا دی اور اگر موقوف ٹوٹ جاوے تو اسکا ٹوٹا ملکہ اسکی تعمیر میں لگا
 جاوے اگر ضرورت ہو ورنہ اسکو رکھ چھوڑنا چاہیے کہ دوسری وقت حاجت آسلی پڑے
 مگر وقف کے مستحق کو حاکم اسکا ملکہ تقسیم نہ کرے۔ اور اگر وقف وقف کی پیداوار کو
 اپنی ذات کی واسطہ کر لے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کر لے کہ متولی خود ہو تو درست
 ہو لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف کو اسکے ماتھے سے نکال لینا چاہیے جیسی وصی
 (اگر خائن ہوتا ہو تو وصی پنا اسکا موقوف کر دیتی ہیں اور اسکی جگہ دوسری کو مقرر
 کرتے ہیں) گو وقف کرنا اسے نے شرط لگی ہو کہ موقوف کو میری ماتھے سے نہ نکالیں

فصل جو شخص مسجد بنا دے تو اس پر سو اسکی ملک بنجا دیگی جس تک کہ اسکو اپنی ملک سے رہنے کے جدا کر دے اور اس میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دیدے۔ بعد اجازت کے اگر اس میں ایک شخص بھی نماز پڑھیکا مالک کی ملک باقی رہیگی۔ اور جو شخص ایک مسجد بنا دے کہ اس کے نیچے تم خانہ ہو یا اوپر بالا خانہ اور مسجد کا دروازہ راستہ کی طرف نہ کرے اور اسکو اپنی ملک سے جدا کر دے یا اپنی گھر کے اندر ایک مسجد بنا دے اور لوگوں کو اس میں آنے کی اجازت دے تو اس شخص کو اسکا بیچنا درست ہوگا اور اس سے ترکہ دوسری وارثوں کو پہنچیکا (یعنی وقفی مسجد کے حکم میں نہوگی) اور جو شخص سقاہہ مثل حوض وغیرہ کے یا مسافر خانہ یا قافلہ کے اترنے کا مکان یا قبرستان بنا دے تو اسکی ملک ان چیزوں پر سو نہیں جانی جس تک کہ فاضلی حکم ملک کے جائے رہنے کا کرے (یعنی صرف واقف کے یہہ کہنے سے کہ میں نے اسکو وقف کر دیا ملک بنجا دیگی) اور اگر مسجد کی راہ میں سو کچھ مسجد میں ملا دیا جاوے یا مسجد میں سو کچھ زمین راہ میں شامل کر دیا جاوے تو درست ہے۔

الحمد لله والحمد لله ترجمہ کنز الدقائق کی جلد اول بہار مصنفان المبارک سنہ ۱۲۹۹ ہجری قمریہ علیہ السلام تبیین کامل اور شرح و تفسیر کے ساتھ اصل کتاب عربی کی تمام کو پونہ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا محمد وآلہ وصحابہ جمعین

کتاب بیوع

کتاب بیوع

اس میں خرید و فروخت کے اقسام کا بیان ہے۔ آپسکی رضا مندی سے ایک مال کو دوسری سے بدل لینا بیع کہلاتا ہے اور یہ ایک کے ایجاب کرنے اور دوسرے قبول کرنے سے جبکہ دونوں پسند مافی ہون لازم ہو جاتی ہے (مثلاً جب ایک نے کہا کہ میں نے اتنی کو بیچی اور دوسری نے کہا کہ میں نے خرید کی تو بیع لازم ہو گئی اور شخص کے قول کو ایجاب کہتے ہیں اور دوسرے کے قول کو قبول) اور اگر (زبان سے) ایجاب قبول نہ کریں بلکہ) بائع (یعنی بیچنے والا) اپنی چیز حوالہ مشتری (یعنی خریدار کے) کر دے اور مشتری دام (دے سکے) حوالہ کرے تب بھی بیع لازم ہو جاتی ہے اور اگر کوئی مال دونوں میں سے (مالی کرے اور) قبول کرے سو پیشتر مجلس معاملہ سے اور نقد جادو تو ایسا باطل ہو جاوے گا۔ اور دام اگر سامنی ہوں تو انکی تعداد اور وصف بیان کرنے چاہئیں اور اگر سامنی ہوں تو ضرورت بیان شمار اور وصف کی نہیں (یعنی اگر دام موجود ہوں اور مشتری اشارہ کر دے کہ اس کے عوض فلان چیز مولیٰ تو حاجت استیانت کی نہیں کہ دام کی مقدار اور وصف بھی بیان کرے اور اگر موجود نہ ہوں اور اشارہ نہ کرے تب لازم ہے کہ شمار اور وصف دونوں بیان کرے مثلاً یوں کہو کہ دس روپیہ فلاںے سنگ کی عورت لینا ہوں) اور درست ہے نقد و نمون بیچنا اور ادوار پر بیع بشرطیکہ دام کے ادا کا وقت معلوم ہو۔ اور اگر بیع کرنے میں مول کے دام گول مول رکھو تو اس سے وہی بیع جادوینگے جو شہر میں اکثر چلتے ہوں اور اگر بہت سے سنگے چلتے ہوں اور بیان نہ کرے کہ کون سے سنگے کے عوض بیع ہوئی تو مجھ معاملہ فاسد ہوگا اور کہانی کی چیزوں مثلاً گہون تجو وغیرہ کو ناکر اور ڈھیری لگا کر اسٹل سے بیچنا اور ایک برتن خاص یا معین

۱۷
بیعہ نقدی
کون سے سنگے
کون سے سنگے

سوناب تو لکڑی بچا درست ہو اگرچہ پیانہ اس برتن کا اور وزن باٹ کا معلوم نہ ہو۔
 اور اگر کوئی شخص اناج کا ڈھیر صاع و پیمے ایک درم ٹھہرا کر بیچے تو صرف ایک صاع
 کی بیع ہوگی (بیسری نہ ہوگی) اور اگر کربو کا ٹکڑا یا کپڑے کا ٹھکان ہر بکری یا گز و بچہ درم
 ٹھہرا کر بیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی (یعنی ایک بکری اور ایک گز کی بھی صحیح نہ ہوگی) بان اگر
 ان صورتوں میں بائع قعدا و سب صاعون اور بکریوں اور گزوں کی کہہ دیا تو بیسی
 بیع درست ہوگی۔ اگر (بائع نے صاعون کی قعدا و بنا کر غلہ کا ڈھیر بیچا اور وہ مثلاً
 ایک پیانہ کم نکلا تو مشتری چاہے حصہ رسد و امون سے لیسے یا (راضی نہ ہو تو) واپس کرے
 اور اگر (قعدا کو سب) زیادہ نکلے تو وہ بائع کا ہے (مشتری کا نہیں) اور اگر کپڑے کے
 ٹھکان ہیں) ایک گز (مثلاً) کم نکلے تو مشتری چاہے پوری دام کو لیسے خواہ سارا ٹھکان
 نہ لے اور اگر زیادہ نکلے تو وہ مشتری کا ہے اور بائع کو اختیار نہیں (کہ چاہے بیچ چاہے
 نہ بیچے) اور اگر ٹھکان کی قیمت میں بائع نے کہہ دیا کہ گز ایک درم کو ہے (یعنی کل قعدا
 گزوں کی بھی بنا کر دے تو دام کہو اور اتنا جملہ اور کہا کہ فی گز ایک درم کو ہے) اور اس صورت میں
 ٹھکان مذکور کم نکلا تو مشتری چاہے حصہ رسد و امون سے لیسے یا غنیمت سمجھ کر دے (اور بھی
 حال ہے اگر ٹھکان مذکور زیادہ نکلے یعنی خواہ حصہ رسد زیادتی کا دام اس کے حساب
 لگا کر زیادہ دیکر لیسے نہیں تو بیع توڑ دے) اور اگر گھر میں سے وٹل گز زمین بیچی جس کی
 جگہ معلوم نہ ہو تو بیع فاسد ہے لیکن اگر مکان کے تنوع سے ہوں اور ان میں سے وٹل کی بیع
 کیجا دے تو فاسد نہ ہوگی (بلکہ جائز ہوگی) اور اگر ایک گھری اس شرط پر بی کی کہ اس میں وٹل
 ٹھکان ہیں مگر اس میں کم یا زیادہ نکلے تو وہ فاسد نہ ہوگی بیع فاسد ہے اور اسی صورت میں
 اگر ہر ٹھکان کا دام جدا گانہ بتا دیا تو جس صورت میں وٹل سے کم نکلے تو اسی مقدار کی بیع

اگرچہ سوناب
 سوناب کا
 سوناب کا
 سوناب کا

صحیح ہوگی (جتنی گہری مین ہوگی) اور مشتری کو اختیار یا جاویگا (کہ چاہو حقیر سید
 دانون سوارتے تھا نو کو لیٹے خواہ کئی نسلے) اور اگر تھان زیادہ نکلیں گے (مثلاً
 کیا رہ یا بارہ) تو بیع فاسد ہوگی (اسلئے کہ پھر تین مہینہ معلوم نہیں کہ دس جزو درخت
 ہو سکو و کو نفسی مین) اور اگر تھان کو یوں خریدا کہ دس گز کا ہو فی گز ایک روپیہ کے
 حساب سے اور وہ ساڑھو دس گز کا نکلا تو مشتری کو دس روپیہ کے عوض لینا ہوگا
 اور پھر دیگر کا اختیار نہ ہوگا اور اگر ساڑھے نو گز نکلے گا تو نو روپیہ کو لینا ہوگا (اس
 اختیار کے ساتھ) کہ چاہو لیٹے چاہے نہ لے (فصل گہر کی فروخت مین دیواروں کی
 نیوز اور کنجیان اور زمین کی بیع مین درخت بدون ذکر کئے آجاتے مین لیکن زمین کی
 بیع مین آسین کی زراعت اور درخت کی بیع مین اسکا پھل بدون ذکر کئے شامل نہیں ہوتا
 اور اگر زمین اور درخت کی فروخت مین ذکر کہستی اور پھل کا نہ آدمی تو بائع کو کہا جائیگا
 کہ اپنی کہستی اور پھل کا ٹلے اور زمین خواہ درخت حوالہ کر اور پھل کا بیچنا درخت پر
 خواہ وہ کار آمد ہو گیا ہو (یعنی گہرا گیا ہو) یا نہ ہو اور مست ہو اور مشتری اوس
 پھل کو اسی وقت ٹوٹے اور اگر بیع مین شرط کر لیا کہ پہلو نو درختوں پر ہنود نکلا
 بیع فاسد ہوگی (اور امام شافعی کے نزدیک ایسی پہلوں کی بیع جو کار آمد نہ ہو ہوں
 درست نہیں اور امام اعظم کی دلیل قول آنحضرت صلعم کا ہو کہ جو شخص نر کا شکوہ ڈالو
 کے بعد خرما کا درخت خرید کر تو اسکا پھل بائع کو ملیگا مگر اُس صورت مین کہ مشتری شرط
 کر لے کہ پھل بھی مین لہنگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خرما کا پہل نر کا پھل ڈالو کے
 بعد بیع کرنا درست ہے حالانکہ اسی وقت وہ پھل کسی کام کا نہیں ہوتا نہ گہرا نہ لے
 اور درخت پر کے پہلوں کی بیع مین اگر بائع چند سیر معلوم علیحدہ رکھو (مثلاً کہو کہ

صحیح ہے

چار سیر نہ ہو گا) نو درست ہو۔ اس طرز میں ہر بیچا گیمون کا بالی مین اور نوٹنے کا چھلکے کے
اندہ اور مبیع (یعنی کبی ہوئی چیز) کے ناہن کی مزدوری بائع کے ذمہ ہوگی اور وہ اس
کے پرکھنی اور تولنے کی مشتری نے کے ذمہ اور جو شخص کچھ اسباب نقد کے عوض فروخت
کری تو اول اسباب مشتری کے حوالہ کری اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی اسباب ہی کے عوض میں
اسباب فروخت کری) تو وہ نو ایک ساتھ ایک دوسرے کو چیز حوالہ کریں (اسلئے کہ دونوں
اسباب قیمت بھی ہو سکتی ہیں اور اسباب بھی تو ساتھ ہی دینے چاہئیں)۔

باب جا کر بیچنے کے بیان میں (یعنی بائع اور مشتری کو اختیار ہونا کہ چاہیں بیع
رکھیں چاہیں نہ رکھیں) بائع اور مشتری دونوں کو خواہ ایک کو تین دن کا یا اس سے
کم کا اختیار درست ہو اور اگر زیادہ کا ہو گا تو زیادتی جائز نہ ہوگی اور اس صورت میں بھی
اگر تین دن کے اندر بیع کے معاملہ کو درست رکھیں گے تو صحیح ہو گا۔ اگر اس شرط پر
بیچا کہ تین دن تک اگر دام نہ دنگا تو بیع نہ ہوگی تو یہ شرط جائز ہو اور چار دن کی اگر قید
لگا دیگا تو درست نہ ہوگی لیکن (باوجود چار دن کی قید کے) اگر قیمت تین دن کے اندر آوا
کر دیگا تو بیع درست ہو جاوے گی (اسلئے کہ اگرچہ چار دن کا نام زبان سے لیا تھا مگر
دام تین ہی دن میں دید تو گو بات میں ہی دن کی شرط تھی) بائع کا اختیار مبیع کو اسکی
ملک سے باہر نہیں ہونے دیتا اور مشتری کے لیجانیکے بعد اگر ہلاک ہوگی تو اسکی قیمت
دینی آوے گی (جاننا چاہئے کہ جو دام چیز کا مشتری اور بائع میں ٹھہرتا ہو اسکو مشن
کہتے ہیں اور وہ چیز مشتری کی بازدار میں ہو اسکو قیمت سمجھتے ہیں پس جب مشتری بائع کا
اختیار ہو اور مشتری چیز لیجا دے اور اس کے پاس سے جاتی رہے تو مشتری کو مشن
دینا نہ آوے گا بلکہ قیمت بازار کی دینی پڑے گی) اور مشتری کا اختیار بائع کی ملک سے نکلا

چند چیزیں
بیچیں

کا نام نہیں کر مشتری بھی اسکا ایک نہیں ہوتا اور اسقدر جس اگر بیع باقی رہی
 تو مشتری کو نہیں دینا پڑے گا بیع کے عید بار ہوگی مگر نہیں ہو (یعنی اگر مشتری
 کا اختیار تھا اور وہ بیع کو لیکر چلا آیا اور اسکے پاس اگر بیع میں کچھ عیب ہو گیا تو
 اسقدر نہیں بھی اسکو رخصت دینا پڑے گا یا آزاد قیمت نہ لیا ہو گی) اگر ایک روپیہ کی مشکو
 حق اسکو اسکے ایک سو اسکو اختیار خرید تو کچھ باقی رہی (اسو اسکو
 نو سو سی اختیار کے باعث ابھی اسکی ایک سو نہیں آئی کہ کچھ نو سو چار سو) پس اگر وہ
 اس کو بھرت کرے تو اسقدر نہیں بھی اسکو اختیار واپس کر دینا پڑے گا (اسکو کہ بہر
 پہلے کچھ کے سب سے یہ اس بیع کے پسند ہو سکے لی) اور جس شخص کو اختیار
 دوسرے کے پیش ہے اگر معاملہ کو جائز کرے تو درست ہو اور اگر فسخ کرے تو درست ہو
 (یعنی بائع و مشتری میں سے جسکو اختیار ہو تو فسخ معاملہ کے لئے وہ ہر کام کرے
 برآ جاوے) اور اگر جس شخص کو اختیار تھا وہ مر جاوے یا مدت اختیار کی یعنی تین دن گذرے
 تو عقد بیع کامل ہو جاتی ہے اور اگر بیع بڑ ہو اور مشتری اسکو آزاد کر دے یا آزاد
 متعلق بائین او اسکے ساتھ کرے (مثلاً اسکو مکتب یا مہر کر دے) یا بیع کی ملکیت
 بہت ہو اسکے پاس کی زمین شفعہ کی راہ ہو تو اس سے بھی اگر مشتری نے اختیار
 لے رکھا تھا بیع خود ہی ہو جاوے گی اور اگر مشتری دوسرے کے اختیار کو شرط کرے (مثلاً
 کہ اگر زیادہ پسند کر لیا تو بیع منع ہوگی ورنہ نہیں ہوگی) تو درست ہو اور اسقدر نہیں مشتری
 اور زید میں سے جو بیع کو جائز یا فسخ کر دے گا درست ہوگا اور اگر ایک جائز کرے اور
 دوسرا فسخ کرے تو پہلے واسطے کی بات کا اعتبار ہوگا اور اگر وہ نو کی بات ایک ہی
 ساتھ ہوئی ہوگی تو بیع فسخ رہیگی۔ اور اگر بائع دو خلا ہو تو اس شرط پر بھی کہ ایک

اگر مشتری نے اختیار لے رکھا تھا تو بیع خود ہی ہو جاتا ہے
 اگر مشتری نے اختیار نہیں لے رکھا تھا تو بیع بائع کی مرضی سے ہو جاتا ہے
 اگر مشتری نے اختیار لے رکھا تھا تو بیع بائع کی مرضی سے ہو جاتا ہے
 اگر مشتری نے اختیار نہیں لے رکھا تھا تو بیع بائع کی مرضی سے ہو جاتا ہے

مین بھگو اختیار ہو اور اسکو صلحہ اور معین کر دی تو بھگو اختیار درست ہوگا ورنہ درست نہ ہوگا۔ اور معین کر نیکا اختیار چار سو کم مین درست ہو (یعنی اگر تین چیزیں مین اختیار لیا گیا کہ جو فی جا ہون لے لون تو درست ہوگا اور چار چیزیں جا ہون لگا جیسو اختیار مین دن کا درست ہو زیادہ کا نہیں) اور اگر دو مشترک مین نے اختیار کی شرط پر کوئی چیز مول لی اور ایک اور مین ہو راضی ہو گیا تو دوسرا بھی واپس نہیں کر سکتا (یعنی اسکا اختیار بھی جاتا رہا) اور اگر ایک غلام اس شرط پر لیا کہ وہ نانائی یا کاتب ہو اور اسکو غلام نکلا تو مشتری چاہو پوری دامن کو لے لے یا پھر دی (اسلئے کہ بھگو امور و صفت مین اس حدوض مین دام نہ کہئے گا)۔

باب ویکھو کے اختیار کے یا نہیں۔ جس چیز کو مشتری نے نہ لکھا ہو اور اسکا خرید لینا درست ہو گردیکھنے کے بعد اسکو پھر دیو کا اختیار ہو گو پٹے راضی ہو چکا ہو اور اگر بائع اپنی چیزیں دیکھنے بچھ دی تو اسکو دیکھنے کے بعد بھگو اختیار نہیں مشتری سو واپس کرے۔ اور دیکھنے کا اختیار انہیں باتوں سے باطل ہوتا جو جسو شرط کا اختیار جاتا رہتا تھا (یعنی اختیار دالے کے مر جانے یا تین دن گذر جانے وغیرہ سو دیکھنے کا اختیار جاتا رہتا ہے) اور غلام کے ڈھیر اور غلام کے منہ کا دیکھنا اور جانور کے منہ اور پیٹ کا دیکھنا اور لپٹی ہوئی کپڑے کی اور کئی نہ دیکھ لینی ایسے گھر کو اندر سو دیکھنا کافی ہے (یعنی اسکے دیکھنے کے بعد اختیار دیکھنے کیو جہ سے پھر سکتا) اور (صبح کے لینے کیواسطے) اگر مشتری نے کسیکو وکیل کیا ہو تو وکیل کا دیکھنا مثل مشتری ہے دیکھنے کے ہو (اختیار کے دور ہو جانے مین) مگر قاصد مشتری کا دیکھنا کافی نہیں (یعنی اگر مشتری نے کسیکے نام سے لیا ہو تو وہ اگر صبح کو دیکھ لیا تو اسکو دیکھ

بھگو اختیار
درست ہوگا

لوٹتی ہیں بہاگنا اور چھوٹے مین بھوت دنیا اور چوری کرنا اور دینا نہ ہوتا ہے اور اصل
 لوٹتی ہیں مین کی بد بوا اور بغل کی بد بوا اور دنیا کا رہنا اور چھوٹے مین کی اولاد ہوتی ہے اور
 یہ چاروں چیزیں غلام مین میں ہیں اور کافر مین اور فوج میں عیب ہے اور جن میں کافر مین
 اور چاروں چیزیں غلام مین میں ہیں اور کافر مین اور فوج میں عیب ہے اور جن میں کافر مین
 پانی آگ میں ہوتا ہے عیب ہے جو پس اگر مشتری کے پاس اگر مین میں ایک اور عیب ہو اور چھوٹا
 تو مشتری سے عیب کا غلام بائع ہو چھوٹے یا اگر بائع مین کے پہرے پر راضی ہو
 تو پہرہ دیوے اور اگر مشتری نے اپنے ایک تھان خرید کر قطع کیا پہرہ اس میں عیب معلوم ہوا تو
 جتنے عیب سے نقصان ہو وہ دام بائع ہو پہرے اور اگر بائع قطع کرے ہو تو تھان کو
 لینا منظور کرے ہو تو اسے اختیار ہو کہ پہرے اور اگر مشتری قطع کو بھٹکان کر بیٹھے
 تو اب نقصان کا عوض بائع ہو نہیں سکتا۔ اگر کھڑا لیکر قطع کر کے سیایا اسکو
 دیکھ لیا یا ستور لیکر اس میں گہی ملایا پہرہ کسے مین خواہ ستور مین عیب معلوم ہوا تو
 نقصان کا عوض بائع ہو پہرے عیب سے بھر مین کہ عیب لیکر مین کو بیٹھے یا
 مین جو غلام عیب دار تھا مزاج دیوے یا مشتری کو بھٹکا کر دو (تو نقصان کا عوض
 بائع سے لینا) اور اگر مشتری غلام عیب دار کو مال کے بدلے آزاد کر دیوے یا اسکو
 بیان کر دے یا کہنا مول لیا تھا اسکو کہانے یا اس میں کو بھٹکا کر لے
 نقصان کا عوض کہنیا دیکھا۔ اور اگر کسی نے اندامی یا کہنیا یا اسکو بھٹکا کر لے
 اور بھٹکے ہو اسکو خراب بھٹکے کہ کچھ کارآمد ہوں تب تو مشتری نقصان کا عوض
 بائع سے پاوے گا اور اگر بالکل کارآمد نہ ہوں تو تمام دام بائع ہو پہرہ لگایا۔ اور اگر مین
 کو مشتری نے بھٹکا اور وہ کسی عیب کے باعث قابضی کے حکم ہو مشتری کو یہاں

اگر مشتری نے
 اسکو بھٹکا کر لیا
 تو اسکو بھٹکا کر لیا
 تو اسکو بھٹکا کر لیا
 تو اسکو بھٹکا کر لیا

واپس آئی تو مشتری نے جس کو اسکو مول لیا ہوا اسکو میری اور اگر مشتری نے اس
 چیز کو اپنی رضا مندی سے خرید لیا ہو (قاضی کے حکم سے یہ نہیں ہوتا) تو اسے بالغ اول کہہ
 واپس نہیں کر سکتا۔ اگر مشتری نے بیع کو قبضہ میں لگا کر دعویٰ کیا کہ اس میں عیب ہو تو وہ بیع
 میں سے واپس کے لئے خبر لیتا جادہ لکھن اور اسکو چاہئے کہ گواہ پیش کرے عیب ثابت
 کر دے یا نہ تو بالغ سے واپس نہ ہونے کی قسم لے کر اگر مشتری کہو کہ میری گواہ شام میں
 نہیں دیتے تو وہ میں انہیں سکتی تو میں بالغ کے حوالہ کرے بشرطیکہ بالغ قسم کھائے اگر
 مشتری دعویٰ کرے کہ جو غلام میں نے لیا ہوا وہ بھگوار ہے تو بالغ سے قسم نہ لیا جائے جبکہ
 اگر مشتری اس بات کے گواہ نکلا دے کہ میرے غلام میں سے پاس ہو بھاگتا ہے اور جب وہ گواہ پیش
 کر دے تو بالغ سے بیع میں عیب نہ ہو کہ بخدا میری پاس کہی نہیں جہاں کا تھا (اسلمی کہ اول تو
 بیعہ چاہئے کہ مشتری بھاگنے کا عیب غلام میں ثابت کر دے اس سے بھی ضرورت اور اگر
 گواہ نہ لے سکے تو عیب ثابت ہو چکا تو بالغ اس بات کی قسم کھا دے کہ یہ عیب میرے
 پاس نہ تھا اب کیا پیدا ہوا ہے اس عیب کے سبب اس مشتری کا حق نہیں ہے (انہیں)
 اور مقبوض چیز کی مقدار میں قول قاضی کا (یعنی مشتری کا) معتبر ہو (مثلاً مشتری نے
 ایک تھان لیا اور عیب کے باعث اسکو نہیں چاہا اور بالغ نے کہا کہ مجھے نہیں کر کا تھا اور
 مشتری نے کہا کہ اٹھاؤ گرنہ مشتری ہی کا قول معتبر ہے) اگر وہ غلام ایک عقد
 میں مول لیا اور ایک پر قبضہ کیا اور دوسرے میں کسی عیب معلوم ہوا تو چاہے وہ دوسرے
 کو بیسے یا نہ تو کو نہیں دے (اسلمی کہ جب ایک عقد میں الٹی ہو تو کو کا حکم ایک چیز
 کا ہے) اور اگر ایسی چیز مول لی جہاں یا اول سے کہی ہو اور اس میں عیب معلوم ہو
 عیب پایا تو غلام اس کو واپس کر دے خواہ اسکو کوئی (میں نہیں) خوشنما کہ اسے

رہنہ دے اور شہیدار کو داپس کرے) اور اگر بیع میں کسی عقد و دوسری کی ہلاکت
 آوی تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ باقی بیع کو باطل کر دے یا نہ کرے اگر بیع کثیر ہو کہ
 اس میں ہزار دوسری کا ہر قسم تری کو اختیار ہوگا (کہ باقی کو داپس کر دے یا اسے
 ایک کپڑے میں شکرٹ ہوئے سوائس سے قطع نہیں کر سکتی گا) مگر کثیر اصول لیکر عیب
 رکھنا اور اس کو پس لینا یا عیب دار سوائس پر اپنی کام کو سوار ہوا یا اس کے مرض کا
 علاج کیا تو اس سے عیب پر راضی ہونا پابیا جائیگا اور اگر سوائس کے پانی پلانے کو یہ
 باطل کے پاس لیجائے کو یا اس کے لئے گناہ اس خریدنے کو شوار ہوا ہوگا تو اس سے مشتری
 عیب کی نہ معلوم ہوگی اور اگر (بیع غلام نے باطل کے یہاں چوری کی تھی اور جب)
 مشتری نے اس پر اپنا قبضہ کیا تو اس چوری کی علت میں اسکا ٹانخہ کا لگایا تو مشتری
 اس غلام کو پھیر دے اور باطل سے قیمت داپس لے۔ اور اگر باطل نے بیع کی وقت کہہ دیا
 میں بیع کے سب عیبوں سے بری ہوں گو سب کا نام لیتا تو نہ کہتا اور سنتا ہوگا اور
 پھر کسی عیب کی جہت سے پھر نہ سکیگا (یعنی اگر اس نے اول کہہ دیا کہ بیع میں جو عیب ہو
 مجھ سے روکار نہیں نہ اسکا مواخذہ مجھ سے چاہیو تو اگرچہ وہ سب عیبوں کا نام لے تاہم
 کسی عیب کی جہت سے مشتری کو اختیار بیع کے پھر نہ کیا نہیں رہتا)۔

باب بیع فاسد کے یا مخفی۔ بیع فردار کی اور خون اور شہور اور شراب اور
 آزاد شخص اور ام ولد اور مذہب دار مکاتب کی ناجائز ہو پس اگر بھی چیزیں مشتری کے
 پاس جاتی رہیں گی تو انکی قیمت مذہبی پر لگی۔ اور چھٹی کو شکار کرنے سے پہلے چھٹا
 اور حوالین اور کٹے جانور کو اور اپنی بیٹ میں کے بچہ کو اور اس بچہ کے بچہ کو اور
 اگے اندر دواہ کو اور سیکے اندر ہوتی کو اور بکر یوں کی پشیدہ براد کو اور جہت کے اندر

بجائے

اور غلام کی بیع جو بیچے کو لونڈی معلوم ہو درست نہیں (یعنی ایک مردہ اس
شرط سے لیا کہ لونڈی ہے پر معلوم ہوا کہ وہ غلام تھا یا اسکا اٹا ہوا کہ غلام جانکر لیا
اور لونڈی نکلی تو بیع درست نہیں) بلیع کو کمتر قیمت پر خریدنا و مول قیمت سے
پیشتر درست نہیں مان اگر مبلغ کے ساتھ کوئی اور چیز ملی ہو تو اس میں ایسا
کرنہ جائز ہے (اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ بائع نے ایک گھوڑا لیا تو بچا اور بھڑ
اُس سے واپس لیا کہ اسی گھوڑی کو وہ کے عوض اُس سے خرید لیا تو بھڑ بچا بھی بیع
جائز ہوئی اسلئے کہ وہ مشتری سے مفت لیا ہی اور اگر اُس گھوڑی کے ساتھ دوسرا
گھوڑا مثلاً مشتری سے خرید کیا تو بیع مذکور درست ہوگی) تیل کو بھڑ بچا کہ ہم
قول لینے اور ہر برتن کے عوض بائچہ ڈھری کم کر دینگے (برتن اسقدر ہوا تب
درست نہیں مان اگر بھڑ بچہ کہ جسقدر خالی برتن کا وزن ہوگا اسقدر تیل میں
سے کم کر دیں گے تو درست ہے اگر بائع اور مشتری تیل کی مشاکست کے وزن میں
اختلاف کریں کہ مشتری کہے کہ دو سیر ہو اور بائع ایک سیر بتا دے تو مشتری کا
قول (قسم کے ساتھ) معتبر ہوگا۔ اور اگر مسلمان کسی دشمنی کو شراب خریدے اور
بیچے کو کہے کہ تو درست ہو۔ لونڈی کو اس شرط پر بچا کہ مشتری اسکو آزاد کرے
یا بڑبیا بکات یا ام ولد بنا دے تو درست نہیں۔ لونڈی کو بچا اور اس کے بیٹے
بچہ کو بچیا یا اس شرط پر بچا کہ ایک مہینہ بائع اُس سے خدمت لیکر درست نہیں
مگر انکو اس شرط سے بچا کہ بائع اس میں رہ کر گیا یا مشتری کچھ روپیہ بائع کو
رض دی یا اسکو کچھ تحفہ بھیجے یا اتنی مدت کے بعد حوالہ مشتری کے کر گیا
تک ابھی نصف میں رہ گیا یا بڑی کو اس شرط سے بچا کہ بائع اسکو قطع کرے

بچہ کو بچیا یا اس شرط پر بچا کہ ایک مہینہ بائع اُس سے خدمت لیکر درست نہیں
مگر انکو اس شرط سے بچا کہ بائع اس میں رہ کر گیا یا مشتری کچھ روپیہ بائع کو
رض دی یا اسکو کچھ تحفہ بھیجے یا اتنی مدت کے بعد حوالہ مشتری کے کر گیا
تک ابھی نصف میں رہ گیا یا بڑی کو اس شرط سے بچا کہ بائع اسکو قطع کرے

درست بنیاد ہو درست نہیں۔ جوئی کو اس بشرط ہی قبول لیا کہ بائع انکو کٹ کر برابر کر دے
اور اس میں قسم لگا دے درست ہے۔ قیمت کے ادا کے لئے یہ کہنا کہ غور فرماؤ ہر گاہ
اور نصاریٰ کے روز دن اور یہودیوں کی عید تک دیکھئے درست نہیں بشرطیکہ بائع
دشتری کو کچھ دن معلوم نہوں (جانتا چاہیے کہ جب گرمی ہو بیشتر دن اور رات
برابر ہوتے ہیں اُس دن کو غور فرماتے ہیں اور جاڑی ہو بیشتر اگر برابر ہوتے ہیں تو
اسکو ہر گاہ کہتے ہیں) اور جاڑ نہیں یہ کہنا کہ حاجوئی آمد تک اور قیمت کٹ کر
اور وائیں چلنے اور میوہ ٹوٹنے تک دیکھئے اور اگر ان وقتوں تک کسی کا ذہن
مہر تو درست ہے۔ اور اگر وعدہ ان وقتوں تک کیا اور ہنوز یہ وقت نہیں آئے
نحو کہ مدت کو سا قسط کر دیا (یعنی دایم پہلے دیدہ ہے) تو درست ہو جاوے گا۔ اور
اگر بائع آزاد اور غلام کو ملا کر بیچے یا دہن کی ہوئی بکری اور مردار کو ایک ساتھ
کر کے بیع کرے تو دونوں کی بیع باطل ہے۔ اور اگر غلام کو دہن کے ساتھ خواہ
بسی دوسری غلام کے ساتھ ملا کر فروخت کرے یا اپنی ملک کو وقف کے ساتھ
ملا کر بیچے تو غلام اور ملک کی بیع درست ہوگی (مذہب اور دوسری غلام اور وقف کی
بیع نہیں ہوگی) فصل جس صورت میں کہ بیع فاسد ہو اور بیشتر بی بائع کی اجازت ہو بیع
پر قبضہ کرے اور مبیع اور من و نوال ہوں تو بیشتر بی بیع کا مالک نہ جاتا ہے مگر
قیمت باز آدوینی آتی ہے (من جو اس میں ٹھہرا تھا نہیں دیتا) اور بیشتر بی اور
بائع میں کسی ہر ایک کو اس بیع کے فسخ کرنے کی اختیار ہے لیکن اگر بیشتر بی بیع
کو کسی اور کے ساتھ بیچ دے خواہ ہبہ کر دے یا (بیع غلام ہو اور اسکو) آزاد کر دے یا
(زمین بیع پر) عمارت بنائے تو (ان صورتوں میں) فسخ نہیں کر سکتا (بیع فاسد میں)

مشتری کو اختیار ہے کہ بیع کر دے کہ نہ کرے اور بائع کو نہ بیع جس تک کہ بائع سے ایسا یا ہوا
 ثمن واپس کرے۔ بائع کو اگر ثمن سے کچھ نفع ہوا ہو تجارت وغیرہ کرنے سے ہو تو اس کو
 حلال ہو اور مشتری کو اگر بیع سے کچھ فائدہ ہوا ہو تو درست نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے
 پر کچھ روپیہ بھروسہ کیا اور اس کو مدعی کے حوالہ کر دئے پھر دوسرے پر لکھ لکھنے
 اقرار کیا کہ مدعی کا کچھ حلیہ کے ذمہ تھا (اور جو کچھ اس سے مدعی نے لیا تھا
 وہ بھیر دیا) تو جو کچھ (مدعی کو ان روپیوں سے) فائدہ ہوا ہو وہ مدعی کو حلال ہے
 مال کی قیمت زیادہ کہہ دینی اس غرض سے کہ دوسرے کو رغبت خریداری کی ہو جاوے
 اور واقع میں اپنی آپ اس کو نہ لینا چاہتا ہو کہ وہ۔ اگر کسی چیز کو دوسرا شخص خرید
 کر تا ہو تو اس کو آپ خرید لینا کر دے ہو (بشرطیکہ بائع دوسرے کے دینی پر راضی اور مال
 ہوا ہو و اگر دن کے قافلہ سے آئے جا کر لے لے کہ چیز ازان خرید کر کر دے ہو یا ہر گز
 اگر اسباب لادو اور اس کو کسی شہری اس کی طرف سے فروخت کرے یا اس کو کہ دیر کر اور اگر
 بیچو لگا کر دے۔ جمعہ کی اذان کی وقت فروخت کرنا کر دے یا سطر چہرہ فروخت کرنا کر دے
 نہیں کہ جو دام زیادہ دے وہ چیز لیو (جیسے نیلام ہوتا ہے) جن دوبرو و تخمین
 قرابت قریب ہوا اور ایک صغیر سن ہوا و کو بیچے میں جدا کرنا چاہیے (مثلاً مان پڑ
 کو یا بہن کھائی کو دو شخصوں کے ماتھے سے) بخلاف بڑی عمر والوں اور وندہ بی
 کے (کہ ان کو فروخت کر نہیں سکتے) کر دینا کچھ مضائقہ نہیں
 باب اقالہ (بیع سے واپس کرنے) کے یا نہیں۔ اقالہ کرنا بائع اور مشتری
 کے حق میں تو پہلی بیع کا نسخہ ہو اور قیصر و شخص کے حق میں نہیں بیع ہی (یہاں تک
 کہ اگر تیسرے شخص نے بیع اول کے وقت اپنا حق شفعہ دے کر دیا ہو اور اقالہ کے

بائع سے روپیہ

بائع کا بیع

سبب پہرہ عوی کرے تو درست ہوگا اور حق شعبہ اقالہ کی جہت سے ثابت ہوگا) اقالہ
و تنی ہی قیمت کو درست ہے جو اول مقرر ہوئی تھی اس سے زیادہ یا کم ٹھہرانا بد کسی
زیادتی یا عیب کے مبیع میں لغو ہے (یعنی اگر اقالہ میں بچہ شرط کر لی کہ دام کم واپس کرے
یا زیادہ دینگے حالانکہ مبیع جون کی تون ہے اس میں کمی بیشی نہیں ہوئی تو بائع کو وہی
دام پہرے لازم ہونگے جو مشتری سے لیا ہوا ہے) اور من کا جاتا رہنا اقالہ کا مانع
نہیں مگر مبیع کا ہلاک ہو جانا اقالہ کا مانع ہے اور اگر مبیع میں سے کسی قدر تلف ہو جاوے
تو اس قدر کا اقالہ نہ ہو سکیگا باقی کا درست ہوگا +

باب قولیہ اور مراہمت کے بیان میں - اتنی دام پر بیچنا جتنے کو خرید کیا
ہو قولیہ کہلاتا ہے اور پہلی خرید پر نفع لگا کر بیچنا مراہمت کہلاتا ہے اور شرطان اول
کی (یعنی قولیہ اور مراہمت کی) بچہ ہے کہ پہلی قیمت جو مشتری نے دی تھی مثلی ہو
(یعنی ایسی چیز ہو کہ اس کے تلف سے وہی ہی دینی آدمی قیمت والی چیز و زمین سے ہو
حکے جاتے رہنے سے قیمت دینی آتی ہے) جو شخص قولیہ کرنا چاہے وہ اصل مال
و ہولی کی اجرت اور رنگائی اور ترنچ بنانے اور پہنڈنے بانٹنے اور بار برداری غلبہ
اور ہنگامی بکریوں کی زیادہ کرے اور خریدار سے بیچنے کی وقت کہو کہ بچہ مال مجھ کو
اتنے میں پڑا ہے (بچہ نہ ہو کہ میں نے اتنی کو خریدایا ہے اسلئے کہ جھوٹ ہوگا) اور گائے
بکری کے چرانیا والے کی مزدوری اور غلام کو قرآن اور حساب پڑانا والے کی اجرت
اور جس گہرین مال کی حفاظت کی ہو اسکا کرایہ اصل مال پر زیادہ نہ کرے پس اگر مشتری
اول مراہمت کی صورت میں وغاکرے (یعنی قیمت زیادہ بتلاوے اور اس پر نفع لینا
چاہے) تو (مشتری دوم کو اختیار ہے) چاہے کل قیمت کو جو اول مشتری بتاتا ہے چیز

بچہ
بچہ
بچہ

بادا پس کر دی لیکن اگر تولیہ میں خیانت معلوم ہو تو جس قدر مشتری اول نے دام
 زیادہ کہی ہوں ادنیٰ کم کر کے حوالہ کرے۔ اور جو شخص کہ کوئی تھان غیرہ خریدے
 اور پہرا دسکو مباحث یعنی نفع سو بیچے (مثلاً تسکو کو خریدا اور بیس نفع کے ٹھہرا کر
 ۱۳ کو بیچا) اور پہرا دسکو بعوض سو کے خود مولے لیا اب اگر اسکو کیسے ہاتھ
 نفع ٹھہرا کر بیچے تو چاہیے کہ پہلی دفعہ کی فروخت میں جو نفع لیا اسکو (اس دوبارہ کی قیمت
 میں سے) منہا کر دی (اور باقی کو اصل مال سمجھے مثلاً مثال مذکور میں اصل مال اسٹی
 تصور کرے یعنی پہلے جو بیس روپیہ نفع لیچکا ہو وہ اس سو میں سے منہا کر دی) اور اگر
 پہلے کا نفع ثمن کی برابر خواہ زائد ہو تو مشتری کو چاہیے کہ اسکو نفع ٹھہرا کر بیچے
 (بلکہ از سر نو جیسے کو چاہے فروخت کرے مثلاً اوپر کی مثال میں اگر اول بار اس سو
 کو خرید کر ۱۲ کو بیچا پہر خرید کر ۱۵ کو اور پہر خرید کر ۱۳ کو تو تینوں دفعہ کا نفع
 ملکر پوری سو روپیہ ہو گئی جو اصل دام تھا تو اس صورت میں مباحث نہیں کر سکتا اسلئے
 کہ اصل مال اب کچھ نہیں رہتا) اگر غلام کو مالک کی اجازت تجارت کے لئے ہو اور
 غلام مذکور قرضدار ہوا اور ایک کپڑا دس روپیہ کو لیکر اپنا اقا کے ہاتھ پندرہ کو بیچے
 تو مالک اگر اس کپڑے کو مباحث پر بیچنا چاہے تو اصل مال دس روپیہ قرار دی اور
 ایسا ہی اسکا عکس ہے (یعنی اگر مالک اس کو لیکر غلام کے ہاتھ پندرہ کو بیچے اور وہ
 غلام کے نفع پر بیچنا چاہے تو اصل قیمت دس بتا دی پندرہ نہ کہی) اور اگر خریدار مضارب
 ہو (جو دوسری روپیہ سے نصف نفع پر تجارت کرتا ہے یعنی مضارب دس کو مولے
 اور مالک مال کے ہاتھ پندرہ کو بیچے تو مال دس کو چاہیے کہ اگر اسکو مباحث
 پر بیچے تو ساڑھی بارہ روپیہ اصل قیمت بتا دی) (اسلئے کہ صورت اول میں گویا غلام

اور مالک ایک ہی میں غلام کا خریدنا بعینہ مالک کا خریدنا ہی اور غلام نے وٹس کر لیا
تھا تو مالک کو اوسے وٹس پر نفع لینا چاہیے اور دوسری صورتیں مستند اور مال والا
و شخص میں اور پہلے عقد میں جو مضارب نے مال لے کر کیا ہے یا جو وہ نفع کے لئے
بیشک سوا و یا یعنی اوٹائی مالک مال کو حاصل ہوئے پس اگر اب بعد مراد نفع پر بیچے تو
نفع اول کو اصل سے منہا کر دے یعنی پندرہ میں سوا و یا یعنی نکال دالے باقی سوا و یا
بارہ کو اصل بیان کرے اور صورت اول میں غلام کے فرزندار ہو نیکی قبلہ ہو
کہ اسکا بیچنا کسی چیز کو مالک کے ماتحت درست ہو ورنہ اگر غلام فرستادہ ہو تو ہون
مالک میں ہو گا و مالک ہی کی ملک ہوگی اور اگر بیع میں کچھ نقصان خود ہو گیا ہو یا
لوٹا ہو یا بدخولہ حتیٰ اس سے صحبت کر لی تو مباححت بدون ان باتوں کے بیان کرے
کے درست ہے (اور اگر مشتری نے خود او میں کوئی نقصان کر دیا ہو یا لوٹا ہو یا اگر اپنی
اس سے ہم بستری ہو تو اسے صورتیں بیان کر دینا چاہیے (مقب نفع پر بیچے) ایک چیز کو
بزار دے وہ کو فرضاً مول لیا اور تنہا کے نفع پر اسکی فروخت کر دیا اور یہ سمجھا کہ میں نے
فرضاً ہزار کو لی ہے تو مشتری ثانی کو اختیار ہی چاہے ۱ چاہے نہ لے جبکہ
اسکو معلوم ہو جائے کہ مجھ چیز ہزار کو فرضاً لی ہے نہ نقد و (اور اگر بیع کو مشتری
ثانی تلف کر دے بعد اسکی خرید مشتری اول کا حال معلوم ہو تو اسکو گناہ سود ہی
لازم آوے اور یہی حال قولیہ کا ہے (کہ اگر بیع کے ہوتے ہوئے مشتری دوم
کو خیانت مشتری اول کی معلوم ہوگی تب تو اختیار ہوگا اور اگر بیع کو تلف کر نیکی
بعد خیانت پر مطلع ہو گا تو وہ بھی دام دینے پر بیگے) اگر زید نے خریدی کہا کہ جنوی
کو مجھ چیز چھوڑی ہے تو بیگے کہ یہ سب باتیں سمجھا ہوں اور عروہ کو معلوم نہیں کہ زید کا

لکنا حشر ہوا ہی تو بیع فاسد ہو اور اگر عمر و کو اسی مجلس میں معلوم ہو جاوے کہ
 اتنی کوٹری ہے تو اسکو اختیار ہوگا (جاسے لیتے ہی کو خرید لے یا جانے سے)
 فصل واضح ہو کہ منقول اس مال کو کہتے ہیں جو ایک جگہ ہو دوسری جگہ لیا سکیں
 جیسے گھڑا بکری چاندی سونا برتن وغیرہ میں اور غیر منقول وہ ہو کہ ایک ہی جگہ
 رہے جیسے زمین اور حویلی اور باغ وغیرہ پس غیر منقول کی بیع قبضہ میں لانے سے
 پیشتر درست ہے (یعنی مشتری اسکو خرید کر بدو ن قبضہ میں لانیسے بھی بیع کر سکتا
 ہے) اور منقول کی بیع قبضہ سے پیشتر درست نہیں ہے اور اگر ایسی چیز کو خرید کر جو
 ناپ سونانی جاتی ہے تو مشتری کو اسکو بیچنا اور کھانا حرام ہے جب تک کہ اسکو ناپ نہ کرے
 اور ایسا ہی حال ہے ان چیزوں کا جو وزن میں رد ہو یا شمار کے اعتبار سے خریدی
 لیکن اگر گز کی ناپ سکے اعتبار سے خریدی تو اسکا یہ حال نہیں (یعنی اگر وزن کی چیز کو
 وزن کے طور پر یا شمار کی چیز کو شمار کے اعتبار سے خرید کر تو مشتری کو اسکا استعمال کرنا بیجا نہیں ہے جب تک کہ
 وزن اور شمار نہ کر لے بخلاف گز گت کے اعتبار کی بیع کے کہ بدو ن گز گت کئے
 اسکا استعمال درست ہے) ثمن میں قبضہ کرنے سے پیشتر تصرف کرنا (مثلاً اسکو بیچنا
 یا ہبہ کرنا) درست ہے ثمن میں زیادتی کرنی اور کمی کرنی درست ہے (یعنی جتنا ٹھہرتا
 اس سے اگر مشتری زیادہ دیو یا بائع کچھ کم لےوے تو جائز ہے) اور جائز ہے بیع
 میں کچھ بڑا دینا (یعنی بائع اگر بیع میں کچھ اوپر آون بڑا دیو تو درست ہے) اور
 استحقاق بائع اور مشتری کا اس زیادتی میں متعلق ہو جاتا ہے (یعنی قیمت یا ثمن
 میں زیادہ کرونیو سو بائع یا مشتری کل کا مستحق ہو جاتا ہے کہ گویا اصل عقد اتنی ہی
 چیز کا و تنو ہی دامون پر ہوا ہی) سوا ہی قرض کے اور طرح کے دین کی مدت مقرر کرنی

درست ہو دینے قرض کے سوا اور طرہ کا دین اگر کسی ایک شخص کے ذمہ ہو مثلاً کسی چیز
کی قیمت دینی ہو تو اسکے واسطے اگر دے کر دیکھا تو مدت لازم ہو جاوے گی مدت کے اندر
نہ ہو چکیگا بخلاف قرض کے کہ اسکی مدت کرے یا نہ کرے قرض خواہ جب چاہے قضا کر سکتا ہے
باب ربوا (یعنی سود) کے بیان میں۔ ربوا مال کی اس زیادتی کو کہتے ہیں جو مال کو
سود بنو میں بدوین عوض ہو ربوا کے پائے جانے کی وہ چیزیں ہیں جنہیں مقدار اور
جنس ایک ہو (مقدار کے ایک ہوتے ہوئے بھی غرض ہے کہ دونوں چیزیں ایک ہی جنس
یا وزن سے تو لیجاتی ہوں اور جنس کے ایک ہونے سے بھی مراد ہے کہ دونوں ایک ہی قسم
مال ہوں) پس جن چیزوں کی مقدار اور جنس ایک ہوں انہیں زیادتی اور اودار دونوں
حرام ہیں (جیسے گہون کو گہون کے عوض بیچے تو اگر کم زیادہ ہونگے جب بھی ناجائز
ہونگے اور آج دی اور مدت کے بعد عوض کے گہون کے بیچ بھی حرام ہوگا ایسا ہی
حال ہے اگر جو کو جو کے عوض اور دہیہ کو روپیہ کے عوض اور شرفی کو اشرفی کے عوض
بیچ کرے کہ دونوں طرف میں چیزیں مقدار اور جنس کی راہ سے ایک ہوں تو اگر انکی بیع میں
وزن کی کمی بیشی ہوگی یا اوزان بھی جادینگی تو ربوا لازم آدیکھا اور بیع حرام ہوگی
اور اگر دونوں چیزیں ایسی ہوں گی کہ صرف مقدار میں ایک ہوں اور جنس میں مختلف
جنس میں ایک ہوں اور مقدار میں مختلف تو انہیں اودار حرام ہے زیادتی حرام نہیں (مثلاً
گہون جو کے عوض بیچی جاوے تو اسی وقت دی اور اسی وقت عوض لے اودار کرے گا تو
حرام ہوگا لیکن اگر کم زیادہ ہوں مثلاً گہون سیر بہر ہوں اور جو دوسیر تو کچھ مضائقہ
نہیں اور اتنا جو جنس کی مثال جیسے ہرات کا ایک کپڑا دوسرے کے بدلے بیچا تو اس میں بھی
اودار حرام ہوگا نہ زیادتی) اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ نہ مقدار میں ایک ہوں نہ جنس

باب ربوا
کے تحت

ایک تو انہیں زیادتی اور آؤناک و دو نو حلال ہیں (مثلاً کپڑا روپیہ کے بدلے یا غلہ شرنی
 روپیہ کے بدلے بیچ تو زیادتی بھی درست ہے اور بچہ بھی ضرور نہیں کہ اس ہاتھ دوسرا ہاتھ
 لے بلکہ او دیا بیچنا بھی جائز ہے) اور جو چیزیں کہ تاپی جاتی ہیں مثلاً گیہوں اور جو (غیر
 غلہ کے اقسام) اور نمک اور خرا اور جو چیزیں تولی جاتی ہیں جیسے چاندی سونا اور جو
 رطل سے منسوب ہیں ان چیزوں کو انہیں کی جنس سے برابر برابروخت کرنا درست ہے کئی د
 بیشی کے ساتھ درست نہیں اور کہہ رکھنا او نہیں ایک حکم رکھتا ہے (یعنی یہ نہیں
 ہو سکتا کہ کہی چیز کم لیجا دے اور کہوئی اوسکے عوض میں زیادہ لیجا دے اور ان
 چیزوں میں معین ہونا معتبر ہے بچہ ضرور نہیں کہ بائع اور مشتری میں برقیضہ ہے
 کر لین (یعنی اگر گیہوں کے عوض گیہوں بیچے جاوین تو دو نو کو معین کر دینا مجلس
 میں معتبر ہے بچہ ضرور نہیں کہ اوس وقت قبضہ بھی کر لین اور) بچہ صورت عقد صرف کے
 سوا ہے (یعنی اگر مبیع اور ثمن و دو ثمن کی چیزیں ہوں مثلاً روپیہ شرنی ہوں یا
 چاندی سونا تو اس صورت میں مجلس عقد میں بائع اور مشتری کا قبضہ کرنا شرط ہے ایک
 مٹھی غلہ کو اسیکی دھڑی کی عوض اور ایک سب کو بکے عوض اور ایک انڈی یا خروٹ
 یا خرمایا پیسے کو انہیں سے دو کے عوض بیچنا درست ہے (اسلیو کہ ان چیزوں میں ناپ
 تول جو ربا کا سبب ہی پایا نہیں جاتا) گوشت کو جانور کے عوض اور گزی کو زدی کے
 عوض بیچنا اور بچہ خرا کو بچہ کے عوض خواہ خشک کے عوض جو وزن میں برابر ہوں
 بیچنا درست ہے کئی بیشی کے ساتھ درست نہیں) اور انگور کو انگور خواہ کشمش کے
 عوض بیچنا اور مختلف گوشتوں کو ایک دوسرے کے عوض کئی بیشی سے بیچنا درست ہے گاؤں کے
 دودھ کو بکری کے دودھ کے عوض اور خرا کے سرکہ کو انگور ہی سرکہ کے بدلہ

مین اور پٹ کی چربی کو چیکتی کی چربی یا گوشت سے اور دہنی کو گیہون خواہ آٹے کے
 بدلہ بیچا کی بیشی کے ساتھ درست ہو۔ گیہون کو آٹے کے بدلے خواہ ستودن کے
 عوض کم زیادہ بیچا درست نہیں۔ زمینوں اور تلوں کو تیل کے بدلہ مین بیچا درست
 نہیں بیابانک کہ تیل کی مقدار اس تیل سے زیادہ نہو جزو تون اور تلو مین ہر کوئی
 اس قدر تین جفت تیل زیادہ ہو گا وہ دونوں کی کھلی کے عوض ہو یا دیگا روٹی کو دز
 سے فرض لینا چاہیو نہ شمار ہو (اسلئے کہ روٹو مین فرق بہت ہو اگر تاہی تو کئی بیشی
 کا احتمال ہے) مالک اور غلام مین اور مسلمان اور حرلی مین وارا محسوسہ کے اندر بوا
 ثابت نہیں ہوتا۔

باب (۱) حقوق کے یانمین (جو بیع مین داخل ہو جاتے ہیں اور جو داخل نہیں ہوتے)
 بیت یعنی حجرہ کو مع اس کے کل حقوق کے خرید کرنے مین بالا خانہ داخل نہیں ہوتا اور
 منزل (یعنی مکا کی خرید مین بھی بالا خانہ داخل نہیں ہوتا جب تک کہ نہ نکھا جاوے کہ
 مع تمام حقوق مکان کے خریدایا اس کے تمام منافع سمیت (منزل لیا) یا تھوڑی سی
 چیز جو اس مکان مین ہو یا اس سے متعلق ہے (اس کے ساتھ مول لیا تو ایسی طرح
 ذکر آجانے سے بالا خانہ بھی داخل ہو جاتا ہے) اور دار (یعنی گہیر کی) خرید مین بالا خانہ
 بدون ذکر کے داخل ہو جاتا ہے جیسو مکان کی خرید مین یا خانہ داخل ہو مگر گہیر کی خرید
 مین سا بان شامل نہیں جب تک کہ مع کل حقوق نکھا جاوے (وضع ہو کہ بیت کو شہری
 کو کہتی ہیں جہین دروازہ اور چیت ہو اور منزل مکان کو کہتے ہیں جہین گڑھراں
 اور دالان اور آنگن ہوں اور دار اس گہیر کو کہتے ہیں کہ اس مین مکان اور آنگن اور
 اسٹبل اور پاخانہ اور سب ضروری حاجت کی چیزیں ہوں) زمین کی بیع مین سب دار

بیت یعنی حجرہ کو مع اس کے کل حقوق کے خرید کرنے مین بالا خانہ داخل نہیں ہوتا اور منزل (یعنی مکا کی خرید مین بھی بالا خانہ داخل نہیں ہوتا جب تک کہ نہ نکھا جاوے کہ مع تمام حقوق مکان کے خریدایا اس کے تمام منافع سمیت (منزل لیا) یا تھوڑی سی چیز جو اس مکان مین ہو یا اس سے متعلق ہے (اس کے ساتھ مول لیا تو ایسی طرح ذکر آجانے سے بالا خانہ بھی داخل ہو جاتا ہے) اور دار (یعنی گہیر کی) خرید مین بالا خانہ بدون ذکر کے داخل ہو جاتا ہے جیسو مکان کی خرید مین یا خانہ داخل ہو مگر گہیر کی خرید مین سا بان شامل نہیں جب تک کہ مع کل حقوق نکھا جاوے (وضع ہو کہ بیت کو شہری کو کہتی ہیں جہین دروازہ اور چیت ہو اور منزل مکان کو کہتے ہیں جہین گڑھراں اور دالان اور آنگن ہوں اور دار اس گہیر کو کہتے ہیں کہ اس مین مکان اور آنگن اور اسٹبل اور پاخانہ اور سب ضروری حاجت کی چیزیں ہوں) زمین کی بیع مین سب دار

پانی بہنے کی جگہ اور گھاٹ داخل نہیں ہوتے جس تک کہ ایسی طرح نکلیا جاوے کہ
کل حقوق کے ساتھ بیع کیا بخلاف کرایہ کے (یعنی اگر زمین خواہ مکان کو بدون
ذکر کل حقوق کے کرایہ لے تو ایشیاء مذکورہ داخل کرایہ ہو جاتی ہیں)۔

باب بیع اگر کسی دوسری نکل آویز اور وہ مدعی ہو اس کے بیان میں (اول
بچہ جانا چاہیے کہ) گواہ ایسی حجت ہیں جو سب لوگوں پر قائم ہو سکتی ہیں (یعنی ان کو
لوگوں پر ہر طرح کا دعویٰ ثابت ہو جائے) مگر اقرار ایسا نہیں (وہ اقرار کرنا لے
ہی پر کچھ ثابت کرتا ہے دوسری پر اس سے کچھ نہیں ثابت ہوتا) ملک کے دعویٰ میں
تناقض اور خلاف پایا جانا ممنوع ہے لیکن آزادی اور طلاق اور نسب میں تناقض کا
ہونا کچھ مضائقہ نہیں (مثلاً اگر ایک نوٹدی خریدی اور پھر دعویٰ کیا کہ یہ زید کی ملک
ہے تو بچہ دعویٰ ممنوع اور غیر مقبول ہو سکتا کہ خرید پر حجت اتنی دلیلیں ہوتی ہیں کہ
اس کے عندیہ میں نوٹدی بائع کی ملک ہو نہ غیر کی اب جو زید کی بتاتا ہے تو ملک کے دعویٰ
میں خلاف ہوا کسی حجت سے مقبول نہیں آتا اگر نوٹدی خرید کر اپنے قبضہ میں لایا اور
مدعی ہو کہ بچہ زید کی آزاد کی ہوئی ہو تو آزادی کے باب میں اس کا دعویٰ باوجود تناقض
کے مقبول ہو سکتا ہے اگر کوئی عورت مال کے عوض شوہر سے خلع کر لے پھر دعویٰ کرے کہ شوہر
نے خلع سے پیشتر مجھ کو تین طلاقیں دی ہیں تو بچہ دعویٰ بھی باوجود تناقض کے مقبول ہوگا
ایسا ہی اگر بائع غلام کو بیچ کر مشتری کے حوالہ کرے بعد اس کے مدعی ہو کہ وہ غلام میرا
ہے تو گو تناقض پایا جاتا ہے مگر دعویٰ نسب کا شنا جاد (گلا) اگر کسی موئی نوٹدی کچھ بیخ
پہر گواہوں سے بچہ ثابت ہو کہ بچہ کسی دوسری کی ہے (یعنی زید مثلاً گواہوں سے ثابت
کر دے کہ بچہ میری نوٹدی ہے بائع کی نہیں تھی جو بیچا لی) تو وہ نوٹدی اور بچہ دونوں

بیع میں جو کچھ ثابت ہو سکتا ہے
وہ اقرار کرنا لے

یہ کہ جس کے (اسلمو) کو اچھلتی ہوئی حجت میں غیر پر تو نوٹ دی اور بچہ دم نو کی ملکیت
 ہوگی) اور اگر مشتری خود اقرار کرے کہ مجھ کو مذہبی زید کی سے قرض (سورتمیں) بچہ نوٹ
 کے ساتھ نہوگا (اسلمو) کہ اقرار دہور میں حجت ہو) اگر زید نے مشتری سے کہا کہ تو
 بچہ کو خریدے کہ میں غلام ہوں اور مشتری نے خرید لیا پھر معلوم ہوا کہ وہ آزاد ہو پس
 اگر بائع موجود ہو یا موجود نہ ہو گواہ کی جگہ پر درپنا معلوم ہو تب تو مشتری کا زید
 پر کچھ حوی نہیں (بلکہ بائع پر دعوی ہوگا) اور اگر بائع کا مکان نہ معلوم ہو تو مشتری
 اپنے دام زید سے لے اور وہ بائع سے ہر سے بخلاف رہن کے (یعنی اگر کوئی شخص
 زید کو جو اقرار اپنی غلامی کا کرے گزور کہ بعد اسکے آزاد نکلے تو خواہ راہن موجود ہو
 یا نہ ہو رہن زید سے کچھ لے بلکہ راہن سے اپنی دام مانگے) زید نے ایک مکان میں
 کچھ اپنا حق یا کیا اور صاحب مکان نے اس سے سو روپیہ دیکر صلح کر لی پھر وہ
 مکان تھوڑا سا عمرو کا نکلا تو مکان والا زید سے کچھ نہ شادی لیکن اگر زید تمام مکان
 کا دعوی رکھتا تھا اور مالک نے سو دیکر اسکو راضی کیا اور پھر کچھ مکان عمرو کا نکلا
 تو مالک مکان زید سے مستقر دام حصہ رسد پہنچے جتنا کہ عمرو کا استحقاق ہو (یعنی
 اگر عمرو نے آدھا مکان لیا ہو تو زید سے پچاس پیسے لے اور چوتھائی ہو تو پچیس
 فصلی اگر کوئی شخص غیر کی ملک کو فروخت کر دے تو مالک کو اختیار ہے چاہے بیع توڑ
 دے یا جائز رکھے (اور قیمت خود لیسے مگر جائز رکھنا) اس سورتمیں (ہے) کہ بائع اور
 مشتری اور بیع اور خود مالک موجود ہوں (اور اگر ان چاروں میں سے کوئی ہلاک
 ہو جاوے گا تو بیع کا جائز ہونا ہو سکیگا بلکہ توڑنا ہی پڑیگا) اور قائم رہنا میں کا (دہریہ)
 بیع کے جائز کہنے میں) اگر ثمن کیسب ہو۔ اگر بائع نے کسی کا غلام غصب کر کے

بیچ والا اور مشتری نے اسکو آزاد کر دیا پھر مالک غلام نے غاصب کی بیع کو درست
 رکھا تو مشتری کا آزاد کر دینا بھی درست ہوا (وہ غلام آزاد رہ گیا) لیکن اگر
 مشتری غلام مذکور کو پھر غاصب کے ماتھے بیچ دیا اور مالک نے اول بیع کو جائز رکھا تو
 مشتری (بیع ثانی) جائز نہ ہو گی اور اگر غلام مذکور کا ماتھے مشتری کے پاس کسی نے
 کاٹ ڈالا اور مالک نے غاصب کی بیع کو درست رکھا تو نادان ماتھے کاٹنے کا
 مشتری کو ملیگا اور مشتری کو چاہئے کہ نادان اگر نصف قیمت غلام سے زیادہ ہو تو اسکو
 فقیر و ن پر خیرات کر دی (اس لئے کہ اس مشتری کا حق و تنہا ہی ہو جو غلام مذکور کی
 قیمت ہو زیادہ حق نہیں) اگر زید نے عمرو کا غلام بدو ن اسکی اجازت کے بغیر کے
 ماتھے بیچ والا پھر بکرنے گواہ گذرانے کہ زید نے اقرار کیا تھا کہ ہاں مجھ کو اجازت
 بیع کی نہیں دی یا گواہوں سے مالک نے یہ ثابت کیا کہ میں نے اجازت نہیں دی اور
 اس گواہی سے بکراؤس غلام کو مٹانا چاہئے زید پر تو مقبول نہ ہو گی (اسد سطر کہ بھیسہ
 گواہی خرید کر نیکی پیشہ سنی اسکے خلاف ہی) اور اگر بائع خود قاضی کے یہاں بیع ہوا
 کہ کسی کہ مجھ کو مالک کی اجازت تھی تو بیع ٹوٹ جائیگی اگر مشتری توڑ نیکی درخواست کرے
 اگر بائع نے غیر کا مکان بیچا والا اور مشتری نے اسکو اپنی مکان میں ملا لیا تو
 بائع کو اس مکان کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی پڑیگی (یعنی جس صورت میں کہ بائع اول
 کر ہو کہ میں نے مکان زبردستی لیکر بیچا والا اور مشتری اسکو چھوڑا بتا دو) +

باب سلم یعنی بدہنی کے یا نہیں کہ قیمت اول بیکجا ہو اور بیع کچھ دنوں کے
 بعد آئندہ لیجا دے) جن چیزوں کی صفت بیان کر دینی اور انکی مقدار کا معلوم ہو جانا
 ممکن ہو اور نہیں سلم درست ہو اور زمین صفت کا بتانا اور مقدار کا جتنا نا غیر ممکن ہے

بیع بیکجا

انہیں دینی درست نہیں اس سے یہ بخلا کہ اب کی چیزیں اور تول کی چیزیں جو زمین میں
 دینے شے کی عوض کیتی ہوں انہیں سلم درست ہو (ابن قیدہ روپیہ شریفی نقل کئے
 کیونکہ وہ خود شے میں گہ تول کی چیزیں ہیں) اور شمار کی چیز زمین جو قریب قریب ایک
 ہون مثلا اخروث اور انڈی اور پیڑ اور کھجور اور کئی اینٹ بشرطیکہ ان کا ساہا معلوم ہو
 اور گڑھی نہ ہو جی چیز زمین مثلا کپڑے میں بشرطیکہ گزگت اور صفت اور بناوٹ معلوم
 ہو سلم درست ہو (متوجہ کہتا ہو کہ یہ زمین جو سلم مذکور ہو ان سے مراد غیر روہ ہے
 ہیں اور مرد و چہرہ امام محمد صاحب کے نزدیک زمین داخل ہیں ان کی مع سلم درست
 نہیں) اور جانور و درود کے ہاتھ پاؤں اور سری میں اور پٹری میں شمار کی
 سے اور کڑھی میں گٹھ کے اعتبار سے اور ترکاریوں میں گٹھوں سے اور جو انہر اور بونوں
 میں سلم ناجائز ہو۔ جو چیز معاہدہ بوقت خواہ داد اگر نیلے وقت موجود نہ ہو زمین سلم
 درست نہیں۔ تازی چیلہ زمین سلم درست نہیں ان اگر رنگ لگا کر اسکو سکھایا ہو تو
 وزن کی انہیں سلم جائز ہو اور گوشت میں سلم درست نہیں جس پانہ اور گڑ کی مقدار معلوم
 نہ ہو اس سے سلم درست نہیں۔ کسی خاص گائے کے گھوڑے وغیرہ میں یا خاص درخت
 سے وہ زمین سلم درست نہیں (اسلیو کہ ہو سکتا ہو کہ زمین کچھ پیدا ہو سلم کی رہتی کے
 لکھو (بشرطین میں اول (جس چیزیں سلم کر لی ہے اسکی جنس کا بیان دے کہ گھوڑے میں
 دوسری جنس) و دوم اسکی نوع کا بیان (کہ بازاری ہونے یا جاہی) سوم اسکی صفت
 کا بیان (کہ موٹے ہونے یا پتے) چہارم مقدار (کہ ناپ میں یا قول میں کتو ہونے)
 پنجم مدت (کہ اسکی کہ گب دس یا دس کے اور) شہادت ایک مہینہ یا ششماہ جو چیزیں
 دیکھا دی اسکی مقدار یا اعتبار ناپ یا قول یا شمار کے بیان ہونی چاہیے کہ اس سے روپیہ

مثلاً دینے ہیں چھ مضمودہ بلکہ جہاں سلم کی چیز ادا ہوگی بشرطیکہ ایسی چیز ہو جس میں
بار برداری چاہی ہو اور اگر بار برداری کی حاجت نہ ہو تو بلکہ کے بیان کی حاجت
نہیں جہاں چاہے وہاں حوالہ کرے آٹھویں اصل مال (جس کے بدلہ میں سلم ٹھہری
اوسکو ایک دوسری سو جدا سونیکے پیشتر سے لینا ہو پس اگر پہلے گینوں کے لئے میں روپہ
ٹھہرے اور دس نقد دے اور دس اودار رکھ تو اودار کے دس کی سلم باطل ہو گئی
(اسلئے کہ آٹھویں شرط نپائی گئی) اس المال اوسلم والی چیز میں قبضہ کرے پیشتر نصرت
کرنا درست نہیں یعنی کسی دوسرے کو شریک کر لینا خواہ دوسرے کے ساتھ تو ایہ وغیرہ کرنا
درست نہیں۔ اگر زید نے عمر سے بیع سلم کی پہر اسکو اقالہ کیا تو زید عمر سے اس
مال کے بدلے میں کوئی دوسری چیز لے بلکہ جو مال عمر کو دیا ہو وہی پہر لے کہ
اسکا بدلنا جائز نہیں اور اس مسئلے میں امام شافعی کا خلاف ہو اور دلیل امام غزالی کی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہ نہ لیو سو سوا سلم کے یا پھر اس المال کے) زید نے
عمر سے گینوں میں سلم کی اور عمر سے ایک پیمانہ گینوں کا بول لیا اور زید سے کہنا کہ اس
پیمانہ کو قبضہ کر لو اپنی حق میں تو یہہ درست نہ ہو گا لیکن بھہ صورت قرض میں درست
ہے (یعنی اگر زید کا قرض عمر پر ایک پیمانہ ہوا اور عمر پیمانہ خرید کر زید سے کہہ دی کہ
اپنے قرض میں اسکو بائع سے جا کر لے تو درست ہو گا) یا چھ کہ عمر زید سے کہی کہ جس
مال میں سلم ہوئی ہوا اسکو میرے طرف سے جا کر قبضہ کر لو اور پہر اپنی طرف سے قبضہ کر لینا
اور زید نے ایسا ہی کیا (تو یہہ قبضہ کرنا بھی درست ہے) اور اگر زید عمر سے کہی
کہ سلم کا غلہ میری برتن سے ناپ دو اور عمر داد کے برتن سے ناپ دی اور زید موجود ہو
تو یہہ قبضہ درست نہ ہو گا بخلاف بیع کے (کہ اگر مشتری بائع سے کہی کہ غلہ بیع میرے

برتن سے ناپ ہو اور وہ مشتری کے پیچھے دسکے برتن سے ناپ جگا تو درست ہوگا
 اگر ایک لونڈی دیکر زید نے عمرو کو گھوڑوں کے بھنی کی اور عمرو نے لونڈی پر قبضہ
 کر لیا پھر دونوں نے اس مسلم کو توڑ ڈالا اور بعد ازاں ایک دوسرے کو لونڈی مرگئی تو اقالہ درست
 ہوگا اور اگر پہلے اقالہ سے مر جاوے تب بھی اقالہ باقی رہتا ہے اور عمرو کو قیمت دینی
 پڑے گی اور اس حکم کا عکس ہے اگر لونڈی کو حمسہ نے ہزار کو خرید کیا ہو زید (یعنی خرید
 کی صورت میں اگر مر جاوے اور بائع اور مشتری اس کو مرنے سے پہلے یا پہچانے اقالہ کو نہ
 تو دونوں صورتیں اقالہ باطل ہو جاتا ہے) اور (اگر بیع مسلم میں ایک دعوہ ہو کر جو کچھ خراب
 چیز تھی تھی اور دوسرا نکال کر سے یا ایک کہہ کہ ادا کیو سطل و مدت ٹھہری تھی اور دوسرا نکال
 ہو تو) قول اسکا معتبر ہوگا جو مدعی خراب ہو نیک یا مدت کے ٹھہر نیک ہو اور جو اچھا نکال
 ہوگا اسکا قول معتبر ہوگا (اسلمی کہ مدعی کا قول معاملہ مسلم کے موافق ہے کہ مسلم میں
 بیان صفت اور بیان مدت ضرور ہوتا ہے اور متکرم کا قول اس کے خلاف ہی اور بی
 طشت اور موزہ اور آفتابہ جیسی چیزیں درستی اور ایسی چیزیں نکو کار گیر سے
 سائی پر ہونا بھی جائز ہے مگر ہوائے دایکو دیکھتو پر اختیار ہے (جاہلے
 یا نہ لے) اور کار گیر کو اختیار ہے کہ بدون ہوائیو ایسے دیکھ اپنی چیز دوسرے کی ہائ
 فروخت کر دی اور اگر ان چیزیں نکو بنا کر دینے کا کوئی وقت معین کر دیا جاوے تو اسکا
 مال بیع مسلم کا سا ہوگا +

مستحق
 کے

مسائل مشرقہ (یعنی بیع کے مختلف مسئلے) گتو اور چیتو اور درندہ جانوروں
 اور پرندوں کی بیع درست ہے۔ ذمی سوار شراب اور سور کے اور بیعین مثل
 مسلمان کی ہے (سور اور شراب کی بیع مسلمان کو درست نہیں اور ذمی کو درست ہے)

اگر عرصہ بے بکر ہو کہنا کہ اپنا غلام زید کے ماتھے ہزار کو بیچ ڈال اس شرط سے کہ
 میں ہزار کے سوا سو روپیہ کا بھگو ضامن ہوں اور بکر نے ایسا ہی کیا تو بیع درست
 ہوئی اور ضامن ہونا باطل ہے ناں اگر عہد راتنا اور کہہ دی کہ قیمت سی (یعنی ہزار
 کے سوا سو روپیہ کا قیمت سی ضامن ہوں) تو اس صورت میں بکر کے ہزار کو زید پر ہونے
 اور سو عہد پر ہے اگر لونڈی کا خاوند اپنی بی بی خریدی اور بعد خرید نیکی اس شخصیت
 کو جو تو مجھ سے محبت کرنا حکم قبضہ کر نیکار کہنا ہی (دوسری قبضہ کی حاجت نہیں) مگر اگر
 عقد نکاح (بدون محبت سے) حکم قبضہ کا نہیں رکھتا اگر زید نے غلام مول لیا اور
 کہیں چلا گیا اور بائع نے گواہ گنداسے کہ میں نے غلام کو زید کے ماتھے بیچا ہی (اقدام
 نہیں پائے) اور زید کا ٹھکانا پتا معلوم ہی (کہ اس جگہ ہی) تو (اس صورت میں) غلام
 بائع کے قرضہ میں فروخت نہیں کیا جائیگا اور اگر اس کا پتا معلوم نہ ہو کہ کہاں گیا
 ہی تو غلام مذکور بائع کا دام ادا کرنے کی بابت فروخت کر دیا جائیگا۔ اگر دو شخصوں
 نے ایک چیز مول لی اور ایک غائب ہو گیا تو موجود کو اختیار ہی کہ بائع کو کل دام دے
 بیسے پر قبضہ کرے اور اس کو اپنی پاس رہی جس تک کہ اپنی شریک سے اس کے
 حصہ کے دام نہ بھرے اور جو شخص ایک لونڈی ہزار مثقال سونے چاندی کے
 عوض فروخت کرے تو دو دن نصف نصف ہونگے (یعنی پانسو سونے کے اور
 پانسو چاندی کے) اور اگر کہے داموں کے عوض میں کہوے بے بائع کے حوالہ کرے
 اور رہ جاتے رہی تو دام ادا ہو گئی۔ اگر کسی شخص کی زمین میں پرندے نکالیں یا
 انڈی دین یا ہرن رہی گئے تو وہ اس کے ہونگے جو اوتکو پکڑے (خاص زمین
 والے کے ہونگے) جو چیزیں کہ شرط فاسد ہو باطل ہو جاتی ہیں اور شرط فاسد سے

اگر عہد راتنا اور کہہ دی کہ قیمت سی (یعنی ہزار کے سوا سو روپیہ کا قیمت سی ضامن ہوں) تو اس صورت میں بکر کے ہزار کو زید پر ہونے اور سو عہد پر ہے اگر لونڈی کا خاوند اپنی بی بی خریدی اور بعد خرید نیکی اس شخصیت کو جو تو مجھ سے محبت کرنا حکم قبضہ کر نیکار کہنا ہی (دوسری قبضہ کی حاجت نہیں) مگر اگر عقد نکاح (بدون محبت سے) حکم قبضہ کا نہیں رکھتا اگر زید نے غلام مول لیا اور کہیں چلا گیا اور بائع نے گواہ گنداسے کہ میں نے غلام کو زید کے ماتھے بیچا ہی (اقدام نہیں پائے) اور زید کا ٹھکانا پتا معلوم ہی (کہ اس جگہ ہی) تو (اس صورت میں) غلام بائع کے قرضہ میں فروخت نہیں کیا جائیگا اور اگر اس کا پتا معلوم نہ ہو کہ کہاں گیا ہی تو غلام مذکور بائع کا دام ادا کرنے کی بابت فروخت کر دیا جائیگا۔ اگر دو شخصوں نے ایک چیز مول لی اور ایک غائب ہو گیا تو موجود کو اختیار ہی کہ بائع کو کل دام دے بیسے پر قبضہ کرے اور اس کو اپنی پاس رہی جس تک کہ اپنی شریک سے اس کے حصہ کے دام نہ بھرے اور جو شخص ایک لونڈی ہزار مثقال سونے چاندی کے عوض فروخت کرے تو دو دن نصف نصف ہونگے (یعنی پانسو سونے کے اور پانسو چاندی کے) اور اگر کہے داموں کے عوض میں کہوے بے بائع کے حوالہ کرے اور رہ جاتے رہی تو دام ادا ہو گئی۔ اگر کسی شخص کی زمین میں پرندے نکالیں یا انڈی دین یا ہرن رہی گئے تو وہ اس کے ہونگے جو اوتکو پکڑے (خاص زمین والے کے ہونگے) جو چیزیں کہ شرط فاسد ہو باطل ہو جاتی ہیں اور شرط فاسد سے

انکو مشروط کرنا درست نہیں، وہ بیکہ بین بیع اور قیمت اور اجارہ اور بیع فضولی کی اجازت اور رجعت اور مال کی عوض صلح کرنی اور قرض سہو بری کرنا اور وکیل کو معزول کرنا اور اعتکاف کو اپنی ذمہ پر لازم کرنا اور کھیتی بلکہ آپسین کرنی اور ذخون کو بلکہ پانی دینا اور کسی حق کا اقرار کرنا اور کسی چیز کو وقف کرنا اور کسیکو پنج مقرر کرنا کہ ان سب میں اگر شرط فاسد ہوگی یا شرط فاسد پر مشروط ہوئے تو عقد باطل ہوگا اور جو چیزیں مشروط فاسد سی باطل نہیں ہوتیں وہ بیکہ بین قرض اور ہبہ اور صدقہ اور نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور گرد کرنا اور وصیت کرنا اور کسی کو اپنا وصی مقرر کرنا اور شرکت اور مفارقت اور قاضی کرنا اور امیر بنانا اور ضمانت ہونا اور حوالہ کرنا اور وکالت کرنا اور بیع کا اقالہ کرنا اور غلام کو مکاتب کرنا اور اسکو تجارت کی اجازت دینی اور بچہ کے نسب کا دعویٰ کرنا اور جو خون دلستہ ہوا، جو اس سے صلح کرنی اور زخم سہو صلح کرنی اور جزیہ دینے کا معاملہ کرنا اور بیع کی واپسی کو عیب کے سبب یا شرط کے اختیار کے باعث پر مشروط کرنا اور قاضی کو معزول کرنا کہ ان سب صورتوں میں اگر شرط فاسد سی مشروط کر لیا تو معاملہ درست ہوگا اور مشروط کرنا باطل ہے

اور اگر شرط فاسد ہوگی تو عقد باطل ہوگا

اور اگر شرط فاسد ہوگی تو عقد باطل ہوگا

اور اگر شرط فاسد ہوگی تو عقد باطل ہوگا

باب بیع حرن (یعنی نقد کو نقد کے عوض بیچنے) کے بیان میں۔ صفحہ ۱۲
 بیع کو کہتے ہیں کہ ایک ثمن کو دوسرے ثمن کے عوض میں فروخت کرے (مثلاً روپیہ کو اشرفی کے عوض یا سونے چاندی کے عوض خواہ روپیہ کو روپیہ کے عوض) پھر اگر دونوں ایک جنس کے ثمن ہوں (مثلاً روپیہ کو روپیہ کے عوض یا اشرفی کو اشرفی کے عوض فروخت کرنا چاہیں) تو بیع کی درستی کے لئے مشروط بیکہ کہ دونوں ثمن بڑا

ہون (کم زیادہ نہون اور بائع) اور مشتری کا قبضہ مجلس عقد میں موجد ہو اگر چہ
 دو نو چیزیں خوبی اور گزشت میں جدا ہوں (مثلاً اگر چہ وہ دار و پیہ کو لکھنؤ کے روپیہ
 بدلیں تو بیع اسوقت درست ہوگی کہ دو نو وزن میں برابر ہوں اور اسی مجلس میں
 قبضہ کر لیا جاوے گو سکے اور گزشت میں فرق ہو) اور اگر دو جنس کے ثمن کا مبادلہ ہے
 (مثلاً روپیہ کو اشرفی کے عوض بیچنا منظور ہے) تو اس میں شرط صرف یہ ہے کہ بائع اور
 مشتری مجلس عقد میں قبضہ کر لیں (وزن کی برابری شرط نہیں) اس سے پہلے بھٹکا کر
 اگر سونے کو چاندی کے عوض اٹکل سے بیچیں اور اسی مجلس میں قبضہ کر لیں تب یہ
 درست ہوگی (اسلی کہ دو جنسوں کے ہونے کی جہت سے وزن کی قیستی کا تو مبادلہ
 نہیں مگر مجلس میں قبضہ کرنا لازم تھا وہ ہو چکا) بیع صرف میں قبضہ کر نہیں پتہ
 ثمن میں قبضہ کرنا درست نہیں مثلاً ایک اشرفی کے روپیہ بھٹائی اور انگوٹہ وزن
 قبضہ کو مشتری سے اس کے عوض میں ایک تہان خرید لیا تو اس تہان کی بیع فاسد ہوگی
 (اسلی کہ ثمن میں قبضہ سے پیشتر تصرف کیا) اگر بائع نے ایک لٹری منسلی پہنچو دو
 ہزار کو بیچی کہ ہر ایک کی قیمت ہزار ہے اور مشتری نے ہزار روپیہ اسکو اسوقت دیا
 تو یہ ہزار منسلی کے دام ہونگے (اسلی کہ منسلی کی بیع صرف میں داخل ہے تو مشتری
 پہلے کے لٹری ہزار نقد کو منسلی کا دام ٹھہرا دیئے) اور اگر دو ہزار کو خریدے ہی اس طرح کہ ہزار
 اور ہزار دو مار تو نقد منسلی کا دام ہوگا تاکہ بیع درست ہو۔ اگر بائع نے ایک تلوار سو
 کو بیچی جس میں پچاس کا زیور ہے اور مشتری نے ۵۰ نقد دیا تو یہ دس زیور کا دام ہے
 اگر چہ مشتری نہ کہو کہ بھیر زیور کا دام ہے یا بھیر کہہ دے کہ بھیر پچاس منجملہ دو نو کے دام
 کے ہے اور اگر بائع اور مشتری مول تول کر کے بدولت ہو جائے تو اگر

زیر بکوار کا اس طرح لگا ہو گا کہ بدون ضرر کے اس کو صلحہ ہو سکتا ہے تب تو تلواری ہی
درست ہوگی اور بدویر کی باطل اور اگر اس طرح لگا ہو کہ بدون ضرر کے جدا نہ ہو سکے تو بدویر
کی بیخ باطل ہوگی۔ اور اگر بائع نے ایک چاندی کا برتن فروخت کیا اور مشتری کسی قدر
دائم لے لیا اور بدویر کو صلحہ ہو گیا تو جو بقصد کا وہ آدم لیا اس بقصد کی بیخ درست ہوگی اور
برتن بائع اور مشتری دو دونوں میں مشترک رہے گا اور اگر وہ سین سو تھوڑا سا کسی اور کا
مخل آویز (مشتری کو اختیار ہو) چاہے باقی برتن کو حصہ رسد دائم دیگر لیسے خواہ بائع
کو واپس کر دے اور اگر چاندی کا ٹکڑا بائع نے فروخت کیا اور اس میں کسی بقصد اور
کا بیکلا تو مشتری باقی کا ٹکڑا حصہ رسد دائم کے عوض لے لے پھیر دینے کا اختیار نہیں
(اسلم کہ برتن میں تو شرکت نہ ہو نقصان ہوتا ہے اسلمو نہیں لے کا اختیار دیا گیا اور چاندی
کے ٹکڑے میں شرکت سے کچھ نقصان نہیں اس لئے پہلے سے کچھ اختیار
نہوگا) اور جن صورتوں میں کہ ایک جنس مقابل دوسری جنس ہو سکتی ہو انکی بیخ کی
ساتھ درست ہے (مثلاً ایک اشرفی اور دو روپیہ کو دو اشرفی اور ایک روپیہ
غیر بیچنا اور ایک ایک پلہ گہنوں اور جو کو دو نو کے دو دو پلہ کے عوض اور گیارہ
روپیہ کو دس روپیہ اور ایک اشرفی کے عوض اور ایک کھیر اور دو کوٹے روپیہ
دو کھیر اور ایک کھوٹے روپیہ کے عوض فروخت کرنا اور ایک اشرفی کو لیس روپیہ
کے عوض بیچنا جو بائع کے ذمہ قرض ہیں یا مطلق دس روپیہ کو بیچنا اور پہلی صورت میں
بائع اشرفی مشتری کے حوالہ کرے اور اس کے عوض کے دس روپیہ اپنی ذمہ کے قرض
میں جبراً دیے نہ بائع مشتری کسی کو پہلے یہ مشتری بائع سے اور وہ ان معاملات کی
درستی کی بھرم کو دو روپیہ مقابل ایک اشرفی کے اور وہ اشرفی مقابل ایک روپیہ کے

جس کا نام ہے
مشتی کا حق

مشتی کا حق
مشتی کا حق

ہو سکتے ہیں اس طرح دو پلہ گھنوں کے جو کے ایک پلہ کے عوض اور دو جو کے گھنوں
 کے ایک کی عوض ہو سکتے ہیں) اور جن چیز و عین کہ چاندی اور سونا غالب ہو وہ سونا
 چاندی ہی ہیں (یعنی ملونی کے سکون و خیرہ میں اگر سونا یا چاندی زیادہ ہو تو اسکا
 حکم نرمی چاندی سونے کا ہے) یہاں تک کہ اگر ملے میل خالص چاندی سونے کو میل
 کے عوض فروخت کریں یا دو نو طے (میں) میل دار ہی ہوں تو انکی بیع بدون وزن کے
 برابر ہو نیکی درست نہوگی (مثلاً ایک اچھو روپیہ کو کھوٹے کی عوض فروخت کریں تو
 بیع جب درست ہوگی کہ دو نو وزنیں برابر ہوں اور جس صورت میں کہ وزن مختلف ہو بیع
 ناجائز ہوگی ان اگر تول کی کمی واسے کیٹشربٹ لگایا جاوے تو بیع درست ہوگی) اور
 ایسے روپیہ کا قرض لینا بھی وزن ہی سے درست ہے (شمار سے نہیں) اور جن
 روپیوں اور شرفیوں میں میل کی چیز غالب ہو وہ روپیوں اور شرفیوں کے حکم میں نہیں
 ایسی سکون کو جس کے ساتھ کمی بیشی ہو چنا درست ہو اور انکا قرض لینا رواج کے موافق
 وزن یا شمار یا دو نو طے سے درست ہو اور اگر ایسی سکون کا رواج ہو تو ثمن میں انکو قرض
 دینا ہی معین نہونگے (مثلاً ایسی دس سکون کی عوض کوئی چیز لی تو یہ ضرور نہیں کہ جو
 بائع نے دیکھی ہوں وہی دیوے بلکہ اسنے دیکھی ہو اسکی دس دس دس ہی دے سکتا ہے) اور اگر
 رواج انکا نہ ہو تو معین کرنے سے متعین ہو جائیگا (اسلئے کہ اس صورت میں انکا حکم ثمن کا نہیں ہوگا
 بلکہ اسباب کے حکم میں ہونگے) اور جن سکون میں ملونی برابر ہو (یعنی جتنی چاندی
 ہو اتنی ہی اور خیرلی ہو پس) انکا حال بیع اور قرض لینے میں (تو) ان سکون کا سا
 جنہیں چاندی زیادہ ہو اور بیع صرف میں ان سکون کا سا ہی جنہیں ملونی زیادہ ہو (یعنی
 کمی بیشی کے ساتھ بیع درست ہوگی مگر مجلس عقد میں قبضہ کرنا شرط ہوگا) اور اگر ان

ہنگامی عرض جہین کوئی زیادہ ہو یا رائج پیسوں کے بدلے میں کسی چیز کو مول لیا اور
 بہرین نہ کریں یا پیسوں کا چلن نہ رہا تو بیع باطل ہو جاوے گی اور رائج پیسوں کے عوض میں
 بیع درست ہو اگر یہ معین نکلو جائے اسکو کہ رائج پیسوں میں روپوں کے ہیں اور رواج
 کی صورت میں نہیں ہوا کرتے ہیں اور نہ چلن پیسوں کی عوض میں بیع درست نہیں جیسے
 کہ روپوں کو معین نہ کریں (اسکو کہنے سے رواج پیسے مثلاً سبب کے ہیں) اگر ایک شخص نے غیر
 قرض کے تحویلاً کو روپوں میں چلن ہو گئی تو وہ ہب ہو کہ دیسی سنا پیسے قرض خواہ کے ہوا
 کرے (جیسا کہ قرض کا حکم ہے) ان پیسوں کی قیمت ہسانی واجب نہیں) اور اگر کوئی ہب
 نصف روپہ کے پیسوں کی عوض میں خرید کرے تو بیع درست ہوگی (اور نصف روپہ کے پیسے
 دیگر ٹپنگے) اور اگر صرف کو ایک روپہ دیو اور پیسہ کو کہ چکوا ایک ہتھی رانی کر کے
 آٹھ آنے پیسے دیدے تو صحیح ہو (اسکو کہ نصف روپہ رانی کم تو ابھی رانی کم کے
 مقابل ہوگا اور باقی یعنی نصف روپہ رانی زیادہ مقابل پیسوں کے ہو جاوے گا)

درجہ اعتبار

اس میں (کنیکے) ضامن ہر تین بیان ہو تو ہر ایک کے لئے تین تھاپنا نہ ملنا مطلقاً
 میں ضمانت کہلا تا ہو (یعنی جو ہر تین ہوا اور تین ہوا تو ہر ایک کے لئے تین تھاپنا نہ ملنا مطلقاً
 لے لینا کفالت اور ضمانتی ہو تو ہر ایک کے لئے تین تھاپنا نہ ملنا مطلقاً
 اور جسکی طرف سے ضمانت ہو اسکو کہ قول ہے اور جسکی طرف سے ضمانت ہو اسکو کہ قول ہے
 کہتے ہیں ہر ضمانت کی دو قسمیں ہیں اول قبضہ ضمانتی ذات کی یعنی حاکم ضمانتی
 (اور دوم) بیعت ہو کہ ایک شخص کے لئے ضمانت ہو (دکھر شخص اسکا باختر ضمانت ہو جاوے
 اور باختر ضمانتی اس طرح کہتے ہیں جو کہ قبضہ یوں کہو کہ میں اسکی ذات کا قبضہ

یا ایسی جہزہ کا کفیل کہ جس سے جو بدن ملاد ہوتا ہو (مثلاً کہو کہ اس کے منہ خواہ کر دین
خواہ سر وغیرہ کا کفیل ہوں) یا جہزہ خیر محسن کا کفیل بنا دو مثلاً کہو کہ اس کے آدھے
یا خٹائی یا چوتھائی کا ضامن ہوں یا چھ کہو کہ میں اس کا ضامن ہوا یا یوں کہو کہ مجھ
شخص میرے ذمہ پر ہو یا میرے لطف سے ہو یا میں اس کا ذمہ دار یا طرفدار ہوں (تو ان
سب الفاظ سے ضامن ہو جاتا ہو) لیکن اگر یوں کہیں گے کہ میں اس کے بھانجنے کا ضامن
ہوں تو (اس جملہ سے) ضامن نہ ہو گا اگر ضامن کفالت میں بشرط کردہ کہ کفول عنہ کو فلاں
وقت حاضر کر دو گا تو اس وقت میں اگر کفول لے دوں خواست کرے تو اس کو لازم ہو کہ
کفول عنہ کو حاضر کر دے ورنہ اگر حاضر کر دے تو بہتر روزہ حاکم ضامن کو قید کر دے اور اگر
کفول عنہ وہاں نہ ہو تو حاکم ضامن کو اتنی مہلت دے کہ ضامن اس کی پاش جاوے اور
چلا آدے پس اگر اس قدر مدت ہی گزر جاوے اور حاضر نہ کرے تو حاکم ضامن کو قید کرے
اور اگر کفول عنہ ایسا غائب ہو کہ اس کا پتا نہ ملے تو ضامن سے مواخذہ نہ ہو گا
(اور نہ وہ قید ہو گا) اگر ضامن نے کفول عنہ کو ایسی جگہ حاضر کر دیا کہ کفول لے نہ سکا
سے جگہ ٹسکتا ہو مثلاً کسی شہر میں حاضر کر دیا تو ضامن ضمانت سے بری ہوا۔ اور اگر قاضی
کی کچہری میں حاضر کر دیا ٹھہرا تھا تو وہاں حاضر کرنا پڑے گا کفول عنہ کے مرنے سے یا ضامن
کے مرنے سے کفالت باطل ہو جاتی ہے مگر کفول لے کے مرنے سے باطل نہیں ہوتی۔ ضامن
حق ضمانت سے بری ہو جاتا ہو اگر کفول عنہ کو کفول لے کے حوالہ کر دے اگرچہ کفالت کرنا
میں مجھ نہ کہا ہو کہ اگر میں سپرد کر دوں گا تو بری ہو جاؤں گا۔ اسے بطور اگر کفول عنہ خود حاضر
ہو جاوے تب بھی ضامن ضمانت سے بری ہو جاوے گا۔ اگر ضامن کے وکیل نے کفول عنہ
کو ضامن کی طرح حاضر کر دیا یا ضامن کے قاصد نے اس کو حاضر کر دیا تو بھی ضامن

بری ہو گیا۔ اگر ضامن کہہ کہ جو کل کو میں حاضر نہ کروں تو میں ضامن ہوں اس مال کا
 جو اس پر ہے اور پہر کل کو حاضر نہ کرو یا مکتول عند مراد تو ضامن کو اس قدر مال دیا جائے
 ۔ اگر ایک شخص دوسرے پر ستم کرنے کا دعویٰ کرے اور یہ شخص کہہ کہ اگر میں کل
 اس پر نہ لادوں تو یہ سوا شرفی مجھ پر حسین اور پہر کل کو اس کو نہ پونجا دے تو سوا شرفی
 اس کو دینی پڑے گی۔ ایک شخص کسی حد یا قصاص میں داخل ہو تو اس سے جبراً کہا جاوے
 کہ تو اپنا حاضر ضامن کیس کو دے (لیکن اگر وہ خوشی سے دے تو مضائقہ نہیں) جب تک کہ
 تو ہوں سوا الحال یا ایک گواہ عادل کی گواہی نہ گذر چکے تب تک حد یا قصاص کی علت
 میں مدعا علیہ کو قید کرنا چاہیے دوسری (قسم ضمانت کی) بالفانی ہے (اور وہ
 ہے) گویا مال کی مقدار معلوم نہ ہو مگر مکتول عند کہنے سے وہ پڑوین صحیح ہو اور وہ ان الفاظ
 سے ہوتی ہے کہ ایک شخص یوں کہہ کہ میں بڑا دوسرے کا اس کی طرف سے ضامن ہوں یا
 جو تیرا دوسرے اس کا یا جو تیرا قصاص ہو اس سے میں اس کا یا جو تو نے فلاں سے میری
 یا جو مجھ پر اس کے ذمہ ثابت ہو وہ میرے ذمہ ہے یا جو مجھ پر فلاں شخص چھین لے وہ
 مجھ پر (ان میں سے جو تو نہیں بالفانی ہو جاوے گا) اب مدعی ضامن اور قرضہ دار دو
 مواخذہ کر سکتا ہے لیکن اگر شرط ظہر جاوے کہ قرضہ دار بری ہو تو (البتہ میں ضامن سے)
 قاضی سے لے گا اور اس صورت میں کہ کفالت حوالہ ہو جاتی ہے (یعنی قرض ضامن پر لگتا
 ہے) اگر حوالہ میں حوالہ کرنا ایسے بری الذمہ ہو سکی قید نہ ہو تو وہ کفالت ہو جاتی ہے
 ۔ اگر مدعی ضامن اور قرضہ دار میں سے کسی سے قاضی کا حکم ہو تو اس کو دوسرے سے بھی
 قاضی کا حکم ہو (یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ دوسرا بری الذمہ بنیاد ہو) کفالت کا مطلق
 کرنا اس شرط پر جو مناسب عقد ہو درست ہے اور شرطین طرح پر عقد کفالت کے مطلق

ہو اگر فی ہر یا تو یہ کہ موقوف غنہ کے ذمہ پر کوئی حق لازم ہوتا ہو اسکی شرط پر ہر سال
 کہی کہ اگر مبیع کسی اور کی نئی تو میں ضامن ہوں یا شرط مذکور موقوف غنہ سے من مدعی ہوا
 ہو سکے گا ذریعہ پڑی مثلاً اگر یہ موقوف غنہ ہوا اور کفالت اسکی کوئی یون کرے کہ اگر
 آویگا تو میں اسکا ضامن ہوں یا مدعی کا حق مدعا علیہ سے وصول ہونا و شرط ہوا اسکی
 شرط کفالت میں بیان کر دیا ہو مثلاً یون کہی کہ اگر مدعا علیہ شہر سے ہوا چاہے
 ضامن ہوں (تو اسطرح کی شرطیں درست ہیں) مگر (شرط نامناسب درست نہیں) مثلاً
 یون کہنا صحیح نہیں کہ اگر ہوا چلی تو میں ضامن ہوں (کیونکہ ہوا کا چلنا جسکے مناسب
 نہیں) پس اگر اسطرح کی شرط ناجائز کی تو کفالت صحیح ہو اور مال فوراً و بنا و حسب ہوا
 (اس شرط کے پائی جانے پر موقوف نہ ہوگا) ضامن نے کہا کہ جو مدعا علیہ پر مدعی کا
 نکلے میں اسکا ضامن ہوں اور مدعی گواہ لایا کہ میری ادبہ زر میں تو ضامن کو ہزار روپے
 ہو گئے اور اگر مدعی گواہ نہ لاوی تو جتنا ضامن قسم کہا کہ بتا دی استیقرار کا ضامن ہو گا اور
 موقوف غنہ کا کہنا کفیل پر جاری نہ ہوگا (یعنی جقدر موقوف غنہ اپنا پر بیان کرے گا اور مستفید
 کفیل کو نہیں دینا پڑے گا اور ضمانت موقوف غنہ کی اجازت سے اور بدون اجازت دونوں
 طرح درست ہے پس اگر موقوف غنہ کے کہنے سے ضامن ہوا ہے تو جقدر اسکو موقوف غنہ کی طرف
 سوا کرنا پڑے وہ اس سے ہے اور اگر اس کے حکم سے ضامن نہیں ہوا ہے تو موقوف غنہ سے
 کچھ نہیں لے سکتا کفیل موقوف غنہ سے قفا ضامن کر جب تک کہ موقوف غنہ کو کسی طرف نہیں لے
 اور اگر موقوف غنہ کے ساتھ ساتھ رہے تو کفیل بھی اصل یعنی موقوف غنہ کے ساتھ ساتھ
 پھر ہے۔ کفیل بری ہو جاتا ہے اصل کے (اگر دینے سے) اگر مدعی اصل کو بری کر دے یا
 سے قفا سے کوٹا لے تو کفیل بھی بری ہو جائیگا اور قفا ضامن بھی اسے سونپا جائیگا اسکی برکت

(مثلاً اگر غلام مشترک دو نوکا ایک ہی عقد میں بیٹے تو ایک کو دوسری کی ضمانت کرنی
باطل ہے اور اگر دو عقد میں آدھا آدھا بیٹے اور پہر ایک شریک دوسرے کا ضمانت ہو تو صحیح
عقد ہے۔ کے لفظ کے ساتھ کفالت باطل ہے (اسو اسٹیٹ کے عہدہ کے کئی معنی ہیں کا عقد
وثیقہ عقد حقوق عقد خیار شرط ضمانت ورک پس بسبب جہالت بطلان کفالت
صحیح نہ ہوگی) اسبطل باطل ہے کفالت چھڑانے کی (کہ نہ چھڑانے کے معنی بھی ہیں کہ بیچ
اد کے معنی میں جو اگر مشتری کو دیدی اور اس پر کفیل کو عقد تخریر ہے اور باطل ہے
کفالت مال کی کتابت کی (مکاتب کی طرف سے فصل اگر مدعا علیہ کفیل تخریر مطلوب ہے پہر اس
سے کہ کفیل نہ دے دیکھو دیا ہو تو اب اس سے نہ چھڑی (کہ نہ کفیل نہ دے تو اب بھی دیکھو نہیں
دیا ہو اگر آگے کو تو دیکھا) اس مال کی تجارت سے اگر کفیل کچھ بد کرے مدعی کو دینے سے
پہلے تو یہ نفع کفیل کا ہی مگر مدعا علیہ کو پھر دینا اس نفع کا اشتقاق مستحب ہو کہ مال مذکور
شے معین ہو (نہ نقد) اگر مدعا علیہ اپنی کفیل سے کہی کہ مجھے بیع عینہ کرے یعنی مثلاً
اطلس عرض خرید دیو اور پہر اسکو بیچکر کفیل کہ کو میری طرف سے دیدی اور کفیل ایسا
کر ہی تو مجھ خرید کفیل کو اسطوری ہو اور جو نفع کہ اس اطلس کے بائع نے لیا وہ کفیل کے ذمہ
ہے نہ کفیل کے واضح ہو کہ بیع عینہ اسکو کہتے ہیں کہ سو روپیہ او مار کو کسی سے
لجھ خرید کر ۹۰ روپیہ نقد کو اور کے ہاتھ بیچا اسے پس صورت مذکورہ میں کفیل کفیل
کے کہی ہو اسکا دکیل نہیں ہو جائیگا کہ نفع نقصان اس کے موکل کے ذمہ ہو بلکہ اگر یہ
اور جو میں نقصان پادمو کفیل کے ذمہ ہی کیونکہ جب ایک چیز قرض مولیٰ اور نقد
بیچی تو کچھ نقصان ضرور ہو گا اور اس شے کے بائع کو نفع رہیگا) جو شخص کفیل ہو اس مال
کا جو مدعا علیہ کے ذمہ نکلیا اسکا جو حاکم مدعی کو مدعا علیہ سے دلا دی اور مدعا علیہ

کفالت مال کی کتابت کی (مکاتب کی طرف سے فصل اگر مدعا علیہ کفیل تخریر مطلوب ہے پہر اس سے کہ کفیل نہ دے دیکھو دیا ہو تو اب اس سے نہ چھڑی (کہ نہ کفیل نہ دے تو اب بھی دیکھو نہیں دیا ہو اگر آگے کو تو دیکھا) اس مال کی تجارت سے اگر کفیل کچھ بد کرے مدعی کو دینے سے پہلے تو یہ نفع کفیل کا ہی مگر مدعا علیہ کو پھر دینا اس نفع کا اشتقاق مستحب ہو کہ مال مذکور شے معین ہو (نہ نقد) اگر مدعا علیہ اپنی کفیل سے کہی کہ مجھے بیع عینہ کرے یعنی مثلاً اطلس عرض خرید دیو اور پہر اسکو بیچکر کفیل کہ کو میری طرف سے دیدی اور کفیل ایسا کر ہی تو مجھ خرید کفیل کو اسطوری ہو اور جو نفع کہ اس اطلس کے بائع نے لیا وہ کفیل کے ذمہ ہے نہ کفیل کے واضح ہو کہ بیع عینہ اسکو کہتے ہیں کہ سو روپیہ او مار کو کسی سے لجھ خرید کر ۹۰ روپیہ نقد کو اور کے ہاتھ بیچا اسے پس صورت مذکورہ میں کفیل کفیل کے کہی ہو اسکا دکیل نہیں ہو جائیگا کہ نفع نقصان اس کے موکل کے ذمہ ہو بلکہ اگر یہ اور جو میں نقصان پادمو کفیل کے ذمہ ہی کیونکہ جب ایک چیز قرض مولیٰ اور نقد بیچی تو کچھ نقصان ضرور ہو گا اور اس شے کے بائع کو نفع رہیگا) جو شخص کفیل ہو اس مال کا جو مدعا علیہ کے ذمہ نکلیا اسکا جو حاکم مدعی کو مدعا علیہ سے دلا دی اور مدعا علیہ

فاب ہو جاوے اور پیر مدعی کفیل ہو گواہ لاوی سمجھوں گے کہ میرے مدعا علیہ پر
 رویدہ آتے تھے مجھ گواہ اس کے مقبول نہ ہونے (یعنی کفیل سے زائد و لاوی جاوے بلکہ
 جس تک مدعا علیہ حاضر نہ ہو) اور اگر مدعی سمجھوں گے گواہ لاوی کہ میرا مدعا علیہ پر
 اس قدر رویدہ یا مال ہے اور کچھ شخص اس کا کفیل ہے اس کے حکم سے نوادہ مال کے
 بلائیکا کفیل اور مدعا علیہ فاب و دونوں سے حکم کیا جاوے گا اور اگر گواہوں سے غیب
 حکم مدعا علیہ کے کفیل ہونا ثابت ہو تو فقط کفیل ہی سہی وہ مال دلا یا جاوے گا۔ اگر
 شخص کفیل ہو اس کا کہ اگر مبیع کسی اور کی تکلیفی نوٹن میں میرے مدعا علیہ کفالت
 گویا اس بیع کا مان لینا اور اقبال ہو (یعنی اگر پھر مجھے کفیل کہے کہ مجھے شریعت میں سے
 لی ہے تو سنا سنا لیا) معینا یہ پر گواہی یا مہر کر دینی اس بیع کا مان لینا نہیں ہے
 (بجائیک کہ اگر مجھ گواہ دعویٰ کرے کہ بیع میں نے خریدی ہے تو سنا سنا لیا) (کو
 گواہی اور مہر سے تو اتنا ہی ثابت ہے کہ عقد ہوئی خواہ کسی ہی ہو فاسد یا باطل یا صحیح
 اگر ایک شخص ضامن ہو اور دوسری کی طرف سے اس کے زمین کے خراج کا یا خراج کے بدلے
 میں کوئی شے گر و رکھی یا آفات و حوادث کا ضامن ہوا (یعنی کہا کہ اگر حادثہ پڑ گیا تو
 مجھے پھر) یا کسی چیز کو شریک نہیں باغی کا ضامن ہوا تو یہ ضمانت اور زمین وغیرہ
 سب جائز ہیں کفیل اگر کفول لے کر کہہ کہ میں فلاں شخص کی طرف سے تیرے کو ان سہ روپوں
 کا ضامن ہوں جو ایک مہینہ میں اس کو دینے سے اور وہ کہہ مہینہ کا وعدہ نہیں کرے بلکہ مال
 میں سے کچھ دے رہا ہوں تو اس سے زمین ضامن کا قول معتبر ہے یہ نے ایک نوٹن میں لکھی
 اور غرض ضامن ہوا کہ اگر نوٹن کسی اور کی تکلیفی تو اس کے دام کا میں ضامن ہوں اور نوٹن
 کسی اور کی تکلیفی تو یہ عمر کسی موافقہ نہ کرے جب تک کہ فاضی بالغ پر حکم نوٹن کی

قیمت واپس کر دینا کا کر سکتا ہے

پایا ہے۔ دو شخصوں کے مابین جو اور غلام کے ضامن بنے ہوں اور غلام کی پھر کسی ضامن
 ہو نیکیے یا نہیں۔ دو شخص جسے خدایہ بین اور ہر ایک دوسری کا ضامن ہوا قرض خواہ
 واسطو تو جو کچھ ایک ادا کرے اور دوسرے کو نہیں لے سکتا اگر ایک ادا ہو قرض سے
 زیادہ ادا کر دی تو اس زیادتی کو دوسری سے لے سکتا ہے۔ اگر دو شخص ایک کے
 کفیل ہوئے تمام مال کے اور ہر ایک دونا پسین ایک دوسرے کے کفیل ہوئے تو جو کچھ ایک ادا
 کرے اسکا ادا دوسری سے لے یا جو کچھ ادا کیا ہو سب اکیلے سے لے (اگر اس کے حکم سے
 کفالت ہوئی ہو) اگر مدعی ان دونوں کفیلوں میں سے ایک کو بری کر دی تو دوسری سے سب
 مال لے سکتا ہے۔ دو شخصوں میں شرکت مفاد و فہم ہو اور دونوں مقرر ضامن اور شرکت
 مذکور ان دونوں نے توڑ ڈالی تو قرض خواہ جس سے چاہے سب قرض وصول کر سکتا ہے اور
 ہر ایک جہت تک نصف سے زیادہ قرض ادا کر دی دوسری سے کچھ نہیں لے سکتا۔
 اگر ایک شخص اپنے دو غلاموں کو ایک ہی بار مکتب کرے اور جیدہ دونوں غلام آدھیں
 ایک دوسرے کے کفیل ہو جائیں تو جو کچھ ایک ادا کرے اسکا ادا دوسری سے وصول
 کرے۔ اسی صورت میں کتابت کے بعد اگر مالک نے دونوں میں سے ایک کو آزاد کر دیا
 تو جو کچھ نہیں آزاد کیا اسکا زر کتابت جس سے چاہے لے سکتا ہے (خواہ اس آزاد
 سے خواہ مکتب سے اگر آزاد ہو مالک لے تو آزاد مکتب سے لے سکتا ہے اور اگر مکتب
 سے لے تو وہ آزاد سے کچھ نہیں لے سکتا۔ جو شخص غلام کا ضامن ہو اس مال کا جو
 آزاد ہی کے اوپر واجب الادا ہو (یعنی اگر کوئی ضامن نہ ہو تا بعد از ادائیگی کے اوپر
 تقاضا ہو سکتا) صورتیں وہ مال نے بحال واجب ہو گا آزاد ہی پر موقوف نہیں ہو گا

دو شخصوں کے مابین جو اور غلام کے ضامن بنے ہوں اور غلام کی پھر کسی ضامن ہو نیکیے یا نہیں۔ دو شخص جسے خدایہ بین اور ہر ایک دوسری کا ضامن ہوا قرض خواہ واسطو تو جو کچھ ایک ادا کرے اور دوسرے کو نہیں لے سکتا اگر ایک ادا ہو قرض سے زیادہ ادا کر دی تو اس زیادتی کو دوسری سے لے سکتا ہے۔ اگر دو شخص ایک کے کفیل ہوئے تمام مال کے اور ہر ایک دونا پسین ایک دوسرے کے کفیل ہوئے تو جو کچھ ایک ادا کرے اسکا ادا دوسری سے لے یا جو کچھ ادا کیا ہو سب اکیلے سے لے (اگر اس کے حکم سے کفالت ہوئی ہو) اگر مدعی ان دونوں کفیلوں میں سے ایک کو بری کر دی تو دوسری سے سب مال لے سکتا ہے۔ دو شخصوں میں شرکت مفاد و فہم ہو اور دونوں مقرر ضامن اور شرکت مذکور ان دونوں نے توڑ ڈالی تو قرض خواہ جس سے چاہے سب قرض وصول کر سکتا ہے اور ہر ایک جہت تک نصف سے زیادہ قرض ادا کر دی دوسری سے کچھ نہیں لے سکتا۔ اگر ایک شخص اپنے دو غلاموں کو ایک ہی بار مکتب کرے اور جیدہ دونوں غلام آدھیں ایک دوسرے کے کفیل ہو جائیں تو جو کچھ ایک ادا کرے اسکا ادا دوسری سے وصول کرے۔ اسی صورت میں کتابت کے بعد اگر مالک نے دونوں میں سے ایک کو آزاد کر دیا تو جو کچھ نہیں آزاد کیا اسکا زر کتابت جس سے چاہے لے سکتا ہے (خواہ اس آزاد سے خواہ مکتب سے اگر آزاد ہو مالک لے تو آزاد مکتب سے لے سکتا ہے اور اگر مکتب سے لے تو وہ آزاد سے کچھ نہیں لے سکتا۔ جو شخص غلام کا ضامن ہو اس مال کا جو آزاد ہی کے اوپر واجب الادا ہو (یعنی اگر کوئی ضامن نہ ہو تا بعد از ادائیگی کے اوپر تقاضا ہو سکتا) صورتیں وہ مال نے بحال واجب ہو گا آزاد ہی پر موقوف نہیں ہو گا

خدمت میں اس معین مکیا ہو (کہ مجھ پر تباہی ہو) ایک شخص نے دوسرے کے پاس غلام کا دوسرا
 کہ میرا جزا اور ایک شخص نے میں ہو گیا کہ تمہارا ہو گا تو میں دو گنا پر غلام مر گیا اور وہی گواہ کیا
 کہ یہ غلام میرا تھا تو مٹا من کو غلام کی قیمت دیتی پڑی۔ اگر ایک شخص کسی غلام پر مال کا دوسرا
 کر دے اور کوئی شخص غلام کے حاضر کر دینے کا کفیل ہو جاوے اور غلام مر جاوے تو حاضر ضمانتی
 والا برسی ہو جاوے گا ضمانت سے۔ اگر غلام مالک کا ضمانت ہو اور اس کے حکم سے مر جائے
 غلام کو آزاد کر دیا اور غلام نے آزادی کے بعد وہ مال مدعی کو ادا کر دیا یا مالک غلام کا
 ضمانت اس کی اجازت سے ہو اور غلام کی آزادی کے بعد مال غلام کی ضمانت سے ادا کیا تو مالک
 سو تو نہیں غلام اور مالک ایک دوسرے مطالبہ نہیں کر سکتے (کیونکہ آزادی سے پہلے اگر
 ایک دوسری ضمانت سے ادا کر دیا تو دوسرے سے کچھ نہیں لے سکتا تھا اس پر غلام
 آزادی کے ہو گا واللہ اعلم)

کتاب الحوالہ

اس میں حوالہ کر دینے کا بیان ہے۔ حوالہ کہتے ہیں فرض کو ایک کے ذمہ سے دوسری پر آنا
 دینا فرض میں حوالہ درست ہے اگر عین میں یعنی معین چیز وغیرہ درست نہیں اگر محال لینے
 فرستنا جس کے مال کو دوسری پر آنا اور محال علیہ جیسے پراگندہ راضی ہوں (تو حوالہ صحیح
 ہو گا) بعد حوالہ کے تحصیل یعنی فرض از جبر سے اپنی ذمہ سے ادا کر دیا اس فرض سے بری
 ہو جائیگا اگر محال اور محال علیہ نے حوالہ قبول کیا۔ مثال محیل کے اوپر پہر تھا مٹا
 کر دے لیکن اگر ادا کا حق ہاں ہو جاوے اس طرح کہ محال علیہ انکار کر دے اور اس انکار پر قسم
 کہا لے اور اوپر کوئی گواہ بھی حوالہ کے قبول کر نیکا نہ ہو یا محال علیہ مفسد ہو گئے
 مر جاوے تو دوسری صورتیں فرستنا اصل فرض دار سے رجوع کر سکتا ہے (کیونکہ جبر فرض آنا)

شرع

میں اس فرض پر
 ہوا تو اس کو
 اس کو اس پر
 اس کو اس پر
 اس کو اس پر
 اس کو اس پر

تھا اس سے وصول نہوا) اگر محال علیہ محیل ہو وہ مال مانگے جو اس پر ادا رہا تھا اور محیل کو
 کہ (بین نے مفت حوالہ نہیں کیا تھا بلکہ) میرا جو تجھ پر آتا تھا اس کے بدلہ میں میں نے اپنا فرض
 تجھ پر ادا کر دیا تھا تو (یہ کہنا محیل کا معتبر نہ ہو گا) اور بقدر دین اس کو دینا پڑے گا اور محال علیہ
 کے ذمہ پراسکا قرض ثابت نہ ہو گا اور قول محال علیہ کا ہی معتبر ہو گا) اگر محیل محال ہو کر کسی
 میں نے حوالہ اس واسطے کیا تھا کہ محال علیہ سے کسی دوسرے کو وصول کر اور محال کہہ کر کہ
 تو نے کسی قرض کو اس پر ادا کیا تھا جو میرا تجھ پر آتا تھا تو اس صورت میں محیل کا قول معتبر ہے
 (یعنی قطعاً حوالہ کرنے سے محیل پر قرض ثابت نہ ہو گا) اگر محیل محال علیہ ہو کر کہ زید کے پاس
 میری امانت ہے (اس کو لیکر محال کا قرض جو مجھ پر ہے ادا کر دے) تو مجھ کو حوالہ بھیج دے گا
 ہلاک ہو گئی وہ امانت زید کے پاس تو محال علیہ برہی الذمہ ہو گیا کیونکہ حوالہ تو امانت پر
 تھا اور امانت ضائع ہو گئی تو اس کو اپنی پاس سے مال دینا نہیں پڑے گا) اگر وہ سفلہ (اور
 سفاقت جمع ہے) مستحقہ کی جو معرب ہو مستحقہ کا یعنی قرض دینا اس پر ہے کہ خطرہ راہ غیر
 کا نہ ہے جس طرح شدوی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتا ہے مستحقہ کی اسلحہ ہو کہ
 ایک لاشی کو خالی کر کے اس میں مال رکھ کر اپنے ہمراہ لیجاتے تھے تاکہ کسی کو خبر نہ ہو اور
 راہ کے خطرہ سے محفوظ رہے *

کتاب القضاء

اس میں قاضی ہونے وغیرہ کا بیان ہے۔ جو شخص کو اسی کے قابل ہو وہی قاضی بھی ہو
 ہے۔ فاسق قاضی ہو سکتا ہے جیسے کو اسی دیکتا ہو مگر مناسب نہیں ہو کہ فاسق کو قاضی کیا
 جاوے۔ اگر قاضی عادل ہو اور پہر سبب ثبوت لینے کے فاسق ہو جاوے تو عہدہ قضاء
 معزول نہیں ہو جائیگا لیکن لائق معزول کر نیے ہو جائیگا اگر رشوت دیکر کوئی عہدہ قضا

کتاب القضاء

قاضی قاضی ہو گا فاسق فتویٰ دینو کے قابل ہے (یعنی حکم شرعی مسائل فقہیہ میں قابل
 بیان کر دی) اور ایک روایت میں فاسق قابل فتویٰ نہیں چاہیے کہ قاضی بعد از
 اور سنگدل اور سرکش اور دشمنی کرنے والا نہ ہو۔ قاضی ایسا شخص ہونا چاہیے جسکی پرہیزگاری
 اور عقل اور صلاح اور سمجھ اور حدیث و افنی اور صحابہ کے قول وادب و تربیت کی راہوں کے
 عالم ہونے پر اسناد ہو مجتہد ہونا قاضی کے حق میں بہتر ہے (ایسا نہیں کہ بدولت اور
 عہد و قضا درست نہیں مفتی کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے (جیسا قاضی ہو) ایسی شخص کو عہد
 قضا کا اختیار کرنا کر دہ ہر جگہ اپنی ظلم کر نیکا خوف ہو اور جو ظلم کر نیکیے خوف سے مارن
 ہو تو اس کے حق میں عہد و قضا کر دہ نہیں مگر قاضی ہو جانے کی خواہش نہیں چاہیے
 عہد و قضا کو بادشاہ عادل اور ظالم اور باغیوں کے یہاں سے جو عادل بادشاہ کو لگانا
 نالاب ہو گئی ہوں لینا جائز ہے جو شخص قاضی کیا جاوے اسکو چاہیے کہ پہلے قاضی کا
 دفتر طلب کر دی دفتر سے مراد وہ بستی ہیں کہ جنہیں دستخطی نوشتہ اور محض و غیرہ ہوں۔
 اور چاہیے کہ قید یونکو دیکھو جو قیدی ازار کرے کیسے حق کا یا اس پر گواہ قائم ہوں تو
 وہ حق اس پر لازم کر دی اور نہیں تو اسناد ہی پہر دے کہ جسکا اس قیدی پر دعویٰ ہو
 وہ حاضر ہو اگر کوئی حاضر نہ ہو تو اس قیدی کو چھوڑ دی اور قاضی نوامانوں میں اور
 وقف کی پیداواری میں گواہوں پر یا ازار پر عمل کرے قاضی معزول کے کہتی پر عمل کرے
 لیکن اگر کوئی تابعین و متصرف کسی چیز کا کہی کہ مجھ پر حیات یا وقف کا غلہ قاضی معزول
 دیا ہو تو اس معزول قاضی معزول کا قول قبول کرے۔ مسجد میں پیشہ کر یا اپنی گھر پر قاضی
 گھر پر کرے۔ جو کوئی ہم یہ بھیجی قاضی کو اس پر دے۔ مگر جو کوئی قاضی کا رشتہ دار
 یا جو قاضی ہونے سے پہلے بھیجا کرتا تھا بھیجی تو وہ قبول کرے۔ دعوت بھی قاضی کی

قبول کرے خصوصاً وہ جو صرف قاضی ہی کی دعوت ہو۔ نماز جنازہ اور عیادت مرخص
 کے لئے قاضی کو جانا چاہیے۔ مدعی مدعا علیہ دونوں کو برابر مہادہ اور دونوں کی طے
 برابر توجہ کرے اور ایک سو کان میں بات نہ کرے اور نہ اشارہ نہ ہو اور نہیں کسی سے
 کچھ کہے اور نہ کسی کو اور نہیں کسی حجت سکھائے اور نہ کسی کی دعوت کرے اور نہ منہی کری
 اور گواہ کو گواہی دینے کا طریقہ نہ سکھا دی **فصل** جب مدعی کا حق مدعا علیہ پر ثابت
 ہو جاوے تو حکم کرے مدعا علیہ کو کہ جو کچھ تجھے ثابت ہوا مدعی کے حوالہ کر۔ اگر وہ دینے
 سے انکار کرے تو اس کو قید کرے اس حق کے بدلہ میں بشرطیکہ مجھ حق کسی شے کی قیمت ہو
 (جو مدعی نے بھی تجھی) باقرض ہو یا مہر معجل ہو یا ضمانت ہو کچھ مال لازم ہوا ہو۔ اس کے ہوا
 اور خون میں اگر مدعا علیہ اپنی مفلسی کا دعویٰ کرے تو قید نہ کرے پس اگر مدعی اس کی میری
 ثابت کر دے تو قید کرے جس قدر مصلحت ہو اور بعد قید کے آدمیوں سے پوچھو اگر اس کا
 کوئی مال ظاہر نہ ہو تو اس کو چھوڑ دے مگر قرض خواہ کو اس سے مواخذہ کرنے سے باز نہ
 نہو (یعنی قرض خواہ کو اختیار ہے کہ باوجود اس کے پاس مال نہ ملنے کے اس سے مواخذہ
 کرے) اگر قید سے پہلے مدعا علیہ مفلسی کے گواہ لائے تو اس کو قاضی نہ سنے اگر وہ قسم
 کے گواہ قائم ہوں (یعنی مدعا علیہ مفلسی کے گواہ لاوے اور مدعی غیر مفلسی کے) تو غیر
 مفلسی کے بہتر ہونگے۔ جو تو نگر یعنی غیر مفلس مدعا علیہ مدعی کے حق کے دینے سے
 انکار کرے اس کو ہمیشہ قید کہنا سیم (جہاں ادا کرنی) خاندانہ اپنی بیوی کے نفقہ کی بات
 قید کیا جائے باپ بیٹے کے قرض کے سبب سے (مگر اس وقت کہ باپ اس کی روٹی کھائے
 وغیرہ دینے سے انکار کرے) (۴)

جو قاضی کے خط لکھتا ہے اور قاضی کو لکھتا ہے

باب بیانین قاضی کے خط لکھنے کے دوسری قاضی (باب اور کسی کو) ایک قاضی دوسری

قاضی کو سواہر مد و قضا کے اور حقوق کے باب میں لکھ دیتا ہے اگر اُس قاضی کے پاس
 گواہوں نے گواہی دی کسی عاقل شخص پر تو مجھے قاضی دوسرے کو لکھو کہ میں نے گواہوں
 کی گواہی سے پرہیز حکم کیا ہے ایسے خط کو بھجولیتے ہیں۔ اور اگر اس کے پاس گواہ
 گواہی موجود شخص پر نہیں بلکہ غائب شخص پر دین جو دوسری قاضی کے علاقہ میں ہو
 تو اسکو حکم دینا درست نہیں بلکہ گواہی کو لکھ کر بھیجے کہ گواہ یوں بیان کرتے ہیں تاکہ
 دوسرا قاضی بموجب اس کے حکم کریں اسطر کے خط کو مکتوب حکمی کہتے ہیں۔ مکتوب حکمی
 حقیقت میں گواہی کا ایک جگہ سے دوسری جگہ پر نقل کرنا ہے۔ مجھے قاضی خط کو گواہوں
 رد و پڑھے اور اس پر اس کے سامنے مہر کر کے اسکو دیدے۔ پھر جب مجھے خط دوسرے
 قاضی کے پاس پہنچے تو اس مہر کو دیکھو اور بغیر حاضری ہونے مدعا علیہ اور گواہوں کے
 اسکو قبول نہ کریں پس اگر گواہ گواہی دین کہ مجھے خط فلان قاضی کا ہے اس سے انہی کو
 میں ہمارے سپرد کیا ہے اور ہمارے رد و پڑنا ہے اور اس پر مہر کی ہے تو اسکو کہہ دے
 مدعا علیہ کے رد و پڑھو اور جو خط میں ہو وہ اس پر لازم کریں۔ خط جس قاضی کا ہے
 اس کے مرنے خواہ معزول ہونے سے یا جسکو لکھا ہے اس کے مرنے سے باطل
 ہو جائیگا ان اگر مکتوب الیہ کے نام کے بعد مجھے لکھا ہو کہ مسلمانوں کے قاضیوں میں
 جس کے پاس مجھے خط پہنچے وہ اسکی تعمیل کریں تو مکتوب الیہ کے مرنے سے باطل نہ ہوگا
 جس کے باب میں خط لکھا گیا ہے اس کے مرتبے سے مجھے خط باطل نہ ہوگا۔ سواہر مد و قضا
 اور حکم دینی قضا و عدالت کر سکتی ہے۔ قاضی اپنا نائب کسی کو کرے لیکن اگر اسکو نائب
 کا اختیار دیا گیا ہو تو نائب کر سکتا ہے بخلاف اُس شخص کے جو جمعہ کا امام مقرر کیا گیا ہے
 اگر اسکو نائب کرنا اختیار ہے تو اُس سے نہ لکھا گیا ہے اگر قاضی کے پاس دوسرا قاضی کا

حکم آدمی تو اداسکی تعمیل کرے بشرطیکہ وہ حکم مخالف قرآن اور حدیث مشہورہ اور اجماع
 امت کے نہ ہو۔ اگر جہوٹی گواہی پر قاضی نے حکم کر دیا تو بیچم ہی عقد و نین اور فسخ و نین
 ظاہر میں بھی (یعنی قاضی اگر حکم کرے جہوٹی گواہی سے نکاح یا بیع یا ہبہ یا طلاق وغیرہ
 میں تو بیچہ حکم جاری ہوگا ظاہر اور باطن و نہ نین یعنی اس چیز سے نفع لینا حلال ہوگا
 نہ اطلاق و نہ نین (یعنی ان ملکوں کے دعویٰ میں کہ مدعی سبب کا دعویٰ کرے ضرر ظاہر
 میں حکم جاری ہوگا باطن میں نہ ہوگا۔ مثلاً زید نے دعویٰ کیا ایک عورت پر نکاح کا اور وہ
 دوسرے کے نکاح میں ہو اور بیچہ بیان کیا کہ شوہر نے اسکو چھوڑ دیا ہو اور قاضی نے جہوٹی
 گواہی سے عینکودہ عورت و لادہ سی تو اسکی صحبت اسکو بیچم نہیں اسکو کہ اپنا نکاح مطلق
 بیا نکلیا تھا شوہر کی طلاق کو جو سبب رکھتا تھا بیان نہیں کیا تھا اور اس مسئلہ میں امام
 شافعی کا خلاف ہو اور دلیل امام اعظم کی یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے
 ایک شخص نے ایک عورت پر دعویٰ نکاح کا کیا اور جہوٹی گواہ قائم کی حضرت علی نے وہ
 عورت اسکو و لادہ سی عورت نے کہا یا امیرالمومنین میرا نکاح اس سے کر دیجو آپ نے فرمایا
 ان دونوں گواہوں نے نکاح کر دیا یعنی پہلا حکم جاری ہو گیا ظاہر اور باطن میں اور تیسری
 کا حکم ایک نیا عقد پیدا کر دیا ہو جس جگہ یا عقد ہونا ممکن ہو اور جس جگہ یا عقد نہ ہو سکے
 وہاں البتہ حکم قاضی سے یا عقد نہ ہوگا مثلاً عورت اگر دوسرے کی منکوحہ یا عیسوی
 ذمی رحم محرم ہو تو قاضی کے حکم سے نکاح نہ ہوگا (اللہ اعلم) غائب پر قاضی حکم کرے
 جب تک اسکا قائم مقام حاضر نہ ہو جس پر دلیل یا دہ چیز جسکا غائب پر دعویٰ کرنا
 ہی سبب ہو اس چیز کا جسکا حاضر پر دعویٰ کرنا ہی مثلاً دعویٰ کرے ایک چیز معین کا جو ایک
 حاضر کے قبضہ میں ہو یوں کہ کہہ کر یہ میں نے فلان غائب سے خریدی ہو کیونکہ خریدنا

غائب پر قاضی حکم کرے
 جب تک اسکا قائم مقام حاضر نہ ہو
 جس پر دلیل یا دہ چیز جسکا غائب پر دعویٰ کرنا
 ہی سبب ہو اس چیز کا جسکا حاضر پر دعویٰ کرنا ہی مثلاً
 دعویٰ کرے ایک چیز معین کا جو ایک حاضر کے قبضہ میں ہو

مذہب سے سب سے جو عوامی کا جاننے والا قاضی کو اختیار ہے کہ وہ حکم کا مال کیس کو قریب سے دیکھ
اور اس کا خط لکھ لے۔ وہ قاضی اور باپ کو لے لیتے وہ قاضی کو حکم کا مال اور باپ کو چھوٹے سے لے لیتے
کا مال قریب سے دیکھ لے گا اختیار نہیں ہے۔

باب بیچ بڈنے کے پانچین۔ اگر دو شخصوں نے ایک ایک کو بیچ کر مال لیا تو ہر
فصلہ کر دی پس اس بیچ نے گواہوں سے یا قرار پر یا قسم سے یا بخلاف کر جانے پر سو اور
و قضا میں اور دیت کے جو کہ قاضی کے کہنے پر کرتی ہے اور مقدمہ ہو نہیں حکم کیا تو حکم
اسکا صحیح ہے اگر وہ قاضی ہونے کے قابل ہو (یعنی قاضی کی مقینین اس میں موجود ہوں) اور
بیچ دینے والوں کو بیچ کے حکم سے پہلے بیچات سے پھر جاننا درست ہو پس اگر وہ حکم
کر چکا تو بیچ حکم لازم ہو گیا وہ فوراً۔ قاضی کو بیچ کے حکم کو جاری کرے اگر اس کا
حکم اپنے کے مذہب کے موافق ہو اور اگر نہ ہو تو اس کو باطل کر دیں۔ اگر بیچ نے اپنے
باب اور زین و فرزند کے نفع کا کوئی حکم کیا تو بیچ حکم باطل ہو جائے قاضی کا حکم ان کے
کے نفع کا باطل ہے بخلاف اس حکم کے کہ بیچ مان یا زین و فرزند کے نفع کا کرے
وہ حکم صحیح ہو گا۔

مستشرق بیچ کا رہنے والا بغیر ضمانت ہی الاغنیاء والیکے گھر میں مسیح
نہ گارٹے نہ سہارا نہ کرے۔ اگر ایک بیسی لگی ہے کہ او نہیں سی رہی ہی اور پیدا
ہوئی گھر یا وہ اس میں نہیں ہے (یعنی غیر نافذ نہ ہو) تو پہلی لگی کا رہنہ والا اس کو چھ
غیر نافذ دین و دروازہ نہیں نکال سکتا بخلاف اسکے کہ وہ سری لگی ہو (کہ اگر وہ
دروازہ نکال سکتا ہے صورت اسکی بھی ہے۔)

اگر ایسی گھر کا وہ عوامی کیا جو دوسرے کے پاس ہو طرح

کہ اسنو مجھ کو ایک وقت میں مجھ گنہگار کے گواہ مانگو گئی تو کہا کہ یہ علیہ
 نے گنہگار کے لیے ہوا نکال کر لیا تھا تو میں نے مجھ گنہگار سے خرید لیا تھا اور خرید
 کے گواہ لاؤ جو جو وقت ڈیڑھ لٹھی کا دعوئی کیا تھا اس سے پہلے اگر خریدنے کے گواہ
 میں تو قبول ہونے اور اگر بعد کے ہیں تو قبول ہو۔ زید کے پاس ایک لونڈی بھی ہے
 عمر سو کہا کہ تو نے مجھ سے یہ لونڈی خریدی تھی اور عمر و نے خریدنے سے انکار کیا (تو
 بائع یعنی زید کو اس سے صحبت کرنی درست ہے بشرطیکہ عمر و نہ ہو جیسا کہ دوسرا ایک شخص
 اقرار کرے کہ میں نے فلاں سے سو تین روپیہ لے کر تجھے پھر کوئی کہوئے تھے تو قسم کہانے
 بعد اسکا اعتبار کیا جاوے گا۔ جو کہے دوسری کہ مجھ سے ستر ہزار روپیہ آئے ہیں اور
 دوسرا دس کے کہنے کو رد کر دیا اور پھر ان بے ثواب اقرار کرنے والے پر کچھ لازم نہیں ہوگا
 (کیونکہ دوسرے نے بھلی بات تو اس کے اقرار کو نہ مانا تو اب مانے ہو اور ستر کچھ ثابت ہوگا)
 جو شخص دوسرے پر مال کا دعویٰ کرے اور مدعا علیہ کہے کہ میری اور پر تیرا کبھی کچھ نہیں تھا اور
 یہ دعویٰ گواہ لاؤ جو ہزار کے اور مدعا علیہ گواہ لاؤ جو ان ہزار کے اور دوسرے کے یا بخشد
 کے تو گواہ مدعا علیہ کے قبول کرے جاوے گے اور اگر مدعا علیہ مجھ بھی کہتا کہ میں مجھ کو
 ہی نہیں تو مجھ گواہ نہ قبول کرے جائے۔ یہ زید نے عمر و پر دعویٰ کیا کہ تو نے اپنی لونڈی
 میرے ہاتھ سے چھوئی اور عمر و نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ نہیں چھوئی پس زید گواہ لاؤ
 خریدنے کے اور قاضی نے وہ لونڈی زید کو دلا دی اور اس میں اسنو کو بھی عیب یا
 پس عمر نے گواہ گزارنے کے زید لونڈی کے ہر عیب سے مجھو جی الزمہ کر چکا تھا تو مجھ
 عمر و کے گواہ مقبول نہ ہو گئے۔ جن اقرار نامہ یا وعدہ کے اخیر میں لفظ انا اللہ ہوگا
 وہ باطل ہو۔ ایک زعمی مراد اسکی جیسی نے کہا کہ میں اس کے فریستہ سے مسلمان ہو گئی

اہل حق و عدل کی میراث بنکر غنی چاہیے اور زمینی کے وارثوں سے کہا کہ تم لوگ اس پہلو
 مسلمان ہو گئی تھی تو خدا تعالیٰ کا قول بہتر ہو گا اور جو نکو میراث ملے گی اس کے پاس
 حیر کی کچھ اپنا ہے اور عمرو مرگیا نہ بد نے بنالہ کہ کہا کہ مجھے عمرو کا بیٹا بھی اور عمرو کا
 ایک بھائی بھی ہے تو وہ امانتہ خالہ کو دے گا اور اگر خالہ کے لئے
 نہ ہو تو میرا ہے اور خالہ کہہ کر تو جھوٹا ہے تو وہ مال اپنا
 (اگر کوئی نہیں مل سکتا) خالہ ہی کو ملے گا۔ اگر کسی بیٹے کے وارثوں یا غرضخواہوں پر
 انہی خالہ کو تو وارثوں پر اس کی بیعت نہ لی جاوے گی اگر کوئی اور وارث یا غرضخواہ پیدا
 ہو گا تو اس کا حصہ پہنچا تو گا۔ یہ سنے ایک گھبراہٹ میں دیکھ کر کیا کہ مجھے میری بیوی کا
 تھا اور وہ مر گیا میں اور میرا بھائی جو میراث نہیں ہوا اس کے وارث ہیں اور اس میں عمرو
 کا حصہ ہے تو میرا کوئی حصہ نہ ہو گا (اور میرا حصہ جو میراث نہیں ملے گا) ایک شخص نے کہا کہ
 میرا مال میرا حصہ میں مال میں فقیر و غنی ہر حصہ ہے میرا حصہ اس مال میں جا رہی ہے جو میرا حصہ ہے
 اور جب ہوتی ہو (یعنی حاجت نہ ہو) اور بڑے سن والی چیزوں پر حکم صدقہ کا کیا جاوے گا
 خواہ وہ بڑی ہی ہو یا بہت اور اس کے قریب جا رہی ہے میرا حصہ میرا ہی ہے کہ گھر بڑا ہو
 اسباب ضروری (ایک شخص کو کوئی وصیت کر رہا اور وہ بھی میراث نہیں جانتا کہ کس باب
 میں وصیت کی تھی اور کس فی حق میراث میں جو نکات و کیل کے ذکر کیا کہ خیر نہیں جانتا
 کہ کس چیز کا وکیل کیا تو نکات میں نہیں) اگر وکیل کو نکات کی خبر کوئی نہ ہو تو اس کو
 نصیحت کرنا تو اس کے مال میں صحیح ہو (خبر وینچ والا آزاد ہو یا غلام و بچہ یا بڑا یا عاقل
 ہو یا مسترد معزول ہو یا وکیل کا بغیر خبر وینچر اکبر و عاقل یا دانا و مسترد و عاقل کے
 ثابت نہیں ہو جائے جس کو نکات کو غلام کے تفسیر کی خبر وینچ اور شفیع کو بیع شفیع کی خبر

۴
 میراث میں حصہ

ذبیحہ آور کرنا دینی لڑکی کو اس کے گلج کی خیر دینی اور اس مسلمان کو جو اس کے
 دارالاسلام کو نہ آیا ہو احکام شریعت کی خیر دینی (کہ ان سب میں ایک دھارل یا مستتر
 الحال کا خبر دینا شرط ہے یعنی اگر ایک سطر حکم جبر دیا گیا تو اس کا ماننا ضرور نہیں گا اور
 عادل کی خبر خواہ دوستوں الحال کی خبر کا ماننا ضرور ہوگا مثلاً مالک کو اگر عادل سے
 کہا کہ تیرے غلام نے قصور کیا تو مالک براؤں قصور کا تاوان آویگا اسے بطرح اور
 مثال کو سمجھنا چاہئے) قاضی یا قاضی کا امین اگر کسی غلام کو اس کے قرض خواہوں سے
 لئے بچ کر مشتری سے قیمت لیے اور وہ قیمت ہو یا دوسری اور غلام کسی اور کا
 لیے تو قاضی یا امین قیمت کے فاسد نہیں مشتری قرض خواہوں سے غلام کی قیمت
 جس کے واسطے بیچا نہا۔ اگر قاضی کسی دوسری کو حکم کرے کہ اس کے غلام کو قرض خواہوں
 کے لئے بیچاں اور غلام کسی اور کا غلام مشتری کے قبضہ سے پہلے مر گیا اور قیمت
 ضائع ہو گئی تو مشتری قیمت دوسری سے اور دوسری قرض خواہوں سے (جنگ و اسطو بچا تھا)
 اگر کسی سے قاضی عالم عادل کہو کہ اس شخص پر میں نے حکم کیا ہو نیکار یا ماتمہ
 کاٹو کا یا حد مار نیکار اس کام کو کر دو تو قاضی کے حکم کی تعمیل اس شخص کو جائز ہے
 اگر معزول قاضی کسی سے کہو کہ میں نے جو تجھ سے ہزار روپیہ لئے ہیں تو فلان مقدمہ
 میں جو زید کے روپیہ میں نے غصب ثابت کی تھے اس کو دیدہ اور وہ کہہ کہ تو
 مجھ سے ہزار براہ ظلم لہو ہیں تو قاضی کا قول معتبر ہوگا (اور اس شخص کے ہزار کا وٹہ
 نہ ہوگا) اس بطرح اگر کسی سے قاضی کہو کہ میں نے حق پر تیری ماتمہ کاٹو کا حکم دیا تھا
 (یعنی بسبب چوری کے اور وہ کہو کہ میرا ماتمہ تو نے ظلم سے کاٹے ہیں
 تب بھی قول قاضی کا معتبر ہوگا لیکن یہ دو صورتیں) اس حال میں (میں کہ ماتمہ

کتاب الشہادۃ

ایسے گواہی کا بیان ہے کہ گواہی کہتے ہیں کسی حال کی خبر دینا جو کہ انہوں نے
نہ فقط شکل اور گمان سے نہ کہ نہ ہی کسی گواہی کے لئے طلب کر رہی ہو گواہی
لازم ہے کہ وہ وہی گواہی کا چلنا یا مستحب ہو۔ جو جزی کی گواہی میں بھی کہو کہ
شخص نے مال لیا یا وہ کہو کہ چور آیا (اگر مال ضائع ہو جائے تو اور تاحہ کا سارا
زنا کے ثبوت کیونکہ چور مرد کی گواہی ضرور ہو اور باقی خدو ان اور فضا
دو مرد کی کافی ہو اگر کہہ دے اور جو اور مردوں کے لئے ان میں سے
جنس مرد و عورت میں سے ہونے کے ہیں ان کی گواہی کافی ہو اس کے لئے اس میں دوسرے
اور دوسرے کی گواہی چاہئے اور سب میں گواہ کا خاتمہ ہو اور گواہی کا خاتمہ
کہتا ہے یہ خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو یا کسی ایک میں سے یا پھر شہادہ کو وہ ظاہر
گواہوں کا حال حکم حقوق کے مقتضات میں تحقیق کر رہی کہ گواہی کے قابل ہیں
صاحب خیریت (یعنی) دماغ حلیہ اگر وہی کہے گا تو کوئی مال بقاء ہو اور اس کا
ہیں۔ گواہی کے خدو کے تحقیق کرنے کو اور تاحہ ہی اور خبر کر کے
(یعنی دوسرے شخص کی زبان میں سمجھا دینے کے) ایک شخص کا ہی ہے (یعنی اگر قاضی
ہی شخص ہو گواہ کا حال تحقیق کر کے خواہ ایک آدمی کو شہادت کی گواہی
کی زبان کا ترجمہ ایک شخص کر دے تو جائز مرد و عورت دونوں میں سے درجست
گو گواہی دیتی ہو یا اور دیکھتی ہو جزی کی جیسے مع یا اور یا حکم کا

تاریخ

کتابخانه
مکتبہ اسلامیہ
پنجاب
لاہور

چہن لیسنا یا مار ڈالنا ہی گواہ سکو کسی نے گواہ کیا ہو مگر دوسری گواہی نیو پر
 گواہی نڈی جیتک کہ اسکو اس گواہی پر گواہ کیا جاوے۔ قاضی اور گواہ اور
 سادہ کسی نوشتہ پر عمل نہ کریں جیتک کہ وہ مقدمہ یاد نہ ہو۔ ایسی چیز کی گواہی
 مذمت سے سکو نہ کیا ہو سوا ہی ان چیزوں کے نسب موت نکاح بخت کرنا
 عرش پر حکومت قاضی کا اصل وقت کرنا کسی چیز کا کہ ان چیز دینیں کسی مقبرہ
 گواہی دیکھتا ہو (مگر وقت کرنا واسے ہے جو وقت میں شرطین کی ہوں اور کو غیر سے
 شکر گواہی نہ دینی چاہیے) جسکے ہاتھ میں کوئی چیز سوا ہی غلام لونڈی کے دیکھو ایسی
 گواہی دیکھتا ہو کہ بھدا ویشکی ہے۔ ان سکو نہیں اگر قاضی سو صاف صاف کہو
 میں شکر گواہی دینا ہوں یا قبضہ دیکھ کر تو قبول نہو گی۔ اگر کوئی گواہی دی کہ تین
 فلاں کے دفن میں یا نماز جنازہ میں حاضر تھا تو یہ موت کے دیکھو کی برابر ہے
 یہاں تک کہ ایسی گواہی اگر قاضی کے سامنے بیان کرے تو قاضی اسکو قبول کرے (والاعلم
 باب ان شخصوں کے بیانیہں جنکی گواہی مقبول ہو اور جنکی غیر مقبول۔
 اندھو اور غلام اور نابالغ کی گواہی مقبول نہیں ان اگر غلام یا نابالغ حالت غلامی یا
 نابالغی میں گواہ ہو تو اور آزاد ہو اور بلوغ کی وقت میں گواہی دین تو مقبول ہوگی۔
 جسکو حد ماری گئی ہو گالی دینی ہو گواہی تو یہ کرنی ہو ام سکی گواہی مقبول نہیں لیکن
 اگر کفر کی جائیں او سپر حد لگی اور پر وہ مسلمان ہو گیا ہو تو مقبول ہو کر کے کو اپنے
 مان باپ دادا ہی دادا نانی نانا کی گواہی درست نہیں ہو اور اسکے برعکس بھی نہیں
 درست ہو (یعنی مان باپ وغیرہ کی گواہی نہیں ہو تو نو سپر کیواسطی بھی نہیں صحیح ہوگی
 جو وہ خاندان ایک دوسرے کے گواہ نہیں ہو سکتے مالک اپنی غلام لونڈی اور مکاتیب گواہ

گواہی
 دینے میں
 شرطین
 کی ہوں

گواہی
 دینے میں
 شرطین
 کی ہوں

نہیں ہو سکتا ہے۔ ایک شریک دوسرے شریک کا شرکت کے بائین گواہ نہیں ہو
 سکتا اور قوم کردنیوالی اور گانیوالی کی گواہی مقبول نہیں۔ دشمن جبکی دشمنی اگرچہ
 دنیا ہی کیو سٹی ہو اور دائم الخیر جو (دوا کیواسطی شرابہ نہ پیتا ہو بلکہ) کھیل کے ٹیپا
 ہوا ان دونوں کی گواہی خانی جادگی اور جانوروں کی کھیلنے والے (مثلاً کبوتر بازوں
 وغیرہ) اور لوگوں کے سنا نیکو گانیوالے اور لائیو گناہ کرنے والے جس پر وہ جاری ہوتی
 ہے یا تنگے حمام میں نہانے والے یا سوڈ کہا نیوالے یا چور شراد شطرنج پڑ کر کھیلنے والے
 یا ان دونوں کے سبب ہونا زکوہ و دیروالے یا آؤ سونگی راہ میں پیشاب کرنے والے یا
 راہ میں کہا نیوالے یا چھپو کو حلالیہ بڑا کہنے والے (یعنی اصحاب رسول اللہ صلی علیہ
 و آلہ وسلم کو انہیں سو کسی کی گواہی مقبول نہیں۔ مقبول ہوئی گواہی ایک شخص کی اپنی
 بھائی یا چچا یا دودھ کی ماں یا باپ کے لڑکے یا اپنی سائن یا بیٹی کے بیٹے یا داماد یا بہن
 یا باپ کی بیٹی کیواسطی۔ مجسم شے گواہی اہل ہوا یعنی بد مذہب کی دیگر فرقہ خطابہ کی
 (کہ کٹر رافضی ہوتے ہیں) جائز نہیں (اسلمی کہ ان کے نزدیک مذہب کی قسم کے لحاظ
 سے جہوتی گواہی درست ہے) دہمی کی گواہی دہمی پر اور حرانی کی حرانی پر جائز ہے مگر حرانی
 کی دہمی پر درست نہیں مجسم ہو گواہی گناہ صغیرہ کر تو ایسا کہ اگر کبیرہ نہ ہو تو چھوڑ دینا
 ہوئے کی ادا حتمہ یعنی نفسی اور حرانی اور حتمہ کی جس کے مرد و عورت دونوں کی حلال
 (ہو) اور بادشاہی خانو کی (جو ظالم ہوں) اور ازاراؤ کی جو ہوئی گواہی آزاد کر
 والے کی دہمی درست ہے۔ اگر وہ شخص گواہی دین کہ ظالم شخص کو ہمارے باپ کی
 کیا تھا اور وہ بھی آزاد کر ہوئی ہو تو مجسم گواہی درست ہوگی (اور وہ شخص بھی
 ہوگا) اور اگر انکار کرے تو گواہی مقبول نہیں ہوگی اور اگر یوں گواہی دین کہ اس شخص کو

اپنا قرضہ لینے کا دکیل کیا تھا تو خواہ وہ اقرار و کالت کا کرے یا نہ کرے گواہی
مقبول نہ ہوگی۔ قاضی گواہوں پر ایسی طعنہ کہ جو حق اللہ اور حق العباد سے خالی ہو
نہیں (جیسے کہین کہ گواہی کے قابل نہیں ہیں مگر ایسے طعنہ کو جو بد دلیل حق اللہ
یا حق العباد ہو سکتی) جو شخص گواہی دے اور کچھری سے جانشینے پہلے کہو کہ میں نے بعض
گواہی میں دہم کیا ہے تو یہ ہم کہنا مقبول ہوگا اگر گواہ عادل ہو؟

باب دو گواہوں کی گواہی کے اختلاف کے بیان نہیں۔ گواہی اگر دعویٰ کے
موافق ہو تو قبول ہوگی ورنہ نہیں۔ مدعی نے ایک گہر کا دعویٰ بسبب وراثت کے
یا خرید کے باعث کیا اور اسکے گواہوں نے گواہی دی کہ بچہ گہر کا مالک ہو سکتے
نہ بیان کیا تو یہ گواہی بیکار ہو اور برعکس اسکے صحیح ہو (یعنی مدعی نے فقط ایک گہر
کے مالک ہو نیکار دعویٰ کیا اور گواہوں نے کہا کہ ورثہ کے سبب سے یا خرید کے سبب
سے مالک ہوا ہے تو بیکار نہ ہوگی بلکہ مقبول ہوگی) دو نو گواہوں کا اظہار متفق چاہیے
لفظ اور معنی میں پس اگر ایک نے گواہی دی ہزار روپیہ کی اور دوسری نے دو ہزار
کی تو مقبول نہ ہوگی اسبب ورتین اگر دوسری ڈیرہ ہزار کی گواہی دی اور دعویٰ ہی ڈیرہ
ہزار کا ہے تو ہزار کی قبول ہوگی۔ دو نو نے ہزار کی گواہی دی مگر ایک نے بچہ ہی کہا
کہ پانسو مدعا علیہ ہے اور دوسری میں تو ہزار ہی کی مقبول ہوگی اور پانسو کے ادا کی
فستی جائیگی لیکن اگر دوسرا بھی اوسکے ساتھ پانسو ادا ہونے کی گواہی دے تو توفانی
جاوے گی مگر چاہیے کہ جو شخص پانسو وصول جانتا ہے گواہی میں بیان نہ کرے جب تک کہ یہ
وصول کا اقبال نہ کرے۔ دو شخص گواہی دیں کہ مدعی کے ہزار قرض ہیں اور ایک ان میں
سے یہ کہے کہ وہ ادا بھی ہو گئے ہیں تو یہ گواہی قرض دین پر جائز ہوگی (مگر

دو گواہوں کی گواہی کے اختلاف کے بیان نہیں۔ گواہی اگر دعویٰ کے
موافق ہو تو قبول ہوگی ورنہ نہیں۔ مدعی نے ایک گہر کا دعویٰ بسبب وراثت کے
یا خرید کے باعث کیا اور اسکے گواہوں نے گواہی دی کہ بچہ گہر کا مالک ہو سکتے
نہ بیان کیا تو یہ گواہی بیکار ہو اور برعکس اسکے صحیح ہو (یعنی مدعی نے فقط ایک گہر
کے مالک ہو نیکار دعویٰ کیا اور گواہوں نے کہا کہ ورثہ کے سبب سے یا خرید کے سبب
سے مالک ہوا ہے تو بیکار نہ ہوگی بلکہ مقبول ہوگی) دو نو گواہوں کا اظہار متفق چاہیے
لفظ اور معنی میں پس اگر ایک نے گواہی دی ہزار روپیہ کی اور دوسری نے دو ہزار
کی تو مقبول نہ ہوگی اسبب ورتین اگر دوسری ڈیرہ ہزار کی گواہی دی اور دعویٰ ہی ڈیرہ
ہزار کا ہے تو ہزار کی قبول ہوگی۔ دو نو نے ہزار کی گواہی دی مگر ایک نے بچہ ہی کہا
کہ پانسو مدعا علیہ ہے اور دوسری میں تو ہزار ہی کی مقبول ہوگی اور پانسو کے ادا کی
فستی جائیگی لیکن اگر دوسرا بھی اوسکے ساتھ پانسو ادا ہونے کی گواہی دے تو توفانی
جاوے گی مگر چاہیے کہ جو شخص پانسو وصول جانتا ہے گواہی میں بیان نہ کرے جب تک کہ یہ
وصول کا اقبال نہ کرے۔ دو شخص گواہی دیں کہ مدعی کے ہزار قرض ہیں اور ایک ان میں
سے یہ کہے کہ وہ ادا بھی ہو گئے ہیں تو یہ گواہی قرض دین پر جائز ہوگی (مگر

کہنے والے کو اس سے زیادہ اگر لازم نہ ہوگا کیونکہ احتمال اور اداسی اگر وہ آدمی گواہی دینے
 کہ فلاں نے عید اچھے کے روز کو مار ڈالا اور دوسرے کو کہ عید اچھے کے
 دن مسٹرین مار ڈالا تو دونوں کی مقبول نہوگی۔ ایسی صورتیں اگر ایک گواہی جس کے ہم گواہ
 ہوں دوسری سے پہلے تو دوسری باطل ہے۔ دو شخصوں نے گواہی دی ایک کا سے
 کی چوری پڑا اور کامی کے رنگ میں اختلاف کیا تو چور کا اٹھہ کاٹا جاوے گا بخلاف اس
 کہ برابر مارا ہو جن میں اختلاف ہو یا رنگ ہی میں اختلاف ہو چہن لینے کے مقدمہ میں
 چوری کے کہ ان دونوں صورتوں میں گواہی مقبول نہوگی اور اٹھہ نہ کٹے گا۔ ایک شخص
 نے دوسرے شخص کے گواہی دی کہ اس نے زید سے ہزار روپیہ کو غلام خرید لیا اور
 دوسرے گواہ نے کہا کہ ڈیڑھ ہزار کو خرید لیا تو گواہی باطل ہے اس طرح کتابت
 اور قلع میں روپیہ کی تعداد کے اختلاف سے گواہی نمانی جاوے گی لیکن نکاح تعداد ہزار
 کے اختلاف کی صورت میں ہزار پر ثابت ہو جاوے گا۔ جو مورث کا مال جو اس کے وارث کو
 ہدایا جاوے گا جس تک بھرتا ہو کہ وارث کی ملک میں آگیا (یعنی اگر گواہ گواہی
 دیں کہ فلاں میت اس چیز کا مالک تھا تو قاضی حکم دیوے گا کہ اس سے اسکو وارث کو
 دیدین جس تک یہ کہیں کہ مورث مر گیا اور اس چیز کو وارث کی میراث چھو گیا) لیکن
 اگر گواہی دیں کہ میت مرنے کی وقت اسکا مالک یا متصرف تھا یا موت کی وقت کسی
 اور نے اس سے مالک کر اپنا قصہ کر لیا تھا (کہ مجھ بھی حقیقت میں میت کا قصہ
 ہی تو مرنے کی وقت تک قبضہ اور قصہ ثابت ہونے سے بھی قاضی وارث کو
 دلا سکتا ہے) اگر گواہی دیں کہ مجھ چیز اس شخص زندہ کے قبضہ میں ایک مہر سے
 ایک برس سے ہی تو مجھ گواہی مقبول نہوگی (یعنی اسکی ملک ثابت نہوگی مثلاً

نے عمر کی سب سے بڑی عمر کیا کہ میری ہوا اور گواہوں نے زید کی گواہی دی کہ
 شو ایک مہینہ سو گھر زید کے پاس دیکھی ہو تو اس سے وہ شہ زید کو نڈانی یا بیانی
 کیونکہ احتمال ہے کہ زید کے پاس منگنی ہو اور اگر مدعا علیہ اقرار کرے کہ مجھ مال
 دیکھے پاس ایک مہینہ سو گھر یا مدعا علیہ سے اس اقرار پر گواہ گواہی دین تو قاضی
 اسکو بد عین و لواد سے

باب گواہی پر گواہی دینے کے بائین۔ ایسے معاملوں میں جو شبہ ہو قضا
 نہیں ہوتے ہیں (یعنی سزا و رد اور قصاص کے) گواہی پر گواہی نانی جاوگی اور
 اوس میں بھی یکہ شرط ہو کہ اصلی دو نو گواہوں میں سے ہر ایک کی گواہی پر دو مرد
 گواہی دین اور ایک گواہ حلی گواہی پر ایک مرد کی گواہی مقبول نہوگی۔ گواہ فرعی
 (یعنی گواہی پر گواہ) پکڑنیکا طریقہ یہ ہے کہ اصل گواہ (فرعی سے یوں) کہو کہ گواہ
 رہ میری گواہی کا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلا نے میرے سامنے اقرار کیا اسباب
 در (ایسی گواہی کے ادا کا یہ طریقہ ہے کہ) فرعی گواہ یوں کہو کہ گواہی دیتا ہوں
 کہ اصل گواہ نے مجھ کو گواہ پکڑا ہے اپنی اس گواہی کا کہ فلاں شخص نے فلاں
 امر کا اقرار اصل کے سامنے کیا اور اصل نے مجھ سے کہہ دیا ہے کہ تو میری گواہ ہو
 گا گواہ رہنا فرعی گواہ کی گواہی مقبول نہوگی جب تک کہ اصل نہ فرعی یا بیمار نہو یا سفر
 نہ ہو۔ اگر فرعی کے گواہ اصل گواہ کا عدل ہونا بھی یا کرین تو انکی عدالت ثابت
 ہو جاوگی ورنہ قاضی اور دن سے وہ کا حال پوچھو۔ اگر اصل گواہ اپنی گواہی سے
 انکار کرین تو فرعی کی گواہی باطل ہے۔ اگر زید اور عمرو نے گواہی دی کہ ہم سے
 بکر اور خالد نے کہا کہ فلاں شخص کے فلاں عورت پر جبر فلا نے کی مینی ہو اور فلا نے

یہ ہے
 کہ گواہی
 پر گواہی
 دینے کے
 لیے

انہرست کی جو خواہ آتے ہیں اور ہم بھی گبرا اور حنا لدا دسکو سچا تو ہیں تو اس صورت
 میں اگر مدعی ایک صورت کو لائے اور زید و عمر و کہیں کہ ہم اسکو نہیں پہچانتے ہیں کہ
 یہ وہی مدعا علیہا ہی یا کوئی اور تو مدعی سچو کہا جاوے گا کہ اور گواہ لایا اسکے کہ
 یہ صورت وہی ہے جو تیری مدعا علیہا ہی اس طرح ایک قاضی کا خط جو دوسرے
 قاضی کی طرف مایا اگر خط لیجا نوالے دو گواہ مدعا علیہ کو نہ پہچانتے ہوں تو دوسرا
 قاضی مدعی سچو کہے کہ اور گواہ لایا اسکے کہ بھی میرا مدعا علیہ ہے اگر ان صورتوں میں فرم کے
 گواہ یوں کہیں فلاں عورت قبیلہ بنی تمیم سہی (یعنی اوپر کا قبیلہ بتلاوین) تو کافی ہوگا
 جب تک کہ اوپر کے قبیلہ میں کسی خاص چوٹے قبیلہ کو ذکر نہ کریں (اسلئے کہ اوپر کی
 قوم کے ذکر سے پہچان خوب نہیں ہونی مثلاً اگر صدیقی کہیں تو پہچان نہوگی جب تک کہ
 اسکے باپ داوید کا خاص لقب جو چند پشت سے ہو جایا کرنا ہی بیان نہ کیا جاوے گی اگر
 ایک گواہ نے اقرار کیا کہ میں نے جھوٹی گواہی دی تھی تو اسکو شہر و بازار میں
 لیا جاوے گا تو فریاد کیا جاوے گا

خنیں پھر سے مال مدعا علیہ کے ذمہ میں دو کی گواہی کسی بھی ثابت ہے اور اگر دھرا
 اور پھر جاوی تو ان دو نوپہر نے والو کو آدنا مال دینا پڑیگا (کیونکہ جو نہیں بھرا
 وہ ایک ہے اس سے نصف مال ثابت ہوا تو باقی نصف ان دو نو سو لیا جاوے گی) اگر
 عورتوں اور ایک مرد نے گواہی دی اور ایک عورت پر گئی تو یہ چارم مال کی ضامن
 ہوگی اور دو نوپہر گئیں تو آدھے مال کی دو نو ضامن ہونگے۔ اگر ایک مرد اور
 عورتیں گواہ ہیں اور آٹھ پر گئیں تو اوپر کچھ نہیں ہے اور نوپہرین تو اوپر چارم
 ہے اور اگر سب عورتیں مع مرد پر گئیں تو نقصان کے چھ حصے برابر ہو کر (ایک
 حصہ مرد پر اور پانچ حصے عورتوں پر پڑینگے) (کیونکہ دو دو عورتیں ایک ایک مرد کے
 برابر ہیں تو گویا دس عورتیں بجای پانچ مردوں کے ہوں اور ایک مرد گواہ تھا تو کل
 گویا چھ مرد ہوئے) اگر گواہی دین دو مرد ایک مرد پر یا ایک عورت پر سمجھو نکی کہ مہر مثل
 پر نکاح کیا ہے اور پھر اس گواہی سے پھر جاوے تو کسی چیز کے ضامن نہیں بنے لیکن
 اگر مہر مثل سے زیادہ کی گواہی دی تھی تو زیادتی کی مقدار کا نادان دینا۔ اور
 (اگر بیع کے باب میں) قیمت مثل یا زیادہ قیمت کی گواہی دینگے تو پھر جانے پر
 کچھ نہ پنا پڑیگا لیکن اگر کم قیمت کی گواہی ہے تو جس قدر بیع کی قیمت سے کم ہوگی اور
 باقی کے لئے ضامن ہونگے صحبت سے پہلے طلاق کے دو نو گواہ اگر پھر جاوے تو نصف
 مہر کے ضامن ہونگے اور اگر طلاق کے بعد صحبت کے گواہ پھر جاوے تو انکو چھ
 ضمان دینا ہوگا اور اگر غلام کی آزادی کے گواہ پھر جاوے تو اس کی قیمت دینی
 پڑیگی۔ اگر خون کی گواہی سے پھر جاوے تو خوبہا مقتول کا آن سے بھر لیا جاوے گا
 مگر قصاص میں ماری بخا دینگے۔ اگر فرم کے گواہ جنہوں نے اور دن کے گواہ

اگر گواہی دینے والے کو
 دینا پڑے گا تو اس کی قیمت
 دینی پڑے گی۔ اگر گواہی
 دینے والے کو دینا پڑے گا
 تو اس کی قیمت دینی پڑے گی۔

ہونے کی گواہی دی ہو نہ چاہیے تو وہی مسلمین ہونے کے بشرطیکہ اصل کے
 لواذیون کہیں کہ ہم نے انکو اپنی گواہی پر گواہ کیا تھا یا یوں کہیں کہ ہم نے انکو گواہ
 سے شک کیا تھا اگر جسے غلطی ہوئی تھی۔ اگر اصل دفعہ وہ نو کے گواہ ہوں
 تو ضامن فقط دفعہ کے گواہ ہونگے اور ان کے اس کہنے پر انکے کیا جاوے گا کہ
 ہم سے اصل کے گواہوں نے جوٹ کہا تھا یا غلطی کی تھی جس شخص نے گواہوں
 کی حدالت کی تحقیقات کی ہیں اس سے پھر گیا تو وہ خود ضامن نقصان کا ہوگا۔ ایسی
 قسم کے گواہ جو کسی شرط پر معلق ہو اور زمانہ کے گواہ ضامن ہونگے لیکن زانی کے
 محسن ہونے کے گواہ اور شرط کے واقع ہونے کے گواہ کچھ ناوان نہ ہونگے (یعنی اگرچہ)
 گواہوں نے کیسے زمانہ کی گواہی دی اور دوسرے دو گواہوں نے اس کے محسن ہونے کی
 گواہی دی جس سے سنگسار ہی لازم ہوئی اور پھر یہ سب گواہی سے پھر گئی تو سنگسار
 کو ہوئی شخص کا خوبہا زنا کے چاروں گواہوں پر پڑیگا نہ محسن ہونے کی دو گواہوں
 پر اور شرط کے واقع ہونے کی حدالت یہ ہے کہ دو گواہوں نے کہا کہ زانی نے
 غلام سے کہا تھا کہ اگر تو گھر میں جائی تو آزاد ہے اور دو گواہوں نے گواہی دی
 کہ وہ غلام گھر میں گیا پھر چاروں گواہ پھر گئے تو پہلے دو گواہ غلام کی قیمت
 کے ضامن ہونگے نہ دوسرے)۔

کتاب الحاکمۃ

من العجبات

اس میں وکیل کر نیکابان ہے۔ وکیل کرنا صحیح ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ
 کو اپنی ذات کے قائم مقام کر دینا ایسی نفی میں جس کا خود موکل کو اختیار
 ہو خواہ وکیل لڑکا ہو یا غلام جس کو معاملات کر نیسے لہذا مالک کا حکم نہیں بشرطیکہ

وکیل معاملات کی حقیقت سمجھتا ہو۔ جو معاملات موکل خود کر سکتا ہو انہیں وکیل
 کو اپنی قائم مقام کر سکتا ہو اور (وکیل کرنا اپنے) جواب و سوال کیواسطیٰ حقدق میں
 طرفشائی کی رہنمائی سہی (درست ہے) لیکن اگر موکل بیمار ہو یا غائب ہو تو میں مثلاً
 کے عرصہ میں یا اسکا سفر کا ارادہ ہو یا عورت پر واپسین ہو تو (ان صورتوں میں
 طرفشائی کی رہنمائی ضرور نہیں اور) اسطرح صحیح ہے وکیل کرنا) کوئی حق دینے یا لینے
 کیواسطیٰ سوا وحد اور قصاص کے اگر موکل غائب ہو (اور اگر اس مجلس میں حاضر ہو تو
 وکیل کرنا حد اور قصاص لینے کیواسطیٰ بھی صحیح ہے کیونکہ موکل کے ہوتے ہوئے وکیل کا
 کچھ اعتبار نہیں تو گویا مجھ امور موکل ہی نے کئی جس عقد کو وکیل اپنی طرفت
 کر رہی مثلاً بیچنا یا شہیکہ دینا یا اقرار کسی صلح کرنا تو اس عقد کے حقوق وکیل سے متعلق
 ہو جائیں گے اگر وکیل وہ غلام نہ ہو جسکو معاملہ کرنے کے لئے مالک کا حکم نہیں۔ اور
 حقوق بیہنہ کہ مبیع کو دینا یا لینا یا اسکی قیمت لینے یا مبیع کسی اور کی نفعی تو با
 سے قیمت پھیر لینے یا مبیع کے عیب میں جھگڑنا (یہ سب معاملات وکیل سے متعلق
 ہوتے ہیں) اور بلاک موکل کی ثابت ہوتی ہے معاملہ کے شروع ہی سے یہاں تک کہ
 اگر وکیل اپنی رشتہ دار کو خریدی تو وہ آزاد نہ ہوگا اور جن معاملوں کو وکیل موکل
 کی طرف نسبت کرے جیسے نکاح یا خلع یا صلح یا سبہ خون سی یا انکار کسی صلح کرنا تو انکو
 حقوق متعلق موکل ہی ہونگے (نہ وکیل سے) تو اب وکیل شوہر سی نکاح میں ہر کا
 مواخذہ نہیں ہو سکتا اور عورت کے وکیل سے عورت کے حوالہ کرنا مواخذہ
 نہیں کیا جاوے گا۔ خرید نیوے کو اختیار ہے کہ موکل کو قیمت نہ دی (وکیل ہی کو دے
 کیونکہ بیع وکیل سے متعلق ہے) اور اگر موکل کو دیدی تو بھی صحیح ہے پھر وکیل اس

مواخذہ نکرہ (کیونکہ حق خدا کو بوجھ گیا)

باب خرید و فروخت کی وضاحت و کیل کر نیکی یا نہیں۔ اگر وکیل کسی کو کہ مثلا ٹانڈو
کی سوسلی یا گھوڑا یا خچر خرید تو میم سے خواہ قیمت مقرر کرے یا نکرے۔ اگر یوں کہو کہ
غلام یا مکان خرید تو قیمت اگر بنا دیکھا تو درست ہی دینا جائز نہ ہوگا۔ اگر کڑا خریدے
کو بغیر قید ٹانڈو وغیرہ کے کہو یا کہو کہ چار پایہ خرید گھوڑے یا خچر وغیرہ کا نام لے
تو میم نہیں ہے گو قیمت بتا دی۔ اگر مطلق طعام خریدے کہو تو میمون یا امام اراد
ہوگا۔ وکیل کو مبیع کا پیرو یا لیبیب عیب کے میم میں جب بیع اس کے پاس ہوا
جب موکل کو دیدی تو نے حکم اس کی پیروی نہیں سکتا۔ اگر مبیع کی قیمت وکیل نے اپنے
پاس کو دیدی ہو تو بیع کو روک سکتا ہے جس تک موکل قیمت اس کی نہ دے۔ اگر مبیع وکیل
کے پاس جاتی رہے تو اگر روکنے سے پہلے گئی تو موکل کی گئی اور موکل کے ذمہ ہوگا اس کی
وام ساقط نہ ہوئے اور اگر بعد روکنے کے گئی تو اس کا حکم (اس) بیع کا سا ہے (جو
بائع کے پاس مشتری کے دینے سے پہلے ہلاک ہو یعنی ایسی بیع کی قیمت موکل نہیں دے گا)
بیع صرف اور سلم جنہیں عاقدین کی جدائی سے پیشتر قبضہ ضرور ہو اس میں وکیل کی
جدائی کا اعتبار ہے نہ موکل کی (یعنی وکیل کو بچا جائے کہ بیع صرف اور سلم میں بدن
قبضہ بدل کے طلحہ ہو اور موکل طلحہ ہو تو مضافۃً نہیں) ایک شخص کو وکیل کیا
روپیہ کا آٹھ سیر گوشت خریدنے کو اور وکیل نے وہی گوشت جو آٹھ سیر بکنا ہے روپیہ
کا سولہ سیر خریدا تو موکل کو آٹھ آنے کا آٹھ سیر خرید کر لینا ضرور ہے۔ اگر کسی شخص
چیز کے خریدنے پر وکیل کیا تو وکیل اپنی دھڑا اس چیز کو نہیں لے سکتا۔ اگر ایسی
چیز کو وکیل (روپیہ سے یعنی نقد کے عوض نہ لے) یا جو موکل نے اس کی قیمت بتا دی

تھی اس کے خلاف لے تو وہ خرید وکیل ہی کی ہوگی۔ اگر وکیل کر کسی غیر متعین چیز
 کے خریدنے کا تو وہ خرید بھی وکیل کی ہے لیکن وکیل نے اگر نیت کر لی کہ موکل کیواسطے
 خریدتا ہوں یا موکل کے مال سے خریدی تو موکل کی ہوگی اگر وکیل کہے کہ اس چیز کو میں نے موکل کیواسطے خرید
 اور موکل کہے کہ تو نے اپنی واسطے خریدی تو موکل کا قول معتبر ہوگا اگر اسی صورت میں موکل نے بھلا کر
 قیمت دیدی ہوگی تو وکیل کا قول معتبر ہوگا۔ زید نے عمر سے کہا کہ خالد کیواسطے جیسے
 چیز میسر آتے ہیں وہ خرید دے پیچھا الی اور پھر زید وہ کالت سے انکار کرے کہ میں نے
 خالد کیواسطے نہیں خریدی ہے تو خالد اس شے کو لے سکتا ہے لیکن اگر خالد کہے کہ میں نے
 زید کو وکیل نہیں کیا تھا (کہ میری واسطے خرید) تو خالد اس کو نہیں لے سکتا تاں اگر زید
 اس کو وہ چیز دیکھا ہو (تو البتہ خالد لے سکتا ہے پھر زید کو نیکی)۔ اگر وکیل سے کہے
 کہ فلاں اس سے واسطے خرید اور قیمت نہ مقرر کرے پس وکیل ایک غلام اس کے
 واسطے خریدی تو صحیح ہے۔ اگر ان دونوں کو ہزار روپیہ میں خریدنے کو کہے اور دونوں کی
 قیمت برابر ہو پھر ایک کو وکیل پانسو یا کم کو خریدی تو بھی صحیح ہے اور اگر پانسو سے
 زیادہ کو خریدی تو نہیں صحیح ہو تاں اگر موکل کے جگر نے سو پسترد و سیر غلام کو
 پانسو سے ادنیٰ کم کو خریدی جتنا پہلے میں زیادہ دیا ہے تو صحیح ہے (کہ وہ ہزار
 میں ہو گئے) اگر کہی اپنی فرہندار کو وکیل کرے کہ فلاں چیز میسر فرض کے بدلہ میں
 جو تجھ پر آتا ہے خرید دے اور وہ خرید دے تو صحیح ہے اور اگر غیر معین شے کو بطرح کہے
 تو وہ خرید وکیل کی ہوگی۔ اگر ہزار دیکر ایک شخص کو کہے کہ اتنی کو میری واسطے لے دے
 خرید اور اس سے خریدی پھر موکل نے کہا کہ مجھ تو پانسو کی ہے اس صورت میں خرید نیو لے
 (یعنی وکیل کا) قول معتبر ہوگا (کیونکہ موکل اس سے لینا چاہتا ہے اور وہ انکار کرتا ہے)

اور منکر کا قول قسم کے ساتھ مقبرہ نہ ہو) اور اگر پہلے سے ہزار نہیں دئے ہیں تو
اسم در تین موکل کا قول مقبرہ ہوگا (کیونکہ وکیل اس سے پانسو زیادہ لیا جائے گا
اور وہ منکر اگر ایک معین شہر کے خریدنے کو وکیل کیا اور بہر اختلاف ہوا وکیل
کہتا ہے کہ ہزار کو خریدی ہے اور موکل کہتا ہے کہ پانسو کو اور اس شہر کا بائع وکیل
کہتی ہے کہتا ہے تو وکیل موکل پسین قسم کہتا ہے اگر دو نوے قسم کہتا ہے تو وہ
وکیل کی ٹھہری نہ موکل کی) ایک غلام زید سی کہو کہ تو مجھ کو سی مالک سی سی
ہزار روپیہ کو خرید دے اور غلام نے ہزار دیدی اور زید نے مالک سی کہہ دیا کہ میں
غلام نے غلام کو فاضل دے لی خریدنا ہوں اور مالک اسی شرط پر بیچا ہے تو غلام
آزاد ہو جاوے گا اور ولاء دے لی مالک کو بیگی اور اگر زید کہو کہ اس غلام کو میں اپنے
خریدنا ہوں تو وہ زید کا ٹھہریگا اور اس کے ذمہ ہزار روپیہ اور لازم ہونے
(اس لئے کہ غلام دے ہزار روپیہ تو مالک ہی کے ہیں کیونکہ جو غلام کا مال ہے وہ
مالک کا ہے اب زید ہزار اور قیمت کے دے) اگر کہے کوئی غلام سی کہ تو میرے
داسے اپنا آپکو اپنی مالک سی خرید لے اور غلام مالک سی کہے کہ مجھ کو فلان شخص کے
داسے بیچا اور وہ بیچا تو حکم کرنا لیکا غلام ٹھہریگا اور اگر یوں نہ ہو کہ غلام نے کیوں
بیچ تو آزاد ہو جائیگا فصل وکیل خرید و فروخت کا ایسی شخص سی معاملہ کرے کہ
جس کے داسے کو ابھی نہ لیکے (مثلاً اپنا مان باپ لڑکا لڑکی بیبی خاوند شریک وغیرہ
سے معاملے خرید و فروخت کے کرے کہ خوف ہی نہمت کا) اور صحیح ہے کہ
وکیل بیع کا کم زیادہ قیمت کے عوض میں خواہ اسباب کے بدلے میں خواہ
کسی وقت تک قرض پر چیز کو بیچ دے اور (اگر خریدنے کے لئے وکیل ہو تو) بیگی

خرید میں بھہ شرط ہے کہ برابر قیمت پر چیز مول لے خواہ دام اتنا بڑا ہو کہ کوتا
 نقصان رائج ہو یعنی قیمت لگانے والے بڑے کسی بڑے بڑے دام لگائیں (ایسا نہ کہ
 کوئی اس کی قیمت اتنی نہ لگائی) اگر غلام کے بیچنے کا وکیل کیا اور اس کی آدھا غلام
 بیچا تو صحیح ہے اور اگر غلام خریدنے کا وکیل کیا اور آدھا خریدے تو یہ خرید و بیعت
 ہوگی باقی آدھ کے خریدنے پر (اگر وہ بھی خرید لیا تو موکل کو لینا پڑے گا) اگر
 مشتری عیب کے سبب سے جو مشتری کے گواہوں سے ثابت ہو یا وکیل کے قسم نہ
 کہانے سے ثابت ہو بیع وکیل کو پھر دی تو وہ موکل کو پھر دی اس طرح اگر وکیل
 نے بیع میں ایک قدیمی عیب کا اقرار کیا ہو (جیسے ایک زائد انگلی یا دانت زائد
 کا مثلاً) اور اس عیب سے وہ چیز وکیل کے پاس پھر آدھ تب بھی موکل کو پھر
 (اور اگر ایسے عیب کا اقرار نہ ہو تو وہ چیز صرف وکیل کو واپس ملیگی وہ موکل
 کو نہ پھرے گا) اور اگر وکیل کچھ اور دیکھ لے اور موکل کہے کہ میں نے نقد
 بیچنے کو کہا تھا اور وکیل کہے کہ مطلق بیچنے کو کہا تھا (نقد اور آدھ کی قید نہیں
 لگائی تھی) تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور اگر عقد مضاربت میں بھہ صورت واقع
 ہو تو مضارب کا قول معتبر ہوگا۔ بیع کا وکیل اگر کوئی چیز مشتری کی کر دے اور
 وہ وکیل کے پاس ضائع ہو جائے یا مشتری سے کوئی ضامن لے لے (اور ضامن مثلاً
 مفلس ہو کر مر جاوے) اور قیمت ہاتھ نہ لگے تو وکیل ضامن ہوگا (قیمت کا)۔ اگر
 کسیکے دو وکیل ہوں تو انہیں سے فقط ایک کسی معاملہ میں بیعت نہ کرے مگر جہاں
 کرنے میں کسی سے اور طلاق دینے میں بغیر بدل کے اور آزاد کرنے میں بغیر عوض کے
 اور سوہنی ہو جی امانت کو پھر دینے میں اور موکل کا قرض ادا کرنے میں (کہ اگر

اگر کوئی چیز مشتری کی کر دے اور وہ وکیل کے پاس ضائع ہو جائے یا مشتری سے کوئی ضامن لے لے (اور ضامن مثلاً مفلس ہو کر مر جاوے) اور قیمت ہاتھ نہ لگے تو وکیل ضامن ہوگا (قیمت کا)۔ اگر کسیکے دو وکیل ہوں تو انہیں سے فقط ایک کسی معاملہ میں بیعت نہ کرے مگر جہاں کرنے میں کسی سے اور طلاق دینے میں بغیر بدل کے اور آزاد کرنے میں بغیر عوض کے اور سوہنی ہو جی امانت کو پھر دینے میں اور موکل کا قرض ادا کرنے میں (کہ اگر

ان امور میں دو وکیل ہوں تو ہر ایک انہیں کسی غیر دوسرے کے ان معاملات کو
 کر سکتا ہے اور معاملہ نمین دو توافق سے کام کریں) وکیل اپنی طرف سے کسی اور کو
 وکیل نہ کرے مگر موکل کے کہنے سے یا تصدیق سے کہ موکل نے اس سے کہہ رکھا ہو کہ میرا
 بڑی عقل میں آدمی ہے (ان دو صورتوں میں وکیل اپنی طرف سے وکیل کر سکتا
 ہے) اگر وکیل نے اس حکم موکل کے کسی کو وکیل کر لیا پس اس وکیل کے وکیل نے اس
 وکیل کے سامنے عقد کیا یا کسی اجنبی آدمی نے کوئی عقد وکیل کی طرف سے کیا اور اس عقد
 کو اصل وکیل نے جائز رکھا تو صحیح ہے (یعنی اگر اجنبی آدمی وکیل کے سامنے خاویجہ
 عقد کرے اور وکیل اس کو جائز کرے تو وہ عقد درست ہو جائیگا گو وہ شخص اجنبی ہو
 گا وکیل نہیں) اگر کاح کر دی غلام یا مکتوب یا کافر اپنی چھوٹی لڑکی کا جوازا د اور
 مسلمان ہو یا ایسی لڑکی کے مال سے کچھ اوسکے لئے خریدے یا بیع کرے تو یہ صورتیں
 صحیح نہ ہوں گی (کیونکہ غلام یا کافر مسلمان عورت کا ولی نہیں ہو سکتا)۔

باب جہگڑا کرنے یا مال لینے کے لئے وکیل کر نیکیے یا نہیں۔ جو شخص
 جہگڑنے یا اتفاقاً کرنے کا وکیل ہو وہ فرض کا روپیہ لے لینے کا اختیار
 نہیں رکھتا ہے اور جو فرض کے وصول کرنیکا وکیل ہو وہ جہگڑنے کا مختار ہو اور جو
 کسی خاص چیز کے لینے کے واسطے وکیل ہو وہ جہگڑنے کا مختار نہیں ہے اگر مہیض
 میں چیز نہ کر سکے قابض نے وکیل کے رو برو گواہ قائم کی کہ اس چیز کو تیری موکل
 زید نے میرے ہاتھ بیچا لاسے تو حکم موقوف رہیگا جب تک کہ زید غائب حاضر
 نہ ہو (جب زید حاضر ہو تو حکم کیا جائے گا زید کے سامنے گواہ قائم کر نیکیا) اس طرح
 طلاق اور آزادی کا حال ہے (یعنی ایک شخص کو زید نے وکیل کیا کہ میری بیوی یا

جہگڑنے کا وکیل
 ہونا چاہیے
 اگر مہیض میں
 چیز نہ کر سکے
 قابض نے وکیل
 کے رو برو گواہ
 قائم کی کہ اس
 چیز کو تیری
 موکل زید نے
 میرے ہاتھ
 بیچا لاسے تو
 حکم موقوف
 رہیگا جب تک
 کہ زید غائب
 حاضر نہ ہو

میرے غلام کو ملے آدھ مہرت نے گواہ قائم کئے کہ زید نے مجھ کو طلائی بچہ
 یا غلام نے گواہ قائم کئے کہ زید نے مجھ کو لدا کر دیا ہے تو بغیر زید کے حاضر
 ہونے کے حکم موقوف رہیگا یعنی گواہ اویس کے سامنے سنو جاؤ گے جو شخص ہم کو
 کرنیکا وکیل ہے وہ اپنی موکل کے ذمہ پر طرفانی کے حق کا اقرار اگر قاضی کے
 سامنے کرے تو وہ اقرار صحیح ہوگا اور اگر قاضی کے سامنے نہیں کیا تو معتبر نہیں
 بلکہ ضامن کو اسی مال کے وصول کرنیکا وکیل کرنا صحیح نہیں (کیونکہ جس مال کا
 وہ کفیل ہے اویس کے وصول کرنیکا وکیل نہیں ہو سکتا) اگر زید دعویٰ کرے کہ میں
 فلان غائب کا وکیل ہوں اویس کے قرض وصول کرنے کا اور قرضدار اویس کو کہے
 کہ درست بتاؤ تو اویس کو حکم کیا جاوے گا کہ اس وکیل کو قرض ادا کر دے پس اگر
 وہ غائب آیا اور اویس وکیل کو سچا بتایا تو خیر ورنہ قرضدار کو دوبارہ قرض ادا
 کرنا پڑے گا اور اگر وکیل کے پاس اسکا مال موجود ہے تو پھر ملے اور اگر جاتا رہا تو
 کچھ بنا دے گا تب اگر وکیل قرض وصول کرتے وقت ضامن ہو گیا تھا (کہ اگر وکیل
 کو کچھ مال نہ پونے تو میں ذمہ دار ہوں) یا قرضدار نے اسکی وکالت کو درست نہیں
 ہو فقط دعویٰ وکالت پر اویس کو وہ مال دیا ہو (ان دونوں صورتوں میں اگر وکیل
 کے پاس مال تلف بھی ہو گیا ہو تو وصول کرے) اور اگر ایک شخص کہو کہ میں امانت
 لینے کی واسطے وکیل ہوں اور جبکہ اس امانت سپرد ہے وہ اسکو سہا جائے تو اس
 سے وہ امانت وکیل کو نہ دلائی جائیگی اسبطرہ اگر کوئی یون کہو کہ جبکہ میں امانت
 اس سے میں نے مول لیلیٰ ہو اور امانت دار اس بات کو سچا کہے (جب کہ اسکا مال
 سے وہ امانت نہ لائی جائیگی) اور اگر کوئی یون کہو کہ مالک اس امانت کا کر گیا اور

یہ امانت میری لئے میراث چھوڑ رہا ہے اور جسکے پاس امانت ہو وہ اس شخص کو سچا
 کہہ تو وہ امانت اس دھڑی کو دلائی جائیگی۔ اگر قرضخواہ کسیکو وکیل کرے اپنی مال
 لینے کیوہلے اور قرضدار کہے کہ صاحب مال نے تو اپنا مال لے لیا (تو اس کہنے سے
 مالک کا لے لینا ثابت نہوگا اور وکیل کی وکالت ثابت ہو چکی ہے) تو وکیل کو وہ مال
 حوالہ کرے اور (اُسکو حکم ہوگا کہ اگر مالک (کو) مال (ادا کر دیا ہو تو) اُس سے مواخذہ کر
 اور (اگر مالک مال لینے سے انکار کر گیا تو قرضدار) اُسکو قسم دلائے اگر ایک شخص کو وکیل
 کیا (کہ) بائع سوائس میب کی بابت جو خریدی ہوئی لونڈی بن نکلا ہے (جواب سوال
 کر ادا ہوئی بائع سے حجت کی) اور بائع نے کہا کہ مشتری قراضی ہو گیا تھا تو وکیل
 کو یہ سنی تو نہیں پھر سکتا جس تک مشتری قسم نکلا ہو (کہ میں راضی نہ ہوا تھا اگر قسم کہا
 تو پھر دینے کا حکم ہوگا) زید نے عمر کو دس روپیہ دیئے کہ اُنکو سیسے گہرا والوں پر
 خرچ کر دیو اور عمر نے اپنی پاس سے دس ادھر خرچ کر دیئے تو بھد دس مقابل ہوئے
 زید والے دس کے (یعنی زید عمر سے اپنی روپے نہیں لے سکتا یوں کہہ کر کہ تو
 تو اپنی پاس سے خرچ کئے)۔

بایں
 بایں

باب وکیل کو برطرف کر نیکی یا نہیں۔ اگر وکیل کو موکل نے برطرف کر دیا
 اور وکیل کو اسکی خبر بھی نہ گئی تو وکالت باطل ہو گئی اسی طرح اگر وکیل یا موکل مر گیا
 یا مجنون ہو گیا ہمیشہ کو یا وہ مجنون ہو کر دارالخمسیت کو چلا گیا یا جن دو شرکیوں نے
 شرکت میں وکیل کیا تھا وہ شرک آپس میں نہ رہے یا ایسی شرکت تھی کہ وکالت اسکو
 لازم تھی جیسے مفاد فہ یا موکل مکان تھا اور وہ ادا دی زر کثابت سے عاجز ہو گیا یا
 موکل غلام بازو نہ تھا پھر اُسکو مقتود سے مالک نے منع کر دیا (ان سب صورتوں

مین دکالت باطل ہو جائیگی جس کام کے لئے وکیل کیا ہو اگر موکل اسکو بذات خود کرنے لگے تو دکالت جانی رہتی ہے +

کتاب الدعوی

اسمین دعوی کا بیان ہے۔ دعوی کہتے ہیں جہاں سے مین کسی چیز کو اپنی طرف نسبت کرنے کو (یعنی یوں کہنے کو کہ مجھ میری چیز ہے) مدعی اسکو کہتے ہیں کہ دعوی کری اور جو جہاں چھوڑ دیتے تو اس سے مؤخذ نہ ہو۔ مدعا علیہ عی کے خلاف ہی (یعنی جس پر دعوی کیا جائے اور وہ اگر جواب دہی سے چپ ہو رہے تو زبردستی اس سے جواب طلب ہو) دعوی صحیح نہیں جب تک وہ شو جس پر دعوی ہی بیان نہ کر دیکھا ہو اور اسکا اندازہ اور منہش بیان ہو پس اگر وہ شو معین مدعا علیہ کے پاس ہو تو مدعا علیہ کو اس کے حاضر کر نیکی تکلیف دیکھا نیکی تاکہ مدعی اپنی دعوی مین اسکی طرف اشارہ کرے۔ یہ بھی حال ہے گواہوں کی گواہی دینے اور مدعا علیہ کی قسم دلانے مین (یعنی چیز کا حاضر کرنا چاہیے تاکہ گواہ اپنی گواہی مین اور مدعا علیہ اپنی قسم مین اسکی طرف اشارہ کریں) اگر چیز کا حاضر کرنا دشوار ہو تو مدعی اسکی قیمت ذکر کر دی۔ اگر دعوی غیر منقول شو کا ہو (مثلاً زمین یا گھر کے) تو اسکی حدیں بیان کر دے۔ تین حدوں کا بیان کر دینا کافی ہے (کیونکہ چوتھی حد اسی سے معلوم ہو سکتی ہے) ان حدوں کے مالکوں کا نام بھی ذکر کرے اور جو شخص مشہور نہ ہو اسکو داد آگ کا نام بتانا ضرور ہے۔ یہ بھی ذکر کرے کہ جس چیز کا دعوی ہے وہ بعینہ مدعا علیہ کے قبضہ مین ہے۔ غیر منقول شے مین قبضہ تصرف فقط مدعی علیہ کے ایک دوسرے کو سپا کہنے سے ثابت نہ ہو گا جب تک گواہوں سے یا قاضی کے جانشین سے ثابت نہ ہو بخلاف

نہایت

منتقل کے (کہ اس میں قبضہ و تصرف طرفین کے اقرار سے بھی ثابت ہو جائیگا) معین بن
 کے دعویٰ میں ضرور ہے کہ مدعی ذکر کر دے کہ وہ قبضہ شے مدعا بجا کو مدعا علیہ سے طلب
 کرتا ہوں اگر وہ شے دین ہو تو اس کا وصف بیان کرے اور بچہ کہ اس کو مدعا علیہ
 سے جانتا ہوں جب دعویٰ صحیح ہو جاوے تو قاضی مدعا علیہ سے جواب طلب کرے
 اگر مدعا علیہ اقرار کرے دعویٰ کا تو اس کے دلائل کا حکم کر دے اور انکار کرے تو مدعی
 اپنے گواہ لاوے اور گواہوں کے بعد مدعا علیہ پر حکم کرے (یعنی شے مدعا بجا مدعی
 کو دلاوے) اور اگر گواہ مدعی کے پاس نہ ہوں تو مدعا علیہ کو قسم دلائی جاوے اگر مدعی
 قسم طلب کرے اور مدعی کو قسم نہ دلائی جاوے (کیونکہ قسم خاص ہے و مطلق مدعا علیہ
 کے) بلکہ مدعی میں شخص متصف کے گواہ مقبول نہ ہونگے اگر مطلق ملک بیان
 کریں (اور سبب ملک کا ذکر کریں جیسے خرید یا ہبہ وغیرہ)۔ اگر دونوں شخص قائلین
 اور پیشہ فعل کو ادا گذارین تو جو شخص متصف نہیں ہے اس کے گواہوں کی سہادت
 (یہ نسبت گواہوں متصف کے) بہتر ہے۔ اگر مدعا علیہ سے قسم کھانے کو ایک یا
 (کہا گیا اور دوسری) انکار کیا یا چپ ہو یا تو بدوین قسم دلائل کے اور حکم ہو جائیگا
 (کہ مدعی کا مدعا حاکم مستحب ہو مدعا علیہ سے تین بار قسم کو کہنا۔ مدعا علیہ منکر کو
 قاضی ان چیزوں میں قسم نہ لے اول نکاح دوم رجعت بعد طلاق کے سوم رحمت
 ایلا کے بعد چہارم نوڈی کو اتم ولد کرنے میں پنجم غلام ہونے میں ششم ثبوت
 نسب میں ہفتم حق دلائل اور خدا و لعان میں بھی قسم دلائی جاوے اور قاضی
 امام فخر الدین نے فرمایا ہے کہ فتویٰ اسپر ہو کہ مدعا علیہ منکر سے قسم لیا دے
 چہوں اشیاء مذکورہ میں (یعنی نکاح سے دلائل) فائدہ جانا چاہیے کہ نکاح

سو لاکھ سالہ شیخ بن اور کو چہ اسو اسلو قرار دیا کہ اتم ولد بنانا اور اثبات نسب بنیم
 اور ملزم بن گویا نود و دو ایک قسم بن (چو کو قسم دلائی جاوی پس اگر انکار کرے
 قسم تو چوری کے مال کا ناسن ہو جائیگا مگر اتھہ نہیں کہو گا اگر بی بی خاوند پر دعوی
 کری کہ مجھ کو محبت تو پہلے طلاق دینی ہو تو خاوند کو قسم دلائی جاویگی اگر انکار کیا قسم
 نوا دی ہو مگر کا ذمہ وار ہو گیا۔ جو شخص انکار کری قصاص کے مقدمہ بن نوا سکے بھی قسم
 دلائی جاوی پس اگر جان کی قصاص قسم و انکار کری توفیقہ کیا جاوی بہانہ کہ اقرار
 خون کا کری یا قسم کہنا ہو اور جان کے سوا اور چیز دن کے قصاص میں مثل برجم وغیرہ
 کے مجروح انکار کے قصاص لیا جاوی۔ اگر مدعی کہی کہ میرے گواہ حاضر بن اور سہر
 مدعا علیہ قسم کی درخواست کری تو اسکو قسم نہ سجاویگی اور مدعا علیہ قسم کہا جاویگا
 کہ مدعی کو تین روز تک کی حاضر ضمانتی دیدی پس اگر مدعا علیہ ضمانت دینی نہ سکے
 کر سوتو مدعی اور اسکے ہمراہ رہی جہاں جاوی لیکن اگر مدعا علیہ مسافر ہو تو اسکی کہہ لی
 ضرورت قاضی کے محکمہ میں کری (اسلو کہ اس سوزیادہ مسافر کے ساتھ رہتی اگر
 مسو ضمانت لینو میں مسافر کا کمال نقصان ہو) اور قسم جو مدعا علیہ کہادی تو مستحب
 قسم ہے (یعنی یوں کہنا کہ خدا کی قسم عیسا حق مجھے نہیں (طلاق اور آزمائی کی قسم
 کہنا ہو) (یعنی یہ نہ کہی کہ اگر مدعا علیہ حق مجھے ہو تو میری بی بی طارق یا غلام کہلا ہو) البتہ
 اگر مدعی امزار کری کہ اسکو طلاق یا عیشاق کے ساتھ قسم دلائی جاوی تو کسی قسم کا
 بھی حجتبار ہی قسم کی تاکید خدا کے اوصاف کے ذکر سے کرنا چاہیے کہ عالم غیب
 ہی اور گناہگار و نیکو عذاب دینو والا ہو اور جو ٹھہ پر سزا دینو والا ہو وقت اور جہم
 سی تاکید قسم ضرور نہیں (یعنی مدعی یہہ درخواست نہ کری کہ مثلاً مدعا علیہ عصر کی وقت

یا جمہ کو یا سجد میں یا کعبہ شریف میں قسم کہا دی۔ یہودی کو قسم یون دلائی یا کعبہ
 کہ قسم ہو اس خدا کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات اور توراتی کو بطریق
 کہ قسم ہو اس خدا کی جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی اور عجمی آتش پرست
 کو کہ طریق کہ قسم اس خدا کی جس نے آگ پیدا کی اور بت پرست کو ہر طرف خدا کی قسم دیکھا دے
 (غیر ملائی کسی اور لفظ کے) ان سب کو ان کے عبادت خانوں میں قسم دلائی جاوے
 کہ قسم دلائی جاوے حاصل دعویٰ پر مثلاً بیع کے دعویٰ میں یون کہا جاوے کہ خدا کی
 قسم ہم دونوں میں اس وقت ہم قائم نہیں ہے اور نکاح کے دعویٰ میں یون کہ قسم خدا
 کی ہم دونوں میں نکاح اس وقت میں قائم نہیں اور خصم کے دعویٰ میں یون کہ بائیں اس وقت
 مجھ کو اس چیز کا پیر دینا واجب نہیں اور طلاق کے دعویٰ میں یون کہ اللہ کی قسم یہ
 صورت اس وقت مجھے سے بائن نہیں۔ اگر مدعی پر دس کے سبب حق شفعہ کا دعویٰ کرے
 یا بائن طلاق دے ہوئی حررت کے فقہ کا دعویٰ کرے اور (دعا علیہ یعنی) شہرہ یا
 خاوند مستعدا نکاح نہ ہو (مثلاً شافعی مذہب ہو کیونکہ امام شافعی کے یہاں حق شفعہ اور
 نفقہ مطلقہ بابتہ کا واجب نہیں) تو (ایسی سوہن) قسم دلائی جاوے گی سبب دعویٰ پر
 (مثلاً دعا علیہ یون کہو کہ خدا کی قسم میں نے مدعی کے پردس کا گھر نہیں خریدا ہے یا اس
 عورت کو طلاق بائن نہیں دی ہے) اور غلام کے وارث ہونے میں قسم جانتی پر دیکھا ہوگی
 (مثلاً زید ایک غلام کا وارث ہو اور عمر و قے دعویٰ کیا کہ مجھے غلام میرا ہی تویہ کسی
 یون قسم لجاوے گی کہ قسم خدا کی میں نہیں جانتا ہوں کہ مجھے غلام عمر و کا ہے) اور اگر زید ایک
 غلام کا جیسے یا خریدنے سے ملاک ہو اور قراقرم پر قسم دلائی جاوے گی تہا تو پر دیکھا
 زید کو یون کہنا پڑے گا کہ خدا کی قسم مجھے غلام عمر و کا نہیں ہے) منکر قسم اگر عرض دے

قسم کا یا مدعی سو صلح کر کے قسم سو تو بخیر بھیجے عرض یا صلح کے بعد پھر اسکو
قسم نہ لائی جاوے گی (عرض دینا یا صلح کرنی یوں ہو کہ منکر کہو کہ مجھے قسم لازم ہو اور اس کے
بدلے میں مجھ کو بھی چیز دینا ہوں یا اپنی قسم سے اس چیز پر صلح کرنا ہوں بھیجے
دو نسخہ ہیں) *

باب آپس میں قسم کھانے کے بیان میں۔ اگر بائع اور مشتری اختلاف کریں
مقدار مبیع یا مقدار قیمت میں (مثلاً بائع ثمن دو سو بتا دے اور مشتری پونے دو سو یا
بائع مبیع میں من غلہ بتا دے اور مشتری کہیں من) تو جو گواہ لائے اسکی خاطر خواہ حکم
ہوگا اور اگر دو گواہ لادیں تو جسے گواہوں سے زیادہ ثابت ہو اس کے موافق حکم
ہوگا اگر دو گواہ نہ لاسکیں امد آپس میں راضی بھی نہ ہوں تو دو قسم کھانیں اور پہلے
مشتری کو قسم دلائی جاوے گی اور اگر دو نو میں ایک بھی فسخ بیع چاہے تو قاضی بیع کو
فسخ کر دے اور جو قسم سے انکار کرے گا دوسرے کا دعوے کو اس پر ثابت ہو جاوے گا۔ اگر
دو نو میں اختلاف ہو وقت ادار ثمن میں (کہ بائع کہے کہ میں نے نقد بیچا ہے
اور مشتری کہے کہ ادو ہار) یا شرط یا رخا رہن اختلاف کریں (ایک کہو کہ بیع میں خیار
تھا دوسرا کہے کہ نہ تھا) یا کسی قدر قیمت کے لینے میں (اختلاف ہو) یا بیع کے
سب یا تھوڑے جاتے رہنے کے بعد (مقدار قیمت میں اختلاف ہو) یا (مکاتب اور
مالک) زر کتابت کی مقدار مختلف بتا دیں (مالک نہ یا وہ کہے اور مکاتب کم) یا بیع
سلم کے فسخ کے بعد (سلم کر نیوالا اور جس سلم کی بھی وہ شخص) راس المال کی
مقدار میں (اختلاف کریں) تو (ان سب صورتوں میں) دو نو کو قسم نہ لائی جاوے گی بلکہ منکر
کا قائل اسکی قسم کو سنا مغرور ہوگا اگر بیمہ کا قالہ کہ نقد بائع اور مشتری مقدار میں اختلاف کریں تو دو نو پر

مشتی کے لئے
قسم کا بیان
میں

قسم آوی کر جو دوزخ مقدار میں اختلاف کریں تو جو والا بیجا دسی جیستگا اگر دوزخ کو اہ لاؤں نہ
 صورت جیستگی اگر دوزخ کو اہ لاؤں نہ لا سکین تو دوزخ قسم کہا نہیں اور کج فسخ کیا جاوے
 بلکہ دوزخ کی قسم کی صورت میں ہر مثل کو دیکھا جاوے گا اگر ہر مثل خاوند کے قول کے مطابق
 با اسی قسم ہی تو اہ کے قول کے موافق حکم ہوگا اور اگر صورت کے قول کے مطابق
 با اسی قسم زیادہ ہوگا تو حکم اہ کے قول کے بموجب ہوگا اور جو دوزخ کے قول کے
 درمیان ہوگا تو ہر مثل ہی دیا جاوے گا۔ اگر (تھیکہ دینی والا اور سنا جریعی تھیکہ
 لینے والا) اختلاف کریں تھیکہ میں (یعنی اسکی جیستہ خواہ منافع میں) نفع لینے ہی بموجب
 تو باہم قسم کہا نہیں اور نفع لینے کے بعد دوزخ قسم ٹکھتا نہیں بلکہ (استور میں) قول
 مستاجر کا قسم کے ساتھ مقبر ہوگا اور بعض میں اختلاف نامد کل میں اختلاف ہو
 گا ایک حکم ہے (یعنی تھوڑا نفع لینے کے بعد اگر اوسکی اجرت کی مقدار میں اختلاف
 کریں گے تو دوزخ کو قسم نہ بیجا دیگی بلکہ قول مستاجر کا قسم ہی مقبر ہوگا یا ہم گزشتہ کے
 لئے اور بانی راہیہ فسخ کر دیا جاوے گا) اگر صورت اور خاوند گھر کے استہکام میں
 کریں تو مستاجر کو لائن ہو سکود لایا جاوے گا اور جو دوزخ کا کام کاسی خاوند کو دیا جاوے گا (یعنی اگر
 خاوند میں ہر ایک استہکام کا دعویٰ کریں تو زور وغیرہ جو عورت کو کارآمد ہے وہ عورت کو بیجا
 اور ہتھیار وغیرہ خاوند کو اور جو چیزیں دوزخ کے کارآمد ہوتی ہیں جیسی برتن وغیرہ
 (تو وہ بھی خاوند کو لینے گئے) پس اگر دوزخ میں ہر ایک مر جاوے (اور اسکا وارث اسکی
 جگہ دعویٰ کرے) تو (دوزخ کی کارآمد فی چیز زندہ کو ملیگی۔ اور اگر دوزخ میں سے
 کوئی ملوک ہو تو اسے بیاد آوے کو پوچھیکا بشرطیکہ وہ نوزندہ ہوں اور اگر ایک ہوگا
 ہو تو زندہ کو ملیگا **فصل** اگر خاوند علیہ دعویٰ ہو کہ (اس خبر جو تو دعویٰ کرتا ہے

مجھ مجھ کو فلا نے غائب نے امانت دی ہو یا کر ایہ کو دی ہو یا سنگنی دی ہو یا کر دی
 ہے مسیکر پاس یا من نے اُس کو چھین لی ہو اور اس قول کے گواہ گزارنے تو مدعی کا
 جہگڑا اُس کو دفع کیا جاوے گا (یعنی مدعی کو ادھر دعویٰ نہیں پونہ چاہیہ بلکہ اسی غائب پر دعویٰ
 کرے) اور اگر مدعا علیہ کہو کہ میں نے مجھ سے مدعا بہا اُس غائب سے خرید کی ہو یا مدعی
 کہے کہ مسیکر پاس سے مجھ سے جو چیز گئی تھی اور مدعا علیہ قابض کہو کہ مجھ کو فلا نے
 امانت دی ہو اور امانت ہونے کو گواہوں کو ثابت کر دو تو مدعی کا جہگڑا اُس سے قیام نہیں
 کیا جاوے گا اور اگر مدعی کہو کہ مجھ سے چیز میں سے فلا نے شخص سے خریدی ہو اور مدعا علیہ قابض
 کہو کہ مجھ کو یہ چیز اسی فلا نے شخص نے امانت دی ہو تب بھی خصوصیت مدعی کی مدعا علیہ
 سے ساقط ہو جاوے گی (کیونکہ قابض اپنی ملک کا دعویٰ نہیں کرتا ہے پس مدعی کو
 خریدنے کا ثبوت دینا چاہیے)۔

باب ایک چیز پر دو شخصوں کے دعویٰ کر نیکے یا نہیں۔ اگر دو شخص ایک
 چیز کا دعویٰ کریں جو تیسری کے قبضہ میں ہو اور ہر ایک گواہوں کو ثابت کر دو کہ
 مجھ چیز میری ہی تو وہ چیز دونوں کو نصف نصف دید جاوے گی۔ اگر ایک عورت پر دو
 شخص اپنی منکوحہ ہونیکے گواہ قائم کریں تو دونوں کے گواہ نامعتبر ہونگے اور
 عورت اس کو ملے گی جسکی بات کو وہ سچا کہو یا جسکے گواہ پیشتر گزر چکے ہوں۔ اگر
 دونوں ہی گواہ لادیں کہ مجھ چیز کسی تیسری سے مولیٰ ہو تو ہر ایک کو نصف شہد مدعا
 علیہ نصف قیمت کے عوض میں پا ہو تو لیسے اور اگر قاضی کے حکم کر نیکے بعد دونوں
 سے ایک نے آدھے کے لینے سے انکار کیا تو دیکھو سب نیکی اور اگر تاریخ خرید کی دو
 مدعیوں نے بیان کی تو اسکو دلائی جاوے گی جو پھلا خریدار ہو اور اگر تاریخ بیان کی تو

قابض کو ملے گی۔ خریدنے کا دعویٰ اور ادائے گواہ نسبت بہہ کے دعویٰ اور گواہوں
 کے زیادہ مقبول ہیں (مثلاً زمین نے کہا کہ یہ چیز میں نے بکر سے مولیٰ ہے اور عروہ نے
 دعویٰ کیا کہ بکر نے مجھ کو یہ بکر کے قابض کرا دیا اور دونوں نے اپنی دعویٰ پر گواہ گنڈائے
 تو زمین کے گواہوں کا قبول کرنا بہتر ہے) خرید نیکاد دعویٰ اور مہر میں لینے کا دعویٰ دونوں
 برابر ہیں۔ اگر در کہیں کا دعویٰ نسبت بہہ کے مقبول تر ہے۔ اگر وہ شخص خارج یعنی غیر
 گواہ لائیں کسی شخص کی ملکیت کے مع تاریخ کے یا خریدنے کے ایک ہی شخص سے پس پہلے تاریخ
 والا اس چیز کا زیادہ سختی سے۔ اور اگر گواہ لائیں دو دفعہ جی جدا جدا اشخاص کو جس
 مذکور کے خریدنے کے اور دو تاریخ بھی بیان کریں تو یہ گواہ دونوں کے آپس میں برابر
 خواہ تاریخ ایک ہو یا آگے پیچھے ہو (یعنی وہ چیز دو نو کو نصفاً نصف تو بیگی) اگر
 لا دے خارج (جو قابض نہیں ہے) اپنی ملکیت کا کسی تاریخ سے اور قابض اپنی تاریخ
 کی تاریخ اس سے پہلے گواہوں سے ثابت کرے یا خارج اور قابض گواہ لائیں اس کے بعد
 بچہ میسر جانور کا ہو اور میری ملک میں پیدا ہوا ہو یا دو نو گواہ لائیں ملک کے اسب
 پر جو مکر نہیں ہوتا جیسے کہیں کہ بچہ کھڑا میں نے بنا ہوا یا پھر میری لگائی ہیں) یا خارج
 گواہ لائے ملک ہو نیکی (اور قابض اپنی خرید پر خارج سے گواہ پیش کرے تو ان میں
 میں گواہ قابض کے معتبر ہونگے) اگر خارج شخص اور قابض دو نو ایک دوسری خواہ بیس
 شخص سے خریدنا اپنا بیان کریں اور اپنی دعویٰ پر گواہ پیش کریں اور تاریخ خرید
 نہ تو دونوں کے گواہ ساتھ ہیں اور جس گواہ کا دعویٰ ہو قابض ہی کے پاس رہے گا
 گواہوں کی گنتی زیادہ ہونے سے دعویٰ کو ترجیح نہیں ہوتی ہے (مثلاً ایک مدعی دو
 گواہ اور دوسرا چار گواہ لائے تو دونوں برابر ہیں) ایک گواہ زمین کے پاس ہے اور عروہ

اُسکے آدمے کا دعویٰ کیا اور خالد نے سب کا اور دونوں مدعی دو گواہ لائے تو قابضوں
تو عمرو کو چوتھا ہی گہر ملیگا اور زید کو باقی تین چوتھا ہی اور اگر وہ گہر انھیں دیوں
(یعنی خالد اور عمرو کے پاس تھا تو خالد کو جو کئی کا دعویٰ رہی وہ سب گہر ملیگا۔ اگر وہ
شخص گواہ لائیں ایک چار پارہ کے جسے پراپنی اپنی ملک میں اور وہ نو تار پنج بھی بیان
کریں تو وہ اسکو دلایا جاوے گا جسکی تاریخ بچہ کی عمر کے مطابق ہو اور اگر یہ بات
نہ بچہ جانی جادوی تو وہ دونوں جیونکو شرکت میں دلایا جاوے۔ دو خارجہ شخصوں میں سے ایک
گواہ لایا کہ مجھ سے قابض نے یہ شہادی چینی لی ہے اور دوسرا گواہ لایا کہ میں قابض کو یہ شہادت دی
ہی تو مجھ سے دو گواہ برابر میں (یعنی کسی کو شہادت عاہدہ لائی جادوگی) جو شخص سوار ہو سوار ہی پراکوی
کہڑا ہو ہوگی تو وہ جگہ ثابت ہو نہیں سکتا لگام یا استین پکڑنا ایسے زیادہ مستحق ہی
مثلاً زید ایک گہڑی پر سوار ہو اور عمرو اسکی لگام پکڑی ہے اگر اس گہڑی کی ملکیت
میں وہ نو جگہ اگرین تو زید ہی کو دلانا بہتر ہے) اگر لہی ہوئے اونٹ میں جھگڑا ہو
یا ایسی دیوار میں جسپر چھت کی کڑیاں ہوں یا ایسی دیوار میں کہ ایک کے گہر سری ملی ہو
تو ملک اسکی زیادہ تر ثابت ہوگی جو اونٹ کے بوجھ کا یا کڑیوں کا مالک ہو جسکی
گہر سے دیوار ملی ہوئی ہو۔ ایک شخص کے انھ میں کہڑا ہو اور دوسرے ہاتھ میں شکار
کنارہ ہو اور وہ نو اسکا دعویٰ کرنے میں تو آدمی آدمی ثابت دیا جادو گیا۔ ایک شخص کے
پاس ایک لڑکا ہو جو اپنا حال کہہ سکتا ہو (یعنی عاقل ہے) اور وہ لڑکا کہو کہ میں آزاد ہوں
تو لڑکے ہی کا قول معتبر ہوگا۔ اور اگر کہو کہ میں غلام ہوں یا کچھ اپنا حال ہی
بیان نہ کرے تو قابض ہی کا غلام ٹھہرے گا (بشرطیکہ وہ مدعی ہوا) ایک مکان میں اگر دس کوٹہ رہا
ایک کے قبضہ میں ہوں اور ایک کوٹہ رہی دوسرے قبضہ میں تو صحن اس مکان کا جھگڑا

مے نو لسانی کا بیٹا اور آزاد ٹھہر گیا۔ ایک لڑکا ہی جو روخاوند کے پاس جبر و کہتی ہے
 کہ مجھ میرا لڑکا ہے دوسری خاوند سے اور خاوند کہتا ہے کہ مجھ میرا لڑکا ہے دوسری
 بی بی سے تو دونوں کا ٹھہر گیا۔ مشتری نے ایک لونڈی خریدی اور اس کے اولاد کو
 سے ہوئی پہرہ کسی اور کی نکلی (اور مالک کو دیکھی) مشتری لڑکے کی قیمت مالک کو
 اور لڑکا آزاد مے اگر مجھ بچہ مر جاؤ تو باپ (یعنی مشتری) اس کی قیمت کا تاوان دے
 اگرچہ وہ لڑکا کچھ مال چھوڑے (جو باپ کو ارث پہنچے) اور اگر باپ اپنی آپ اس کو مار
 ڈالے تو البتہ اس کی قیمت دینی پڑے گی اور لونڈی کا دام اور بچہ کی قیمت بالغ ہو کر
 مگر اجرت محبت کی نہ لیوے (یعنی غیر کی لونڈی سے جو صحبت کی اس کی اجرت بھی اگر مشتری
 مالک لیسے تب بھی مشتری بالغ نہ لیوے)۔

کتاب الامتداد

اس میں اقرار کا بیان ہے۔ اقرار کہتے ہیں اس بات کے خبر دینے کو کہ غیر کا حق میری
 اوپر ثابت ہے (جو شخص اقرار کرنا ہی اس کو مقرر کہتے ہیں اور جب کا حق اپنی اوپر بتاتا ہے
 اس کو مقرر کہتے ہیں) جبکہ اقرار کرے آزاد عاقل بالغ کسی حق کا تو مجھ اقرار صحیح
 کو مہول ہو جیسی (یون کہے کہ مجھ فلاں شخص کا) کچھ ہے یا کوئی حق ہے پہرہ بڑی
 اس سے بیان کرایا جاوے اور قیمت والی چیز کو بیان کر دے کہ فلاں چیز ہے (یعنی
 مہول شے کا اقرار کیا تو قاضی بجز اس سے پوچھ کہ کون حق اور کیا چیز ہے بشرطیکہ
 حق اور چیز کی کچھ قیمت ہو) اور (اسباب میں) اگر (مقرر اور مقررہ میں اختلاف ہو یعنی متروک
 بناوے) (اور) مقررہ زیادہ تو مقرر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہو گا اور ایک شخص نے
 اقرار کیا کہ فلاں کام میری ذمہ مال ہے اور جب بیان کیا تو ایک دم سے کہہ کہ تو اس کا یہ کہنا

دانا بنیاد بنگا (اسلمی ایکدم سم سو کم کو عادت میں مال نہیں کہتے) اگر بڑی مال باہت
 کا اقرار کرے تو مقدار نقصان لازم ہوگا اور بیت سو مالوں کا کرے تو تین نقصان
 بہت ہوئے گا تو دس روپیہ ہونگے اور اگر کہے کہ وہ پچھلے تین صد و کچھ تین
 اقرار ہوگا اگر کہے اور ہما کہا تو ایک درم کا اقرار ہوا اور کہہ اگیا رد کا اور کہہ
 کہ (واو عطف کے ساتھ) اکیس کا اور تین بار کہہ ادا و واو عطف سے ایک سو اکیس کا
 (اور چار بار تین واو عطف سے) ایک ہزار ایک سو اکیس کا (غرض کہ ایک کہہ اسی صرف ایک
 ہے اور دوسری کہہ ادا کے ساتھ بدون عطف ملا دین تو اس سے دس مراد ہونگی
 اور ہم عطف ملا دین تو اس سے دس مراد ہونگی اگر ہم عطف ملا دین اس سے تنہا دس مراد ہونگی
 ہزار مراد ہونگی) اگر کہے کہ مجھے یا میرے لئے فلاں کا اس قدر ہی قرض کا اقرار ہے
 اگر کہے کہ میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر میں یا میرے صندوق میں
 یا میری پہلی بین ادسکا ہی تو اس کہنے سے امانت کا استرا ثبات ہوگا۔ زید
 نے کہہ کہ تیرے اد پر میری ہزار روپیہ ہیں اور عمر نے کہا کہ اوکو قول ہے یا
 پر کہے یا بچہ اوکے ادا کرنے کی جہلت دے یا میں نے تجھ کو دوا دکر دی یا
 دوسری پر تجھ کو ادا دے ان سب کلمات سے ہزار پر عمر کا اقرار ثابت ہوگا اور
 بنیر نصیر کے اقرار ہوگا (مثلاً کہہ کہ تولے یا پر کہے اور اوکو کہہ کہ تو اقرار ثابت
 نہ ہوگا) اگر کہے ہی اقرار کرے اپنا د پر قرض کا کہ اتنے روز و نہیں ادا کرنا ہے اور
 مترکہ کہہ کہ بالفعل تجھ کو دینا ہی تو ادا کرنا لازم ہوگا بالفعل مگر مقررہ سے جو شکرد
 کا ہی وعدہ نہ ہونے کی قسم لیا ویگی۔ ایک شخص کہے کہ مجھے سوا در ایک روپیہ ہی قرض
 تسو ہی بھی روپیہ مراد ہونگے (یعنی ایک سو ایک روپیہ کا اقرار ہوا) اور اگر کہے کہ

عادت میں مال نہیں کہتے

عادت میں مال نہیں کہتے
 عادت میں مال نہیں کہتے
 عادت میں مال نہیں کہتے
 عادت میں مال نہیں کہتے
 عادت میں مال نہیں کہتے

سوا اور ایک تھان ہی تو پوچھا جاوے گا کہ سو سی کیا مراد ہے اسطرح سوا اور دو تھانوں
 کے اقرار میں البتہ سوا اور تین تھانوں کے اقرار میں سب تھان مراد ہونگے۔
 ایک نے اقرار کیا کہ مجھے فلا نے کے خشک چوہ ہمارے ٹوک سے مین دینے
 ہیں تو ٹوک سے اور چوہ ہمارے دونو کا اقرار ہوا (اور دونو دینی ہونگے) اور اگر یوں
 کہے کہ اوسے مجھ کو گھوڑا اٹو لے میں دیا تھا تو کہہ دیا لازم ہوگا (مطوبہ) اور اگر کوئی
 کے اقرار میں چیلہ اور گینہ (دونو لازم ہونگے) اور تلوار کے اقرار میں اسکا پھل اور پٹا
 اور پرتلہ داخل ہے اور چھپر کپٹ کے اقرار میں اوسکی لکڑیاں اور پردی اور پوش
 وغیرہ داخل ہیں۔ اگر یوں اقرار کیا کہ کپڑے دینی ہیں گٹھری میں یا یوں کہا کہ مجھے
 تھان ہی کپڑے میں تو دونو کا اقرار ہوا (یعنی کپڑے اور گٹھری پہلی صورت میں اور تھان
 اور کپڑا دوسری صورت میں لازم ہونگے)۔ اور دس میں ایک کپڑے کے اقرار میں ایک
 کپڑا لازم ہوگا۔ اگر یوں کہا کہ پانچ درم پانچ میں (اوسکے میرے اور میں) اگر
 (اس سے پانچ کے پانچ میں) ضرب مراد تھی تو پانچ ہی درم لازم ہونگے اور اگر
 پانچ کے ساتھ پانچ مراد ہیں تو دس دینی ہونگے۔ اگر یوں کہو کہ اوسکے مجھ پر
 روپیہ سو دس تک ہیں یا کہو کہ ایک روپیہ سو دس تک کے درمیان میں ہیں تو نو
 دینی ہونگے۔ اگر کہو کہ اوسکی زمین سے گھر میں اس دیوار سے اس دیوار تک کے
 درمیان ہی تو دیواریں دونو داخل ہونگی۔ صحیح ہے اقرار حل کا (مثلاً یوں کہو کہ میری
 نوڈھی یا جانور کا حمل فلان شخص کی ملک ہے) اور صحیح ہے اقرار واسطی حل کے (مثلاً
 کہو کہ فلان محل کے لٹو مجھ پر شور و پی ہیں) ایسے میں یہ شرط ہو کہ کوئی ایسا سبب یا
 کردی جس سے وہ مال حل کا ہو سکے (مثلاً کسی نے وصیت کی ہو یا میراث کی راہ سے

اگر کوئی کہے کہ
 میں نے اس کو
 دیا ہے تو اس کا
 اقرار میں اس کا
 اقرار میں اس کا
 اقرار میں اس کا
 اقرار میں اس کا

محل کو پونہ چھا ہوا اور اگر سبب بیان کر چکا تو محل کے لئے اقرار صحیح ہو گا۔ اگر اقرار کر ہی کسی چیز کا اس شرط پر کہ مجھ کو اس اقرار میں تین روز تک اختیار ہو تو وہ شرط اور سہ لازم ہو جائیگی اور اختیار اقرار میں باطل ہو گا۔

اگر کسی نے اقرار کیا ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیا ہے تو اس کا اقرار صحیح ہے۔

باب اقرار کی چیز میں سے کچھ خارج کرنے اور اس شرط کی اور باتوں میں مشروط کرنے وغیرہ کے بیان میں۔ جس چیز کا اقرار کیا ہو اس میں سے کسی قدر کو استثنا کرنا یعنی خارج از اقرار کر دینا صحیح ہے بشرطیکہ اقرار کے ساتھ ہی خارج بھی کرے (مثلاً کہے کہ زید کے مجھے دس روپے ہیں دو کم تو دو کم کو ساتھ ہی اگر کہیگا تو اقرار درست ہو گا) اور اس صورت میں استثنا سے جتنی بچا اس قدر کا دینا لازم ہو گا (مثلاً مثال مذکور میں آٹھ روپے دینی ہونگے) سب کا سب میں سے نکالنا نہیں صحیح ہے (مثلاً کہے کہ ہزار میری ادائیگی ہیں ہزار کم تو صحیح ہو گا) جو چیزیں بنتی ہیں یا ٹکٹی ہیں انکو روپے نہیں سے استثنا کرنا درست ہے اور ان کے ہوا اور چیزوں کو نکالنا درست نہیں (مثلاً کہے کہ مجھے ہزار درہم ہیں دس پیمانہ گہوؤں یا دس سیر روغن کم تو صحیح ہے اور اگر یوں کہے کہ دس گربان یا دس کپڑے کم تو صحیح نہیں) اگر اقرار میں انشاء اللہ ملا دیگا تو اس شرط باطل ہو گا۔ (اگر مکان کے) اقرار میں سے عمارت کا استثنا کرے تو صحیح نہیں ہے یعنی دو نو مقررہ کے ہونگے البتہ اگر یوں کہے کہ عمارت میری ہے اور صحن تیرا ہے تو جیسا کہیگا دیا ہی ہو گا۔ اور اگر کہے کہ اس کے میری ادائیگی پر ہزار روپے ہیں بابت قیمت غلام کے جو میں نے ابھی نہیں لیا ہے پس اگر معین کر دیا غلام کو اور مقررہ سے دو غلام حوالہ کیا تو مقررہ ہزار دینی ہونگے اور اگر غلام نہ دیا تو کچھ نہیں دینا ہو گا اور اگر مقررہ غلام مقرر نہ کیا ہو تو مقررہ ہزار واجب ہو گئے جس طرح اگر یوں کہیں

کہ شراب یا سُرور کی قیمت کی بابت میری اوپر ہزار ہین (تو ہزار دینی ہوئے اور مقرر
 کہ شراب یا سُرور دینا نہوتا) اور اگر کہے کہ میری اوپر ہزار ہین بابت قیمت ایک سو سہ
 کے یا کہی کہ مجھ کو اس ہزار فرض دینی ہو کر وہ کہوٹو یا غیر مروج تھو تو اس کو کہی کہ
 ہزار دینی ہونگے بخلاف اسکے کہ کہے کہ میں نے اُس سے کہوٹو یا غیر مروج ہزار
 چہین لئے تھے یا اس نے مجھ کو امانت دینی تھی (کہ اس صورت میں ویسی ہی دینی ہونگے) اور اگر
 (کہے کہ مجھ پر ہزار ہین بابت قیمت سہاسی یا فرض یا امانت یا بلوغت کے (اور) ساتھ ہی
 کہا مگر اس قدر ہزار سو کم ہین تو اس کہی کہ اعتبار ہو گا اور اگر استغنا ٹھہر کر کیا تو میری
 نہ ہو گا۔ جو شخص اقرار کرے کہ پڑے کے چہین لینے کا پہر عیبار کپڑا لائے اور کہی
 کہ مجھ چہینا تھا تو اس کا قول معتبر ہو گا۔ اگر کہی کہ میں نے تجھ سے ہزار امانت لی تھی
 اور وہ جاتے رہو اور مقرر کہی کہ تو نے چہین لئے تھے تو مقرر کے ذمہ ہزار ہو گا
 اور اگر کہے کہ تو نے ہزار مجھ کو امانت دینی ہو اور وہ کہی کہ چہین لئے تھے تو اس صورت میں
 ہزار مقرر کے ذمہ عائد نہ ہونگے (کیونکہ اس صورت میں مقرر کا دینا اس کے اقرار سے ثابت
 ہو اور پہلی صورت میں مقرر کا لینا ثابت ہو اور لینا ظاہر میں قصب کی دلیل ہے نہ امانت
 کی اس لئے کہ امانت کو مالک دیا کرنا ہو اور مقصوب کو دوسرا لے لیا کرنا ہی) اگر زید
 کہے عمرو سے کہ مجھ چیز میری تیری پاس امانت تھی سو میں نے لٹائی اور عمرو کہے کہ
 امانت نہیں تھی بلکہ میری ہی تھی تو عمرو اُس شو کو زید سے لے لے (کیونکہ زید کہنے
 سے عمرو کا قبضہ ثابت ہو تو غالباً کے حوالہ کر دینی پڑیگی ہزار زید کو دعوئی ہو تو ثواب
 کرے) اگر زید کہے کہ میں نے اپنا اونٹ یا کپڑا اس کو کرایہ دیا تھا پس مجھ سوار ہوا
 یا پہنا اور مجھ کو پھیر دیا اور وہ شخص کہی کہ مجھ میرا ہی تھا کرایہ پر نہیں تھا تو زید کا

قول متبر ہو گا۔ اگر کہو کہ مجھ پر امانت زید کی ہے نہیں بلکہ عمرو کی تو ہزار زید کے
اس پر ثابت ہو گا اور اس بقید یعنی ہزار عمرو کے اگر سپر لازم ہوتے +

باب مرئیس کے اقرار کے بیان میں۔ اگر بیمار مرض الموت میں کسی کے ذہن کا اقرار کر دے
تو اہل اہل اسکے ترکہ میں سے وصیت کی حالت کا فرض یا جو قرض اور سپر بیمار ہی میں ادا

اور خورد و نوش معمولی کے سبب ہوا ہوا دیا گیا اور بعد اسکے ودا ادا کرنا
زاد کا جس کا اقرار کیا ہے بیمار ہی کی حالت میں مگر دونوں میراث سے پہلے ادا کرنا جائیگا (یعنی

ترکہ دار تو نہیں اور سو فی تقسیم ہو گا کہ جب سب طرف کے دین ادا ہو چکے ہیں بیمار اپنی وارث کے
دہن سے اگر اقرار کرے تو یہ اقرار باطل ہے البتہ اگر باقی وارث اس اقرار کو سچا بیان کریں

تو صحیح ہو اور غیر کے دہن سے ہر حال میں صحیح ہے مگر مرئیس کا سب مال میں آ جاوے
۔ اگر اقرار کیا بیگانہ کے فرض کا پہلا اقرار کیا کہ وہ بیگانہ میراث کا ہی قرض کا ہونا ثابت

ہو جائیگا اور اقرار فرض باطل ہو گا۔ اگر بیگانی صورت کی دہن سے اقرار کیا پہلے اس سے
بچا ج کر لیا تو اقرار اور نکاح و دو صحیح ہیں بخلاف سبب اور وصیت کے (کہ اگر بیمار

بیگانی عورت کے لئے سبب یا وصیت کرے گا اور پہلے اس سے نکاح کرے گا تو نکاح صحیح ہو گا
سبب یا وصیت باطل) اگر بیمار اقرار کرے فرض کا اس عورت کے لئے جس کو اپنی بیارہین

تین طلاقیں دیکھا ہو تو عورت کو میراث اور اقرار میں سے جو کم ہو گا وہ بیگانہ۔ اگر منفر
نے ایک لڑکے پر اپنی بیٹی ہونیکا اقرار کیا اور لڑکے کے باپ کا حال معلوم نہیں ہو
اور اتنی عمر کا لڑکا مقرب جس شخص سے پیدا بھی ہو سکتا ہو اور لڑکا مقرب کے کہنے کو

بناوے تو بیٹا ہونا اس کا ثابت ہو جائیگا اگرچہ مقرب بیمار ہو اور وہ لڑکا اور وارثوں کا
میراث میں شریک ہو گا۔ مرد اگر کسی کو اپنا بیٹا یا باپ یا مان یا بیبی یا آزاد کر لیا

بیمار عورت کے اقرار کے بیان میں

یعنی مولیٰ تبادلوں اور رشتہ ایسے عورت اگر کسی اپنا باپ مان جائے تو یہ یا تو بڑا نورست ہو جائے گی
 اگر کسی اپنا بیٹا تبادلوں میں شریک ہو جائے تو اس کا عورت سے بیٹا ہو جائے تو عورت کو سچی کہے اور
 ان صورتوں میں سب میں بیحد شرط ہے کہ مقررہ مفکر کو سچا کہو اگر مفکر کے مرنے کے بعد مقررہ
 اس کو سچا تبادلوں میں تب بھی درست ہو مگر قصداً کو نہ مانو مگر اگر نہایت کو بعد موت زوجه
 کے بیچ نہیں۔ اگر اقرار کرے کسی رشتہ کا مثل بھائی یا چچا کے تو ثابت نہ ہوگا پس اگر
 مقررہ کوئی وارث ہی مقررہ کے سوا نہ ہو نہ وارث قریب بعد تب تو مقررہ وارث ہوگا
 اور اگر کوئی اور وارث ہی تو بیحد وارث نہ ہوگا۔ جس کا باپ مر گیا ہو وہ اگر اقرار کرے
 کسیے واسطوں پر بھائی ہونے کا تو مقررہ اس کا وارث میں شریک اور بھائی ٹھہر جائے گا
 مگر اس کے باپ سے اس کا رشتہ ثابت نہ ہوگا۔ زید مراد و دوڑ کے چھوڑے اور زید کے
 ایک پر سوز و پیہ آتے تھے اب ان میں سے ایک لڑکے نے اقرار کیا کہ زید نے اس سے
 پچاس روپیہ لیے تھے تو اس لڑکے کو ان تینوں میں کچھ نہیں ملیگا اور دوسری کو پچاس
 دلاؤ خواہ دیں گے۔

کتاب الصلح

اس میں صلح کا بیان ہے۔ صلح وہ معاملہ یا ملاپ ہے جو دو شخصوں میں جبراً اور کرہی
 برحالی میں خواہ مدعا علیہ دعویٰ کا شق ہو یا منکر یا چپ ہو کہ نہ مقررہ منکر۔ اگر
 مدعی کو مال کا دعویٰ ہو اور مدعا علیہ دعویٰ کا مقررہ اس صورت میں مال مدعا علیہ
 اور مال پر صلح کرے تو بیحد صلح ہم کے حکم میں ہے اس میں حق شفیع ثابت ہوگا اور خیال
 حنیف اور رویت اور شرط کے احکام جاری ہونگے (مثلاً اگر زید عمرو کے مکان پر
 دعویٰ کر رہا ہے اور عمرو اس کو سوز و پیہ دیکر صلح کرے کہ وہ دعویٰ سے باز رہے تو

اسکے بھہ معنی ہیں کہ عہدہ دے دہ مکان سورہ پید کوزید سی خریدیا صلح میں اگر
بدل صلح (یعنی جس مال پر صلح ہوئی وہ) معلوم نہ ہو تو صلح فاسد ہوگی اور اگر جس
چیز کے دعوے کو صلح کی وہ معلوم نہ ہو تو فاسد نہ ہوگی (جیسو دعویٰ کیا کسی حق یا کسی
قرض غیر معلوم کا اور مدعا علیہ صلح کی تو صلح کی تو صحیح ہے کہ بدل صلح یعنی سو
درم معلوم ہیں گو جس صلح کی معنی قرض وغیرہ مجہول ہی جس شے کے دعوے
سے صلح ہوئی اگر وہ تھوڑی سی کسی اور کی تخلیقی توجہ قدر حصہ رسد اسکو مقابل
بدل صلح پڑیگا وثناء مدعا علیہ مدعی سے لے لیگا اور کل چیز کا کوئی اور حصہ از تخلیقا
نود مدعا علیہ نے جو کچھ مدعی کو بدل صلح دیا ہوگا سب مدعی سے واپس لیگا اور اگر بدل
صلح کا اور کائنات سب یا تھوڑا تو مدعی مدعا علیہ سے تمام یا بعض چیزیں برعری تھا
لیے صلح میں اگر مال کی جگہ مدعا علیہ کسی چیز کا نفع مدعی کو دیوے (مثلاً کسی
دعویٰ کے عوض کوئی مکان اذیکے رہنے کو دیدے) تو یہ صلح اجارہ کا حکم
رکھتی ہے اسلئے اس میں شرط ہے کہ مدت فائدہ لینے کی معین ہو اور باطل ہوگی
بھ صلح دونوں سے ایک کے مرنے سے جیسا اجارہ کا حکم ہے۔ جو صلح کہ
چپ رہی یا انکار سی ہو وہ بمنزلہ فدیہ قسم کے ہے منکر کے حق میں (کیونکہ فہم
جرا کو سہ لازم آتی ہے تو گویا اوسکا عوض دیتا ہے) اور مدعی کے حق میں معاوضہ
ہے پس اگر صلح کرے دعویٰ سے سکوت یا انکار کی صورت میں تو شفعہ ثابت
نہوگا اور اگر اسی صورت میں گہر پر صلح کرے (یعنی صلح کا بدل گہر میں) تو شفعہ
ثابت ہوگا اسلئے کہ بھ گہر مدعی کے پاس آویگا جس کے حق میں صلح بمنزلہ بیع کے
ہے) جس سبب میں جہگڑا تھا وہ اگر کسی اور کا نکلے اس صورت میں (یعنی صلح سکوت

نہیں کہہ سکتے تھے کہ یہ ایک ایسا شخص ہے جس کی طرف سے ہمیں ایک نیا دور کا آغاز ہوا ہے۔

یا انکار میں تو مدعی اس مستحق کو جہاں سکنا ہو اور مدعا علیہ اول سے جو بدل صلح لیجکا ہے
 چھوڑ دے اور اگر تھوڑی سی کاسٹیج کو بھی اور نکلا تو اسے قید کی خصوصیت اس سے کر سکتا ہے اور
 اگر بدل صلح کسی اور کا نکلے سب یا تھوڑا تو مدعی مدعا علیہ اول سے کل کی صورت میں کل
 دعویٰ پیش کرے اور بعض کی صورت میں بعض بدل صلح کا جانا رہنا مدعی کے موافق ہو
 سے پہلے دوسرے مستحق نکلنے کے حکم میں ہے دو نو ضرور تو نہیں (یعنی اگر مدعا علیہ
 بشرط ہو اور بدل صلح کا کوئی مستحق نکلے تو ویسا ہی اگر بدل صلح جانا ہو اس کا حکم ہے اور
 جس شخص کو انکار کی صورت میں بدل صلح کسی اور کا نکلے وہی حکم اس کے جہاں رہنے
 کا ہی مفصل مال کے دعویٰ اور نفع کے دعویٰ اور جہاں کے دعویٰ سے صلح درست
 ہو خواہ جنایت جان بوجہ کر ہو خواہ بہر لکر لیکن حدود میں صلح درست نہیں (اس کے لئے کہ
 خدا اللہ تعالیٰ کا حق یہی نکال چکے دعویٰ اور دوسرے کو اپنا غلام بنانے کے دعویٰ
 سے بھی صلح درست ہو اور ان دو نو صلح میں پہلی بنیاد خلع سے ہے اور دوسرے بنیاد
 آزادی کے ہے مال کی عوض اگر غلام نافذ دن جس کو تجارت کا حکم ہو اپنی مالک کی طرف
 سے ایک شخص کو جان کر مار ڈالے تو اس کا صلح کرنا اپنی طرف سے کسی شخص پر نہیں صحیح ہے
 (کیونکہ وہ خود اپنا مالک نہیں بلکہ اس کے مالک کو چاہیے کہ صلح کرے) اور اگر
 غلام کا غلام اگر کسی کو جان کر مار ڈالے تو وہ غلام نافذ دن اپنی غلام کی طرف سے
 صلح کر سکتا ہے (کیونکہ اس کا غلام تو مال تجارت سے ہے جس کی اس کو اجازت ہے چاہے
 ہوئی چیز اگر غاصب کے پاس سے ضائع ہو اور اس سے مالک اس کی قیمت سے زیادہ پر یا
 کسی سبب پر صلح کرے تو صحیح ہے اگر دوسرے کو نہیں سے تو اگر شرکاء شرکت کے غلام
 کو آزاد کر دے پھر دوسرا شرکاء نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کرے تو نہیں صحیح ہے (کیونکہ

قصہ

شریک کا حق نقصان سے زیادہ نہیں ہے مگر کسی طرح کے صلح کرانے کے لئے اپنی طرف سے کوئی
 کر دے اور وہ صلح کرے تو وہ صلح کرے اور بدلہ صلح جبراً اس صلح کی لازم نہیں ہوگا بلکہ اگر
 وہ صلح پر لازم ہوگا لیکن اگر صلح بدلہ صلح کا ضامن ہو تو اس کے ذمہ پر لازم ہوگا۔ اگر
 وہ صلح بدلہ صلح سے بغیر صلح کے صلح کرے تو صلح بھی صحیح ہے بشرطیکہ صلح بدلہ
 صلح کا بابت کرے صلح کی اپنے الی کیفیت یعنی صلح بین اپنا مال دینا کرے یا کہ
 میں نے ہزار پر صلح کی اور ہزارہ عین کو دیدی اگر بعد شرطین نہیں لگی تو صلح موقوف
 رہی مگر صلح کی اجازت پر اگر اجازت دی تو لازم ہو جائیگی اور غایب صلح موقوف پر لازم
 نہیں تو باطل +

باجبہ فرض واجب الاکادہ صلح کرانے کے بعد صلح کرنا واجب
 فرض میں لازم ہوتی ہو بشرط بعض حق لینے اور باقی چھوڑ دینے کے لئے نہ ہرگز لازم
 کے۔ اگر صلح کرے ہزار سو یا سو پر ہزار پر یا کچھ دے دے کے ساتھ تو صلح صحیح ہے
 اور اگر ہزار دہم فرض سے اشرافین پر یا کچھ دے دے کے ساتھ صلح کی یا دھند
 دے دے درمون یا سیاہ رنگ کے درمون سے صلح کی آدھو درمون پر اور سبقت
 میں یا سفید رنگ کے درمون پر تو صحیح نہیں کیونکہ سفید رنگ داکا اسکا حق نہیں ہے جو
 بعض لینا اور باقی چھوڑ دینا جس کے کسی ہزار اور دہم ہون اور دہم ہون سے کہو کہ
 اگر تو کل کو آدھو ادا کر دی تو باقی چھوڑ دے دے دے یا سیاہی کرے تو باقی سے بری ہو
 ہو جائیگا اور اگر کل ادا کرے تو بری الٰہ نہ ہوگا۔ زید مرد سے کہے کہ میں تیرے مال
 کا اقرار قاضی کے سامنے نہیں کروں گا جب تک تو کچھ نہیں چھوڑ دے گا یا مہلت نہ بگاڑو
 اوپر صلح صحیح ہے پس جب افراد کو دی عمر و نو زید اسکو مہلت دی یا کچھ مستثنیٰ

باجبہ فرض واجب الاکادہ صلح کرانے کے بعد صلح کرنا واجب
 فرض میں لازم ہوتی ہو بشرط بعض حق لینے اور باقی چھوڑ دینے کے لئے نہ ہرگز لازم
 کے۔ اگر صلح کرے ہزار سو یا سو پر ہزار پر یا کچھ دے دے کے ساتھ تو صلح صحیح ہے
 اور اگر ہزار دہم فرض سے اشرافین پر یا کچھ دے دے کے ساتھ صلح کی یا دھند
 دے دے درمون یا سیاہ رنگ کے درمون سے صلح کی آدھو درمون پر اور سبقت
 میں یا سفید رنگ کے درمون پر تو صحیح نہیں کیونکہ سفید رنگ داکا اسکا حق نہیں ہے جو
 بعض لینا اور باقی چھوڑ دینا جس کے کسی ہزار اور دہم ہون اور دہم ہون سے کہو کہ
 اگر تو کل کو آدھو ادا کر دی تو باقی چھوڑ دے دے دے یا سیاہی کرے تو باقی سے بری ہو
 ہو جائیگا اور اگر کل ادا کرے تو بری الٰہ نہ ہوگا۔ زید مرد سے کہے کہ میں تیرے مال
 کا اقرار قاضی کے سامنے نہیں کروں گا جب تک تو کچھ نہیں چھوڑ دے گا یا مہلت نہ بگاڑو
 اوپر صلح صحیح ہے پس جب افراد کو دی عمر و نو زید اسکو مہلت دی یا کچھ مستثنیٰ

چوڑی شرط کے موافق (فصلی) اگر قرض دو کی شرکت کا ہے اور انہیں سوا ایک نے
 اپنی حصہ کسی کپڑے پر سلم کی تو دوسری شریک کو اختیار ہو کہ اپنا نصف قرضہ دون
 سے خواہ نصف کپڑا شریک سے لے لے ان اگر ضامن ہو وہ شریک چاہتا ہی حصہ قرض کا
 تو بھرتا اور کپڑے دینے کے ہو گیا۔ ان دونوں میں سے اگر ایک اپنا حصہ قرضہ
 سے وصول کرے تو دوسرے میں دوسرا بھی شریک ہو گا اب دو نو قرضہ اس سے باقی کا مطالبہ
 کریں اور اگر ایک عرض اپنی قرض کے قرضہ دے کہ خریدے تو یہ ہشتہری دوسرے
 شریک کی واسطے کل قرض کے چارم کا فائدہ ہو گا۔ باطل ہی صلح و بیع سلم مالوں
 میں سے ایک کی اپنے حصہ کے مال سے اوپر جو اسے رأس المال دیا ہو (صورت
 او کی بھید ہو کہ زید اور عمرو شریک ہوئے اور خالد سے عقد سلم کیا پہر زید نے خالد سے
 صلح کی کہ جو میں نے تجھ کو دیا تھا اسکو پیر دی میں سلم کی جس کے حصہ سے وہ گذر تو
 بھ صلح صحیح نہیں کیسے وارث اگر آپس میں سوا ایک وارث کو کچھ اسباب عرض ان منتقل
 یا غیر منتقل کے دیگر ورثہ سے علیحدہ کر دیں یا سونے کے بدلے میں چاندی دیکر یا
 اسکے برعکس پر تو بھ صلح صحیح ہو خواہ عرض بہت ہو اور اسکے حق سے خواہ تھوڑا
 ۔ اگر نہ کہ منوسے کار و پیہ شریک فی نقد اور اسباب دو نو ہو اور وارث مذکور کو کچھ
 چاندی یا روپی یا ہشتہ سونا اور اشرافیان دیکر خارج از میراث کریں تو درست ہو گا
 جب تک کہ بدل صلح اس مقدار سے زیادہ نہ ہو جو وارث مذکور کو اسی جنس میں سوا حصہ
 پونہ چھ سے سورتین بھ زیادتی دوسری جنس کے حصہ کو عرض ہو جاوے گی جس سے صلح کی ہے
 (اور اگر بدل صلح زیادہ نہ ہو گا تو بوالا لازم آوے گا کہ بہت سا سونا یا چاندی تھوڑے
 مقابل ہو جاوے گی) زید مر اور لوگوں پر اپنا قرض چوڑی گیا اب زید کے حارثوں نے

ایک کو کچھ دیکر علیحدہ کر دیا اس پر کہ قرض کے مستحق ہم رہے تو بچہ باطل ہو (اسلم کو کچھ
 صورت دیوں کے سوا اور کو کون کو دین کے مالک کرنے کی ہے جو درست نہیں)
 اور اگر حادث مذکور کسی بچہ شرط کر لیں کہ بدل صلح لیکر قرضدار کو اپنا حصہ صاف
 کر دے تو درست ہے (اسلم کو کہ اس سے تین دین کا مالک اور نہیں کو کر لیا جسکے ذمہ ہر
 قرض ہے اور بچہ صورت جائز ہے) (+)

کتاب المضاربتہ

اس میں عقد مضاربت کا بیان ہے۔ مضاربت وہ شرکت تجارت کی ہے جس میں مال ایک
 کا ہو اور محنت دوسری (یا ذل کو رب المال یعنی مالک مال کہتے ہیں اور دوسرے کو
 مضارب یعنی نفع کی شرکت پر تجارت کرنی والا) مضارب یعنی محنت والا اصل مال
 قرض سے پہلے امین کے حکم میں ہے (یعنی اگر مال جاتا رہے گا تو اسکو دینا پڑے گا)
 اور بعد نفع کے وکیل کے حکم میں ہے اور نفع ہونیکے بعد شریک نفع کا
 اور عقد مضاربت فاسد ہونیکے بعد بمنزلہ مزدور کے ہے اور در صورت نافرانی
 (صاحب مال سنگے) غاصب کا حکم کہتا ہے اور در صورت شرط کرنے سب نفع کے
 اپنی واسطی قرض لینے والے کے حکم میں ہے اور در صورت شرط ہونے تمام نفع کے
 رب المال کے لئے سہرا ہے لیکن ایسے حکم میں ہے۔ سمجھ نہیں ہے مضاربت مکرر
 مال میں جس میں شرکت صحیح ہے جسے دوہم اور دینار میں ہی طرح اگر نفع کی شرکت حصہ
 سے نہ ہوگی (یعنی آدھوں آدھ یا چھائی یا چوتھائی وغیرہ تب بھی مضاربت درست
 نہ ہوگی) پس اگر ایک کیواسطی شرط کی گئی جسے دو تہ و تہ زیادہ تو مضارب کو اسکی
 محنت کی مزدوری ملے گی اور وہ مزدور ہی شرط سے زیادہ نہ بچا دیگی نفع کل

شرعی مضاربت

رب المال کا ہو گا) جو شرط کہ نفع میں جہالت پیدا کرے وہ عقد مضاربیت کو فاسد
 کر دیتی ہے (جیسے یہ شرط کہ رب المال ایک سال تک مضارب کے گھر رہے کہ اس میں مضارب
 نے آمد ہو نفع کو اپنی محنت اور کوشش سے کرایہ کی عوض کر دیا یہ معلوم ہوا کہ کام کے غیر
 کتنا نفع لگایا اور کرایہ کے عوض کتنا) اور جو شرط ایسی نہ ہو وہ عقد کو فاسد نہیں کرتی
 بلکہ خود وہ شرط باطل ہے جیسے یہ شرط کہ نقصان مضارب کے ذمہ ہو (رب المال کے)
 رب المال مال مضارب کو دیدے ہر مضارب کو اختیار ہے کہ اس مال سے خرید و فروخت
 کرے نقد و نقد اور قرضوں اور اصالۃ اور وکالت اور وطن میں اور سفر میں اور دوسرے
 کو سرمایہ دیدے تجارت کیوں اس کو اور کس کو اپنا سوچ دے (یہ سب امور اس کو جائز ہیں)
 بخواجہ بکری مضارب کسی نوڈی غلام کا مال مضارب سے اور نہ اپنا کسی کو مضارب
 بنائے مگر رب المال کے حکم سے یا اس کے یوں کہدینے سے کہ اپنی عقل سے کام کر اور
 اگر رب المال نے کوئی شہر یا کوئی اسباب یا کوئی وقت معین یا کوئی معاملہ والا معین
 بتا دیا ہو تو اس سے تجارت نہ کرے جیسے ایک شریک کے کہنے سے دوسرا تجاویز نہ کرے
 اور نہ خریدے اس غلام نوڈی کو جو رب المال کے مالک ہونے سے آزاد ہو جا (یعنی
 رب المال کے ذمہ رحم فرم کو اگر ملوک ہو مال مضارب سے خریدے) اس طرح جو خود
 مالک ہونے سے آزاد ہو جائے اس کو بھی خرید و بشت طیکہ تجارت میں صورت نفع کی معلوم
 ہوتی ہو (اس کو کہ اس وقت اگر خرید گیا تو نفع ہی میں شامل ہو گا اور مضارب پر آزاد
 ہو جا دیگا) بلکہ اگر خرید گیا تو ضمان دیگا اور اگر تجارت میں نفع ظاہر نہ ہو تو ضرر
 صحیح ہو (کیونکہ مضارب نفع میں شریک ہے اور نفع ابھی معلوم نہیں ہوا ہے تو مضارب اس
 غلام کا مالک ہی نہیں ہے جو وہ آزاد ہو جائے) پس اگر ایسی غلام کے خریدنے کے بعد

البتہ حاضر ہو تو بچہ غلام آدمی یعنی مضارب کا حصہ آزاد ہو جائیگا اور مضارب کو فتنہ
 و سنا سنہ کا (کیونکہ اپنی اختیار سے اس نے آزاد نہیں کیا) اب بچہ غلام اپنی آدمی
 قیمت جو رب المال کا حصہ ہو اس کو کما دی۔ اگر مضارب کو ہزار روپیہ دیا اور ہون آدمی
 فتنہ پر اور اس نے اس قیمت کی ایک نوٹھی خریدی اور وہ ایک لڑکا جنی کہ وہ برابر
 روپیہ کے تھا اب مضارب نے اپنے نوٹہ کو ہونے کی جالین دعو کی کہ بچہ لڑکا میرا ہے اور
 لڑکے کی قیمت ڈیڑھ ہزار روپیہ یعنی زیادہ ہو گئی تو وہ لڑکا رب المال کیواسطے سوا
 ہزار کما دی یا رب المال چاہے تو اس کو آزاد کرے۔ پس اگر رب المال نے ہزار روپیہ
 لڑکے سے لیتے تو مضارب رب المال کو آدمی قیمت نوٹھی کے پاس روپیہ اور دعو
 کیونکہ بچہ لڑکا فتنہ میں تھا لیکن اصل مال سے مشتبہ تھا جب قیمت اس کی پاس زیادہ ہو گئی
 تو اس کے فتنہ ہو نیکو ترجیح ہوئی اور رب المال نے جب ہزار روپیہ اس لڑکے سے لیتے
 تو اس کے اصل مال ہو نیکی جانب کو ترجیح ہو گئی کیونکہ مضارب کے معاملہ میں بھلے
 رأس المال لیتے ہیں اب نوٹھی بالکل فتنہ میں رہی اس لیے یہ علی سبب یعنی مضارب
 ہو گا نصف قیمت نوٹھی کا (اور ڈائی سو بابت قیمت لڑکے کے بھی ادا کرے کہ
 اس کی قیمت جو پاس زیادہ ہو گئی تھی وہ بھی فتنہ میں شمار ہو گئے) **فائدہ**
 جانا چاہیو کہ اس مسئلہ میں مضارب کے نوٹہ ہونے کی جو قید ہو اس کا بچہ فتنہ ہے کہ اگر
 مفلس ہو گا تو بطریق اولیٰ قیمت لڑکے کا ضامن نہ ہو گا اور شرکت کے غلام کے
 آزاد کرنے میں آزاد کرنا اگر تو انکر ہو تو ہو سکتا ہے کہ دوسرا شریک اس سے پہلے
 حصہ کا دام بہرے لیکن بصورت مضاربیت میں سوا لڑکے سے اپنا حصہ کوانے یا
 اس کو آزاد کر دینے کے اور صورت نہیں یعنی مضارب سوا اس کا آوان لینا جائز نہیں ہے

کیونکہ مالک ہونا مضارب کا اس لئے کہ اس کے کو بیسبب عجز و سبب ایک امر لابدی ہے
 کچھ مضارب کے کرنے سے نہیں ہوا تاکہ اسکو قیمت دینی پر ہی بخلاف نصف قیمت نوذی
 کے کہ یہہ ضمان نصف کے سبب سے ہو اور تو غیر مضارب کے کرنے سے نہیں ہے
 یا **ب** مضارب کے مضارب کر نیکیے بیانیں۔ اگر مضارب اپنی طرف سے کسیکو
 لئے اذن رب المال کے مضارب کرے تو اس المال کا ضامن نہ ہوگا جب تک کہ دوسرا
 مضارب عمل کرے (اور جب دوسرا مضارب عمل بیع و شرا کا کرے تو مضارب مال
 مال کا ضامن ہو گیا اگر رب المال کے حکم سے زید مضارب نے عمرو کو نہائی نفع پر
 مضارب کیا اور زید سو رب المال نے کہہ یا کہ جو کچھ خدا نفع دے وہ ہم تم میں آدھوں
 آدھوں پس جو نفع ہوگا اس میں سے آدھ رب المال کا اور چھٹا حصہ زید مضارب اول کا
 اور تہائی عمرو مضارب ثانی کا ہوگا اور اگر یوں کہا تھا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نفع دے
 وہ ہم تم میں آدھوں آدھوں ہو تو عمرو کو نہائی اور باقی دو تہائی آن و نوہن (یعنی
 رب المال اور مضارب اول میں) آدھوں آدھو بیانیگی۔ اور اگر رب المال نے زید
 یوں کہا کہ جو نفع پاد و عمرو ہم تم میں آدھوں آدھو ہوگا اور مضارب اول مضارب
 ثانی کو نصف نفع پر مال دے تو آدھ نفع مضارب ثانی کو ملیگا اور آدھ رب المال اور
 مضارب اول میں نصف بیجاہ یگا (یعنی ہر ایک کو چوتھائی ملیگا) اور اگر رب المال
 نے مضارب اول سے کہہ یا کہ جو اللہ نفع دے اس میں سے یوں آدھ لو لے لو اور مضارب
 دوسرے کو نصف نفع پر دے تو یہ صورتیں نصف نفع مالک کو ملیگا اور نصف مضارب
 دوم کو اور مضارب اول کو کچھ نہ لے گا۔ اور اگر پہلا مضارب دوسری مضارب کے لئے
 دو تہائی نفع شرط کر لے اور رب المال کا آدھ نفع بدستور ہو تو پہلا مضارب دوسرے

مضارب
 کے لئے
 شرط کر لے

کہو اسلو چیتے جعبہ کا تھا من ہو گا (کیونکہ رب المال جب آدمائے لیگا تو دوسرے
 منہا رب کو دو تہائی سو چٹا حصہ کم دینے لگا پندہ مقدار منہا رب اول کو اپنی پاس
 سو دینی ہوگی) اگر منہا رب نفع میں تہائی رب المال کی اور تہائی اس کے غلام کی اگر
 نہ ہو تو کہ غلام بھی اس کے ساتھ کا نہ کرے اور تہائی اپنی واسطی ٹھہراوی تو درست
 ہے۔ رب المال یا منہا رب کے مرجانے سے اور رب المال کے مرتد ہو کر دارالحرب
 کو چلے جانے سے منہا رب باطل ہو جاتی ہے۔ مالک کے برٹس کر غنیہ منہا رب
 حردل ہو جائے اگر اس کو برٹس کرنا معلوم ہو جاوے پس اگر معلوم ہو برٹس کرنا اگر
 حال میں کہ مال منہا رب اسباب تہا تو منہا رب اس کو بیکر نقد کر لے اور زمین میں تہا
 پھر کرے۔ اگر رب المال اور منہا رب دو عقد منہا رب کو نسخ کر دین اور مال منہا
 کر گو تیر فرض ہو اور نفع بھی ہو تو حاکم منہا رب سے ضرور قصداً و غیر قصداً کر او مرو اور
 اگر نفع اس تجارت میں نہ ہو تو قصداً کا جبراد سپر نہ ہو گا بلکہ منہا رب اپنی طرف سے
 قصداً کرنے کا رب المال کو دلیل کر دے۔ دلال جبر کیا جاوے گا قصداً کرنے پر
 اور بیع کی قیمت مشتری سے لینے پر۔ جو مال منہا رب سے جانا ہو وہ نفع سے
 لیا جاوے گا اگر نفع سے بھی زیادہ جاتا رہا تو منہا رب کو دو دینا نہ ہو گا۔ اگر نفع
 تقسیم ہو گیا اور عقد منہا رب باقی رہا پھر سب مال جاتا رہا یا بعض مال تو نفع جو
 دو نوٹے بانٹ لیا ہو پھر سے جمع کرین اور اب رب المال اپنا مال پورا کر لے جو
 بچے اس سے وہ نو پھر بانٹ لیں اور اگر وہ نفع اصل مال کو کفایت نہ کرے یعنی اصل
 مال کم رہے تو منہا رب پر دینا نہ آوے گا۔ اور اگر نفع بانٹ لیا اور منہا رب کو نسخ
 کر دیا بعد اسکے از سر نو عقد منہا رب کی اور اب مال کل یا بعض تلف ہو گیا تو پہلا

نفع اس میں نہیں لگایا جائیگا (کیونکہ مجھ کو نیا عقد ہے)۔

فصل عقد مضارب مالک کو بضاعت کے طور پر مال دینے سے نہیں ٹوٹتا ہے (یعنی اگر
مضارب مال مالک کو دے دے مجھ کہہ کر اس میں جو نفع ہو سب مجھ کو دینا تو مضارب بجا دے گی) اگر
مضارب سفر کو جائے تو اس کا کھانا پینا پہنا سواری سب مال مضارب کے مشترک ہوگی
۔ اور اگر شہر میں تجارت کریگا تو مجھ سب خرچ اپنی مال میں سے اور کھانے جیسی خرچ بیماری
و دوا وغیرہ (شہر میں ہو خواہ سفر میں اپنی پاس سے کرے) اگر مضارب کو نفع ہو تو مالک
وہ خرچ وضع کرے جو اصل مال سے مضارب کے نفع میں آیا ہے جو نفع رہے اور دسواں
لے (کیونکہ اصل مال مقدم ہے) اگر مضارب کو کوئی چیز خرید پر نفع سے نیچے تو جو کچھ دوسرے
ہو اسی جیسی دہلائی رنگائی دہلائی وغیرہ سب لگائے اور یوں کہو کہ اتنی کی خرید ہو اور یہ
مشترک ہو اسی اور مجھ نفع لو لگا اور جو کچھ اپنی ذات پر صرف کیا ہو اس کا اس میں حساب لگائے
۔ اگر دہلائی یا دہلائی مضارب اپنی پاس سے دے اور اس سے مالک نے کہہ دیا ہو کہ اپنی عقل
کے موافق کام کرنا تو مضارب کا یہ سلوک اپنی طرف سے ہوگا (مالک کے ذمہ مجھ خرچ نہیں لگا
اگر تھان کو مضارب سرخ رنگائی تو جس قدر قیمت رنگ کے سبب سے بڑھ جائیگی اور مستعد
کا شریک ہوگا اور مالک کے وسطی سفید تھان کی قیمت کا ذمہ دار نہیں ہوگا) اگر مضارب نے
ہزار روپیہ مالک سے آدھون آدھ نفع پر لے لیا ہو اور اس سے کپڑا خرید کر دو ہزار کو بیچا اور ان دو
ہزار سے غلام خریدا اور غلام کی قیمت دینے سے پہلے دو دو ہزار جاسے رہے تو بائع کو
مضارب اور مالک دو نو ہزار روپیہ دین اور مالک ایک ہزار اور دے (کیونکہ ہزار نفع
کے دو نو کی شرکت میں تھو اور ہزار صرف مالک کے تھو غرض کہ مالک پندرہ سو دے اور
مضارب پانسو) غلام کی ایک چوتھائی تو مضارب کی ہو اور باقی تین حصے مال مضارب کا

رہیگا اور اصل مال دہائی ہزار ہوا (کیونکہ اس غلام پر مالک کے دہائی ہزار مستحق ہوئے ہوں
 چند دس سو اب دہائی اور ایک ہزار پہلے دس تھی) اور اگر مضارب اس غلام کو مرا بحت پر بیچے
 تو نفع دو ہزار پر لے (کیونکہ قیمت غلام کی نو دہائی ہزار تھی) اگر مضارب اسے اقرضہ مال
 سے ایک غلام ہزار کو خریدا جو مالک کے پاس کو مول لیا تھا تو مرا بحت پر بیچنے کی وقت سزا
 کہو کہ پاس کو ہزار ہو (اس پر نفع سبنا ہوں) اگر مضارب کے پاس ہزار ہین آدھوں آدھ
 نفع پر اور ان ہزار سے ایک غلام خریدا جسکی قیمت دو ہزار ہے اور اس غلام سے زیادہ
 خطا یعنی نادہستہ کسیکو مار ڈالا تو اس قتل کا خون باقیں جو تہائی مالک کے ذمہ ہوگا اور ایک
 چوتھائی مضارب کے ذمہ اور غلام مالک کی تین روز خدمت کرے اور مضارب کی ایک روز
 (کیونکہ اسی حساب سے عوض دیا ہے اور اسی حساب سے دو نو کی ملک میں ہے) اس کے پاس
 ہزار میں اور ان سے ایک غلام خریدا اور قیمت ادا کرنے سے پہلے یہ ہزار تلف ہو گئے تو مالک کے
 دینی ہونگے اور اگر پھر جاتے رہیں تو اور دینے ہونگے اور اصل مال ٹھہرنے کے سبب جتنے
 ملے ہیں۔ اگر مضارب کے پاس دو ہزار ہوں اور ب المال سنی کہو کہ تو بے محکوم ایک ہزار
 ملے ہیں اور ایک ہزار نفع کے ہیں اور ب المال کہو کہ میں نے تجھ کو دو ہزار تو ملے ہیں تو
 مضارب کا قول مستبر ہو گا۔ ایک کے پاس ہزار ہیں اور کہتا ہے کہ مجھ مضارب کے ہیں
 آدھوں آدھ نفع پر اور ان سے ہزار نفع کے ملے ہیں اور مالک کہو کہ بہت سرائے تجارت کے
 ہیں (یعنی نفع میں بھگد کہہ شرکت نہیں ہے) تو مالک ہی کا قول مستبر ہے۔

کتاب الوصیۃ

اس میں امانت سپرد کرنے کا بیان ہے۔ امانت سپرد کرنا اسکا نام ہے کہ دوسرے کو اپنے
 مال پر قبضہ کرادے تاکہ وہ مال کو بچائے رکھے (اور اس شخص کو امانت کہتے ہیں) اور جو

شریعت
 کے مطابق

مال اور سکے پاس چھوڑنے میں وہ دولت کہلاتا ہے اور وہ اس کے پاس امانت رہتا ہے کہ اس کے پاس رہے رہے ہو وہ نادان ندیکہ آئین کو اختیار ہے کہ امانت کی محافظت خود کرے یا اپنے گہر والوں کے پاس رکھ دے پس اگر اسکے سوا کسی اور کو سوچے گا تو یہ صورت جائز ہے امانت کے ضامن ہوگا البتہ اگر آگ لگنے کے خوف سے اپنی بڑوسی کو یا دوسرے کے خوف سے دوسری کشتی والے کو سوچ دے گا تو یہ وقت تلف ضامن نہ ہوگا۔ اگر مال اپنے امانت طلب کی اور امین نے باوجود قدرت دینے کے مذہبی یا اپنے مال میں ملالی کہ اسکی پہچان نہ ہو تو امین اور کا ضامن ہوگا اور اگر امانت خود ملگئی ہے اسکی ملاسنے کے تو اس امانت میں دو نو شریک ہو جائیں گے۔ اگر اس امانت میں سے کسی مقدار آپ خرچ میں لادی اور اسکی جگہ دوسری ہی اور ملا دی تو سب کا ضامن ہوگا (اسکی کہ اسکی اپنے مال کو مال امانت میں خلط کر دیا) اگر امانت میں ایسی تعدی کرے کہ ضمان دینا آوری ہو وہ تعدی ہو دہر ہو جائے تو ضمان بھی موقوف ہو جائیگا (جیسے کسی اجنبی کو امانت سوچ دی ہو اس سے لیے) بخلاف عاریت لینے والے اور ٹھیکے لینے والے کے (کہ یہ دونوں اگر اس قسم کی تعدی کریں تو باوجود جاتے رہنے تعدی کے ضمان اذکو دینا ہوگا) اور بخلاف اقرار کرنے کے (یعنی مالک کی طلب پر اگر انکار امانت کا کیا ہو اگر اقرار کر لے مگر ہلاک کی صورت میں ضمان دینا ہوگا)۔ امین کو جائز ہے سفر کرنا ساتھ امانت کے اگر مالک نے منع کیا ہو اور خوف جاتے ہو کا بھی نہ ہو۔ اگر وہ شخص ملکہ امانت سونپیں تو امین انہیں سوا ایک کو اسکا حصہ نہ کرے جب تک کہ دوسرا حاضر نہ ہو۔ اگر ایک شخص نے دو امینوں کو ایسی امانت سونپی جو تقسیم ہو سکتی ہے تو وہ دونوں کو چاہیے کہ آدمی آدمی تقسیم کر کے ہر ایک اپنا حصہ لے

ممانعت کرے اگر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دیدیگا تو اس کا ضامن ہوگا بخلات میں
 امانت کے جو بٹ نہیں سکتی (کہ اس میں ضامن نہ ہوگا) اگر سو نہیں والا میں سہو کیے کہ
 اس کو اپنی گینے والوں کو نہ دیا یا اس کو اسی کو ٹھری میں محفوظ رکھنا اور امین نے ایسے
 شخص کو ٹھہر دیا جس کے دے بہ و ن چارہ نہیں (جیسے بی بی یا نوکر یا اس مکان کی
 کسی اور کو ٹھری میں اس کی محافظت کی اور امانت ضائع ہو گئی تو ضامن نہ ہوگا اور اگر
 نے ضرورت دیدی یا کسی اور مکان میں حفاظت کی تو ضامن ہوگا۔ فاضل کا امین
 در صورت تلف امانت کے ضامن ہوگا نہ امین کا امین (یعنی اگر کسی نے کچھ چیزیں
 امین کے سپرد کی اور وہ باقی رہی تو امین کو دینی آویگی اور اگر عرو نے زید کو
 امانت سونپی اور زید نے وہی امانت بکر کو تو بکر در صورت تلف ضامن نہ ہوگا۔
 زید کے پاس ہزار امین عرو کہتا ہے کہ مجھ میری امانت میں اور بکر کہتا ہے کہ میرے
 اور زید کہتا ہے کہ دونوں کے نہیں ہیں اور قسم نہیں کہا تا تو یہ ہزار بکر اور عرو کے
 ٹھہریے اور ایک ہزار زید کو اور دے ہو گئے اور بکر اور عرو ان کو بھی آدھوں
 آدھ لیوں (کیونکہ ہر ایک نے ایک ایک ہزار کا دعوہ کیا تھا اور وہ نوٹ کے دعوہ
 کے انکار پر اسے قسم کھائی؟)

کتاب العاریۃ

اس میں چارے مانگنے کا بیان ہے۔ عاریت کہنے میں اپنی چیز کے نفع کے مالک
 کو دینے کو بغیر عوض کے (یعنی کسی شخص کو ایک چیز کے نفع کا مالک کر دینا اور اس
 سے کچھ عوض نہ لینا) ان الفاظ سے عاریت میح ہو جاتی ہے بمعہ چیز میں نے تجھ کو
 عاریت دی باز میں کا اناج میں نے تجھ کو دیا یا اپنا کپڑا میں نے تجھ کو دیا یا اپنی

ترتیب

سولہ سی سوار ہونے کو جھگو دی یا اپنا غلام تیری خدمت کو دیا یا میرا گہر نیرے
 رہنے کو ہو یا میرا گہر عمر بھر نیرے رہنے کو ہو۔ عاریت دینو والا جب چاہو اپنی
 چیز سیرے۔ اگر ہلاک ہو جائیو بغیر نقدی کے تو مانگنے والا ضامن نہ ہوگا۔ منگنی
 کی چیز کو کرایہ دینا اور گروسی رکھنا صحیح نہیں ہے مثل ایات کی۔ اگر کرایہ دے
 اور باقی رہے تو ضمان دینا ہوگا۔ جسکے پاس منگنی ہو وہ دوسرے کو منگنی دے سکتا
 ہے ایسی چیزیں جو استعمال کرنیوالے کے بدلے سو مختلف نہوں (جیسے گہر کارہنسا یا
 غلام کی خدمت اور جو چیز مشعل کے اختلاف سو مختلف ہو جائیو جیسے گہر سے کی
 سوار ہی اوسکا دوسرے کو عاریت دینا نہیں صحیح ہے) اگر مالک عاریت کی سیقت
 خاص یا نفع خاص سے مفید کر دی (مثلاً کہدے کہ فلا نے دن ایس سو نفع لینا
 یا فلاں کام میں لانا) یا دونوں کی قید کر دی تو مانگنے والا اس قید سے تبادلاً نہ کرے
 اور اگر کوئی قید نہیں ہے تو ہر نفع ہر وقت لے سکتا ہو۔ روپیہ اشرفی اور کیل
 کی چیز (جیسے گہنوں وغیرہ) اور تول کی (جیسے شہد روغن وغیرہ) اور شمار
 کی (جیسے انڈے اخروٹ وغیرہ) کا عاریت دینا بمنزلہ قرض کے ہو (کہ اوسکو
 خرچ کر کر اور دیدینا صحیح ہو اور اگر عاریت اشیاء مذکورہ بالا میں سے ہو تو بعینہ
 اوسکو واپس کرنا چاہیئے مثلاً اگر کپڑے یا ہتھیار نہوں اور نہیں کا پہیر دینا ضرور
 ہوگا) مکان بچا یا درخت لگانے کے سوا زمین کا عاریت دینا صحیح ہو اور مالک کو پہیر لینے کا اختیار ہو اور
 مانگنے والے سے کہدے کہ اپنی عمارت اور درخت دور کرو اور اگر عاریت کا وقت
 مقرر نکلیا تو تاوان کچھ نہ دی لیکن اگر کس وقت تک عاریت دی تھی اور اوس سے
 پہلے پہیر لینا چاہے تو جو کچھ مکان وغیرہ اوکھڑنے سے مانگنے والے کا نقصان

مروگا مالک کو دبا کر بیچے۔ اگر کہیں کر کے لے زمین عاریت دی تو جس تک کہیں کا وقت نہ
 آوے وہیں سے سیر سکتا خواہ وقت مٹیں کیا ہو خواہ نکلیا ہو چہرے کے داپس کرنے میں جو جرم
 پر مہر و عاریت میں بانگ تروالے کے ذمہ ہو اور امانت میں مالک کے ذمہ اور ٹھیکہ میں
 ٹھیکہ دینے والے کے ذمہ اور غصب میں چھیننے والے کے ذمہ اور گرد وین گرد و کہنہ والے کے
 ذمہ۔ اگر مستعیر یعنی عاریت لینے والے نے عاریت کے جانور کو مالک کے مصلحت و فو
 میں پونہچا دیا یا غلام کو مالک کے گھر پونہچا دیا تو مستعیر ہی الذمہ ہوا بخلاف غاصب
 اور امین کے (کہ غصب اور امانت کی چیز کو مالک کے سپرد کر دینا ضروری ہے) اگر مستعیر نے
 اپنے غلام یا اپنی نوکر و دامہ دار کے ماتھے یا مالک کے غلام یا نوکر کے ماتھے پہنچا تو یہی
 الذمہ ہو جائیگا بخلاف اجنبی کے (کہ مستعیرین اگر ضائع ہوگی تو ضمان
 دینا ہوگا) جسکو زمین عاریت دی گئی ہو وہ عاریت نامہ میں واسطو طہیان مالک کے لکھ کر
 کہ تو نے اپنی زمین مجھکو عاریت دی ہے

کتابتِ امانت

اس میں بیان ہے کہ اگر کوئی چیز کسی کو منت بلا عوض مالک دی (جو چیز دنیا
 اور سکوت واجب کہتے ہیں اور جسکو اسکا مالک کرنا چاہے اسکو منہ تو یہ کہہ کہتے ہیں اور اگر
 چیز کو سب کرنا چاہے وہ منہ تو یہ کہہ کہلاتی ہے) سب اور سوقت درست ہے کہ وہ سب کی طرف
 سے ایجاب ہو (اور وہ منہ تو یہ کہہ کہ اسکو قبول کر کے قبضہ کر لے) یہ سب کے ایجاب کے
 بعد الفاظ میں کہ وہ سب یوں کہیں میں نے یہ کہہ کیا یا وید الا یا میں نے یہ کہہ کیا یا کہانے
 کے لے کر چھو دیا یا اسکو تبرا ہی کر دیا یا یہ چیز غم بہر کو بچھے دی یا سب کی نیت سے یہ
 کہہ کہ یہ سوار سی میں نے ہوا ہونے کو بچھے دی یا یہ کہہ کہرا تجھو ہناد یا یا میرا کہہ

سب کے ایجاب

تیرے لئے ہے۔ اور میں رہی اور اگر یوں کہیگا کہ میرا گھر رہنے کو ہے جو یا ہے
 رہنا تو ان دونوں فظوں سے ایجاب ہوگا (ایجاب کے بعد) درست ہے کہ لئے
 موجود ہے کہ قبول کرنا چاہیئے۔ اور قبضہ اسی مجلس میں بغیر حکم و اجازت کے ہو اور بعد
 مجلس کے حکم اور اسکا ضرور ہے۔ یہ کرنا ایسی چیز کا درست ہے جو اسباب کے قبضہ
 تقسیم پر آگئی ہو اور اگر مشترک چیز جو تقسیم نہیں ہو سکتی (جیسے کنواں اور چوہا
 تمام وغیرہ) میں کوئی حصہ ہے کہ تو درست ہے اور جو تقسیم ہو سکتی ہو اور میں
 کوئی حصہ ہے کہ تا درست نہیں ہے ان اگر مشترک کا تقسیم کر کے دو حصوں کے برابر
 کر لیا تو درست ہو جائیگا (مثلاً ایک مکان کوئی شخصوں میں مشترک ہو اور ان میں سے ایک
 شخص نے اپنا حصہ بلا تقسیم ہے کہ دیا تو درست نہ ہو گا ان اگر مشترک کا تقسیم کر کے
 اپنا حصہ علیحدہ کر لیا اور یہ کیا تو درست ہوگا اگر گہیون سے اندر آتا ہے کیا تو
 صحیح نہیں گواہوں کو پیکر حوالہ کریں۔ اس طرح ہوں کے اندر کا تیل اور وہ کے
 اندر کا گھی ہے کہ تقسیم نہیں۔ جو چیز ہے کی ہے اگر وہ شے ہو جو تیل ہی کے پاس
 تو بغیر قبضہ کے مالک ہو جائیگا دوسرا قبضہ ضرور نہیں۔ اگر باپ اپنی بچہ کو ہے کہ ہے
 تو فیضا ایجاب ہو رہے پورا ہو جائیگا (یعنی باپ ہی کا قبضہ ہے کہ کی طرح کافی ہے)۔
 اگر کوئی اجنبی بچہ کو کچھ دے تو اس کے ولی یا مان کے قبضہ کرنے سے یا اجنبی کے
 جسکی گواہی دے وہ بچہ ہی ہے تمام ہوگا اور اگر لڑکا قبض کر لے جائے تو اس کے قبضہ
 تمام ہو جائیگا۔ اگر ذوالدھی ایک گھر کسی شخص کو ہے کہ وہ تو صحیح ہے نہ برخلاف اسکا
 (یعنی ایک آدمی دو کو ایک گھر دے بلا تفصیل حصص کے تو نہیں صحیح کیونکہ قبضہ ہر ایک
 کا اپنے حصہ مشترک پر کامل نہیں ہے۔ وٹس رو پیو کو وہ فقیر ذل پر تصدق کرتا

اور ہم کرنا چاہتے ہو تو نوکر پر بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ فقیر ہو کر دینا ایسا ہی جیسا خدا کو
 سب دیا کہ بقیت خدا کو اسطرح کی ہوتی ہے نکلات تو نوکر دن کے کہ اس میں نیت اور نہیں کے
 دینے کی ہے اور ہم کرنا مشترک چیز کا بلا تعین درست نہیں ہے (۷)
 باب ۱۱ کے پہرے لینے کے بیان میں - صحیح ہو دیکر پہر لینا لیکن پہرے سے سات
 منع کرنے میں (۸) و مع خرقہ (۹) سمجھو جاتے ہیں (۱۰) سے تو وہ زیادتی ہوا
 ہے جو محبوب چیرے جدا نہیں سکتی ہو جسب زین محبوب میں درخت لگانا یا مکان بنانا
 یا جانور محبوب کا مرنہا ہونا (۱۱) کہ اس میں نہیں پہر لگایا اور ہم سے مراد ہی مرنا ایک کا
 واجب اور محبوب لہ میں سے (۱۲) اگر کوئی مر جا رہا تو وہ واجب ہو گا (۱۳) اور اس سے کہ
 عرض مراد ہی (۱۴) جو جس کے عرض میں واجب ہو وہ لہ سے لیا ہی اگر محبوب واجب
 سے کہے کہ تو اپنے حب کا عوض یا بدلہ یا اس کے مقابلہ میں پر چیز مجھ سے لے لے
 اور وہ لے لے تو اختیار محبوب کے پہرے لینے کا واجب کو نہ ہوگا اور اگر کوئی چینی
 محبوب لہ نہیں ہے حب کا بدلہ دید ہی تو جائز ہے اور واجب کو اب بھی اختیار ہوگا
 - اگر عرض میں کسی کچھ نہیں آدا محبوب کسی اور کا نکلا تو آدا عوض پہرے سے - اور
 اگر عوض میں آدا کسی اور کا نکلا تو واجب آدا محبوب واجب نہیں لے سکتا جب
 کہ محبوب لہ وہ سزا نصیب ہی واجب کرے - اگر آدھے محبوب کا بدلہ دینا چاہے تو
 آدھی کا پہرے لینا صحیح ہے اور رخ سے مراد ہی محبوب کا خار چرہ ہونا محبوب لہ
 کی ملک سے (۱۵) کہ مجھ بھی مانع واجب ہے (۱۶) اگر محبوب لہ سے آدا محبوب جب اللہ
 واجب آدا بانی پہرے لینا ہی جس طرح کہ اگر بالکل نہ بچا ہو تو پہرے سکتا ہی اور اگر
 مراد زوجیت ہی (۱۷) ملنے محبوب لہ کا خاوند یا چھوڑ دینا مانع حب کے پہرے لینا ہی

پس اگر ایک اجنبی عورت کو کچھ مہیا کیا پھر اس سے کچھ کیا تو یہ پھر سبکستا ہونے لگا
 جس میں (یعنی پہلے نکاح کر کے اور پھر اس کو کچھ مہیا تو نہیں پھر سبکستا اور) اس
 سے افراد قرایت ہو۔ پس اگر اپنے ذریعہ محسوس کو کچھ مہیا تو پھر نہیں سبکستا اور
 سے ہلاک فرادے (یعنی مہربوب کا مہربوب لینے کے پاس سے جاتا رہتا کہ اس سے
 بخوبی مہیا داپس نہوگا) اگر مہربوب لے دعوئی کرے کہ مہربوب جاتا رہا تو اس کا کتنا تر
 ہوگا۔ پھر لینا جب ہی صحیح ہے جب دو دواہب اور مہربوب لے راضی ہوں یا کم
 حکم کرے کہ کوئی دیکر نہیں لینا مسئلہ مختلف فیہ ہے پس ان دو اہروں سے ایک کا
 ہونا ضرور چاہیے تاکہ جائز ہونے کی جاثب قوت پرکشتے نہ پس اگر حسین مہربوب ثالث
 ہو گیا اور پھر اس کا کوئی مستحق پیدا ہوا اور مہربوب لے نہ مستحق کو مہربوب کے بدلہ
 میں نادان دیا تو یہ تادان داہب سے وصول نہیں کر سکتا۔ مہیا کرنا عوض لینے
 کی شرط پر ابتدا میں تو مہیا کا حکم رکھتا ہے یعنی شرط ہے کہ داہب و مہربوب لے دو
 جو ضون پر قایض ہو جاوین اور اگر مہربوب مشترک بنے تقسیم ہوگا تو یہ مہیا ملے
 باطل ہوگا (جیسا ہے کا حال ہے) اور انتہا میں یہ عقد بیع کا حکم کہتی ہے پس
 پھر سبکستا ہو لینے غیب اور اخیار و بیعت کے اور (اگر مہربوب گنہگار میں ہوگی تو پڑوسی
 کو حق شفعہ پونہچ سکتا ہے) (جیسے بیع میں پونہچ سکتا ہے)۔

فصل ہستو جابلہ نوڈنی کو مہیا کیا اور اس کا حمل مہیا نکلیا یا اس شرط پر نوڈنی کو مہیا
 کیا کہ محکمہ پہر ویدینا یا اس کو آزاد کر دینا یا اہم دلدکر لینا یا گنہ مہیا کیا اس شرط پر
 کہ تحور اس میں سے مجھ کو پہر دینا یا تھوڑی کا عوض دینا تو (مہیا) صحیح ہے اور استشار حمل
 آورد و میری شرطین باطل ہیں۔ اگر فرض خواہ فرضدار سے کہے کہ جب کل ہو تو فرض

پھر جسے باؤا میں سے بری الہیہ سے پائے کہ محکوم اور بری اور اگر کسی سے تو باقی
 آدمی نرا ہے یا تو آدمی کسی بری الہیہ سے تو یہ قول باطل ہے (اس لیے کہ درون
 سورنوں میں فرشتے کے سہ کرنے کو شرط پر مشروط کیا ہے اور وہ درست نہیں)
 صحیح ہے یہ غمخیز کہ گویا اسے اسکی زندگی تک اور اس کے مرنے کے بعد اس کے
 وارثوں کو اسے - غمخیز اور سب کو کہتے ہیں کہ کوئی شیخ اپنا گھر کسی کو اسکی زندگی تک
 دیتے اور جب وہ مر جاوے تو مالک کو پھر دیا جاوے - یوں کہہ کر یہ صحیح نہیں کہ
 اگر میں تجھ سے پہلے مر جاؤں تو یہ چیز تیری ہے اور اسکو فقہاء کی اصطلاح میں
 کہتے ہیں - صدقہ کا حکم یہ کہ اسے کہہ سکتے ہیں ہر بالغ و بالغہ کے اور بچے نہیں
 ایسی شے مشترک میں جو تقسیم کے قابل ہے مگر صدقہ کو مثل یہ کہ ہر لڑکا ہر بچہ نہیں ہے
 (کیونکہ صدقہ تو فقہاء کی اصطلاح ہے)

حکایت

کتاب الاجارۃ

اس میں ہے کہ اگر ایک ذبیحہ کا بیان ہے - اجارہ کہتے ہیں ایک نفع معلوم کو جو چنانچہ
 چیز معلوم کے بدلے میں اور جو چیز قیمت ہو سکتی ہے وہ اجارہ کی بھی ہو سکتی
 ہے - محکمہ کی مدت بیان کر دینا جو نفع معلوم ہو جائے جیسے گھر میں رہنے یا زمین
 کی کھیتی کرنے میں (ایک سال یا دو سال یا مقرر کردہ تو گھر کا یا زمین کا نفع مجھوں نے
 ملے معلوم ہو گیا) تو پھر جو نفع مدت و مدت مقرر کرنا صحیح ہے مگر وقفوں کے اجارہ میں
 تین برس سے زیادہ مدت مقرر کیا وکی - اجارہ کی چیزوں کا نام لینی ہر شے کو
 جو اجارہ میں ہو جائے یا سلاخی کے لیا جاوے کہ زمانہ اور پلائی وغیرہ میں اشارہ
 کرنے سے نفع معلوم ہو جائے مثلاً یوں کہتا کہ اس علم کو فقہاء سے دو سال کا اجارہ

اس اجیر پر دو رو فیصلہ تھا یا چار رو فیصلہ کا اس میں ایسا لکھا نہیں تھا بلکہ چار رو فیصلہ تھا
 ہو سکتا ہو یا آج کل کے مشروطہ سے یہ یہ بجا نہیں ہے بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ کام تمام کر دیا
 یا نہ کیا جاتا ہے اس پر تو دو رو فیصلہ ہے (مثلاً اگر گھر سے کوئی کوئی دیا یا دیکر کر دیا تو اسے
 فیصلہ میں کر لیا تو اگر اس میں سے کسی کو ایک تھی کر لیا کا ہو گا) اگر کپڑے وغیرہ کے لئے
 مزدور کیا اور اس کو اس سے کسی سے چھین لیا تو اس کی مزدوری ساقط ہو جاتی ہے مگر اگر
 یار میں کا مالک کر لیا ورنہ اس پر مزدور حصول کر سکتا ہے اور اس میں والا ہے اور اس کا کر
 پر منزل پر نہ ہو کر لے سکتا ہے اور وہ بھی مزدوری اس کا کام سے خراج ہے مگر اگر وہ خانہ بانی
 ہوئی تو اس سے لگا کر اس پر اگر وہی مزدور ہو گا اسے اور وہ جلی ہو تو مزدوری اس کی ہوتی
 ہوگی اور وہی کا مالک اس کے لئے نہیں ہے اور یہ بجا نہیں ہے بلکہ اس پر مزدور اس کا
 بعد تیار کر دے اور اگر اس نے اس کے لئے سکتے ہیں۔ جس کے کام کا اثر نہیں ہو سکتا
 قائم ہو جس سے رنگ پر ازاد ہو دینی دیکر اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 ہونا کپڑے میں موجود ہوتا ہے (تو وہ اس کی مزدوری کے بدلے میں اس سے نہیں کر سکتا
 سکتا ہے پس اگر بعد روکنے کے وہ ہشت روز ہو گئی تو اس کی قیمت دینی نہ آو گی اور مزدور کی
 بھی نیکی۔ اور جس کے کام کا اثر قائم ہو اور اس کو اس سے کار و کنا مزدوری کی دینا نہیں
 صحیح ہے (جس سے ملے دار اور ملاج وغیرہ کہ ان کو مزدوری کے لئے نہیں کر دے اس کے
 اختیار نہیں) مگر مزدور سے ہٹ کر گیا ہو کہ کام وہ خود کرے تو وہ مزدور ہی شخص کہتی
 جگہ مزدور نہیں ہو سکتا اور اگر یہ مشروطہ نہیں ہے تو درست ہے اگر ایک کو مزدور کر لیا
 اس کو کہ وہ ان کے لئے اس کے واسطے اور اس میں اس میں اس کے لئے اور مزدور باقیوں کے لئے
 آیا تو اس کو مزدور ہی حصہ رسد ہی ملے گی (یعنی مزدوروں کا حصہ کم ہو جائیگا) نہ کہ

مزدور کیا عمرو کے پاس خط لیا کہ جواب لائے تو کیا کہا تا لہجائے پراور عمرو کے رجا
کے سبب سوزید خط یا کہا تا لہجائے تو مزید کہ عمرو درسی نہیں لیکے +
باب اجارہ کی قسموں میں سے جو درست ہیں اور جنہیں خلاف ہوا ان کے پانچ ہیں
- سچم ہے کہ دون اور دو کا لون کا کرایہ لینا بغیر بیان کرنے اس کام کے جو انہیں
کیا جاوے گا اور کرایہ دار کو اختیار ہے کہ جو کام چاہے وہ انہیں کرے مگر یہ کہ لوہا یا دھوپا
یا آنا پسے والے کو انہیں ترک ہے (کہ ان کے رکھنے سے مہارت کو نقصان پہونچتا ہے) - کہنتی
کہ اس طرح زمین کا کرایہ لینا سچم ہے بشرطیکہ اس میں جو شے ہو وہی دوسری بیان کر دی جائے
یوں کہلے کہ جو چاہو لگنا ہو تو لگنا - زمین کا ٹھیکہ عمارت بنانے اور درخت لگانے
کیو اس طرح بھی سچم ہے پس جب ٹھیکہ کی مدت گزر جائے تو ٹھیکہ دار درخت اور عمارت کو
اوٹھائے اور زمین کو خالی کر دے لیکن اگر مالک زمین اس عمارت یا درخت کی وہ
قیمت ادا کر دی جو اوٹھانے کے بعد ملے اور آپ اسکا مالک ہونا چاہو تو اس سے بہتر
انکا اکھیرنا ضرور نہیں (یا عمارت و درخت کے رہنے دینے پر رضی ہو جاوے تو آپ
درخت اور عمارت سے تاجر یعنی ٹھیکہ لینے والے کے ہونگے اور زمین میں جو چیز یعنی ٹھیکہ
دینے والے کی اور شرط کے حکم درخت کا سا ہے - اگر کہنتی چاہے زمین ہو یا درخت
ٹھیکہ کی فوری ہو گئی تو ٹھیکہ کے نرخ پر کچھ تک زمین میں رہنے دینا چاہیو گی - چارہ لہجہ کا
ٹھیکہ واسطو سوار ہو سکے اور لادنے کے درمیت ہو اور ٹھیکہ کا واسطو پہننے کے پس
اگر ٹھیکہ میں سوار یا پہننے والے کا نام نہیں لیا ہو تو وہ فوری کو بھی سوار کر سکتا ہے اور
اگر سوار یا پہننے والے کو معین کر دیا ہے تو وہ سوار کیا یا پہنایا تو ہلاک ہونے
پر نشان دینا اور لگا - اس طرح مال جو ہر چیز کا جو استعمال کرینا ہو اس کے خلاف ہے

باب اجارہ کی قسموں میں سے جو درست ہیں اور جنہیں خلاف ہوا ان کے پانچ ہیں

اس کا اکھیرنا ضرور نہیں (یا عمارت و درخت کے رہنے دینے پر رضی ہو جاوے تو آپ درخت اور عمارت سے تاجر یعنی ٹھیکہ لینے والے کے ہونگے اور زمین میں جو چیز یعنی ٹھیکہ دینے والے کی اور شرط کے حکم درخت کا سا ہے - اگر کہنتی چاہے زمین ہو یا درخت ٹھیکہ کی فوری ہو گئی تو ٹھیکہ کے نرخ پر کچھ تک زمین میں رہنے دینا چاہیو گی - چارہ لہجہ کا ٹھیکہ واسطو سوار ہو سکے اور لادنے کے درمیت ہو اور ٹھیکہ کا واسطو پہننے کے پس اگر ٹھیکہ میں سوار یا پہننے والے کا نام نہیں لیا ہو تو وہ فوری کو بھی سوار کر سکتا ہے اور اگر سوار یا پہننے والے کو معین کر دیا ہے تو وہ سوار کیا یا پہنایا تو ہلاک ہونے پر نشان دینا اور لگا - اس طرح مال جو ہر چیز کا جو استعمال کرینا ہو اس کے خلاف ہے

مختلف ہو جاتی ہو۔ جو چیز ایسی نہیں ہو اور میں قید لگا با باطل ہو جس پر قید کر دو کہ کہہ
 میں فلاں شخص ہی رہے تو اس کا کچھ عہدہ بار نہیں کرنا چاہیے جس کو چاہیے کہہ۔ جانور کے
 ٹھیکہ میں اگر بوجہ کی قسم مقرر کر دو جو جس کو گھوڑوں کی کوئی تو مستاجر کو دینی ہی یا اس
 سو ہلکی اور چست ہر کے لادنے کا اختیار ہو نہ زیادہ نقصان کرنا والی چیز کا جس سے ملک اور
 یہ گھوڑوں سے بھارتی ہو۔ اگر سواری و دسریکو بھی مہالو سے مرگئی تو مستاجر کو
 نصف قیمت دینی ہوگی۔ اور اگر مقرر بوجہ نہ زیادہ کرے جس کے سبب مرگئی تو جس قدر
 زیادہ کیا اوس کے موافق قیمت ادا کرنی ہوگی۔ اگر مارنے یا لگام کھینچنے یا زمین اوتا
 لینے یا پالان باندھنے یا ایسے زمین باندھنے سو کہ اس جیسے جانور پر نہ باندھتی ہو
 یا جوارہ ٹھہر گیا تھا اوسکو چھوڑ کر دوسرا اختیار کرنے سے بھی بشرطیکہ دواؤں اور ہون میں
 فرق ہو (یعنی دوسرا زیادہ یا سبب سے یا جھگڑا کیوں ہو کر انہ کی موت ہو جانور کو دریا
 میں لادنے سے ہلاک ہو جائے تو سب قیمت دینی ہوگی اور اگر منزل مقصود کو نہ پہنچا
 تو جھگڑا یہ ٹھہر لیا تھا وہی دینا ہوگا۔ اگر گھوڑوں کی کہتی ٹھہری تھیں اور زلیہ تو یا تو جو
 طریقہ بونے ہو زمین کا نقصان ہوا وہ دینا ہوگا اجرت لازم نہ ہوگی۔ اگر لڑکے یا ایسے
 کو کھاتا تھا اور قبا سیدھی تو کپڑوں کی قیمت دینی ہوگی اور لاکھ اگر قبا کی سیدھی تو
 کے موافق دیکر قبا ہی کے لیے تب بھی صحیح ہے۔

باب اجارہ فائدہ کے بیابان۔ اجارہ فائدہ ہو جاتا ہو (اس شرط سے) جس
 کے خلاف ہو اور اس میں زمین اگر مزدور کام کرے گا تو جیسا کام کرے گا ایسی ہی مزدور
 ملیگی اگر مزدور پہلے ٹھہری تھی اس سے زیادہ نہ ہوگی۔ اگر چکان کرنا یا باوریدہ ہونے پر
 تو فقط ایک جس کے لئے صحیح ہو مگر یہ کہ بیان کر دہی سب مہینوں کو جس مہینہ کی

اجارہ فائدہ کے
 بیابان

ایکسا بت بھی رہیگا تو اس جہنمے لگا کر یہ سمجھ ہو جائیگا۔ اگر مکان ایک سال کی عمر
 کرایہ لیا تو سمجھ سے جو ہر جہنمے لگا کر یہ مقرر نہ کریں۔ شروع ہت ہٹسکی کی عقد کمریت
 سو ہے پس اگر ہر وقت چاند دیکھا اس وقت عقد کیا تب تو جہنم کے حساب رہیگا
 اور جو نہیں تو دنوں کا حساب رہیگا۔ پچھنی لگانے اور عام میں بنلانے کی جست
 لیسے دست ہو کر ماؤ پر خر کے ڈالنی کی مزدوری لینی درست نہیں۔ یہ شرط اذان
 کہنے کی مزدوری اور چم کرنے کی مزدوری اور امانت کی مزدوری اور قرآن اعلیم
 فقہ کے سکھانے کی مزدوری یا جائز ہو کر اس زمانہ میں غنوی پسر ہو کہ قرآن سکھانے
 مزدوری سمجھ ہو اسکو کہ لوگو کو مفت سکھانے کی توفیق نہیں ہی اور گانے اور نغمہ
 کرنے اور ستارہ و فوغیرہ بجانے پر مزدوری لینی درست نہیں۔ زمین مشاعہ جاری
 فاسد ہو رہنے آدمی یا تہائی غیر منہن کو زیادہ دیمو تو فاسد ہو لیکن اگر شریک کو دیکھ
 جسکے پاس باقی ہو تو درست ہو۔ دایہ کا نوکر رکھنا اجرت معلوم پر سمجھ ہو اور کہا ہے
 پہننے پر رکھنا بھی سمجھ ہے۔ دایہ کے خاوند کو اسکی صحبت کرنے سے منع کرے
 پس اگر دایہ حاملہ ہو جادی یا بیار ہو جادی تو عقد اجارہ فسخ ہو جاوے گا اور دایہ
 کو لڑکے کی خوراک کا درست کرنا لازم ہو جس اگر لڑکے کو بکری کا دودھ پلائیگی تو نوزد
 نہ لیسگی۔ اگر سوت دیا کہ آدھو کا کپڑا تو سوت اور آدھو بٹائی نہیں جائے یا میرے دو دیکھا کہ میرا
 اناج فلان جگہ پر نہ چاڑھی اور اس میں بھی میرے خر لے لینا یا مجھ کو لے لینا تو اسکی دھڑل
 آج ایک رقم جسکے بدلہ میں پکا دینا جو سب جائز نہیں۔ اگر زمین ہٹسکی میں لی اس شرط
 پر کہ اس میں بل جو تو گنا اور کہتی کر دیکھا یا اسکو پانی دیکھا اور کہتی کر دیکھا تو سمجھ
 پس اگر شرط کر کہ زمین میرے وقت پہل پہل جو تیرا لے کر دینا جو تیرا اس میں لے لیا

مستحق است
 و اگر شرط کر کہ زمین میرے وقت پہل پہل جو تیرا لے کر دینا جو تیرا اس میں لے لیا

[illegible]

ایک نیا دستور

سو اسباب نو عبادی یا علاج کشتی کو کیسے چلے اور اسکی کشتی دوسرا دوسری نو عبادت
 مال کا نفسان ہو گا اور سکنا و ان آن مسور تو نہیں لیا جاوے گا مگر آدھ مہی کہ اس کشتی
 کے دوسرے سے نہالے ہو گئے ہوں اٹھنا و ان نہیں لیا جاوے گا پس اگر مزدور کسی
 مسکا جسکے اوٹھانے کیواسطے مزدور ہوا تھا راہ تین نو عبادی تو مزدور نو عبادی کی قیمت
 مال کو و ان دینوسی جہاں کسی مسکا اٹھایا تھا اور اسطور تین مزدوری نو عبادی کی قیمت
 رہاں دوسری جہاں نوٹا ہو اور مزدوری اسقدر نہ لے جتنی راہ لے کر چکا تھا۔ پچھنے
 لگانے والا اور قید کہو نے والا جانور و ن خواہ انسانوں کا اگر پچھنے لگانے خواہ
 نشتر مارنے میں ہموئی جگہ سو فرق نکرین تو تاوان نہینگے۔ خاص مزدور اپنی
 مزدوری کا مستحق ہو جاتا ہے جبکہ سو کہ مدت اجارہ میں کام نہ مستعد ہو جاوے
 خواہ اس سے کام لیا جاوے یا نہ لیا جاوے جسکو کسیکو خدمت کا زمی کہو اسطے یا
 بکریاں چرائیکے واسطے نوکر کر کہا اور یہہ مزدور تاوان خدمت میں چیز کا جزا و سکا پر
 سے مختلف ہو جاوے یا اسکے کام کرنے سے جانی رہی ہو۔ پہچنے دوسری مزدوری
 مستقر کرنی دوسری قسم کے کام پر یا دوسری نو عبادت کے مستشار سے لعلی شرط
 میں (یعنی یہہ اجارہ و مزدوری کا دوسرا طرح کے خواہ دوسرا دوسرے کاموں
 پر درست ہو مگر جہتہ موافق شرط اول کے دینی آتی ہے مثلاً اگر درزی ہو کہی
 کہ اگر اس کپڑی کی قبای نادہ سیسیو گا تو ایک روپیہ اور اگر دوسری قبای سیسیو گا تو
 اٹھ آنے دو گا پس اگر موافق شرط اول کے یعنی نادہ سیسیو تو ایک روپیہ مزدوری
 دوسری دوسری شرط کے موافق یعنی روپیہ سیسیو تو جو اسکی مزدوری کا ہوتا
 ہو وہ دینا ہو گا اٹھ آنے دینی ہو گا اسبطرہ اگر تو ان کہتا کہ اگر آج نہیں دیا تو ایک روپیہ

دوسری نو عبادت
 دوسری نو عبادت
 دوسری نو عبادت

اور کن مسجد لگا تو آٹھ آنے تو او میں سیو گا تو ایک روپیہ دیا ہو گا اور دوسری روز
سیو گا تو دستور کے موافق مزدوری دینی ہوگی نہ آٹھ آنے) ایسا ہی حال ہی ہو گا
اور جہہ میں (مثلاً کہی کہ اگر دوکان میں درزی کو مٹھا لگا تو اسکا کرایہ ایک روپیہ ہو اور
اگر نوہار کو مٹھا لگا تو دو روپیہ پس اگر پہلی شرط کے موافق درزی کو مٹھا لگا تو ایک
روپیہ کرایہ کا ہو گا اور اگر دوسری شرط کے موافق مٹھا لگا تو کرایہ مثل بعضی دستور
کے موافق لازم آویگا نہ دو روپیہ) اس طرح چار پانچ دین دوسری اجرت باعتبار
مسافت کے یا بوجہ کے مقرر کرنی درست ہے (جیسے کہی کہ اگر مکہ لیجا ہی یا دین میں
لا دی تو ایک روپیہ اور اگر طائف تک لیجا ہی یا یاجم میں لا دی تو آٹھ آنے تو اگر پہلی
شرط کے موافق کیا تو موافق ٹھہری ہوگی کے دیا ہو گا اور جو دوسری شرط کے
موافق کیا تو موافق دستور کے دیا ہو گا جو ٹھہرا تھا) جس غلام کو خدمت کے واسطے
حالت اقامت میں اجیر مقرر کیا اسکو سفر میں ساتھ لیجا یا حج میں ہی بغیر پہلے
سی شرط کر کے (اگر سفر کی شرط بھی کرنی تو لیجا یا درست ہے) مستاجر غلام ممنوع العمل
کو اسکی کار خدمت کے عوض میں جو اجرت دے وہ اس سے واپس لے (صورت
اسکی بھی ہو کہ زید نے ایک غلام کو جسکو مالک نے کام میں منع کر دیا ہے اجیر کیا اور
کام لیا اور مزدوری دیدی پھر ظاہر ہوا کہ وہ ممنوع العمل تھا مالک کی طرف سے
تو اب زید مزدوری بہر نہیں سکتا) زید نے ایک غلام عمر کو بھی چھین لیا پس
سے مزدوری کر کر اسکی کھائی کہا گیا تو وہ اسے کرنا اس اجرت کا زید پر نہ آویگا۔
اگر غلام ممنوع العمل کا مالک مزدوری جو اسکی اس غلام کے آٹھ میں موجود ہو
تو بے سکتا ہو۔ صحیح ہے غلام ممنوع کو اپنی مزدوری کا بے لینا (یعنی مستاجر

غلام کے چالہ کر دیا اور وہ قبضہ کر کے تو بری الذمہ ہو جائیگا اگر غلام کو دو مہینے
کیواہٹو اس طرح نوکر کہا کہ ایک مہینہ چار روپیہ برادر ایک مہینہ پانچ روپیہ تو صحیح ہے
پہلے مہینے تین چار روپیہ دوسرے مہینے پانچ لازم ہونگے (پہلے مہینے پانچ دوسرے مہینے
چار نہیں ہو سکتی) اگر ایک غلام کے موجرا و مستاجر آپس میں اختلاف کریں مستاجر
کہے کہ تو نے جو غلام ٹھیکہ میں دیا تھا وہ بھاگ گیا یا بیمار ہو گیا اور موجر کہہ کہ کیا
نہیں ہوا تو دیکھا جاوے گا کہ اگر جگہ کی کیفیت واقع میں بیمار ہو گیا یا بیمار ہو گیا
کا قول مقبر ہو گا اور جو نہیں تو قول موجر کا۔ کپڑے کے مالک کا قول مقبر ہو گا کرتے
یا قبا کے سینے میں اور سرخ یا زرد رنگے میں اور مردوزی لازم ہونے یا نہ ہونے میں
(سودت اخیر و غیرہ) کہ مستاجر کہے کہ تمہارے کام تو نے اس کپڑے میں مفت کیا ہے اور اجیر
کہے کہ آج کے عوض میں تمہارے کیا ہے تو مالک کا قول مقبر ہو گا۔

باب ٹھیکہ توڑنے کے بیان میں۔ ایسی عیب کے سبب جو نفع لینے سے مانع ہوا اور کرایہ
کے مکان کے خراب ہو جائے ہو اور کہنتی کی زمین اور چٹائی کے پانی بند ہونے سے اور اجار
فسخ ہو جائے ہو۔ اگر عاقدین میں سے ایک چھٹی مر جاوے تو موجر ٹھیکہ اجارہ اپنی ذات
کیوں نہیں کیا ہے تو اجارہ فسخ ہو جاوے گا اور اگر غیر کیوں سلطی عقد کیا تھا جسے کھیل اور
رضی اور شرعی دفع کا اجارہ کرنا ہے تو فسخ نہ ہو گا۔ تو بھانا ہے اجارہ و خیار شرط
اور خیار ذیعت (مثلاً کہہ کہ مجھ کو تین روز تک اختیار ہے چاہوں رہن و دوں چاہوں
توڑا توں یا نہیں کہہ کہ جب دیکھوں تو مجھ کو اجارہ توڑا توں کا اختیار ہے اور اجارہ
عقد بھی فسخ ہو جائے ہو اور عذر ادا ہو کہہ کہ مستاجر اجارہ کی تفصیل سے بدین
پر دیا کرتے زیادہ نقصان کے جو عقد اجارہ ہو اور سپر ضرر نہیں عاجز ہو مثلاً

اگر غلام کو دو مہینے
کیواہٹو اس طرح نوکر
کہا کہ ایک مہینہ چار
روپیہ برادر ایک مہینہ
پانچ روپیہ تو صحیح ہے

اگر عاقدین میں سے ایک
چھٹی مر جاوے تو موجر
ٹھیکہ اجارہ اپنی ذات
کیوں نہیں کیا ہے تو
اجارہ فسخ ہو جاوے گا

کسی نے رو کی جہت سے اپنی وارہ نکلوانے کو دوسری کو مزدور کیا پھر درجہ جانا
 رہا دلیہ کا کہنا پکانے کی واسطے مقرر کیا پھر عورت نے اُس سے خلع کر لیا یا دوکان
 تجارت کی واسطہ کر لیا بی پھر مفلس ہو گیا یا دوکان کرایہ پر دی پھر اس کے ذمہ قرض
 لازم ہو گیا ظاہر میں یا اس کے بیان سے یا اس کے اقرار سے اور سوا اس
 دوکان کے اور کچھ مال اس کا نہیں یا جانور سفر کے لئے کرایہ کیا پھر ایسی کوئی بات
 نکل آئی کہ سفر اس کو کرنا مصلحت ہو اور ان سب صورتوں میں نسخہ اجارہ کر سکتا ہو۔ اگر
 جانور کرایہ دینے والے کو کوئی ضرورت مانع سفر میں آگئی تو وہ اجارہ نہیں کر سکتا
 (کیونکہ دوسرے کو اپنی جگہ جانور کے ساتھ بھیج سکتا ہے)۔

مسائل متفقہ

مسائل متفقہ اگر منگنی کی زمین یا ٹھیکہ میں لی ہوئی زمین کی کہتی چلائی
 اور اس کی سبب سے دوسری زمین کی کہتی بھی چلگئی تو اس پر تاوان نہیں آوے گا
 (اگر تو انہو کی اور اگر چلانے کی وقت ہوا تھی تو تاوان دینا ہوگا) اگر درزی یا زکری
 اپنی دوکان میں کسیکو ٹہال لے تاکہ کام کر دے اور نصف اجرت سے تو میچم ہے۔ اگر
 اونٹ کرایہ کیا تاکہ مکہ تک اس پر کجاوہ رکھی اور دوسواریاں ٹہلا دی تو میچم ہے
 اور اس کو اختیار ہے کہ ایسا کجاوہ رکھے جو مروج ہو مگر اس کجاوہ کا دیکھ لینا
 بہتر ہے تاکہ پھر کبھی انہو چوٹے بڑی میں آدراگر توشہ کے لادنے کے لئے کرایہ کیا
 اور مقدار توشہ کی معین کر دی تو اگر ادبین سے کچھ کہائے تو تباہی اور اس کے
 عوض رکھ سکتا ہے۔ میچم ہے اجارہ کرنا اور اس کا نسخہ کرنا اور کہنی کرنا اور سبچہ
 کا معاملہ کرنا اور مضاربہ اور وکالت اور کفالت اور کسیکو وصی کرنا اور مال کی
 وصیت کرنا اور قاضی کرنا اور امیر کرنا اور طلاق دینا اور آزاد کرنا اور وقف کرنا کسی

وقت کی طرف نسبت کر کر (مثلاً کہتے کہ میں نے شہید کیا جیسے کے شروع سے یا سال کے شروع سے) وہ طے ہوا القیاس وہ سہی جہین (بیع اور بیع کی اجازت در صورت کسی بیعی کے بیع کرے اور بیع کرنا بیع کا خیار شرط کے بعد اور قسمت اور شرکت اور سہ اور شراخ اور رجعت بعد طلاق اور صلح مال سے اور بری الذمہ کرنا قرض سہوان امور کو کسی اور وقت کی طرف منساق کرنا بیع صحیح (مثلاً لون کھانا کہ کل سو مہینہ بیع کرنا ہونے یا کل کو اجازت دو مہینہ وغیرہ)

کتاب المکاتیب

اس میں مکاتیب کا بیان ہے (اور مکاتیب وہ غلام ہیں جس سے مال لگے اور کے ادا کر کے لے کر کچھ نہ دے پھر الیائیکہ انا ویدعی ملو تو ازا دے) کتابت میں غلام تصرف پر قادر ہونے کی راہ سے نو ذرا اور سیوقت ادا نہ ہو جائے اور ذوات کے عتبار سے انجام کو ازا نہ ہو جائے جبکہ کتابت کا بدلہ ادا کر دے تو سب زیادہ اگر اسے چھوٹے غلام کو جو عقد کو سمجھ سکتا ہو مال کے غرض نہیں بالفعل یا مدت پھر اگر یا قسطن کے ساتھ کتابت کر دے اور وہ قبول کرے تو صحیح ہے اس طرح اگر مالک یون کہی کہ میں سب کو ذمہ قرار دے گا تو کو تو قسط میں ادا کر دے جن میں سے اول قسط اتنی ہو اور آخر اتنی پس اگر تو ادا نہ کیا اور دوسرے تو ازا دے اور جن میں تو غلام تو وہ غلام مال کے تصرف سے لگا ہو گا (اسی مالک سے) یعنی غلام تجارت اور بیع اور شرا وغیرہ کر سکتا ہے اور ذمہ نہ کر سکتا ہے (مالک اگر تو مدعی مکان سے بیعت کرے یا دوسرے یا دوسرے کے لئے پر کوئی جنایت کی تھی تصور کرے (مثلاً دیکھ مار دے یا مارے یا لون توڑ دے) خوار و مکاتبہ کا مال تلف کر دے تو ان ضرور تو نہیں مالک کو تاوان

کتاب المکاتیب

دینا آگیا۔ اگر زیادہ اپنی ملک کو مکاتب کرنے عوض شراب یا سور یا قیمت اس ملک کے
 یا بے میں ایسی شے کے جو اس ملک کی ملک ہو یا عوض سور و پیسے اس شرط پر
 کہ ملک غلام مذکور کو کوئی غلام غیر معین یا لونڈی غیر معین واپس دے یا اس صورت
 میں کتاب باطل ہو جائیگی پس اگر ادا کر دے غلام وہ شراب تو آزاد ہو جائیگا اور اپنی
 قیمت مالک کو کما دینی پڑیگی پس (اگر قیمت غلام کی) شراب سے کم (ہوگی تو کم)
 نہ لیجاویگی اور اگر زیادہ ہوگی تو زیادہ لیجاویگی۔ اگر ایک جانور کے بدلے میں
 مکاتب کیا (اور اسکی قسم مثلاً اونٹ یا گھوڑا وغیرہ بیان کر دی) تو (کتابت)
 صحیح ہے گو وہ صفت اس جانور کا نہ بیان کیا جاوے۔ صحیح ہے مالک کا قرض کا غلام
 کا قرض کو مکاتب کرنا شراب کے بدلے میں اور انہیں کسی اگر ایک بھی ایمان لایا تو
 مالک کو قیمت شراب کی پونہیگی اور شراب کے لینے سے بھی آزاد ہو جائیگا۔
 باب جن افعال کا مکاتب کو کرنا درست ہے اور جہاں درست نہیں اور انکے بیان میں
 مکاتب کو بیع اور شہاد اور سفر درست ہے گو مالک نے شرط کر دی ہو کہ شہر میں نکلا
 اور اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا اور اپنی غلام کو مکاتب کرنا پھر اگر مکاتب کے مکاتب
 نے بدل کتابت مکاتب اول کے آزاد ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو اسکی فلاں مالک
 کو پونہیگی اور نہیں تو مکاتب اول کو۔ مکاتب کو اپنا نکاح کرنا انے ان مالک کے
 اور مہر کرنا اور انے چیز کے سوا تصدیق کرنا اور کسی کا ضمان ہونا اور قرض
 اور اپنی غلام کا آزاد کرنا گونا مال کے عوض میں ہونا اور اپنی ذات کا بیچنا اور نکاح کرنا
 اپنی غلام کا درست نہیں۔ باب اور رضی چھوٹے بچہ کے ملک کے حق میں کم
 مکاتب کا کہتے ہیں (یعنی جو امیر مذکورہ سابق مکاتب نہیں کر سکتا ہے وہ باب اپنی

میں بیع کرنا
 مکاتب کو بیع کرنا
 مکاتب کو بیع کرنا
 مکاتب کو بیع کرنا
 مکاتب کو بیع کرنا

یہ سچے ملک سوا اور دہی اپنی موسیٰ کی اولاد وغیرہ کے ملک کو جو بھی زمین کو زمین
 مزار بنادیں ملک کو امور مذکورہ میں سے کسی کا اختیار نہیں ہے۔ اگر خرید ملک یا
 باپ یا بیٹے کو خریدی تو وہ خرید پر ملک ہو جائیں گے یعنی کتابت اول میں داخل ہوگی
 اور ملک کے ہاتھ آزاد ہو جائیں گے اور اگر مہائی یا کسی اور رشتہ دار قریب کو خرید
 تو ملک نہ ہوگا اگر ملک ایسی لونڈی کو خریدی جو اس کی بیٹی تھی غیر شخص کی ملک
 اور اس سے اولاد بھی تھی تو اگر لونڈی کو مع لڑکے کے خرید تو لڑکا خرید پر ملک
 ہو جائیگا اور لونڈی کو بیچنا صحیح نہ ہوگا اور بغیر لڑکے کے خریدی تو اس کا بیچنا صحیح
 ہے۔ اگر ملک کی لونڈی ملک سے لڑکا جنی تو لڑکا ملک ہو جائیگا اور جو کماٹی ہوگی
 ہوگی وہ باپ کو ملیگی۔ اگر ملک اپنی لونڈی کا اپنی غلام سے نکاح کر دے تو وہ
 کو ملک کر دے اور ان سے لڑکا پیدا ہو تو لڑکا مان کی کتابت میں داخل ہوگا ملک
 ہو جائیگا اور اس کی کماٹی مان کو ملیگی۔ اگر ملک یا غلام یا ذون نے مالک کی
 اجازت سے ایک عورت سے جو اپنی دوست میں اپنے آپ کو آزاد جانتی ہے نکاح
 کیا اور اس کے اولاد ہوئی تو یہ معلوم ہوا کہ کسی لونڈی سے تو وہ لڑکا اس کا غلام
 ٹھہرے گا جس کی لونڈی ہے۔ اگر ملک یا یا ذون ایک لونڈی سے خرید کر اس سے صحبت کرے
 پس وہ کسی اور کی نکاح یا خرید یا صد سے خریدی تھی اور صحبت کرے بعد وہ واپس
 ہوگی تو صحبت کی اجازت وہ تو مسئلہ میں مالک کے ذمہ محسوس ہوگی اور بے اجازت
 مالک کے نکاح کر کے صحبت کی ہوگی تو اس میں جو با مان صحبت کا دینا اور گناہ ملک
 کی آزادی کے بعد اس سے وصول کیا جائیگا فصل اگر ملک لونڈی کے مالک
 سے اولاد ہوئی تو ملک ہی رہے گی (یعنی بدل کتابت او اگر آزاد ہو سکتی ہو)

اور اگر بدل کتابت اور ہوا تو نام ولد ٹھہریں گی۔ اگر کوئی شخص اپنی دیر برائے نام ولد کو مکاتب کو
 نو مجھے ہو اور نام ولد تو مالک کے مرنے پر مفت بلا عوض آزاد ہو جائے گی مگر بد دولت
 اپنی قیمت کے وارثوں کو کما دیا اور اگر مالک فقیر ہو کر مر گیا ہو تو تمام بدل کتابت اس کو
 کما دینا ہو گا۔ اگر کوئی اپنی مکاتب کو دیر بر کر دی تو یہ بھی مجھے سے پس اگر بھید بدل کتابت
 اور اگر دیا تو آزاد ہو جائیگا ورنہ دیر بر رہیگا اور اگر مالک اس کا فقیر مرنے پر دولت اپنی
 قیمت کے یا بد دولت بدل کتابت کے کما دی۔ اگر مکاتب کو مالک آزاد کر دیا تو
 آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت اس کی ذمہ ہو اور اگر جائیگا اور اگر ہزار روپیہ پر جو
 وقت تک ادا ہونا ٹھہرے تھے مکاتب کیا تھا پھر اس سے صلح کر لی فی الحال پانسو
 دینے پر تب بھی مجھے سے۔ اگر کوئی بیمار جس کو اپنی غلام کو د ہزار کے عوض ایک
 برس تک کی مدت میں ادا کر دینے پر مکاتب کیا تھا مر جائے اور غلام کی قیمت ایک
 ہزار سے اور وارثوں نے بدل کتابت کو دیر میں دینا کر دیا تو غلام مذکور کو
 بخائی بدل کتابت فی الحال ادا کرے اور باقی ایک تہائی سال بہر میں دینا رہے یا
 اگر عاجز ہو بدل کتابت سے تو غلامی میں رہے۔ اور اگر سال کے اندر ہزار دینے پر
 مکاتب کیا تھا اور قیمت اس کی دو ہزار ہو اور وارثوں نے سال پہر کی دیر روا
 نہ کی تو بد دولت اپنی قیمت کے بالفعل ادا کر دی یا غلامی میں رہے۔ اگر ایک آزاد
 نے کسی غلام کو اس کے مالک سے ہزار پر مکاتب کرایا اور بدل کتابت بھی ادا کر دیا
 تو وہ غلام آزاد ہو گیا پھر اگر غلام نے بعد اطلاع اپنی مکاتب ہونے کو جائز کیا
 تو وہ مکاتب ہو گا (یعنی جو مال آزاد شخص نے اس کو مالک کو دیا ہو وہ اس کی ذمہ
 پر لازم ہو گا) اگر ایک شخص دو غلاموں کو مکاتب کر چکیں ایک موجود اور ایک غائب

عاجز ہوئے تاوان قیمت زید کو پہنچانے کو نہ دی گئی اور اگر وہ نہ دے اس کو ٹیڈی
 مشترک کو زید کی صحبت کے اور لڑکے کے دعوے پر کرینگے بعد برکریہ اور عمرو نے
 صحبت نہیں کی ہے پہلے ٹیڈی اور اس کے ہاں سے عاجز ہوئی اور کاد برکریہ باطل
 اور زید کی بھینہ ٹیڈی ام ولد ٹھہری اور زید عمر کو نصف قیمت ٹیڈی کی نصیب
 تاوان صحبت کا دے اور لڑکا زید کا ہو گا۔ اور اگر زید عمر کو دے تو ٹیڈی اس کو ٹیڈی
 مکاتب کو آزاد کر دے اور وہ مالدار ہو پہلے ٹیڈی اور اگر زید کتابت سے عاجز ہو
 تو آزاد کرنے والا دوسری شریک کو نصف قیمت ٹیڈی کی دے اور بھینہ نصف اس
 ٹیڈی سے وصول کرے (اگر دوسرا شریک بھی آزاد کر دے یا اس ٹیڈی سے
 نصف قیمت کما لے تو پہلے آزاد کر نیوالے سے کچھ نہیں لے سکتا) اگر زید عمر
 میں ایک غلام مشترک ہو اور پھر زید نے اس کو برکریہ دیا اور عمرو نے اپنا حصہ
 حالت تو انگری میں آزاد کر دیا تو زید عمر و سب نصف قیمت لے سکتا ہو اور اگر عمر
 کے آزاد کرنے کے بعد زید برکریہ کو کچھ نہیں لے سکتا (ان غلام نہ ہو چاہے تو نصف
 قیمت کما لے چاہے آزاد کر دے)۔

باب مکاتب کے مرنے اور بدل کتابت سے عاجز ہونے اور اس کے مالک کے
 مرنے کے یا مین۔ یہ کتاب اگر بدل کتابت کی ایک قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو جائے
 اور کہیں سے اس کا مال جلد ملے کو ہو تو تین روز تک حاکم اس کے عاجز ہونیکا حکم
 نکرے اور اگر کوئی مال ادا نہ کرے تو حاکم اس کو عاجز ٹھہر کر عقید کتابت سے
 کر دے یا مالک اسکی رضامندی سے فسخ کر دے اور اب اس پر غلامی کے سب حکام
 لوٹ آویں گے اور جو مال اس کے پاس ہو گا وہ مالک کا ہو جائیگا۔ اگر مکاتب کچھ

مکاتب کی کتابت
 کا بدلہ
 کتابت
 کا بدلہ

مال چھوڑ کر مر جاوے تو عقد کتابت نسخ نہیں ہوگا بلکہ بدل کتابت اس کے مال سے
 ادا کیا جائیگا اور زندگی کے آخر و نو میں اس پر حکم آزاد ہی کا کیا جائیگا (یعنی
 موت آزاد ہی کے بعد منظور ہوگی)۔ اگر مکاتب نے لڑکا چھوڑا جو ابام کتابت ہو
 سید انہو اسے اور کوئی مال بدل کتابت کے ادا کر سکے لیکن نہ تو بیعہ لڑکا باپ کی طرف
 کتابت کی قسطوں کے ادا کرنے میں کوشش کرے پس اگر بدل ادا کر دیا تو بیعہ
 لڑکا بھی آزاد ہوگا اور اس کا باپ بھی موت سے پہلے آزاد ٹھہریگا۔ اگر مکاتب نے
 اپنا لڑکا چھوڑا جس کو خرید اشتہا تو اس لڑکے کو بدل کتابت بالفعل اکٹھا دینا ہوگا
 قسطوں سے پس اگر ادا کر دیا تو آزاد ہو اور نہیں تو غلام ہو جائیگا۔ اور اگر مکاتب
 نے اپنے بیٹے کو خرید اور مر گیا اور اتنا مال چھوڑا کہ بدل کتابت کو کافی ہو تو بیعہ
 لڑکا اس کا وارث ہوگا (کیونکہ جب لڑکے نے زر کتابت ادا کیا تو باپ آزاد ہوا اور
 بیٹے لڑکا بھی اس کا تابع ہوا آزاد ہونے میں تو لڑکا باپ کا وارث ہوگا) جس طرح کہ
 اگر باپ بیٹے کو بیعہ ہی مکاتب کیا ہوتا (اور باپ مرنا تو بیٹا وارث اس کا
 ہوتا) اگر مکاتب آزاد عورت سے ایک بیٹا چھوڑے اور اس قدر قرض اپنا اور ورنہ
 چھوڑے جو بدل کتابت کو کافی ہو اور اس لڑکے نے کوئی قصیر کی جسکے تاوان کا
 قاضی نے اس کی ماں کے گھنے پر حکم کیا تو اس حکم سے بیعہ ثابت نہ ہوگا کہ قاضی
 مکاتب کو آزاد بدل کتابت سے حاضر ٹھہرایا کیونکہ مقتضای کتابت یہی تھا کہ لڑکے
 کو ماں کے گھنے میں ملا دین تاکہ باپ کی طرف سے بدل کتابت کے ادا ہونے پر
 باپ سے لاحق ہو جائے اور اگر بچہ کے ماں باپ کے آزاد کر خواہے اس کی دالا
 میں جہاڑین اور قاضی ان کے آزاد کر خواہے کو دلا بیچہ کی دلاوے تو اس حکم

سو مکاتب کا عاجز ہونا ثابت ہوگا (۱) مسئلہ کہ ماں کے آزاد و کیر نیو ایسے کو دلا کا دلا ہوا ہے
 بات کی دلیل یہ کہ اسکا باپ قابلیت اسکی نہیں رکھتا کہ اپنے لڑکے کی ولایت پر آزاد
 کر نیو ایسے کو پہنچا دی اور بعد قابلیت نہ رکھنا آزاد ہونے کے سبب سے ہوتا ہے اور آزاد ہونا
 بغیر بدل کتابت سے عاجز ہونے کے نہیں ہو سکتا (۲) مسئلہ کہ اسکا عاجز ہونا ثابت ہوگا
 اگر مکاتب نے زکوٰۃ و صدقہ وغیرہ کا مال لوگوں سے لیکر مالک کو بدل کتابت میں دیا اور
 پھر عاجز ہو گیا تو بعد مال اب مالک کو درست ہوگا کو زکوٰۃ و صدقہ مالک کو خود لینا درست
 نہ ہو (۳) مسئلہ کہ سبب مالک کا بدل گیا یعنی مکاتب قرائن مال کا بطور صدقہ اور
 شہادت کے مالک ہوا تھا اور مالک کو اپنے آزاد کرانے کے عوض میں ملا اگرچہ آزاد دی بعد گو
 ہوئی غلام اگر تقصیر کرے پھر اسکو اسکا مالک مکاتب کر دی اور اس کے تقصیر کرنے
 کی مالک کو اطلاع نہ ہو پھر بعد مکاتب ادائیگر کتابت سے عاجز ہو تو مالک اس غلام کو
 اس شخص کے حوالہ کرے جسکا اسنی نقصان کیا ہے یا اس کے تصور کا تاوان دے
 (۴) مسئلہ کہ اگر مکاتب تقصیر کرے اور ابھی تاوان دینے کا حکم نہ ہوا ہو کہ عاجز ہو جاوے
 ادائیگر کتابت سے تو اس صورت میں بھی نقصان والہ کو یا غلام دیا جاوے گا یا تاوان
 پس اگر مکاتب پر حکم تاوان دینے کا کیا جاوے پھر اس کے بعد بدل کتابت سے عاجز ہو تو یہ
 تاوان اسکو و مہ بنظر فرض کے ہوگا کہ اس میں غلام مذکور بیجا جاوے گا (۵) اگر مالک مر جاوے
 تو عقد کتابت سمجھ نہوگا بلکہ مکاتب کے وارثوں کو بدل کتابت اپنی قسطوں سے ادا کرے
 اور اگر وارث اسکو آزاد کر دین تو آزاد ہو سکتا ہے بدل کے اور اگر بعض وارث آزاد
 کر دین تو ابکا آزاد کرنا جاری نہوگا (۶)

اسہن دلا کا بیان ہے (آزاد کیا ہوا مملوک اگر خیر جاؤ تو اور کوئی وارث نہ ہو تو
اسکا ترکہ آزاد کرنا ہوا ہے کہ پوچھا ہو اور اس ترکہ کو دلا کہتے ہیں) دلا اسکو کہتے
جسے آزاد کیا ہو کہ ترکہ برکھنے یا مکاتب کرنے یا تم ولد کرنے یا قریب کے مالک
ہونے سے آزاد ہوا ہو (مثلاً زید نے اپنی کنی ذیر غم محرم کو خرید لیا اور سب ذابت
کے مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو گیا تو اسکی ولایت کو پوچھیں اور شرط دلا کے نہ
پوچھیں کی لتوئے (یعنی اگر بد وقت آزاد کرے بغیر شرط کیجا تو ترکہ دلا آزاد کرنا ہے
کوئی شرط تو بغیر شرط ٹھہر گئی ساتھ جو عبارت کنز میں ہے اسکی معنی آنے جاوے
کے ہیں یعنی جو کسی قید میں نہیں) اگر زید اپنی لونڈی ہندہ کو آزاد کرے جو اپنی خاوند
ہے کہ وہ بھی غلام ہی رہے کہتی ہو تو لونڈی کے بچہ کی ولایت ہمیشہ کسی تاجر کو رہے گی
(یعنی اسکی ماں کے آزاد کرنا یا بیگنی اگرچہ آزاد ہی ہے کے بعد چاہے ہنسے کسی کم متین
اور اگر چاہے ہنسے سزا دہ میں جو تب بھی بچہ کی ولایت اسکی ماں کے سوا کسی کو بیگنی
(اگر اس بچہ کا باپ آزاد نہ ہو جاؤی) اور اگر وہ آزاد ہو گیا ہو تو اپنی آزاد کرنا ہے
کیطافہ دلا کو کہتے ہیں (اصلاً نہ بچہ کہ آزاد ہی ہو چھہ ہنسے کے اندر اگر لونڈی جسے تو
بہر صورت بچہ کی ولایت اسکی ماں کے آزاد کرنا ہو لیکو بیگنی اور اگر چھہ ہنسے سزا دہ میں جو
اور چھہ ہنسے کہ آزاد ہونے کی وقت لونڈی کو حمل پہنچا یا تنہا ہے ہی دلا ماں کو پوچھیں
لیکن اگر اس بچہ کا باپ آزاد ہو جاؤ تو وہ ولایت کو رائیو آزاد کرنے والی طرف
کہ پہنچ لیکو اسلئے کہ باپ کی جانب تو ہی تری اگر ایک جمعی نے نکاح کیا ایک آزاد کی ہو
عورت سے بہرہ دہنی تو اس لڑکے کی ولایت اسکی ماں کے آزاد کرنا لیکو بیگنی کو اس
جمعی نے کسی کو عقد مولات کیا ہر (کیونکہ ترکہ پانے میں سے لے غناۃ مقدم ہوئے

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

میراث پر اور عقد مولات مجھ ہو کہ ایک شخص کا غیر ایک مسلمان کے ماتھے پر اسلام لائے
 اور مجھ کو کہ میرے بعد میری میراث بچھو پھینکی اور عجمی کی تہ اس واسطے کہ اگر
 باپ عجمی ہو گا تو بزرگ کا منسوب ہو گا اپنی باپ کی قوم کی طرف نہ جان کے آزاد کرنا ہو سکی
 طاعت آزاد کرنا میراث لینے میں مقدم ہو دوسری الارحام پر اور جو خرد حسبہ
 کسی کسی پس اگر آزاد کرنا اول درجہ و پیراؤ کے بعد آزاد کیا ہوا مر جاؤ تو اس
 آزاد کو جو عجمی کی میراث آزاد کرنا ہو لیکے اس حصہ کو جو عجمی جو حسبہ ہی نہ دیکھ ہی (یعنی
 اس کے نسب دار نہ ہو نہ ہو لیکن) عورت کو نکو دلاؤ عتاقہ نہیں ملتی کراؤ کسی جسکو انہوں
 نے خود آزاد کیا ہو یا اس کے آزاد کو کسی ہوئے سے آزاد کیا ہو اور اس کے مکاتب کی اور
 مکاتب کے مکاتب کی (یعنی عورتیں اپنی مورث کے ترکہ میں سے دلا کر حصہ نہیں
 لے سکتیں مثلاً اگر کوئی شخص مرد اور کچھ ترکہ چھوڑی اور اس کے ترکہ میں سے دلا کر
 مال ہی ہو اور وارث مرد اور عورتیں ہوں تو عورتوں کو دلا میں سے حصہ نہ لے گا اسکو
 مالک فقط مرد ہونگے مان جسکو خود انہوں نے آزاد کیا ہو یا مکاتب کیا ہو یا اس
 آزاد اور مکاتب نے کسی کو آزاد اور مکاتب کیا ہو اسکی کو لا عورت کو لیکن بخلاف
 مرد و کن کہ وہ مورث کی دلا میں سے بھی وارث ہوتے ہیں (۱)

فصل ایک شخص ایک کے ماتھے پر اسلام لایا (یعنی اسکی رہنمائی کسی مسلمان
 ہوا) اس شرط پر کہ نو مسلم کے مرتبے بعد اس کے مال کا وارث وہ شخص ہادی ہو اور
 اگر وہ نو مسلم کسی کچھ نقصان کرے تو اس نقصان کا تادان بھی وہی ہادی دیو یا
 ہادی کے سوا کسی غیر کو یہ مسئلہ کرے تو درست ہی (غرض جس سے اس طرح کا عتہ
 کر گیا اسکو مولیٰ مولات کہتے ہیں بعد اس عقد کے) اگر نو مسلم جنابت کر گیا تو تادان

موسے کو دینا ہو گا (اور اگر میر جاؤ گیگا) اور اسکا کوئی وارث نہ ہو گا تو میراث بھی سبکو
 لے لیگی اور موسیٰ المولات میراث لینے میں ذوی الارحام کے بعد ہی (یعنی میت کو
 ذوی الارحام میں سے بھی اگر کوئی نہ ہو گا تب اسکو ترکہ پونچھ گیا) جائز ہی اس قسم کا
 کہ ایک موتی المولات سے اس کے سامنے عقد المولات فیخ کر کر دوسری سے منع کرے
 جیسا کہ اس پہلے نے اس کے پلے تاوان قصور نہ پایا ہو (اور اگر اس کے عورق نہ
 ڈنڈہ ہر چکا ہر عقد المولات کا تو نہ درست نہ ہو گا) آزاد کوئی موتی غلام کو درست نہیں
 ہے کہ کسی سے عقد المولات کرے (کیونکہ موسیٰ اسکا وہی آزاد کر نہ والا ہو گا نہ دوسرا)
 اگر صورت کسی سے عقد المولات کرے اور پہر جن تو اسکا کابھی مان کے پنج ہو گا اس
 عقد میں (یعنی لٹکے کا موتی المولات بھی وہی ہو گا جو اسکی مان کا ہو والدہ اعلم)۔

کتاب الکرامۃ

کتاب الکرامۃ

اس میں کسی سوزبردستی کام لینے کا بیان ہے۔ اگر آزاد اس کام کو کہتے ہیں جس کو
 آدمی دوسری کے سبب نہ کرے تو خاص ہے کہ وہ خود اس کام پر راضی نہیں اور
 زبردستی میں دو شرطیں ہیں اول یہ کہ زبردستی کر نہ والا (مثلاً بادشاہ ہو یا چور
 جس چیز کو ڈرنا ہو اس کے کرنے پر قادر ہو (مثلاً مار بولالو سو اگر ڈرنا ہو تو یہ شرط
 ہو کہ مار ڈالنا اس کے قابو میں ہو) دوسری شرط یہ ہے کہ جس زبردستی ہو وہ اس
 شے کے واقع ہونے سے ذری (اب اس کے حکام بیان کیے جاتے ہیں) اگر کسی کو
 اس سے ڈرنا ہو یا کہ تو یہ چیز بیچ دال یا مول لے یا آزاد کر لے یا چارہ دے یا
 میں چھو مار ڈالو گناہ سخت مار مارو گناہ بہت و نون قید کر دینا اور اس سے ڈر کر
 اختیار کر لیا تو بعد اسکو اسکو اختیار ہو چاہی اس سے کور کی چاہی تو ذری اور اس

بیع ضرر مال اس وقت ثابت ہوگی جس وقت بیع پر قبضہ ہو جائیگا (قبضہ سے پہلے مال
 نہ ہوگی کیونکہ زبردستی کی وجہ سے بیع میں فساد آگیا ہو۔ قیمت اپنی خوشی سے لیلیا
 بیع کی اجازت ہو جس طرح بیع کا اپنی خوشی سے دینا اجازت ہے (یعنی اس وقت میں
 حکم زبردستی کا کیا جائیگا) اگر مشتری نے اپنی رغبت سے کوئی چیز مولیٰ لی مگر بائع
 نے کسی زبردستی سے وہ فروخت کیا اور وہ مشتری مشتری کے پاس جاتی رہی تو
 مشتری کو اس کا دانہ نرخ بازار بائع کے مالک کرنا چاہیے اور بائع کو بھیجے بغیر
 ہے کہ جس نے اوپر زبردستی کی ہو اس سے چیز کا نام ان سے (مشتری سے واپس لے لیا)
 اگر سود کا گوشت یا مردار کھانے یا خون یا شراب پینے پر کوئی زبردستی کرے
 یا باندھے یا پیٹھے یا قید کرنے سے ڈراوے تو ان چیزوں کا کھانا پینا حلال
 نہ ہوگا اور اگر مار ڈالے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالے تو اس سے ڈراوے تو اس کا کھانا پینا
 حلال ہو جائیگا بلکہ اگر کھادیا اور اپنے قتل پر یا عضو کے کٹنے پر طہر کر لیا تو گنہگار
 ہوگا۔ اگر کفر کرنے یا مسلمان کا مال ضائع کرنے پر کوئی قتل کرے یا عضو کے
 کاٹ ڈالے تو اس سے ڈراوے تو ان کاموں کے کرنے کی رخصت ہو اور اگر صبر کرے
 اور بھید کام نہ کرے تو ثواب دیا جائیگا اور سوار خوف قتل اور عضو کٹنے کے اور
 باتوں سے کفر کرنا اور مسلمان کا مال ضائع کرنا درست نہیں۔ اور جس کا مال گھٹ
 ہو وہ اس سے لے سکتا ہے جس وقت زبردستی کی ہو۔ اگر زبردستی سے عذر دیا یا
 کہ بکر کو مار ڈال دینے میں چھکوا جائے یا کسی مار دیا ہوں تو عذر کو بکر کے مار ڈالنے
 کی اجازت نہیں اگر مار ڈال لیا تو گنہگار ہوگا مگر قصاص اس سے نہیں لیا جاوے گا
 بلکہ فقط زبردستی سے لیا جاوے گا۔ اگر زبردستی سے زبردستی کی تو نہ ہی کے

یہ وقت اسکو اسکا مال دیا جاوے جو جسنگہ کہ ہمارے ہر ایک ہندو نے اپنے دل میں ہر شرا
 اس عرصہ میں کرگاہ وہ درست ہوگی جیسا کہ ہر سکو تو پتھر جاوے جو تباہی حوالہ کر دیا جاوے
 کہ جس بات کو تو اور یہ کارہی اور کارہی ہر سکو غفلت کہ فی بھی بالغ تصدیق نہیں۔ اگر
 تو پتھر وہ ایسی شخص سے اپنا قرض مانگے تو قید کیا جاوے تاکہ اپنا مال قرض میں
 نیچے پس اگر وہ سب قرض بھی روپیہ ہوا اور اسکا مال بھی روپیہ ہو تو قرض بدو
 اسکی اجازت کے اولیٰ روپیوں سے ادا کر دیا جاوے اور اگر اوستی تو میر قرض
 اشرفیان میں اور مال روپیہ ہو یا قرض روپیہ میں اور مال اشرفیان چون تو ان
 روپیوں اشرفیان کو چکر قرض ادا کر دیا جاوے اور اسکا مال روپیہ ہو یا غیر روپیہ
 نے اجازت قرض کو اسکو نہ نیچے جاوے (لیکن قید کیا جاوے گا تاکہ خود بھی پسے)
 عینسی ہی بالغ تصدیق نہیں پس اگر کوئی چھری خریدی اور منس ہو گیا تو چھری والا قیمت
 کے لینے میں اور قرض خواہوں کی برابر ہو (یعنی وہ چھری کے جیسے حصہ کا مال ہوگا)
 یہ نہیں کہ فقط بالغ ہی کو وہ شے ملجاوے فصل بالغ ہونا اس کے کار ان
 امور سے ثابت ہوتا ہو یا اختلاف سے یا کسی عورت کو حاملہ کرنے سے یا انزال سے
 پس اگر چھ کوئی بات نہیں ہو تو پوری اٹھارہ برس کی عمر میں بالغ ٹھہر گیا۔ اور عورت
 کا بالغ ہونا ان باتوں سے ثابت ہوتا ہو یا حیض کے آنے یا حاملہ ہونے یا انزال
 سے اور اگر چھ باتیں نہ ہوں تو جب پوری سترہ برس کی ہو جاوے اور اگر لڑکی دوا
 کے بالغ ہونے پر پندرہ برس کی عمر میں تو ہی دیا جاتا ہو۔ کم سے کم عمر بالغ ہونے
 صغیر کے حق میں بارہ برس میں اور صغیرہ کے حق میں نو برس پس اگر قرض غلام
 ہوگی صغیر اور صغیرہ اور بولنے کہ ہم بالغ ہو گئے تو انکا کہنا معتبر ہوگا اور حکم انکا

حاکم

بائون کا سا ہو جائیگا۔

کتاب المآذون

ایسے اذن دینے والے کا بیان ہے۔ اذن دینے والے کے دو کرنے اور اپنے
 منع کے حق کو ساقط کر نیکو کہتے ہیں اور اذن کی سی وقت معین اور خاص میں سے ہے
 رہتا (گو مالک نے خاص کسی تجارت کا اذن دیا ہوا مالک اگر اپنے غلام کو خرید و فروخت
 کرنے دیکھ کر چپ ہو رہے تو اذن ثابت ہو جاتا ہو پس اگر مالک اسکو اذن عام دیدے کسی
 خاص چیز کے سول لینے کا تو غلام کو درست ہو خرید یا بیچنا۔ خرید و فروخت کی دوسری
 دلیل کرنا کہ در کہہ دینا تمہیکہ لینا تمہیکہ لینا تمہیکہ کرنا اسی ذات یا سبب کی تمہیکہ
 میں دینا قرض یا عصب یا امانت کا اقرار کرنا اگر نکاح کرنا یا اپنے غلام کو لڑائی کا اور کما
 کرنا اور آزاد کرنا اور قرض دینا اور مہر کرنا صحیح ہو گا اور اذن کو درست ہے کہ خود یا
 کھانا تحفہ کے طور پر کسی کو بھیجے ہو یا جو اسکو کہلا دے اسکی دعوت کر دے یا عیسے کے
 سبب چیز کا دام کم کر دے۔ اذن کے ذمہ ہرگز قرض ہو جا رہی تو وہ اسکی ذات
 سے متعلق ہو گا یعنی اگر مالک اسکی طرف سے نہ ہو تو قرض کے عوض میں فروخت ہو گا اور
 سب قرضوں کو جسے بچا دیا اور اگر پہنچے کچھ باقی رہیگا تو آزاد ہونے کے باقی کا
 مطالبہ اس سے رہیگا اور اذن کا نصف مالک کے روکنے سے صحیح یا بیگناہ ہے بلکہ
 بازار والے اس کے روکنے سے مطلع ہو جاوے اور اگر مالک فرما کر دیا ہو کہ ہر جا
 یا دین سے بھر کر دار الحرب میں چلا جاوے یا جو غلام یا دین بھاگیا وہی تباہی صرف
 سے بچا دیا اور مالک اگر اذن دے تو اس کو اتم ولد بنائے تو نصف سے بچا دیا لیکن
 اگر مالک غلام یا دین کو بچا کر دے تو اذن میں نقصان ہو گا اور اتم ولد بنائے اور

ہر کرنے سے مالک کو انکی قیمت قرضخواہوں کو دینی ہوگی (اسلیو کہ ان ذوق کی بیع ناجائز
 ہے تو قرضخواہ اپنی قرضہ بین اور نکو بیچ فیکسین گے اسلیو مالک کے ذمہ انکی قیمت
 دینی آجگی) اگر غلام ماذون بعد روکد بنو کے اقرار کر دیو کہ میری پاس جو کچھ ہو وہ
 دوسری شخص کا ہو تو بچہ اقرار درست ہو۔ اگر ماذون کے پاس کا مال مع انکی قیمت کے
 اسکے ذمہ کے قرض کو کافی نہ ہو تو مالک اوسکے پاس کے مال کا مالک نہوگا اس سے
 بچہ نکلا کہ اگر غلام ماذون کے پاس کوئی غلام ہو اور مالک اوسکو آزاد کر دیا تو بچہ
 آزاد کرنا درست نہوگا مان اگر قرض اوسکی قیمت اور مال سو کم ہوگا تو آزاد کر دینا اسکو
 غلام کا درست ہوگا۔ غلام ماذون جو قرضدار ہو وہ اگر مالک کے ماتھے کچھ بیچ
 تو بیع جب ہی درست ہوگی کہ وہ قیمت مثل مے (یعنی کم ام پر نہ بیچے) اسبطر مالک
 اگر اوسکے ماتھے کوئی چیز قیمت مثل یا کم دام پر بیچ تو درست ہی (زیادہ پر بیچنا
 درست نہیں اسلیو کہ قرضخواہوں کی حق تلفی ہوگی) اگر مالک غلام ماذون قرضدار کے
 ماتھے کچھ بیع کر ہو اور قیمت لینو سے بیشتر بیع کو اذیسکے حوالہ کر دیو تو اب قیمت اسکی
 جاتی رہی (اسلیو کہ جب بیع اپنی غلام کو دیدی تو ثمن اوسکے ذمہ قرض ہو گیا اور
 غلام مالک کا قرضدار ہو بچہ ہو نہیں سکتا) مان مبیع کو اگر مالک ثمن لینے کے لئے
 روک رکھو تو درست ہو۔ اگر غلام ماذون قرضدار کو مالک آزاد کر دیو تو درست
 مگر اس صورت میں غلام مذکور کی قیمت قرضخواہوں کو دینی ہوگی اور اگر مالک قیمت بھی
 قرضخواہوں کو دیدی اور پھر بھی قرض باقی رہی تو بقیہ کا مطالبہ غلام مذکور سے آزادی
 کے بعد ہوگا۔ اگر ماذون قرضدار کو مالک فروخت کر دیو اور بیشتر سے شکو قرضخواہوں
 سے چھاپا دیو (اوسکے حوالہ کری) تو قرضخواہ اوسکی قیمت مالک سے بہر لین گے پھر اگر غلام

چہن کر او سپر اپنا بوجہ لادو تو یہ غصہ میں داخل ہو اور اگر مالک فروش پر مہیا ہو
 اور او سپر کوئی چاہیے تو یہ غصہ نہیں (اسلئے کہ اس میں مالک کے تصرف کو روک
 نہیں کیا۔ جس چیز کو غصے سے لے لیا ہو اس کے احکام مجھ میں) اگر وہ چیز غصہ سے
 اپنے چہنے والے کے پاس موجود ہو تو واجب ہے کہ اس کو جس جگہ میں چھپا ہو اسی
 جگہ مالک کو سپرد کرے اور اگر چھپی ہوئی چیز غاصب کے پاس ہو جانی رہی ہو تو
 اس کی ذمہ داری میں ہے ایک یہ کہ وہ چیز مثلاً تھی تو اس میں جیسی اور چیز دیکھو
 اور اگر اس چیز کا مثل اس وقت نہ پایا جاتا ہو تو اس کا دام جھگڑے کے دن جو
 کہہ ہو وہ مدعی کے حوالہ کرے دوسرے یہ کہ چیز نہ کر قیمت کی چیز نہیں ہے
 تو اس صورت میں اس کا دام وہ دیتا ہو گا جو چھپنے کے روز کا ہو۔ اگر غاصب دھوی
 گیا کہ وہ چیز جاتی رہی تو قاضی اس کو اس وقت کی قیمت کہی کہ بقینا جان لے
 کہ اگر اس کے پاس ہوتی تو اس اثنا میں ضرور ظاہر کر دیتا ہر ادھر حکم کر دے کہ اس شے
 کا عوض حوالہ کرے اور غصب ان متغزل میں ہوا کرتا ہے پس اگر زمین کو غصب کیا اور وہ
 غاصب کے پاس ہو جاتی رہی (مثلاً دریا برد ہو گئی) تو اس کا دام ان نہیگا یا ان اگر اس
 منصوب اس کے رہنے کے باعث یا زمین اس کے زراعت کرنے سے ناقص ہو جاوے گی تو
 حقد نقصان ہو گا وہ غاصب کے ذمہ پڑے گا جیسا متغزل چیز کا حال ہو کہ اگر
 غاصب کے استعمال کرنے سے زمین کچھ نقصان آ جاوے گا تو وہ غاصب کو دینا پڑے گا
 اگر زمین منصوب کا غلہ اور محصول غاصب نے لیا ہو تو اس کو خیرات کر دے اور یہی حال ہے
 اس نفع کا جو غاصب نے منصوب میں تصرف کرنے سے پہلے اگر کسی مال میں رعیت
 ہو تجارت وغیرہ کر کے نفع حاصل کرے (تو یہ نفع بھی خیرات کر دینا چاہیے)

منصوب چیز کو اگر غاصب آپرہشتہ ہو کچھ کا کچھ کر دے تو وہ چیز اسکی ملکیت بن جائے
 مگر اس چیز کو ان دوسرے کے پیشتر نفع لینا حلال نہیں مثلاً اگر کسی چھین کر دیکھ کر ہو
 چکا ہو یا گھبرون منصوب کو پیسہ ہو دے یا لوہا چھین کر تلوار بنائی ہو خواہ سو سے بھاری
 کے سوا اور چیز بناو وغیرہ چھین کر برتن بنا دے یا سال کی لکڑی چھین کر اور چھڑا
 قائم کرے تو ان اعمال سے ان چیزوں کا مالک تو ہو جاوے گا مگر ان سے نفع جب حلال
 ہوگا کہ اسکی قیمت مالک کو خوار کرے اور اگر چاندی سونا چھین کر برتن بنا لیا تو اسکا
 مالک بھی نہ ہوگا اگر غاصب نے کبری چھین کر نویم کی باکڑی چھین کر بہت سا بھار ڈالا تو
 مالک کو اختیار ہو کہ خوار قیمت اسکی غاصب سے لیوے اور وہ چیزیں اسکو حوالہ کرے
 یا چیزیں آپ رکھے اور غاصب سے اسکا نقصان پہنچے اور اگر تھوڑا سا بڑا ہو تو اگر
 صورتیں مالک کو کڑا لیا کرے اور غاصب سے نقصان لیوے اگر غاصب کسی کی زمین میں
 عمارت بنائی یا درخت لگا دے تو عمارت و درخت اگے اور زمین مالک کو دی جاوے گی اور
 اگر اسنے اوکھاڑنے سے زمین کا نقصان ہو یا ہو تو مالک اگے اور بننے دیگا اور اگر کھڑے
 کے بعد جو دام اسنے ہوتے وہ غاصب کے حوالہ کرنے پڑینگے۔ اگر غاصب نے کپڑا لیا
 اسکو رنگ لیا یا سنو چھین کر او میں گئی ملا دیا تو مالک کو اختیار ہو چاہے سفید کپڑے
 اور زیتے سونے کے دام غاصب سے بھیجے چاہے بچہ چیزیں آپ لیلے اور جھڑ رنگ اور
 گہری سیاہی کا دام بڑا ہو وہ غاصب کو دیدے فیصل اگر غاصب نے منصوب چیز کو
 چھپا دیا اور اسکی قیمت مالک کو دیدے تو اس چیز کا مالک ہو جاوے گا۔ قیمت
 کے بائیں قول غاصب کا مع قسم معتبر ہو اور اگر مالک زیادتی قیمت کے گواہ پیش
 کرے تو اس کے گواہ معتبر ہونگے اگر غاصب نے منصوب کو چھپا کر اسکی قیمت جو مالک

۴
 اگر کسی غاصب نے
 کسی چیز کا نقصان
 کیا تو اس کے لئے
 میں کچھ فرق نہیں ہے

صحت

کہی یا دسکے کو ایوں سہو ثابت ہوئی یا غاصب پر قسم لازم ہوئی تھی اسنو قسم
 انکار کیا بھت سہو وہ قیمت مالک کو بہر دی اور پھر وہ چیز ظاہر ہوئی تو معلوم ہوگا
 قیمت مذکور سے زیادہ کی ہو تو بصورت میں وہ چیز غاصب ہی کی رہیگی مالک کو اختیار
 نہ ہوگا (کہ غاصب کی دی ہوئی قیمت کو واپس کر کے اس چیز کو خود لے لے) یا اگر
 غاصب نے منصوب کیا دام اپنی قسم پر دیا ہو اور پھر زیادہ کی مٹائی تو مالک کو اختیار ہوگا
 کہ چاہے اسی قیمت پر اکتفا کرے چاہے چیز کو لے لے اور قیمت مذکور غاصب کو بہر دے
 ۔ اگر غاصب غلام منصوب کو بیچ دے پھر غلام کا مالک غاصب اسکا تاوان بہر
 تو غاصب کی بیع درست ہوگی اور اگر غاصب غلام مذکور کو آزاد کر دی اسکو بعد
 مالک اس میں غلام کی قیمت کا تاوان لے تو آزاد کرنا صحیح نہ ہوگا۔ منصوب چیز میں
 جو چیز میں بڑھیں وہ غاصب پاس امانت ہوگی (مثلاً منصوب لونڈی کے بچہ ہو
 یا باغ منصوب میں پہل لگے تو بچہ اور میوہ وہ نو غاصب کے پاس امانت ہینگے
 یعنی اگر آپ سہو جاتے رہینگے تو غاصب کے ذمہ تاوان نہ ہوگا اور اگر زیادتی کر کے
 اوکو ہلاک و برباد کر دے یا مالک کے مانگنے پر اونکو اس کے حوالہ نہ کرے اور جانے
 رہینگے تو قیمت دینی آویگی۔ منصوب لونڈی بچہ جتنی سہو جقدر کم ہو جاویگی اسکا
 تاوان غاصب کو دینا ہوگا لیکن اگر بچہ موجود ہوگا تو اسی سہو نقصان پر اکیا جاوے
 (یعنی لونڈی کے نقصان کی عوض میں وہ بچہ بھی مالک کو ملیگا) اگر غاصب نے
 منصوب لونڈی سہو نہ اکیا پھر مالک کو بہر دی اور بچہ پیدا ہوئے سہو وہ مر گئی
 تو غاصب سہو اس لونڈی کی قیمت لیجاویگی اور اگر آزاد عورت سہو برباد کرنا کیا او
 وہ بچہ شستے میں مر گئی تو اسکا خونہ زانی غاصب کو نہ دینا ہوگا۔ منصوب چیز

۱۔ غاصب
 ۲۔ غاصب
 ۳۔ غاصب
 ۴۔ غاصب
 ۵۔ غاصب
 ۶۔ غاصب
 ۷۔ غاصب
 ۸۔ غاصب
 ۹۔ غاصب
 ۱۰۔ غاصب

اس کا نہیں) ہر ایک کے بعد حق شفعہ ہمسایہ کا جو متصل مبیع کے ہو (اور امام
 شافعی کے نزدیک ہمسایہ کو حق نہیں پہنچتا اور امام عظیم کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کا قول ہے کہ جَاؤُاْ اِلَیَّ بِالْاَرْضِ بِعْنِیْ مَکَانَ کَاہِمَیْہِ مَکَانَ کَاہِمَیْہِ زَیَادَہُ
 اُسکو اور اودھنے روایت کیا ہے اور جب کسی جہت کسی مکان کی دیوار پر ہو یا ایک کمرے
 میں شریک ہو جو مکان کی دیوار پر رکھی ہو تو وہ اُس مکان کا ہمسایہ ہے (شریک
 نہیں ہے یعنی اگر کوئی شریک نہ ہو گا تو اسکو شفعہ پہنچے گا) شفعہ شفیقون کی گنتی
 کے موافق ہوتا ہے (یعنی جتنے شفعہ ہونگے اوتنے حصے برابر اس زمین کے کر کے
 ہر ایک کو ایک ایک پہنچے گا کہ جو شریک زیادہ سہام کا ہے اسکو زیادہ
 اور کم سہام کے شریک کو کم ملے) شفعہ زمین کے بیچ ہونے پر ثابت ہوتا ہے اور طلب
 شفعہ پر گواہ کرونیو سے مقرر ہو جاتا ہے اور زمین مبیع ملک میں شفعہ کے ہمسٹری
 کی رضامندی سے آتی ہو یا فاضی کے حکم سے)۔

باب شفعہ کے طلب کرینے یا نہیں۔ جب شفعہ کو زمین کے فروخت
 کرنیکی خبر ہو تو اسی مجلس میں طلب شفعہ پر گواہ کرونیو ہر بائع پر گواہ کرے اگر اسکو
 زمین مذکور مشتری کے حوالہ کی ہو یا مشتری پر یا زمین مبیع پر گواہ کرے (یعنی
 اہل گواہ کرے اپنی طلب پر ہر گواہ کرے بائع پر کہ بیچتا ہے یا مشتری پر کہ
 وہ خریدتا ہے یا زمین پر کہ بیچ رہی ہے اور میں اسکا شفعہ ہوں تم گواہ رہو کہ
 میں اسکو چاہتا ہوں جب اس طرح گواہ کر چکے گا) تو اب طلب میں تاخیر کرے
 حق شفعہ کا جاتا نہ ہوگا (جب چاہو لیوے) جب شفعہ فاضی کے یہاں شفعہ
 طلب کرو تو فاضی مدعا علیہ (یعنی مشتری سے) سوال کرے کہ جس میں کی ملکیت

شفعہ شفیقون
 کی گنتی

سے شفیق حق شفعہ کا طالب ہو وہ کسی ملک ہی یا نہیں اگر مشتری اقرار کرے کہ جس
 زمین کے ہمسایہ کے باعث شفعہ چاہتا ہو وہ شفیق کی ملک ہی یا مشتری پر قسم لازم
 ہوئی اور وہ قسم سہ انکار کر گیا یا شفیق نے اپنی ملکیت کے گواہ قائم کر دی (تو ان
 صورتوں میں دعوہ شفیق کا مسموم ہوگا) پہر قاضی مشتری کو زمین مستاجر کے خریدنے
 کا حال پوچھے کہ تو نے مول لی ہو یا نہیں اگر وہ اقرار خریدنے کا کرے یا قسم کھائے
 سے انکار کرے یا شفیق گواہوں کو اس کی خرید ثابت کر دے تو قاضی حکم کر دے کہ بچہ
 زمین شفیق کو پہنچتی ہو اور مشتری کو اسکو دلا دے۔ اور شفیق پر لازم نہیں کہ دعوہ شفعہ
 کی وقت ثمن بھی لادے بلکہ بعد حکم قاضی کے ثمن کا موجود کرنا زمین کے لینے کے لئے
 ضرور ہو۔ اور اگر مبیع بائع ہی کے قبضہ میں ہو تو شفیق اسی پر نالش زمین کے دلا پائے
 کی کرے اور قاضی شفیق کے گواہ نہ سنے جب تک کہ مشتری حاضر نہ ہو جب مشتری حاضر ہو تو
 اس کے سامنے بیع کو توڑ دے (اور زمین شفیق کو دلا دے) اور زمین کی قیمت کا ضمان
 بائع پر ہو (یعنی زمین اگر دوسری کی نکلے تو ثمن کا ضمان بائع و گواہ مشتری پر ہوگا
 نہیں) اور جو شخص خرید نیلے لئے وکیل ہو وہ شفیق کا مدعا علیہ ہو سکتا ہے جب تک کہ
 زمین بیع کو اپنی موکل کے سپرد کر دے (یعنی قاضی کے یہاں شفیق اور سپر نالش طلب
 شفعہ کی کر سکتا ہو) اور اگر وکیل زمین کو موکل کے سپرد کر دے تو اس وقت وکیل سے کچھ
 سرکار نہیں بدعا علیہ موکل ہی ہوگا۔ شفیق کو دیکھنے کے بعد اگر عیب نکلے تو مبیع
 کو پیر و نیو کا اختیار ہو گو مشتری نے بائع سے کہہ لیا ہو کہ عیب نکلیگا تو نہ پیر و نیو
 اگر شفیق اور مشتری قیمت مبیع کی مختلف بنا دیں تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر
 وہ نو گواہ پیش کریں تو شفیق کے گواہ مقبول ہونگے۔ اگر مشتری کچھ قیمت کہو اور

بائع اُس سے کہہ کر اور ابھی بائع نے قیمت وصول نہ کی ہو تو شفع اس قدر قیمت دے کہ
 جو بائع کہتا ہو اور اگر بائع قیمت مشتری سے لیکھا ہو تو شفع اس قدر کہے جو مشتری
 بیان کرتا ہو۔ مگر میں سے کچھ کم کر دینا شفع کے حق میں ظاہر ہوگا (یعنی اگر مشتری
 کے لئے بائع نے کچھ ثمن کم کر دیا ہو تو شفع بھی اس قدر کم کو لے گا) لیکن اگر بائع نے
 مشتری کو بالکل معاف کر دیا ہو یا مشتری نے کچھ زیادہ ثمن سو دیا ہو تو یہ دودھ
 شفع کے لئے لازم نہ رہے۔ اگر مشتری نے زمین کے عوض میں اسباب یا کوئی زمین
 دی ہو تو شفع کو مشتری کے اسباب یا زمین کی قیمت دینی آدگی اور اگر اسباب بشلی
 چیز زمین سے ہوگا تو اس جیسا دینا آدگی۔ اگر مشتری نے ثمن کے دینے کی کوئی شرط نہیں
 ہو تو شفع کو اختیار ہو جائے اس وقت دام دیکر زمین لے لے خواہ صبر کرے یہاں تک کہ
 گزر جائے اور وعدہ پر ثمن دیکر لیوے۔ اگر زخمی نے شراب یا سور کے بدلہ میں زمین خریدی
 ہو تو شفع بھی اگر زخمی ہو تو شراب اور سور دیکر اسکو لے لے اور اگر شفع مسلمان ہو تو ان
 دودھ کی قیمت دیکر لیوے۔ اگر مشتری نے زمین مبیعہ میں عمارت بنالی ہو یا درخت لگائے
 ہوں تو شفع کو اگر وہ عمارت و درخت اپنے منظر ہوں تو ثمن زمین کے ساتھ انکی
 قیمت جس قدر لوگ دیوں مشتری کے حوالہ کرے ورنہ مشتری سے زور اور انکو اکثر دادا
 اور ثمن دیکر زمین لے لے۔ اگر زمین شفع میں عمارت و درخت شفع نے قائم کی ہو وہ پھر
 دوسرے کی نخلی اور اوسنی لیتی تو شفع بائع سے مشتری زمین کا ثمن پسیرے (عمارت اور
 درخت کے دام اُس سے نہیں پسیر سکتا) اگر زمین مبیعہ میں کوئی مکان تھا کہ وہ مشتری
 کے قبضہ میں اگر گر گیا یا درخت تھا کہ سو کہہ گیا تو شفع کو زمین کا کل ثمن دینا ہو دیکھا
 (اس نقصان کا اعتبار کیا جاوے گا) اگر مشتری زمین مبیعہ کے مکان کو توڑ ڈالے تو

شفیع بشر میدان کی قیمت دیکر زمین لیے قبضہ مشتری کا رہیگا (اوسکے دام نہی اگر مشتری
 کے زمین اور اوسکے ادر کے درخت مع پہلے دل لیا یا دوسرے پہلے مشتری کے پاس
 اگر لگے تو شفیع زمین اور درخت مع پہلوں کے لیکر اور اگر پہلے پہلے سے لگے ہونے
 تجھے مشتری نے اوسکو توڑ لیا تو شفیع من میں سوا اٹکا دام کم کر دے

باب ان چیزوں کے یا نہیں جنہیں شفیع ہوتا ہو اور جنہیں نہیں ہوتا۔ شفیع ہی زمین
 میں متعلق ہوتا ہو جو مال کے بدلہ میں ملک میں آدمی اور جس صورت میں کہ عوض مال ہوگا اور
 شفیع بھی ہوگا (مثلاً کوئی مکان نہ زمین لیا جاوے تو اس میں شفیع ہوگا) اسباب منزل
 میں اگر کشتی میں اور غلامت اور درخت میں جو دونوں زمین کے فروخت ہوں حتیٰ شفیع
 نہیں ہوتا۔ مکان جو پہر بھرا دیا ہو یا آخر کے عوض میں کسی کو دیا ہو یا عورت
 نے ملاقات لینے کے عوض شوہر کو دیا ہو یا عورت کے مفقودہ میں کسی مکان پر صلح ہوئی
 ہو یا غلام کے آزاد کرنے کے عوض میں کسی ملک میں آیا ہو یا کوئی مکان کسی نے دوسرے
 پر دے کر والا ہوا اور مورت پر کسی اسکا عوض کچھ بھرا یا ہو تو ان صورتوں میں حق شفیع
 کو نہیں پہنچتا اگر مکان یا زمین طرح مع ہوئی کہ بائع کو اوسکے نہیں لینے کا امتیاز
 تو جب تک بائع کو اختیار رہے گا تب تک نہیں شفیع ثابت ہوگا۔ اگر بیع قاسد کسی کوئی زمین
 کی تو جب تک اس بیع کے منہ نہ کرنے کا حق مشتری کو رہے گا تب تک نہیں شفیع ہوگا
 اگر مشتری اس زمین میں مکان یا درخت تیار کرے اور حق منہ فاما رہی اوس
 زمین میں البتہ شفیع ثابت ہوگا۔ اگر شرکت کی زمین شریکوں نے باہم تقسیم کی تو
 ان میں شفیع ہوگا۔ اگر شفیع نے حق شفیع مشتری کو دیدیا پھر زمین میں بیع مشتری
 بسبب حیا و ریت یا خیار شرط یا خیار حبس بائع کو حاکم کے حکم سے پھر دی

بشر میدان کی قیمت دیکر زمین لیے قبضہ مشتری کا رہیگا

اے ایسے جن شفعہ ثابت ہو گا یا ان اگر وہ دن حاکم کے حکم کے پاس کی یا بائع
مشتری نے بیہ کا اقالہ کر لیا ہو تو شفعہ ثابت ہو گا۔

بائے شفعہ کی باطل کر سوائے بیرو کے یا نہیں (جاننا چاہیے کہ شفعہ کی طلب کے دو طور
ہیں ایسا طلب مقرر ثابت (کہ بغیر شفعہ خیر بیع کے آٹھ گڑھوں) اور دوسرا بیع شفعہ کے
طلب کرنے پر گواہ کر دے جو درم طلب تقریر کو بائع یا مشتری یا بیع کے پاس جا کر
گواہ طلب شفعہ کی کر دے جو اس دن دو نو کے کرے شفعہ باطل ہو جاتا ہے (بیٹے اگر
بیع کی خبر سنتی ہی شفعہ کی طلب کے گواہ نکلیں بائع یا مشتری یا بیع کے پاس جا کر
گواہ نکلیں تو پھر اگر شفعہ طلب کر لیا تو وہ بیع سنا بنا ہو گیا اگر شفعہ مشتری سے ہو گیا لیکن
شفعہ سے دست بردار ہو تو شفعہ باطل ہو اور شفعہ پر اس عوض کا مشتری کو پس پڑنا
واجب ہے۔ شفعہ اگر مقرر ہو تو شفعہ باطل ہو گا اگر مشتری کے مرے سے شفعہ باطل ہو گا
اگر شفعہ نے کسی زمین کی حیت سے وہ بیع شفعہ کیا اور بیع قاضی نے حکم شفعہ کے
ملنے کا نہیں کیا تھا کہ شفعہ نے وہ زمین بیچ ڈالی تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جاوے گا۔
اور شفعہ نہیں ہو اس شخص کو جو کسی کے لئے دکانہ فروخت کرے یا خرواد اسکے لئے
فروخت ہوئی ہو (اول مسئلہ کی صورت مجھ ہو کہ بائع نے ایک مکان کے فروخت کا
ترید کو وکیل کیا اور اس نے مکان کو فروخت کیا مگر اس کا شفعہ بھی زیہ ہو تو بائع کا شفعہ
بیع کا وکیل ہونے سے ہو جاتا اور دوسری صورت مجھ ہو کہ مکان کا بائع زیہ کا مضارب
ہو کہ اس کے لئے مال فروخت کرے یا ہو اگر مضارب زیہ کو مال مضارب میں سے کسی مکان کو
بیچے گا تو زیہ کو اس میں شفعہ نہ پڑے گا اگر زیہ سے ایک مکان بیچا اور عمر دے مشتری
سے مکان بڑھ گیا (یعنی مجھ کہہ کہ اگر کسی کا بھلا ہو بین ضامن ہوں تو اس ضامن

بائے شفعہ کی باطل
کر سوائے بیرو کے یا نہیں
بائے شفعہ کی باطل

سے عسکر کا شفیق بنانا یہ ہوگا اور جو شخص کسی کے لئے کوئی خریدی یا خود اس کے
 لئے خرید واقع ہو تو اس کو شفعہ پونچھیا (یعنی خریدنے کا وکیل اگر شفعہ کا مدعی ہو یا
 منسار یہ کسی مکان کو مال منسارت سے خریدی اور رب المال دعویٰ شفعہ کرے تو وہ
 معلوم ہوگا) اگر شفعہ نے لوگوں کو شفعہ کے مکان ہزار روپیہ کو بچا تو اس کو شفعہ طلب
 کیا لیکن پہر معلوم ہوا کہ وہ کم کو بچا ہو یا گھون خواہ جو کے عوض میں بچا ہو جسکی
 قیمت ہزار یا زیادہ ہو تو اس صورت میں شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہے اور اگر کچھ معلوم ہوا کہ
 کے عوض میں فروخت ہوا ہے جسکی قیمت ایک ہزار ہے تو شفعہ نہ پونچھیا۔ اگر شفعہ نے
 سنا کہ مشتری نے یہ خرید اور وہ شفعہ جو بہت بڑا ہوا پہر معلوم ہوا کہ مشتری عمرو
 تو اس کو شفعہ پونچھ سکتا ہے۔ اگر کسی نے اپنی زمین اس طرح بیچی کہ جو جانب شفعہ کی طرف
 ملی تھی اور ہر کسی ایک گز کم کر کے بیچ دی (یعنی شفعہ کی طرف کئی گز بہر زمین فروخت ملی)
 تو شفعہ کو شفعہ نہ پونچھیا (اسلئے کہ شفعہ کی زمین زمین میں سے ملی ہوئی نہ ہی اور کچھ امر
 شفعہ کے سافا کرنے کا ایک حصہ ہے) اگر مکان میں سے ایک حصہ مثلاً تہائی یا چوتھائی
 کسی ثمن کے عوض مشتری نے خرید لیا اسکے باقی سہا مون کو خرید لیا تو ہمسایہ کا
 حق شفعہ حیرت پہلے حصہ میں ہوگا باقی حصوں میں ہوگا (اسلئے کہ مشتری جب اول
 خرید چکا تو صرف مشتری ہی نہیں بلکہ اس مکان کا شریک ہو گیا اور شریک
 ہمسایہ سے مقدم ہونا ہے اور کچھ صورت بھی شفعہ کے سافا کرنے کی تدبیر ہے کہ اول
 سہام کو بہت سے دام دیکر لیا بعد اسکے باقی ثمن سے بقیہ سہا مون کو خرید لیا کہ ہمسایہ
 باقی سہا مون کو تو اس سے پہلے نہ لے کہ مشتری بوجہ خرید اول کے شریک ہو گیا ہے اور
 اول سہام کو بسبب گرائی قیمت اور کار آمد نہ ہونیکے خریدی اگر زمین کو ثمن کے عوض

حکمہ شفعہ کا
 حکمہ شفعہ کا
 حکمہ شفعہ کا

خرید کر اوسکے بدلہ میں کپڑا بائع کو دے تو شفعہ کو شفعہ دہی نہیں دینا ہو گا نہ کپڑا۔
 اور شفعہ کے ساقط کرنے اور زکوٰۃ کے نہ دینا موجب ہونیکے لہٰذا حیلہ کرنا مکروہ نہیں
 (لیکن علماء کے نزدیک مختار صحیح ہے کہ اگر حیلہ شفعہ کے قدر سے بچنے کے لہٰذا ہو تو اسکا
 کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے اور اگر ایسا نہیں ہو کر وہ ہی باقی زکوٰۃ کے ساقط کرنے
 کی تدبیر تو وہ دیندار ہی کے خلاف ہی چاہیے دیندار پر بھی امر مخفی نہیں) اگر بائع ایک
 ہو اور کئی مشتریوں کے ہاتھ اپنی زمین فروخت کرے تو شفعہ کو اختیار ہے کہ کچھ مشتریوں کا
 حصہ لے اور بعض کا ترک کرے اور اگر چند بائع زمین مشترک کو ایک مشتری کے ہاتھ
 بیچیں تو شفعہ کو اختیار نہیں کہ بعض کا حصہ لے اور بعض کا چھوڑ دے۔ اگر مشتری
 نے آدھا مکان بغیر تقسیم کیا ہو لیا تو شفعہ مشتری کا حصہ لے سکتا ہے جو بائع
 تقسیم کر دے۔ اگر مالک کو کئی مکان بچا اور غلام یا ذون قرضدار اوسکو شفعہ میں
 لے لے تو درست ہے اسکا عکس بھی جائز ہے (یعنی مالک کو بھی حق شفعہ غلام
 مدیون یا ذون کے فروخت میں پونچتا ہے) اگر کم سن لڑکے کا باپ یا دوسری حق
 شفعہ ہو دست بردار ہوں تو درست ہے اور اگر وکیل شفعہ لینے کے لہٰذا ہو کل کی طرح
 حق شفعہ سے درگزر ہو تب بھی درست ہے۔

کتاب القسمۃ

اس میں مشترک چیز کے بانٹنے کا بیان ہے۔ جو حصہ سب چیز میں ہوتا ہے
 اسکو ایجا کر دینے کا نام قسمت ہے (مثلاً نصف زمین کا حصہ جو متعین نہیں کہ کونسا
 ہے قطعہ خاص میں اسکو علیحدہ اور معین کر دینے کو یہ قسمت ہوگی) ہر قسمت میں
 وہ باقی ہوتی ہیں ایک حصہ کا جدا کرنا دوسری ایک حق ہو دوسری حق کا بدلہ جانا

اسلئے کہ حسبِ دونو شرکیوں کا ہر جزو میں مشترک چیز کے موجود ہو تو باقی میں
 مبادلہ ضرور ہو گا اور مبتلی چیزوں (یعنی کیل اور موزوں وغیرہ کے ہائے)
 میں جدا کرنے کو غلبہ ہے اسلئے ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک کے غائب
 ہونے کی صورت میں مبتلی چیزوں میں لے سکتا ہے (کیونکہ اپنے حق کے جدا کرنے
 میں حاجت دوسرے کے آئے کی نہیں) اور جو چیزیں غیر مبتلی ہیں انکی تقسیم میں
 مبادلہ کو غلبہ ہے کیونکہ ہر ایک شریک دوسرے کی غیبت میں اپنا حصہ لے
 لے سکتا (کیونکہ ایک مال کو دوسرے مال سے بدلنے میں دونو بدلنے والوں کی حاجت
 ہوتی ہے) اگر مال ایک جنس کا ہے جس میں بہت لوگ شریک ہیں اور کوئی شریک درخواست
 اسکی تقسیم کی ایک شریک موجود دوسرے کو تو شریک ذکر پر تقسیم کر نیکی لئے جبر کیا
 جاوے گا اور شرکیوں کا انتشار ہو گا لیکن اگر مال مختلف جنسوں کا مشترک ہو گا تو ہمیں
 زبردستی موجود شریک پر تقسیم سے انکار نہ ہو گا (اس لئے کہ ایک جنس ہونے میں تو
 جدا کرنے کو غلبہ ہے پس حاکم حق جدا کرنے پر جبر کر سکتا ہے اور مختلف جنسوں
 مبادلہ کی صورت کو غلبہ ہے جسکے لئے جبر نہیں کر سکتا) مستحب ہے کہ قاضی ایک ہاتھ
 والا مقرر کرے جو شرکا میں مال کو تقسیم کر دیا کرے اور ان سے اپنی اجرت لے لیکہ
 اسکا روزینہ بیت المال میں سے ملے۔ اگر بیت المال میں گنجائش نہ ہو تو باقی
 والیکو اجرت شرکا سے بحسب تیار شریکوں کے لینی چاہیئے (یعنی اجرت سہام
 موقوف نہ ہو بلکہ شرکا کی شمار پر ہو مثلاً اگر ایک مال میں دو شخص شریک ہوں ایک
 تہائی کا اور دوسرا دو تہائی کا اور قاضی کا جن دونوں اسکو تقسیم کرے تو
 اسکی اجرت دونوں سے آدھوں آدھ ہوگی تہائی اور دو تہائی نہ ہوگی)۔

بانٹنے والی کا عادل اور امانت دار اور تقسیم کے علم سے واقف ہونا ضروری ہے۔ قسمت
 کرنے کو ایک ہی شخص خاص نہ کرنا چاہیے کہ اس کے سوا دوسرا تقسیم نہ کرے۔ ایک ہستی
 کی تقسیم میں چند قسمت کرنا اسے شریک نہ ہونے پادین۔ اگر وارث کسی زمین کو پیش
 میں ملنے کا اقرار کریں اور تقسیم کے خواہان ہوں تو وہ زمین تقسیم کیجاویں جب تک
 وارث اپنی مورث کے مرید کے اور وارثوں کی شمار کے گواہ نہ گذارین۔ اور اگر چند شرکا
 منقول چیز کی تقسیم کے خواہنگار ہوں یا بچہ کہیں کہ بچہ زمین ہتھے خریدی ہو اس کی
 تقسیم چاہتے ہیں یا ملک کا دعویٰ کریں کہ ہمارا ہی ملک میں ہے (سبب ذکر کریں کہ
 کس وجہ سے ملک میں آئی) تو ان صورتوں میں تقسیم کر دینا درست ہے۔ اور اگر وہ شریک
 دعویٰ کریں کہ بہ زمین ہمارے حصہ میں ہے اس کو تقسیم کر دو تو تقسیم کیجاویں جب تک
 کہ وہ اپنی ملکیت کے گواہ پیش نہ کریں۔ اگر وہ وارثوں نے گواہ گزارنے کہ ہمارا
 مورث مر گیا اور اس کے وارث اتنے ہی ہیں جتنے ہم کہتے ہیں اور مکان موردی
 اس کے قبضہ میں ہے اور اس کے ساتھ ایک دارث ہو جو اس وقت موجود نہیں یا نہ
 ہے اور درخواست تقسیم کی کریں تو قاضی مکان کو تقسیم کر دی اور غائب کی طرف
 سے وکیل خواہ بچہ کی طرف سے وصی مقرر کر دی کہ وہ اپنی موکل خواہ بچہ کا حصہ اپنی قبضہ
 میں رکھے۔ اور اگر جو لوگ باہم تقسیم مکان چاہتے ہیں وہ سب خریدار ہوں اور ایک
 مشتری اور نہیں ہے غائب ہو یا مکان مشترک صورت سابقہ میں غائب وارث کے یا
 منیر کے قبضہ میں ہو یا قاضی کے سامنے وارثوں میں سے ایک ہی ہو اور باقی غائب
 ہوں تو ان سب صورتوں میں مکان تقسیم کیا جاویگا۔ اگر مال مشترک کی تقسیم کا
 ایک شخص خواہنگار ہو اور تقسیم سے ہر شریک اپنی حصہ سے نفع لے سکتا ہے تو تقسیم

کہ دیا جاوے گا اور اگر سب کا تقصیر ان سے ہو تو قسمت کیا جاوے گا جس تک کہ سب سے پہلے
 اور اگر بعضوں کا قیادہ ہو تو سب اور بعض کو توڑا حصہ ملے گی حجت میں تقصیر نہ ہو
 تو سب سے پہلے اگر تیرا حصہ دار خواستگار تقسیم ہو گا تو تقسیم کر دیا جاوے گا جو سب کے حصے
 واسطے کی ہو تو سب سے پہلے تقسیم ہو گا۔ اگر اسباب ایک شخص کا ہو تو سب کا اس تقسیم کر دیا
 جائے جو کہ حسب راضی ہوں یا نہ ہوں۔ اور اگر مال مشترک ہو جنسین ہوں خواہ حرام یا
 حلال یا حرام یا کفران یا حلی ہو تو انکو قاضی بہ وزن سبب شرکاء کی ہر رضی کے تقسیم کرے
 اگر مال مشترک کئی حویلیاں ہوں یا ایک مکان اور زمین نہایت بڑی یا مکان اور
 زمین کاں ہو تو ہر ایک چیز کی تقسیم جدا جدا ہوگی کیونکہ ہر ایک چیز میں سبب شرک
 ہیں تقسیم کرنے کے لئے کہ قاضی کہ جس مکان یا زمین کو تقسیم کرے اسکا نقشہ کھینچے اور حصے اور
 درست لگا دے اور اگر کسی ہر مالش کرے اور اس کے دام لگا دے اور ہر ایک شریک کا حصہ
 منع بلکہ آید ورنہ اور پانی کے حق کے جدا کر دے اور ان حصوں پر نشان اول دوم
 اور سوم لکھ دے ہر شریکوں کے نام لکھ کر قرعہ ڈالے جس کا نام پہلے نکلا اسکو پہلا
 حصہ دے جس کا دوسری بار نکلے اسکو دوسرا اور علی بن ابی اس سبب اور دوسرے کو ہر
 زمین مندی شریک کے قسمت چن دینا کرے (اس لئے کہ روپیوں میں کے تقسیم
 کر دینا کی حاجت نہیں انہیں کن لینا کافی ہو تا ہی اگر مکان یا زمین کی تقسیم ہوئی
 اور ایک شریک کے پانی سے شکار یا دیا گیا اور وقت کاراستہ دوسری ملک میں رہا
 اور تقسیم کو وقت اس طرح نہیں ٹھہر چکا تھا تو اگر سب کے نو اسکا راہ اور سب کی ملکیت
 کو کر دیا جاوے اور اگر سب کے نو سب تقسیم ہو کر دیا جاوے اور اگر سب تقسیم ہو
 کہ اس میں نہ خلیجان نہ شریک (اگر مال مشترک ایک مکان ہو جس کے اوپر مال خلیجان ہو

اور ایک مکان بدون بالا جانے کے ہو اور ایک مکان میں بالا خانہ ہی ہو تو ان کی
 تقسیم طرح ہوگی کہ ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگا کر قیمت کے اعتبار سے تقسیم کر دی
 جاویں گے۔ اگر شرکا میں سے کوئی کہے کہ میں نے اپنا حق نہیں پایا اور دوبا بیٹھو ولسے
 گواہی حق پالینے کی دیوین تو نام کی گواہی مقبول ہوگی۔ اگر اول ایک شریک نے
 اقرار کیا کہ میں اپنا حصہ پا چکا ہوں و عموماً کیا کہ میرا کس قدر حصہ فلاں شریک کے حصہ
 میں ہی تو بدون گواہی کے اسکا قول معتبر ہوگا (اور) اگر دوسرے شریک سے کہے کہ میں
 حق سارا پا چکا ہوں مگر بعد کو تو نے کچھ دیا یا تو مدعا علیہ یعنی دوسرے شریک کا قول
 تقسیم کے ساتھ معتبر ہوگا اور اگر مدعی نے اپنی حصہ کے برابر پائے گا اور کیا ہوگا
 و عموماً کہ جو کہ فلاں جگہ تک میرا حصہ ہو مدعا علیہ مجھے نہیں دیا اور مدعا علیہ نے
 اسکو جو دیا بتایا تو دونوں کو قسم کہانی پڑیگی اور قسم کے بعد قسمت نوڑ دیجاوے گی
 ۔ اگر حاکم کو تقسیم میں بہت سا غبن معلوم ہو تو تقسیم کو توڑ دے۔ اگر شرکا میں مکان
 تقسیم ہو گیا اور ایک شریک کے حصہ میں سے کچھ سہام کا حقدار کوئی اور نکلا جسکو
 اپنا حق اس شریک سے لیلیا تو مجھ شریک دوسرے شریکوں سے بقدر حقدار کے حصہ
 کے دلا یا دیگا اور تقسیم کو فسخ کر دیں گے۔ اگر دوسرے شریک ایک مکان یا دو مکانوں
 میں رہنے کی باری مقرر کر لیں یا ایک غلام خواہ دو غلاموں سے خدمت لیتے کی نوبت
 مقرر کر لیں یا ایک احاطہ یا دو احاطہ کے کرایہ کی باری ٹھہر لیں (مثلاً یوں ٹھہر لیں
 کہ اس گھر میں ایک مہینہ ایک دے اور ایک مہینہ دوسرا یا ایک مہینہ کا کرایہ
 ایک سے ایک کا دو سرا یا غلام سے ایک مہینہ ایک کام لے اور ایک مہینہ دوسرا
 تو درست ہے۔ اگر ایک غلام کی یا دو غلاموں کی اجرت میں یا ایک خچر یا دو خچروں

کے کرایہ میں یا انکی سواری میں ایسی درخت کے پھل میں یا کبوتری کے دودھ میں یا
 ٹھہرا دین تو درست نہیں ہے

سورۃ النحل

کتاب الخراج

اس میں زراعت کا بیان ہے۔ زراعت اس معاملہ کو کہتے ہیں کہ زمین کی پیداوار میں
 سب سے کثیف کے عوض میں اور بہت کم کاشت کرایا یا مادی کا معاملہ کی درستی کے لئے اتنی
 شرطیں ہیں اول زمین کا قابل زراعت ہونا دوم زمیندار و کسان کا عادل و بائع ہونا
 سوم دہ زراعت کا بیان کر دینا چارم بیج کے مالک کا بیان کر دینا (کہ زمیندار کا
 بیج کا کسان کا) پنجم اور سبکی جنس بیان کرنی (کہ گھوٹوں ہونے یا بیج شش کسان کے
 حصہ کا ذکر ہو جانا) کہ کل پیداوار میں سب سے کثیف ہو گا (پنجم زمین کو فانی کر کے کسان
 کے حوالہ کرنا ششم زمین کی پیداوار میں مالک اور کسان کا شریک رہنا ششم زمین
 اور محرم ایک شخص کا ہونا اور تیسرا (کہ زمیندار و غیرہ اور دوسرے ہونے یا ایک کی
 بقیت زمین ہونا اور باقی چیز میں دوسرے کے متعلق ہونا) ان شرائط سے اگر کاشت کراچی
 جاویگی تو درست ہوگی اگر زمین اور تیل ایک کے ہوں اور بیج اور محنت دوسرے کی
 یا بیج ایک کا ہو اور باقی نوازم دوسرے کے یا بیج اور تیل ایک کے ہوں اور باقی
 دوسرے کے یا زمین کی پیداوار میں سب سے ایک کے لئے حصہ پانچ میں دیکھو (سب کو
 مشترک نہ کہ) یا یوں ٹھہرا یا کہ جو کچھ پانی کی نالیوں اور گولوں کے قریب آئے
 وہ ایک کا اور باقی دوسرے کا یا یہ کہ بیج والا صرف اچھا بیج لیسے باقی دوسرے
 یا جو زمین سے باخراج یعنی حق حاکم پیداوار میں سب سے مجرا دیکر باقی مشترک رہے تو ان
 سب صورتوں میں زراعت فاسد ہو جاوے گی ان اگر خراج معین پانچ ہوں تو

پیداوار کا کوئی حصہ غیر معین مثلاً تہائی یا چوتھائی ہو گا تو مزارعت درست ہوگی
 پہلی صورت میں مزارعت فاسد میں پیداوار سب بیہ دلی کی ہوگی اور دوسرے صورت
 اور تیسری کام کیا ہوگا اور کسی مزدوری معمول کے موافق ملیگی اور (یہ صورت اس وقت کی
 کہ زمین وہ سر کی نہ ہو اور اگر زمین بھی اویسی ہو تو زمین کا کرایہ بھی ملیگا مگر نہ
 مزدوری اور کرایہ اور سفدر سو زیادہ نہ دیا جاوے گا جو آپس میں دو نو کے ٹھہر چکا تھا۔
 اور اگر مزارعت شرائط کے ساتھ درست ہو تو پیداوار کو سیڑھ پر تقسیم ہوگی جو انہوں
 نے آپس میں شہرہ لکری ہو اور اگر زمین میں کچھ پیدا ہو تو محنت کرنے والوں کو کچھ ملیگا۔
 بعد معاملہ مزارعت کے اگر وہ دو نو میں سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے
 تو اس سے مزدور کام لیا جاوے گا لیکن اگر سب والا انکار کرے تو اس پر زبردستی کیا جائے
 نہ اگر وہ نو عقد کر نہ لو نہیں سے کوئی مر جاوے تو مزارعت باطل ہو جاوے گی۔ اگر نہ
 جو مزارعت کے لئے معین کی تھی گزر جاوے اور کہتی ہو کہ کسان کو زمین کی
 اجرت سمجھانے کے معمول کے موافق دینی ہوگی جب تک کہ کہتی تیار ہو (یعنی زائد و نو
 کا کرایہ پیش اس کے ذمہ ہوگا) کہتی ہیں جو خرچ پرے (مثلاً کاٹنی اور اٹھانے اور
 دامن چلانے اور سیلانے میں) وہ دو نو کے ذمہ حقوق کے موافق پڑے گا اور اگر شرط
 کر لیں کہ سب کے کسان کے ذمہ رہے تو عقد فاسد ہو جاوے گا۔

کتاب المساقاة

اس میں درختوں کو پانی دینے کے معاملہ کر نیک بیان ہے۔ مساقات اس عقد کو
 کہتے ہیں کہ اپنی درخت کسی شخص کو پرورش کے لئے ٹھہرا کر دے کہ انہیں جو پھل
 وہ ہم دو نو میں مشترک ہوگا اس عقد کا حال سب باتو نہیں مثل مزارعت کو ہے۔

سو کہ جسکے ذبح کیوقت خدا کا نام ذکر کیا گیا ہو اور اگر بھوکہ بسم اللہ چھوڑ دی ہو تو حلال
 ہوگا اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رَفَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَاةَ وَارْتَفَعَتْ
 یعنی میری امت سے بھول چوک معاف ہوئی اور ذبح کیوقت خدا تعالیٰ کے نام کرتا ہے
 اور کسی کا نام لینا یا یون کہنا کہ الہی ہو فلائی کی طرف سے قبول کر دینا جو کہ بکروہ کر دیتا
 اور یہ الفاظ اگر بسم اللہ سے اور جانور کے رٹانے سے پیشتر کہیگا تو مکروہ نہیں اور
 ذبح کا مقام گلے کے اور سینہ کے اوپر کی ہڈی کے چھین سے اور ذبح میں زخم
 یعنی سانس کی رگ اور کہانے پینے کی رگ اور دوشہ رگین اور اسکے آس پاس کی کسی
 چاہئیں اور ان چارہ نہیں سے اگر تین بھی کٹ جاویں گے تو کافی ہوگا اگرچہ ناخن سے یا دانت
 سے کہ یہ نہیں نہ گئے ہوں طلحہ ہون یا سینک سے یا ہڈی سے یا زخم کے پوست یا تیر
 تیر سے یا ایسی چیز سے جو خون جاری کر دی ذبح کیا ہو لیکن اگر دانت اور ناخن نہیں
 لگے ہوں تو ان سے ذبح درست نہوگا۔ ذبح کیواسطے چھری کا تیز کر لینا مستحب ہے۔ ذبح
 میں اڑنا کاٹنا کہ گلے کی ہڈی کے گودے تک چھری پہنچ جاوے یا سر طلحہ ہو جاوے مکروہ
 ہے (اور گدے کی طرف سے بھی ذبح کرنا مکروہ ہے۔ اور جو شکار وحشی کہ ہل گیا ہو اسکو
 ذبح کرنا چاہیئے اور جو پایہ ملاوے وحشی ہو کر بھاگ جاوے یا کونوٹین میں گر پڑے اور
 اسکا ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو اسکو زخم لگا دینا چاہیئے (کہ پہر ذبح کی حاجت نہوگی۔
 اونٹ کے ٹیو خر مسنون ہے) یعنی اس کے سینہ کے اوپر اور گردن کے نیچے
 نیزہ مارین) اور گامی بکری کا ذبح کرنا مسنون ہے اور اسکا اولٹا کرنا (کہ گامے
 بکری کو سحر کرین اور اونٹ کو ذبح بچھ) مکروہ ہے (ایسا نہ کرنا چاہیئے) اور اگر ایسا
 کرین تو جانور حلال ہو جاوے گا۔ مان کے ذبح ہونے سے اس کے پیٹ کا بچہ ذبح

ذبح کیواسطے چھری کا تیز کر لینا مستحب ہے۔
 ذبح کرنا چاہیئے اور جو پایہ ملاوے وحشی ہو کر بھاگ جاوے یا کونوٹین میں گر پڑے اور
 اسکا ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو اسکو زخم لگا دینا چاہیئے (کہ پہر ذبح کی حاجت نہوگی۔
 اونٹ کے ٹیو خر مسنون ہے) یعنی اس کے سینہ کے اوپر اور گردن کے نیچے

نہیں ہوتا (یعنی اگر کسی گای بکری کو ذبح کیا اور اسکے پیٹ کے اندر سحر ہوا
 ہو مگر خلاتو و دغہ بیچہ میں داخل نہ ہو گا مردار ہو گا اور اگر زندہ ہو مگر خلاتو و سکو و ذبح
 کرنا چاہیے و نہ حرام ہو گا اور امام شافعی کے نزدیک مان کے ذبح سے کچھ بھی
 ذبح ہو جاتا ہے اور اسکا کہنا حلال ہے چنانچہ بعض مدیون سی ایسا ہی معلوم ہوتا
 ہے اور دلیل امام غزالی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تحقیقہ کو حرام فرمایا ہے (یعنی
 اُس جانور کو جو سانس رک کر مردار ہو اور جھکے بھی ایسا ہی ہے کہ سانس نکلی ہو
 مردار ہو یا اس میں شیعہ ہو کہ مان کے ذبح ہو جاتا ہو یا سانس رکھنے سے اور حسن
 میں شیعہ حلال اور حرام ہو چکا ہو یا اس میں حرام ہو نیکی ظرف کو غلبہ ہو یا اس میں حرام ہی
 فصل اُن جانور زن کے بیان میں جنکا کہنا مردار ہے اور جنکا مردار نہ ہے۔ ورنہ
 میں سی کلیون والے جانور یعنی شیر سے و انت کے اور پرنڈ و نہیں سی جو پہلے سے
 شکار کرین حرام ہیں۔ جو کوا کہتی کہتا ہو (اور ناپاکی نہیں کہتا) حلال ہے مگر
 کوا ابلن کہ مردار کہتا ہو حرام ہے (اور مردار ابلن سی ہی بولسی کوا ہے کہ شکاری کوان
 کارنگا نسبت پر دن کے سفید ہوتا ہو کہتا ہو حرام ہے) گنڈا اور گوہ اور پرنڈ اور
 لچھو اور دمن میں رہنے والے جانور (جیسے چوہا اور سانپ اور بچھو) اور بستی کا گدا
 اور خچر اور گھوڑا حلال نہیں (اور بستی کا گدا اس میں کہلا جی گدا یعنی گور خر حلال
 ہے) اور خرگوش حلال ہے۔ جس جانور کا کہنا مردار نہیں ہو کر نے سحر اسکا گوشت
 اور پوست پاک ہو جاتا ہو (اگرچہ کہنا حرام ہے لیکن آدمی اور سور کو اگر ذبح کچھ بھی
 ہمارا اور گوشت پاک نہ ہو گا) پانی کے جانور و نہیں سی مچھلی کے سوا اور کوئی حلال نہیں
 اور اس میں بھی یہ شرط ہے کہ خود مر کر پانی پر نہ تیرائی ہو (کہ اسکا کہنا حرام ہے)

اور مچھلی بدون ذبح کے حلال ہے جیسو ٹیڑھی (سنے ذبح کئے ہوئے) کے حلال ہے اور
 اور امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک سب جانور دریا کی مچھلی کے حلال ہیں
 اور دلیل امام اعظم کی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَيُحِلُّ لَكُمْ صَيْدَ الْبَحْرِ** یعنی حرام کرنا
 ہے اونپر خبیث چیزیں اور مچھلی کے سوا دریا کی جائز طایفہ جو سنے نزدیک سب
 خبیث ہیں اور پھر جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَالْحِلُّ لَكُمْ صَيْدَ الْبَحْرِ** یعنی تمکو
 دریا کا شکار حلال ہے اس سے مراد مچھلی ہی ہے کہ عرف بن اس کے سوا اور چیز کا شکار
 نہیں کرتے اور ان خبیث صلیعہ جس دو امین میں گن ہوا اسکے کہا نیسے منع فرمایا
 کیڑھی کی بیع سے منع فرمایا اگر ذبح کر نیو الیکو بکری خواہ دوسری جانور کی بیویات
 کا حال معلوم ہوا اور ذبح کر نیسو وہ حرکت کرے یا خون نکلے تو وہ حلال ہے اور اگر ان
 دو نوعین سے کچھ نہ ہو تو حرام ہے اور اگر اسکو ذبح کے وقت اسکا جینا معلوم ہو تو
 حلال ہے اگرچہ حرکت نہ کرے اور خون نہ نکلے ۞

کتاب الفیض

اہم ترین قربانی کا بیان ہے۔ قربانی کرنا اس مسلمان پر واجب ہے جو آزاد اور مقیم اور
 تو لنگر ہو قربانی اپنی طرف سے چاہیے والد ار لڑکے کی طرف سے اور سپرد واجب نہیں اور
 قربانی کم سے کم ایک بکری کی یا ساتواں حصہ بڑھنے کا یعنی گامو اور اونٹ کا ہر عید
 کی صبح سے لیکر بارہویں تاریخ کی شام تک اسکا وقت ہے۔ شہر کا رہنے والا نماز عید
 سے پہلے قربانی فریج کرے گا نوا لے کر اختیار ہے کہ ٹھارے سے پہلے قربانی کر دے
 ۔ قربانی کا جانور اگر نلے سنگ کا ہو یا خسی ہو یا دیوانہ اسکی قربانی درست ہے لیکن
 یا کانا اور اٹا و ہلا کہ پڑی نہیں گو دھوا در لنگر اور کان اور دم اور آنکھ اور حکلی

میں سے زیادہ حصہ کٹا ہوا درست نہیں۔ اونٹ کی اور گائے کی اور بٹیر بکری ہی کی
 قربانی درست ہو نہ ہوں یا ادا نہ لائے کی عزت پنج برس کی گم نہ ہو اور گاجو کی دو برس سے
 کم نہ ہو اور بکری سال بھر سو کم نہ ہو اور بٹیرین سو دوہ بھی درست ہو جسکی عمر چھ مہینے سو
 زیادہ ہو بشرطیکہ بڑی بٹیروں میں لمبا دی یعنی بچہ نہ معلوم ہوتی ہو اگر اسات شرکین
 نے ایک گاؤ یا اونٹ کی قربانی کرنی چاہتی اور ایک تہین سو مگر کیا اور اسکے اونٹ
 نے کہا کہ اسکو میت کی طرح فساد اور اپنی طرف سے وہیم کو تو مجھے قربانی کرنی درست ہو۔ اگر
 چہ آدمی قربانی کرنی چاہتے ہیں اور سائلان شریک فساد یا فساد یا فساد یا فساد
 کہ اسکی میت قربانی کرنے کی نہیں بلکہ گوشت کا شریک ہو تو مجھے قربانی کیسکی طرف سے
 درست نہوگی۔ قربانی کے گوشت میں سو آپ کھانا اور متلس اور تو انکو کہلانا اور کھانا
 چھوڑنا درست ہو اور مستحب ہو کہ متلس کو تباہی سو کم خیرات نکالو۔ قربانی کے چمڑے
 کو خیرات کر دینا چاہیے یا اسکا کوئی تھیلا یا جلی بنائے کہ گوشت کے کام آدو۔ اگر
 وہ کم کرنا بابتا ہو تو مستحب یہ ہو کہ اچھو ماتھے سے ذبح کرے۔ یہودی اور نصرانی سے
 ذبح کرنا ہارو ہے۔ اگر وہ شخص غلطی سے ایک دوسری قربانی کو ذبح کر دین تو اسکو
 بٹیر فساد قربانی ہوگئی اور کسیکو دوسریں سو دوسریے جانور کی قیمت دینی ہو چرکی ہو

کتاب الکراہیہ

اس میں منوع چیزوں کا بیان ہے۔ مکروہ چیز حرام کے قریب ہو اور اہم حساب
 کے ہر چیز میں فرما رہی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے فصل کہانے پینے کی چیزوں کے
 بائیسین۔ مکروہ ہو کہ می کا دودھ پینا اور سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا
 اور پینا اور نیل اور خربو لگانا مردوں عورتوں میں کسیکو مگر ایات اور کاسچ اور بلور اور

کتاب الکراہیہ
 فصل

عقیق کے برتن میں کھانا پینا وغیرہ مکروہ نہیں۔ جس برتن پر چاندی لگی ہو یا زین پر
 یا کرسی پر چاندی کا کام ہو اسکا استعمال حلال ہے مگر اس طرح استعمال کریں کہ چاندی کی جگہ
 بچی رہی مثلاً برتن کے کنارہ پر نہ ہو کہ منہ اوپر لگے یا زین اور کرسی پر بیٹھنے کی جگہ خالی
 ہو اور کافر کا قول حلال اور حرام ہونے میں مقبول ہو گا مثلاً کسی مسلمان کا خادم یا سیر
 مر اور وہ گوشت لادے اور کہے کہ مجھے مسلمان کا ڈبہم کیا ہوا ہے تو اس مسلمان کو اسکا
 کھانا درست ہو گا (علامہ اور رشکے کا قول یہ ہے اور اذن کے باب میں مقبول ہے) مثلاً
 غلام یا لڑکا کہے کہ مجھے کھانا تمکو بدیہ بھیجا ہے یا کسی شخص سے کہے کہ تمکو صاحب خانہ اندر
 بلانا ہے تو اسکا کھانا لیا جاوے گا) بدکار شخص کا قول معاملات میں مقبول ہے اور دین
 کی باتوں میں معتبر نہیں (مثلاً اگر منیارت اور وکالت اور قاصد ہی اور تجارت میں بد
 کہے کہ لگا تو مان لیجئے اور اگر باپ کی بجاست وغیرہ امور دینی میں کہے کہ لگا تو نہ مانو
 اور جس شخص کی کوئی ضابطہ ولیمہ میں کرے اور وہ مان راگ دنگ ہو تو یہ شخص بیہک
 کھانا کھائے مگر جس کھانا پر کہ اس مسئلہ کی تفصیل مجھے ہے کہ اگر شخص کو ان
 لوگوں میں سے سونے کے فعال کی سند لوگ پکڑنے ہوں اور وہ راگ رنگ کو منع بھی کر
 ہو تو وہ کھیر اور قوت کر دے اور کھانا کھادے اور اگر منع نہیں کر سکتا تو شریکین دعوت
 نہو جلاؤ دے اور اگر حامی شخص ہے تو اسکا حکم دہی ہے جو کتاب میں ہے اور یہ سب
 اس وقت ہے کہ پہلے علم نہ ہو اور اگر پہلے ہی معلوم ہو کہ وہ ان بدعت ہے تو جانا ہی چاہیے
 کذا فی النبی فصل ہنوں کے احکام کے بیان میں۔ مرد و نکور ریشمی کبرا پہننا حرام ہے
 (یعنی جبکنا یا نادر و نور شیم ہوں) مرد و نکور (حرام ہے) مرد و نکور حرام نہیں اور
 ریشمی کبرا کی گوٹ مقدار چار انچ کے مرد و نکور کو بھی حلال ہے۔ ریشمی کبرا کا کلمہ

فصل

یا بچہ بونا مرد و مکہ درست جو جس کپڑا کا تا بار شیم کا سوا اور بانہ زنی یا ادق کا اس
 کا پونہتا مرد کو حلال ہے اور جب کا تا ناسوت یا ادق کا ہوا یا بار شیم کا اس کا پونہتا
 مرد و مکہ نیست کراچی میں حلال ہے۔ مرد و سونے خاندی کا زور نہ پہنے کہ حرام ہو
 بان اگر خاندی کی انگوٹھی اور نیلی اور تلو آری کا ساز ہو تو مضائقہ نہیں۔ اور سوا
 بادشاہ اذ قاضی کے اور لوگوں کے حق میں فصل بھسے کہ انگوٹھی نہ پہنیں۔ اور پھر
 اور لوٹے اور پیل اور سونے کی انگوٹھی پہننی حرام جو گھینے کے سوا نام میں سونے
 کی کیل لگانی اور دانہ نکو خاندی کے نارون سی بانہ ہنا درست ہی سونے کی بانہ
 سو درست نہیں۔ لاکو نکو سونا اور شیمی کپڑا پہنا کر وہ ہوتا و فو کا پانی خشک
 کر سنے کو رد مال رکھنا بانا نک فساد کرنے کو کپڑا رکھنا یا بات کے یاد دہانے کو
 انگوٹھی تین دن کا گانا نہ بنا کر و نہیں فصل فیجئے اور نانہ نکائیکے بنانہیں۔ آزاد
 عورت جو اجنبی ہو مرد کو اوہ کے چہرہ اور جسم تیلیوں کے سوا اور کچھ دیکھنا درست
 نہیں اور جس مرد کو دیکھو شو شہوت ہوتی ہو اوہ کو چہرہ کا دیکھنا ہی بچائے مگر
 حاکم اور گواہ اور کاخ کا پیام دینے والا (یعنی جو اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو
 و اگر چہرہ دیکھے تو مضائقہ نہیں) اور طبیب کو بیماری کی جگہ کا دیکھنا درست
 ہے۔ مرد کا تمام بدن سوا زینگی (یعنی ناف سوا زونک) کے مرد کو دیکھنا جائز
 ہے اور عورت کا دیکھنا مرد اور عورت کو بھی ایسا ہی ہے (یعنی عورت و مرد کی
 عورت یا مرد کے تمام بدن کو سوا زینگی کے دیکھ سکتی ہے) مرد اپنی بیوی اور لڑکی
 کے مکان مخصوص کو دیکھ سکتا ہے اور محرم عورت کے چہرہ اور سراور سینہ اور
 ہڈیوں اور بازو و مکہ دیکھ سکتا ہے مگر پیٹ اور پیٹ اور زانو و مکہ دیکھنا درست

نہیں۔ جن اعضا کو دیکھنا جائز ہو انکو ماتھے لگانا بھی درست ہے۔ غیر کی لونڈی میں
 محترم عورت کے ہو (یعنی اسکی سر اور بازو وغیرہ کا دیکھنا درست ہے) اور اگر اسکو
 خریدنے کا ارادہ ہو تو جن اعضا کو دیکھنا درست ہو انکو ماتھے بھی لگانا ضروری نہیں ہے۔
 جب لونڈی بالغ ہو جاوے تو اسکو صرف ایک تہ بند مار کر مردوں کے ساتھ رہنا
 دین (بلکہ اوپر کوئی کپڑا سر نہ ہونا چاہیے) اور حقیقی اور الٹ گناہوں اور ہجرا مردوں میں
 شمار ہیں (یعنی دیکھنا اور ماتھے لگانے میں جو مردوں کو جائز ہو وہی انکو بھی درست
 ہے) عورت کا غلام مثل اجنبی مرد کے ہو (یعنی عورت کو اس میں بھی پردہ ضروری ہے)
 مرد کو اپنی لونڈی سے بدعتی اجازت اور ذمی نلی سے اسکی اجازت کے ساتھ غسل
 درست ہے (یعنی صحبت کی وقت انزال یا ہر کرنا لونڈی سے بلا اجازت اور بیبی سے بلا اجازت درست ہے)
 فصل عورت کے رحم کو صاف کر لینے کے بیان میں۔ جس شخص کی ملک میں کوئی
 لونڈی آدمی تو اسکو اس کے ساتھ صحبت کرنا اور ماتھے لگانا اور اسکی مشرک گاہ کو
 شہرت نہ دے دیکھنا درست نہیں جیسا کہ اسکو ایک شخص آپس کے۔ ایک شخص کے پاس
 دوسرے ذمی نلی اور اسکو دو تو نکاح بوسہ شہوت سے لے لیا تو اب اسکو نہیں
 کسی کو ساتھ صحبت کرنی یا لازم صحبت کرنے (مثلاً لباس یا گلے چھنا حرام ہے)
 جیسا کہ ایک کی شرمگاہ کو اپنی اور پر حرام کر دے (یعنی جب تک ایک کو اپنی ملکیت سے
 باہر نہ کر دے) مثلاً دوسرے کے ماتھے پیچھے یا ہبہ کر دے یا کسی کے ساتھ اسکا نکاح کر دے
 یا آزاد کر دے تب تک دوسری کو صحبت کرے۔ مرد کو مرد کا بوسہ لینا اور معاف کرنا
 ایک تہ بند یا ہبہ ہو کر دے اور اگر تہ بند کر کے بھی نہیں ہو تو درست ہے جیسا کہ تہ بند ملانا جائز ہے
 فصل بیع اور غلہ بہرنے اور اجادہ وغیرہ کے بیان میں۔ آدمی کے پاخانہ کا

[illegible]

۵۰

غلام تاجر کا ہدیہ قبول کرنا اور اسکی سیاق و سباق ماننی اور اس سے سوار سی کا جانور لگا لیا
 بیچہ سب باتیں جانتے ہیں۔ اور اگر غلام مادون کیسی کو کپڑا پہن کر دسی یا ہدیہ میں روپیہ
 شریفی بھیجے تو کر دے گی۔ نصیبے اچھے ہوئے آدمی کو زمانہ بیکار نہیں آئے دنیا اور لون
 و عا مانگنی کہ الھی عرش پر اپنی عزت کے اعتقاد کی بجائے کے طفیل سے بیچہ کام کر دے
 یا لون و عا کرنا کہ الھی بحق فلان بیچہ کام کر دے گی کہ وہ ہو۔ شطرنج کہیلنا اور گھوڑوں
 کہیلنا اور تمام کہیل کر دے ہیں اور علامی کا نشان مثل لوہے کے طوق وغیرہ غلام کے
 میں ڈالنا کر دے ہو مگر اسکو قید کرنا درست ہو۔ دوا کے کئی حصہ کرنا۔ اور فاضی کا
 روپیہ بیت المال میں سے مقرر کرنا۔ اور لوہے اور ام وکد کو بد لون محرم مقرر کرنا۔ اور
 جو چیزیں بچہ کے لئے ضروری ہوں اور کو اس کے چچا خواہ مان کا مول لینا یا بیچنا
 جائز ہے اسبطر جو شخص کو بھی بیچہ پڑا ہوا پاوے وہ بھی بیچہ کی ضروریات کی اس سے
 شر کر سکتا ہو۔ بیچہ کو کسی کا مزدور کرانا یا نوکر کہنا یا بیچہ شرمان کو جائز ہے (دوسرے
 کو اختیار نہیں)۔

کتاب حیات الموت

اس میں دیران زمین کے بذاعت کرنے کا بیان ہے۔ موت میں زمین کو کہتے ہیں جس میں
 کہتی پانی کے نہوئے یا پانی کی کثرت کے باعث نہر کے اور وہ زمین بستی ہو دور ہو
 کہ چلانے کی آواز دے اس بستی میں نہ پونچے اور کسی ملک نہو پس ایسی میں کو اگر کوئی
 شخص بادشاہ کی اجازت ہو اٹھا دے (یعنی کہتی کے قابل کرے) تو وہ زمین اسکی
 ہو جاتی ہے۔ اگر موت زمین کے گرد کسی نہر و کئی نہر و مادہ ہو جو (یا دور کو بھی انسان
 خندق وغیرہ کا کر دے) تو اس سے اسکا مال ہو گا اور مادہ کی قربت کی زمین کا زراعت

کتاب حیات الموت

اجساد کے مرنے والے
 کرنا اور موت زمین
 اور وہ بستی دیران کو
 کہتے ہیں جس سے کہ
 فائدہ نہو

کے قابل کرتا جائز نہیں (یعنی زراعت کے قابل کرنے سے اسکا مالک نہ ہوگا) ویران زمین
 میں اگر کوئی شخص کنواں کو بنوادی تو کنوئیں کے سبب طرف سے ہم کنوئیں کا حق ہوگا اور چشمہ
 (یعنی تالاب وغیرہ) کا اگر دو چار طرف سے گزر (ہوگا) پس اگر کوئی شخص کنوئیں کے گرد
 ہم گز کے اندر اور چشمہ کے گرد سے گز کے اندر دوسرے کنواں (یا چشمہ) بنایا جائے تو
 اسکو مانع نہ کیے۔ نیز ہر کارگر وہ ہمسفر ہو تا ہی جو اس کے ساتھ رہے۔ دریا پر اور
 زمین اگر ایسی ہو کہ ہر دامن دریا نہ آوے گا تو اسکا حکم موات کا ہو اور اگر احتمال دریا کے
 نہر آئیکا ہو تو موات نہیں۔ اگر موات زمین میں کوئی نہر کو بنوادی تو اسکا گردہ کو نہر ہوگا (نہر
 مرنے کا بار دیکھی مٹی جس کو ہر پڑی ہے وہی اسکا حق ہو اور کوہ نہیں) **فصل پانی**
کے گھاٹ کے مسائل میں گھاٹ میں سے کوہی اور جانوروں کے
 لئے حصہ اور باری ہو نیکانام مرنے پر۔ بڑی نہر میں مثلاً جلد اور فراٹ اور گنگا جیسی
 ملک نہیں ان سے اپنی زمین کو پانی دینا اور دوسرے کو پانی دینا اور ان پرین علی قائم کرنی
 اور ان میں سے نہر کوہر اپنی زمین میں لانی بشرطیکہ عام لوگوں کا ضرر نہ ہو ہر شخص کو اختیار
 ہے۔ اور جو نہر میں کہ کسی ملک ہوں اولیٰ اور کنوئیں اور جو مومن سے ہر شخص کو پانی
 پینے اور پانی جانوروں کو پانی پانیکا اختیار ہے مگر زمین کو نہر کا اختیار نہیں اور اگر
 بیلوں کی کثرت سے نہر کے خراب ہونے کا خوف ہو تو ان کو نہر پانی پلانے سے مالک روک
 سکتا ہے۔ اور پانی جو شے وغیرہ میں نہر کہا تو اس کو جوہر و اجازت مالک کے کام
 میں لانا درست نہیں۔ اور جوہر نہر دن کا صاف کرنا جو کسی ملک نہر میں بت الامان میں
 ہو چاہے اور اگر بیت المال میں خرچ معنائی کا نہر تو نہر کوں سے اس کو لئے ضرور لینا
 چاہیے۔ اور جو نہر کسی ملک ہوا اسکی معنائی اس کے ذمہ لازم ہے اگر مالک انکار کرے

فصل پانی
 سا لکھنا
 سال میں

تو زور اس سے صاف گرا ہی جاوے۔ اور مشترک نہر کے کورسے وغیرہ کا ان کو خارج
 نہر کیوں کے ذمہ نہر کے اوپر کچا بن سوتے ہیں شروم منبع کھنڈ (سی) ہو گا اس جسٹس
 کی زمین سے نہر اس کے بڑے جادو کی وہ مصفا کی کے خرم سے بری ہو جاوے گا۔ اور جو آدمی اور
 جانور ایسی نہر و زمین سے پانی پیئے ہوں اور نہر اور مسکا صاف کرنا لازم نہیں۔ گھاٹ پڑا
 پانی لینے کا دعوہ کرنا پڑوں زمین کی ملکیت کے بھی درمیت ہی۔ کچھ لوگوں میں ایک
 نہر مشترک ہو اور وہ اس سے پانی لینے میں جھگڑا کریں تو نہر کو زمین ہر ایک شریک
 کا حصہ ہوتا ہو گا جتنی اس کی زمین ہے (اور وہ مشترک رہیگی) شریکوں میں سے کسی کو
 اختیار نہ ہو گا کہ نہر مشترک میں سے دوسری نہر اپنی زمین میں کھود دلا دے یا اس پر ہتھی
 لگا دے یا درمیت یا چرند سے پانی لیوے یا اس پر نل باندھے یا نہر کے دائرہ کو چوڑا کر دے
 پانی کی تقسیم دونوں کے اعتبار سے کرے اور پہلے قلابوں کے اعتبار سے ہو چکی ہو یا
 اپنے حصہ کا پانی اس نہر کا اپنی دوسری زمین میں لجاوے جو جس کا پانی دینا اس نہر میں
 سے ہوتا ہو (اور بعد اس کے اگر شریک کی (رضامندی سے کرے تو مصفا کہہ نہیں) بدوں
 رضامندی (کسی کو اختیار کا حاصل نہیں) پانی دینے کا حق ہر اثن میں دار ملکوں پہنچ
 سکتا ہو اور بعینہ اس سے نفع لینے کی وصیت دوسرے کو دینی (کہ میرے بعد تو کام میں
 لائی) درست ہو مگر اس حق کا بچنا اور مہیہ کرنا درست نہیں۔ اگر ایک شخص نے اپنی کہیت
 کو پانی سے بہرا دیا اس سے اس کو ہمسایہ کی زمین کو ضرر ہوا یا دوب گئی تو اس پر اس زمین کا کچھ
 تادان دینا نا آوے گا۔

کتاب الاثیرتہ

اس میں شرابوں کا ذکر ہے۔ شراب شریعت میں اس چیز کا نام ہے جو نشہ کرے چار

طرحی شرابیں مسلم بن اہل خمر مینے انکو رکھا پانی جنبہ خوب جو غسل مارنے لگو اور اس پر چھ
 آجا دین تو اس میں سو نہوڑا اور نہت حرام ہو جاتا ہو دوسری شراب ملا ہو کہ انکو کو خنجر کو امانت
 پکا دین کہ ایک تہائی سو زیادہ رہ جاوے اور باقی جلجاوے دوسری شراب کا نام تنکڑ ہے کہ تر
 چھوڑا دیکو پانی میں بیگو دایا اس کے پانی کو تنکڑ کہتے ہیں چوتھی شراب قلعہ زریب ہے یعنی کھس
 کو پانی میں تر کر کے بدون پکاوے نہوڑا یا نہتہ بیون پکائی نہیں اگر اس میں جاوے اور کڑی ہو جائے
 تو حرام ہیں اور باقی حرام شراب کی نسبت کہ کم ہو مینے ان تینوں کو اگر کوئی حلال جانے لگا تو کافر
 نہ ہو مگر اختلاف خمر کے (کہ اسکا حلال جانے والا کافر ہے) اور چار قسمیں حلال ہیں ایک بھک
 خشک چھوڑا ہو خواہ کشش پانی میں تر کر کے اس پانی کو جو رش خفیف دیا جاوے تو نہ پانی اگر
 ادھکے کہ ابھر کر اس میں سو اس قدر پیا کہ فتنہ ملاوے جائے ہو اور خوشی اور کہ تیل کے لٹو نہ تھی
 درست نہیں دوسری قسم بھک ہو کہ خشک چھوڑا بدون اس شمس کو جبہ بعدا تر کر کے دیکو خفا
 پانی بلا کہ جو رش خفیف کے بعد کہ چھوڑا پیا تنکڑ کہ ادھکے کہ انکو دوسری بھک کہ شہنشاہ چھوڑا
 بیون یا جو باجیا پانی میں تر کر کے کہ چھوڑا جو رش خفیف یا بدین اور بھک پانی ادھکے کہ انکو چھوڑا
 بھک کہ انکو کے عرفی کو اتنا پکا دین کہ در تہائی آڑ جاوے بعد اس کے کہ چھوڑا کہ ادھکے اور
 (اور ان چاروں قسموں میں انہم شافعی کا اختلاف ہوا ان کے نزدیک سب نشہ آور چیزیں حرام
 ہیں اور امام اعظم کے نزدیک بھک چاروں اگر نشہ کریں اور کھیل اور ترنگ کی راہ سے نہ پیدا
 ہو حرام نہیں یعنی ہر فن میں ایسا کما کہ تعال کرنا درست ہو اسو چھوڑا کہ آٹھ عشر سب سے اسے حلال
 ہے ارشاد فرمایا ہو کہ حرام آٹھ عشر یا تینیا و اشکر من کل شراب یعنی خمر تو خود حرام ہو اور
 باقی شراب کا نشہ حرام ہو اور باقی شرابوں کا نشہ حرام ہو اس حدیث کو اور دیکھ فرمادے
 روایت کیا ہو اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو کہ انکو دیکو نہوڑا

کے کوڑی اور غزنی اور قندھار میں پیدا ہوتا ہے (میں نے پھلوں وغیرہ کا پانی ان برتنوں میں
 رکھنا) حلال ہے (شرع اسلام میں ان برتنوں میں پیدا ہونا حرام ہو گیا تھا اس لیے کہ یہ برتن
 شراب کے ہونے پر بعد اس کے حسیہ منسوخ ہوئی کہ برتن کی حیثیت سے حرام نہیں بلکہ
 کا سبب بنتی ہے۔ اگر شراب خود بخود نہ ہو گئی یا کچھ ڈال کر اس کو سرکہ بنالیا تو اس کا کھانا
 جائز ہے۔ شراب کی تلچٹ کا پینا اور اوسین ترک کے کٹکھی کرنی (جیسی بعض عورتوں کی عادت
 ہے) مکروہ ہے اور جو شخص تلچٹ پیو اور پھر چارہ یا جادو جنت تک کہ سبب ہوا

کتاب الفصیحة

اس میں شکار کر نیکے مسئلے ہیں۔ شکار کرنا سکھائی ہوئی کتے اور چیتے اور باز اور سب سکھائی
 ہوئی شکاری جانوروں سے حلال ہے۔ شکار کرنے میں تین یا تین ضروری ہیں اول تو
 جانور شکاری کی تعلیم اور کتے کا تعلیم یافتہ ہو جائے کہ شکار کو بڑے خود نہ کہانے لے
 جب تین بار ایسا کریں تو وہ تعلیم یافتہ ہو گیا اور باز کی تعلیم بھی ہو کہ بٹانے سے پہلے آدھ
 دم سری بات بھی ہو کہ جب شکار پر جانور چڑھا جائے اس وقت بسم اللہ کہہ کر چھوڑ دو پھر
 بعد کہ شکاری جانور کے کسی جگہ میں زخم کر دیں۔ اگر شکار پکڑ کر باز خود کہانے لے لے
 تو اس شکار کو کھانا جائز ہے اور اگر کتا یا چیتا کہانے لے لے تو اس کا کھانا درست نہیں۔ اگر
 شکار کہیلنی والا شکار کو زندہ پاویں تو اس کو زخم کر دیں اگر زندہ پانی کی صورت میں نہ ہو
 تو وہ شکار حرام ہو جاوے گا اور یہی حال ہے اگر کتا شکار پر زخم نہ لگا دیں بلکہ کھا کر
 مار ڈالے یا شکاری کتے کے ساتھ ہوں تعلیم کیا ہو کتا یا کسی کا فر غیر کتابی کا کتا یا
 ایسا کتا جسے چوڑنے وقت شکاری نے قصداً بسم اللہ کہی ہو شکار مارنے میں
 شریک ہو گیا ہو تو شکار حرام ہو جاوے گا۔ اگر ایسا مسلمان نے یا کتا شکار پر چھوڑا ہو

انکو کسی مجوسی نے بھگا دیا اور گتے بنے بھکار پر تیز ہر کر شکار مارا تو شکار حلال ہو گا اور اگر گتے
 کو مجوسی نے چھڑا اور مسلمان نے بھکار اور گتے بنے بھکار سے تیز ہر کر شکار مار لیا تو یہ شکار
 حرام ہو گا۔ اور اگر گتے کو کسی نے نہیں چھڑا تھا بلکہ وہ آپ ہی سنگار پر چلا تھا پھر اسکو
 کسی مسلمان نے بھکار دیا اور اسنی جستی کر کے شکار مارا تو یہ شکار حلال ہو گا۔ اگر مسلمان
 بسم اللہ کہہ کر شکار کے تیر مارے اور تیر سے وہ شکار زخمی ہو جاوے تو اسکا کھانا اور سنت ہو گا
 ۔ اور اگر شکار کو زناہ یا دوسرے کو زخم کر لے اور باوجود زناہ ملنے کے اگر وہ بچ کر گیا تو اس
 ہو جاوے گا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور تیر کہا کر وہ غائب ہو گیا اور شکاری اسکو نہ پھونکا
 رہا پھر زخمی مرا ہوا تو حلال ہے اور اگر تیر مارنے کے بعد شکار ہی نے اسکی جستی کی اور تیر
 لگا اور پھر وہ شکار مر ڈیا یا تو حلال ہو گا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور وہ پانی میں گر گیا
 یا کسی جہت پر یا بھاڑ پر گر پڑا پھر وہ ان سب زمین پر گر کر مر گیا تو وہ حرام ہو گا اور اگر اول
 ہی زمین پر گر کر مر جاوے گا تو حلال رہے گا۔ اگر تیر کو لکڑی کی طرح مارا اور شکار مر گیا یا غلہ
 اور گتہ کی شے بھگا دیا تو وہ حرام ہو گا۔ اگر شکار کے تیر مارا اور اسکو کوئی عضو اسکا
 جدا ہو گیا تو شکار کہا یا جادو لگا اور وہ عضو نہیں کہا یا جادو لگا اور اگر شکار کو دو ٹکڑے
 اسطرح کیا کہ نچائی سر کیٹش اور دوڑ نہائی دوسرے کیٹش ہوں تو شکار اسکا کہا یا جادو لگا
 (بھگا اگر ہرن کے ٹکڑے سے مارا اور اسکو اسکو دو ٹکڑے ہوئے ہو کہ تنہا کسی سر کی جانب رہی تو
 شکار کھانا اور سنت ہو گا اور اگر لکڑی ایسے ہوں کہ سر کی جانب آویسے ہوئے نہ ہو اور چوڑا
 کیٹش نہ کم نہ ہو تو اسکو سر نہیں چوڑا کیٹش کا حصہ نہ کہا یا جادو لگا اور اگر کسی اور جہت
 پر سنت اور مرد کا مارا ہوا شکار حرام ہو (اسلم کہ انکا دینہ زہمت نہیں) اگر تیر نے شکار
 کے تیر مارا اگر وہ نہ سنت نہ ہوا پھر اس کے عمر دے دے حرام اور شکار مر گیا تو وہ شکار حرام و کا

ہوگا اور اوسکا کہنا غلام ہوگا اور اگر زید کے تیر سے شکار ڈھیلان پڑ گیا تھا اور پھر مرد
 کے تیر سے مر گیا تو شکار زید کا ہوگا اور اوسکا کہنا حرام ہوگا (اسلی کو جب شکار مشغول
 ہو گیا تھا تو چاہیے تھا کہ اسکو نوکھ کر یا چونکہ مار ڈالا (اسلی کو حرام ہو گیا) اور مرد اس شکار
 کے دام زید کو دے دے تو اگر اسکی قیمت تین صراۃ بقدر دہم ہو کر اسے چار زید کے تیر کے
 زخم سے اسنیں نقصان ہوا ہونہ شکار کرنا سبب جانوروں کا درست ہو خواہ گوشت
 اٹھا کیا یا جانا ہو یا نہ ہو (اسلی کو جنگل گریخت سے بفع نہیں) (انکی بڑی اور چڑی سے
 بفع ہو سکتا ہے)۔

کتاب الرهن

رهن گدو کر فو اور کہنی کا بیان ہے کہ کسی حق کے عوض میں مثل قرض و خرد و ایسی چیز کو روک کر کہنی
 کو رهن کہتے ہیں جس کو کوئی والا اپنا حق وصول کر سکو (ایسی چیز کہ نکال کر دو دو نقصان کی عوضین اگر رو
 کر گیا تو درست نہ ہوگا اسلی کو کہ روک کر کسی چیز سے ضرر و نقصان کا نشانہ بنیں گے و کہنے والے کو رهن
 کہتے ہیں اور جو گدو کر کہتا ہے اوسکو مرهن کہتے ہیں اور گدو کر کی چیز کو مرهن کہتے ہیں (یہ مرہون
 ایجاب اور قبول اور مرهن کی چیز پر مرهن کے قایض ہونے سے لازم ہے جانا ہو کر مرهن
 چیز تقسیم کی ہوئی اور مرهن کے تلف ہونے سے خالی چاہیے اگر رهن نے مرهن
 چیز کو اپنی ملک و تلف ہوئی خالی کہے مرهن کے سامنے کر دیا اسطرح کہ وہ اسکو لے سکو
 یا بالغ نے بیع کو مشتری کے سامنے اسطرح رکھ دیا تو صحیح صورت قبضہ کرنے میں داخل
 ہے نہ رهن کو اختیار ہو کہ اگر مرهن نے شوہر نہ پر قبضہ کیا ہو تو اپنی عقد رهن سے
 رجوع کرے (یعنی اپنی چیز مٹا لے اور کر دے کہنی) اور مرهن چیز اگر مرهن کے پاس جاتی
 دھو تو اسکی قیمت اور قرض زیدی رهن میں ہو نہ ہو گا مٹا دیا مرهن کو دینا

کتاب الرهن

اور پھر دیکھئے اگر قرض کی مقدار کم ہوگی تو وہ دینی آدمی اور اگر اس شخص کی قیمت کم
 ہو تو دینی ہی دینی آدمی اس شخص پر جو معلوم ہوا کہ جن صورتیں کہ مرہون چیزوں کی
 اور اس کی قیمت اور ماہن کے ذمہ جو قرضہ مرہون کا چاہیے تو تو ان کی تعداد پر اور پھر
 اس صورت میں مرہون اپنا روپیہ بہر چکا (کہ جتنا اس کا ماہن کے ذمہ تھا دیتا ہی ماہن کی چیز
 کا اد سے ذمہ ہو گیا) اور اگر مرہون چیز کی قیمت قرضہ دہی ماہن سے زیادہ ہو تب بھی
 اپنا حق پا چکا اور جس قدر قرضہ سو زیادہ کی چیز وہ تھی وہ زیادتی مرہون کے پاس اپنا
 حصہ (یعنی اس کا تمام ان کچھ نہ بیا ہو گا) اور اگر قرضہ ماہن کے ذمہ زیادہ ہو اور مرہون
 کی قیمت کم تو اس صورت میں مقدار قیمت مرہون کی تو مرہون کو پا چکا کہ باقی قرضہ ماہن سے
 اور سول کہ بجا مرہون کو اختیار ہے کہ بعد میں کے ماہن سے اپنی قرضہ کا لٹا مذاکرت اور
 قرضہ کی بابت اس کو قید کریں (غیر فیکہ رہیں کہ دینی سے بھی نہیں ہوتا کہ قرضہ پا لگنا
 اور مواخذہ چوڑ دی) رہن کے چھرانے میں مرہون کو حکم ہو گا کہ مرہون چیزیں
 اس پر امن کو حکم ہو گا کہ قرضہ اس کا اول ادا کر دے (پہر اپنی چیز لیٹے) اور جب کہ
 مرہون چیز مرہون کے پاس ہو اس کو اختیار ہے کہ ماہن کو ادائیگی سے روک دے کہ وہ چاہے
 کہ اپنا مرہون نہیں سونپہرے اور جب قرضہ وصول کر چکے تو مرہون کو اس کو حوالہ کر
 دیتے کہ مرہون چیزیں مو فائدہ لینا یعنی اگر غلام وغیرہ ہو تو ادائیگی سے کام لینا اور
 اکال وغیرہ ہو تو ادائیگی میں رہنا اور کپڑا ہو تو اس کو پہننا یا مرہون چیز کو فرو دہی
 چلا دیا جائے (دینا درست نہیں۔ مرہون چیز کی حفاظت مرہون اپنا کپڑا کر دیا اس کی
 دینی حوالہ کرنا وغیرہ مواخذہ کے متعلق ہو (یعنی خوراک وغیرہ) کہ وغیرہ اس کے
 ذمہ نہیں کہ تو اس کے سوا کسی اور سے حفاظت کر دے یا اس کو اس کے لئے ہرگز چکا

یا در کسب یا ملکی زیادتی مرہون چیز پر کر لیا اور وہ تلف ہو جاوے گی تو مرہون کو اسکی قیمت
دینی آوے گی۔ جس گہر میں مرہون چیز کی حفاظت کرے اسکا کرایہ اور محافظ کی تنخواہ نیز
کے ذمہ ہو اور مرہون چیز کے چرانڈوالے کی اجرت اور ادا اسکے کہانے میں کا دام
اور اگر زمین خراجی ہو اسکا خراج راہن کے ذمہ ہوگا۔

باب ان چیزوں کے یا نہیں جگہ رہن کرنا اور جسکے عوض رہن کرنا جائز ہے یا ناجائز۔
غیر معین چیز کا بیرون تقسیم رہن کرنا (مثلاً بون کہنا کہ اس گہر کا نصف
یا تھائی کرد کرنا ہون بیرون تقسیم کے) درست نہیں ہے بلکہ پھلن کا گرد کرنا بدست
درخت کے اور کہیتی کارہن کرنا بدست زمین کے اور زمین میں کے درخت کو بدست
زمین کے گرد کرنا اور آزاد اور مدبر اور مسکائب اور دام ولد کہہ رہن کرنا درست نہیں
۔ اور امانت کے عوض میں کوئی چیز راہن کی گرد کہنی یا اس خوف ہو کہ بیعت کس اور
کی نہ نخل آدمی کوئی چیز بائع کی کر لینی یا مشتری نے بھی بیعت پر قبضہ نہیں کیا تو ادا
سے ادا کی عوض کوئی چیز گرد کر فی درست نہیں۔ رہن رکھنا اس فرض کے عوض
میں درست ہو جو واجب الادا ہو گو اس کے ادا کا وعدہ دوسری وقت پر ہو اور
اگر بھال منہارب ہو اس مال کی عوض کوئی چیز رہن رکھنے تو درست ہو۔
اگر بیع منہب میں قیمت کے عوض کوئی چیز گرد کرے یا بیع سلم میں جس چیز میں
سلم کی ہے اسکی قیمت کے بدلہ میں کوئی چیز گرد کرے تو جائز ہو پس اگر ان صورتوں
میں مرہون چیز ہلاک ہو جاوے تو مرہن اپنا حق لے چکا (اب راہن سو کچھ یاد لگا) یا
کو اختیار ہو کہ اپنے ذمہ کے قرضہ میں اپنا بائع (ٹکے کے غلام کو رہن رکھنے۔
چاندی سونے کو رہن رکھنا اور کیلی چیزوں کو (مثل گھوڑوں اور جو وغیرہ کے) اور

زندان کی چیر و ان کو ذمہ لیا بنو اور لوہو سے (گردہ کہنا در دست ہو۔ اگر ایک شخص کو
 دوسرے کے نوغنہ میں رکھا اور غرضوں چیز جاتی رہی تو اسے بقدر قرض میں سے جتنی
 چیز چاہو گی اسے لکھ کر دے گا کہ اس میں اعتبار نہ ہو گا (یعنی ہر ہون چیز اور جسکو غرضوں
 ہوا ہے اگر دو نو ایک جنس ہوں تو گھڑنے کے پورے ہونیکا فرق دو نو میں لکھنا چاہیو)
 اگر ایک شخص نے اپنا غلام فروخت کیا اس شرط پر کہ مشتری میں کے بدلہ میں ایک
 معین چیز بانیے کے پاس رہن کر دے ہر مشتری نے اس چیز کے گرد کہنوسو لکھا کر دیا
 تو اب مشتری پر زور نہ کیا جاوے گا (کہ خواہی خواہی گرد کر دے) مگر بانیے کو اختیار ہے
 کہ اگر مشتری میں نقد ادا کرے یا اس شے کی قیمت جسکو وہن کرنا مشروط کیا تھا رہن
 کے اعتبار سے مذہبی قویع کو توڑ ڈالے۔ اگر کوئی مشتری بانیے کو کہو کہ جب تک میں
 دام دوین تم اس کپڑے کو رکھ لو تو وہ کپڑا رہن ہو جاوے گا (گو زبان سے لفظ صریح
 رہن کا نہ کہا ہو) اگر دو غلاموں کو ایک ساتھ ہزار کے عوض میں گرد کیا ہو تو چھ ہسین
 ہو سکتا کہ راہن او میں ہو ایک حصہ کار و پیر ادا کر کے اسکو ہر پیرے جسے چاہیں
 درست ہو کہ مشتری میں سے کسی قدر ادا کر کے حصہ جمع کو لیتے۔ اگر ایک شخص
 معین کو دو شخصوں کے پاس رہن رکھا تو درست ہو کہ تلف ہوئے کیستور میں تاوان
 دو نو پر بقدر حصہ ہر ایک کے قرضہ کے ہو گا پس اگر وہ میں سے دو تو میں مشتری ایک تو میں
 ادا کر دیا تو وہ چیز دوسری کے پاس رہن رہی (جسکا قرض ادا نہیں کیا ہو) زیادہ
 عموماً دو نو پر کے غلام کے مدعی ہیں (یعنی ہر ایک اس سے جو کہتا ہے کہ اس غلام
 کو تو نے میرے پاس گرد رکھا تھا اور میں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا (اب تو مٹا لایا ہے)
 اور دونوں نے اپنی دعوئوں کے گواہ گھڑا سنے تو دونوں کے گواہ باطل ہو جائیں گے

(بکر کیس کا دعویٰ ثابت نہوگا) اگر راہن و دہر نہیں ہونے کے قبضہ میں غلام چور کرے گا اور وہ دہر میں گواہ ہو تب بیان سابق گذارین (یعنی ہر ایک بات بھی ثابت کرے کہ سیت نے میری پاس کر دیا ہے) تو اس صورت میں وہ غلام دہر کے پاس آن دہر کے حق کے عرض میں آوے گا اور اس میں رہیگا۔

پاس مرہون چیز کو قرضہ نامہ کے سوا کسی اور معتبر آدمی کے پاس رکھنے کے یا نہیں۔ اگر راہن اور مرہون چیز کو کسی دوسری معتبر کے پاس رکھ دین تو درست ہے اور وہ دہر نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے لینے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر وہ چیز چاہے کسی نوادان مرہون پر ہوگا (یعنی اس کا قرضہ راہن کے ذمہ ہے) مگر قطعاً ہو جائیگا اگر راہن قرضہ کی سیدہ پوری ہوئے پر مرہون یا اس معتبر شخص کو پاسی اور کو مرہون چیز کے فروخت کر نیکا وکیل کر دے تو درست ہے اور اگر دہن کرنے کے وقت چھہ وکالت چھہ گئی ہو تو وکیل مذکور راہن کے معروف کرنے سے اور اس کے مرنے سے اور مرہون کے مر جانے سے جو معزول نہوگا (بلکہ کسی وکالت پر سہر قائم رہیگی) وکیل کو مرہون چیز کا چھہ راہن کے وارثوں کے پیشہ چھہ دست ہے۔ اگر وکیل چھہ راہن کی وکالت باطل ہو جائیگی۔ راہن اور مرہون میں کسی کیس کو مرہون چیز کے بچنے کا اختیار بدوہ دوسرے کے کی رضامند ہی کے حاصل نہیں۔ اگر مدت و عہد کی پوری ہو جائے اور راہن موجود نہ ہو تو اس کے وکیل پر سہر کر کے فروخت کر نیکی لے کر چھہ راہن کی چھہ راہن کے وکیل کا حال ہو کہ اگر موکل چھہ راہن اور غائب ہو جائے تو وکیل کو حق ہے کہ چھہ راہن ہی پر سہر کر اٹھ جائیگی۔ اگر معتبر شخص نے اس کو بچ کر مرہون کو اس کا دام دیدیا اب وہ مرہون چیز کسی اور کی کھلی اور معتبر شخص سے اس کا نادان لیا گیا تو وہ

اگر راہن چھہ راہن کی دہر نہیں ہونے کے

اگر راہن چھہ راہن کی دہر نہیں ہونے کے

اگر راہن چھہ راہن کی دہر نہیں ہونے کے

اگر راہن چھہ راہن کی دہر نہیں ہونے کے

اگر راہن چھہ راہن کی دہر نہیں ہونے کے

اگر راہن چھہ راہن کی دہر نہیں ہونے کے

اگر راہن چھہ راہن کی دہر نہیں ہونے کے

اگر راہن چھہ راہن کی دہر نہیں ہونے کے

اگر راہن چھہ راہن کی دہر نہیں ہونے کے

مرہون چیز کی قیمت یا راہنہ کسی چیز کے لئے یا مرہون کسی دے دام وصول کرے جو اسے مستحق ہو
 دلو اتھو گئے ہوں۔ اگر غلام یا گھوڑا مرہون مرہن کے یہاں مر جاوے اور وہ کسی دوسرے
 کا نکلے اور مالک راہنہ کسی اسکی قیمت بہرے تو ایچہ مرہون مرہن کے وزن کے عوض مر جا
 (یعنی مرہن کو اب راہنہ کسی کچھ غلیکا) اور اگر مالک مرہن کسی مرہون کا دام وصول کرے تو
 مرہن بچہ دام جو مالک کو دے اور اپنا قرضہ راہنہ کسی بوسی (اسکی کو مستر ضہ ابھی اوٹھین
 ہوا ہے +)

باب مرہون کے اندر نقصان کرنے اور اسٹین نقصان ڈالنے اور مرہون کے
 دوسرے نقصان کر دینے کے بیان میں۔ اگر راہنہ نے مرہون کو بچھڑا تو بچھڑا مع مرہن
 کی اجازت پر ملو سی رہیگی خواہ مرہن کے قرض کے ادا کر دینے پر موقوف رہیگی (یعنی اگر
 مرہن اس میں کی اجازت دیدی یا راہنہ مرہن کا قرض ادا کر دے تو وہیم جاری ہو جائیگی
 اگر راہنہ نے غلام مرہون کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جاوے گا لیکن اگر قرضہ کی میعاد نہیں ہے
 تو راہنہ کسی مرہن کے قرضہ کا مواخذہ کیا جاوے گا اور اگر قرضہ کی میعاد ہو تو راہنہ کسی
 غلام مذکور کی قیمت لیکر مرہن کے پاس غلام کے عوض رکھ دیا جائیگا اور اگر مرہن غلام
 کہ غلام کی قیمت نہیں دے سکتا تو غلام مذکور اپنی قیمت یا مرہن کا قرض دو نو میں سے
 جو سب کم ہو مرہن کو دے اور جو کچھ مرہن کو دے وہی اپنی مالک یعنی راہنہ کسی بوسی
 (جسکی عوض مرہن کو دیا تھا) اور اگر راہنہ مرہون چیز کو تلف کر دے یا مار ڈالے تو اسکا
 حکم مثل آزاد کر دینے کے ہو۔ اگر مرہون کو کسی اجنبی شخص نے تلف کر دیا تو مرہن اسکی قیمت
 اجنبی سے وصول کرے اور بچھ قیمت مرہن کے پاس رہیگی۔ اگر مرہن مرہون چیز
 راہنہ کو مانگے دے تو اسکو کما دان سے برسی ہو جاوے گا یعنی اگر وہ چیز ہلاک ہو جاوے گی تو

نقصان
 نقصان
 نقصان

ہفت میں راہنہ کیجا دی گئی تھی۔ اس پر مرہٹن کو دیدی تو مرہٹن پر تادان پہر آدیا گیا۔
 اگر راہنہ یا مرہٹن نے ایک دوسرے کی اجازت نہ دی تو مرہٹن خیر کیجو مانگی دی تھی تو اسکا تادان
 مرہٹن کے ذمہ نہ رہا اور دو نوٹیفکیشن ہو کر ایک نوٹیفکیشن ہو کر مانگنے والے سے اسکو دیا
 لیکر ہسٹور کرور کچھ اگر مرہٹن کے لکھ کر کسی کو کپڑا مانگے تو درست ہو لیکن اگر مالک مقدار
 اور جنس اور شہر کو معین کر دی (مثلاً کہہ نہ کہ اس کپڑے کو دس روپیہ یا دس روپیہ
 گیہوں کے عوض یا فلاں شہر میں ہیں نہ کہ نام) اور راہنہ مالک کے کہنے کے بموجب
 فکر سے تو مالک کو اختیار ہو چاہے اپنی کپڑے کے دام راہنہ سے کیوں خواہ مرہٹن سے
 اور اگر راہنہ مالک کے کہنے کے بموجب کر دی اور وہ کپڑا مرہٹن کے پاس ہو جائے
 تو مرہٹن تو اپنا دین بھر یاد گیا اور راہنہ پر واجب ہو گا کہ جب قدر دین مرہٹن کا اسکو
 ذمہ ہو ساقط ہوا ہو اور مسترد حوالہ مالک کے کر دی اور اگر مالک اپنا کپڑا مرہٹن سے
 کر دی اور راہنہ مرہٹن کا قرض ادا کر چکا ہو تو مرہٹن اس کے دین میں شامل نہ کرے۔ راہنہ
 اور مرہٹن اگر مرہٹن چیز کا نقصان کر دیں تو اسکا تادان دیا ہو گا (نیسے اگر راہنہ شیکو
 تلف کر دیا تو اسکی جگہ اور چیز میں کرنی پڑیگی یا مرہٹن کا قرض ادا کرنا ہو گا اور اگر مرہٹن
 اسکو تلف کر دیا تو اسکا دین ساقط ہو جائے گا) مرہٹن چیز اگر راہنہ خواہ مرہٹن کا کچھ
 نقصان کر دی یا اس کے مال کو بگاڑ دیا تو کچھ تادان نہ ہو گا۔ اگر برابر روپیہ کا غلام
 ہزار روپیہ کے عوض رہیں کہہا اور روپیوں کے ادا کا مدت پر وعدہ ہو تو اس اثنا میں
 غلام کی قیمت کم ہو کر سو روپیہ رہ گئی اب اس غلام کو کسی نے مار ڈالا اور قاتل کو ستوا
 روپیہ تادان دینا آئی اور مرہٹن کے قرضہ کی مباد پوری ہو گئی تو مرہٹن سو روپیہ
 قاتل سے اپنی حق میں وصول کر لے اور راہنہ سے کچھ نہ پا دیا اور اگر مرہٹن راہنہ کی

اجازت سے اسکو سو روپیہ کو بیچ دے تو سو روپیہ پستتری سے لیوے اور نو سو روپیہ سے
 طلب کرے اور اگر غلام مذکور کو کوئی دوسرا عداۃ ملے تو اسکی قیمت سو روپیہ کی ہو اور غلام قاتل
 مقتول کی مرضی میں کوئی ایک تو اس پر غلام کو تمام قرضہ کو عین جواز دی یعنی جتنا قرض لگا دے وہ سب
 مرہن کو دیکر نکالے ہیں کہ یہی اگر راہن مر جاوے تو اسکا دھنسی مرہن کو بیچکر مرہن کا قرضہ ادا
 کرے اور اگر اسکا دھنسی کوئی نہ ہو تو قاضی ایک دھنسی مقرر کر دے اور اسکو مرہن کے
 بیچنے کا حکم کرے **فصل** دھن روپیہ کا شیرہ انگور دھن روپیہ کے عوض میں مرہن
 رکھا ہو وہ شیرہ شراب بنکر سرکہ ہو گیا اور اس سرکہ کے دھن بھی دھن روپیہ میں تو بھہ
 سرکہ شیرہ کی عوض میں رہیگا۔ اور اگر تو روپیہ کی بڑی سروپیہ غرض کہ یہی ادوہ مر گئی اور
 اسکی کہال کو کھالیا اور کہال ایک روپیہ کی ہوئی تو بھہ کہال مرہن کے پاس ایک روپیہ
 کی عوض میں رہیگی اور باقی نو روپیہ راہن کے ذمہ قرض رہیں گے مرہن میں جو
 کچھ بڑی ہو مثلاً نو ٹڈی مرہن نہ بچے جن اور درخت مرہن پر بھلے لگے یا دودھ کا گامڑ
 دودھ دی یا اسکی اون اور تری بھہ سب راہن کا ہو گا اور اصل کے ساتھ گروہیگا
 اور اگر بھہ زیادہ ہوئی چیز جاتی رہیگی تو مفت جا دیگی (یعنی اس کے مقابل میں
 کچھ قرض مرہن کا سا قسط نہ ہو گا) اور اگر اصل جاتی رہی اور زیادتی پھر تو راہن
 اس کے موافق دام حصہ رسد دیکر چوڑا لے سطر کہ اصل راہن کے وہ دام نکال دے
 جو مرہن کے قبضہ کر نیلے دن تھو اور زیادتی کے وہ دام جو فلک رہن کے روز
 ہوں اور ان دونوں کے مجموعہ پر مرہن کے قرضہ کو بچا ستراب جس قدر اصل راہن کے
 مقابل پڑے وہ تو اسکی ذمہ ہو گا اور جس قدر زیادتی کے مقابل پڑے
 اس قدر مرہن کو دیکر اسکو چوڑا لے۔ مرہن چیز کا زیادہ کرنا درست ہو گا اور

راہن کی چیز زیادہ کرنا
 درست ہے

عوض کے قرض کا بڑا زائد دستہ نہیں (یعنی اگر ایک کپڑے کو دس روپیہ کے عوض
 رہن کیا ہو تو یہ سکا ہو کہ اس کے ساتھ دوسرا کپڑا اور شامل کر دیا جائے نہیں ہو سکتا
 کہ اسی کپڑے کو رہن رہن دیا اور دس روپیہ کی قیمت پر دیا کرے) اگر ایک غلام سدا
 روپیہ کے عوض رہن رکھا پھر دوسرا غلام اس کی جگہ پر رہن کے بدلہ کیا اور ان
 دونوں غلاموں میں سے ہر ایک کی قیمت ہزار روپیہ ہو تو اس صورت میں اول ہی غلام رہن
 ہوگا دوسرا نہ ہوگا لیکن اگر مرتین اول کو رہن کے بدلہ دیا تو اب البتہ دوسرا
 رہن ہوگا اور جب تک دونوں مرتین کے پاس رہن تو مرتین دوسری غلام کے باہم
 امانت دار ہوگا (یعنی اگر وہ مر جا دیگا تو اس کا قرضہ ساتھ نہ ہوگا نہ تادان دینا
 ہوگا) مان اگر دوسری اول کی جگہ رہن کر لیا تو تادان دینا آدھ (اسلم کہ اب
 دوسرا غلام رہن ہو گیا اور اول غلام رہن سے باہر ہوا)

کتاب ایجنات

اس میں خون کرنے اور اعضا کے نقصان کرنے کا بیان ہے (قتل یعنی جان سے
 مار ڈالنے کی چار صورتیں ہیں اور ہر ایک کا جدا حکم ہے اول قتل عمد (سے)
 یعنی جان بوجہ کر کسیکو شہید کرنا یا ایسی چیز سے مار دینا جو بدن کے اجزا جدا کر سکے
 مثلاً دھار دار لکڑی یا دھار دار پتھر یا نرس کی ٹھپاچہ تیز سے قصداً ماری یا آگ سے
 جلا دی اس قتل کا حکم ہے کہ قاتل گناہگار ہو تا اور قصاص نہیں لازم آتا
 (یعنی قاتل بھی مقتول کے عوض مارا جا دیگا) اور اس قتل کا کفار نہیں (یعنی
 سوائے قصاص کے اور کوئی عوض مقرر نہیں) لیکن اگر مقتول کے وارث معان
 روین تو قاتل پر قصاص جاتا رہتا ہے (دوسرا قتل شبه عمد (یعنی قصداً

کتاب ایجنات

مارنے کی مثل ہے) وہ اس طرح ہو کہ قاتل اُن چیزوں کے سوا جو اوپر مذکور ہیں ایسے نہیں
یا ایسی چیز جس سے بدن کے اجزا جدا ہو سکیں (کسی اور چیز سے نقصان مارے اس قتل کا حکم
ہو کہ قاتل پر گناہ ہوتا ہے اور کفارہ لازم آتا ہے اور اس کو قتل پر دیت متعلقہ لازم ہوتی
ہے اور قاتل پر قصاص و سورتین نہیں مگر سب سے قتل خطا (یعنی چوک اور دہوکے سے
مارنا نقصان مارنا اس کی جگہ صورت ہے کہ کسی کو اس خیال سے خیر مار دیا کہ شکار ہے یا کافر یا کافر
مارا اور وہ مسلمان نکلا یا تیر نشانہ پر مارنا تھا وہ کسی آدمی کے لگ گیا یا اور کوئی سب سے
صورت ہو مثلاً کوئی سونا ہوا دوسرے گر گرے اور وہ دوسرا شخص دیکر مر جاوے اور اس قتل کا
حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ اور اس کے منہ پر دیت لازم ہوتی ہے جو بھی قسم قتل سے
(یعنی قاتل نے ایسا سب کیا جس سے مقتول مر گیا) مثلاً قاتل نے دوسری کی ملک میں گولہ
کہوا اور آدمین کو گئی گر کر مر گیا یا دوسری کی زمین میں تیر رکھ دیا اور اس سے کوئی ٹکڑا
کھا کر مر گیا اور اس قتل کا حکم قاتل کے کئے پر دیت ہو کفارہ قاتل پر نہیں۔ ان چاروں
صورتوں میں صورتین اول کی قاتل کو مقتول کی میراث سے محروم کر دیتی ہیں مگر چوتھی
صورت سے یعنی سب سے اگر قتل ہو گا تو قاتل میراث سے محروم نہ ہو گا۔ شبہ بعد جان کے
بار ڈالنے کے سوا اور اعضا کے نقصان میں حکم عذر کہتا ہے (مثلاً اگر کوئی شخص مارا
تیر یا لکڑی سے کسی کا اتھ کاٹ ڈالے تو ایسا ہو گا کہ گویا چہری اور منہ سے لانا اور اس
قصاص اس سے لازم ہو گا یعنی اس کا اتھ بھی کاٹا جاوے گا)

باب اُن صورتوں کے بیان میں جن میں قصاص واجب ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔
نحوں کا قصاص (یعنی عوض میں مار ڈالنا) ایسی شخص کے قصاص خون کرنے سے ہوتا ہے
جس کے مار ڈالنے کی اجازت شریعت میں کہی نہیں اور وہ ہمیشہ کو قتل سے محفوظ ہے (یعنی

نہایت پرہیزگار ہو کر
نہایت پرہیزگار ہو کر
نہایت پرہیزگار ہو کر
نہایت پرہیزگار ہو کر

نہایت پرہیزگار ہو کر
نہایت پرہیزگار ہو کر
نہایت پرہیزگار ہو کر
نہایت پرہیزگار ہو کر

جسکا خون گرم ہو وہ کافر حربی اور مستامن اور محض زنا کار اور مرتد نہیں (آزاد شخص آزاد
 اور غلام کے عوضین ناراجادیکا اور مسلمان اگر ذمی کو مار ڈالے تو اس کے عوضین مارا
 جادیکا اگر مسلمان یا ذمی اگر مستامن کو مار ڈالیں تو اس کے عوضین نہ مارے و چاہے جگہ
 سے مرد اگر عورت کا خون گرم ہو یا بڑا ذمی یعنی بالغ کسی نابالغ کو مار ڈالے یا مستامن
 آدمی اندھے کو خواہ اپاہج کو یا جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں اسکو یا دیوانہ کو قتل کرے تو قصاص
 لیا جاوے گا بیٹا اگر باپ کو جان سوار و یوئس سو قصاص لیا جاوے گا (اور امام شافعی
 کے نزدیک آزاد آدمی کو غلام کے عوض اور مسلمان کو ذمی کے عوض نہیں قتل کرے
 اور امام اعظم کی دلیل قتل اللہ تعالیٰ کا ہے کہ النفس بالنفس یعنی جان کے عوض
 جان اور وارث قتل کرنے سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی
 کے عوضین قتل فرمایا اور امام محمد نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی نے مسلمان کو
 ذمی کے عوض قتل کیا اور یہ بھی اور عبد الزراق نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے
 مسلمان کو ذمی کے عوض قتل کیا) باپ اگر اپنی لڑکے کو مار ڈالے یا ماں اپنے
 بچے کو مار ڈالے تو انکو لڑکے کے عوض نہ مارا جاوے گا۔ اور دادا نانا اور دادی
 نانی مثل باپ یاں کے ہیں (یعنی اگر اپنی پوتے یا نواسی کو مار ڈالیں تو ان سو قصاص
 نہیں لیا جاوے گا) مالک اگر اپنی غلام یا بریا مسکات کو مار ڈالے یا اپنی بیٹی کے غلام کو
 قتل کرے یا اس غلام کو قتل کرے جو حسین تھوڑا قاتل کا ہے تو اس سے قصاص لیا
 جاوے گا اور جو شخص اپنی باپ پر قصاص کا وارث ہو جاوے تو قصاص جاتا رہتا ہے
 (مثلاً ایک شخص نے اپنی بیٹی کو مار ڈالا اور اسکا لڑکا قصاص کا وارث ہے تو وہ باپ
 سے قصاص لے دے) قصاص تلوار ہی سے لیا جاتا ہے (یعنی قاتل کو تلوار سے مارنا چاہیے)

کوئی نئے مقتول کو تیر یا غیر سو مارا ہو اگر مکاتب کو کوئی شخص قصداً مار ڈالے اور مکتب
 نہ کور اتنا مال چھڑے کہ بدل کتابت اُس سو مارا ہو سکے اور اس کے آقا کے سروا کوئی
 اسکے دوسرا وارث نہ ہو یا اسکے دوسرا وارث تو ہو مگر مال جو بدل کتابت کو کافی ہو چھڑے
 تو ان دونوں صورتوں میں اس کے قاتل سے قصاص لیں گے (اسلمی کہ ان صورتوں میں قصاص کا
 عی اسکے مالک ہو گا اسی کے دعویٰ سے قصاص لیں گے) اور اگر مکاتب مذکور مال بھی اتنا
 چھڑے کہ بدل کتابت کے لئے کافی ہو اور مالک کے سروا دوسرا وارث بھی نہ ہو تو اس
 صورت میں قصاص اس کے قاتل سے نہ لیا جاوے گا (کیونکہ یہ دو تین عی میں شہید ہو گیا ہے
 اس لئے کہ اگر مال کے موجود ہو چکے باعث مکاتب مذکور کو آزاد کہیں تو اس کا مدعی وارث
 نہ ہو تا ہی اور چونکہ مال مالک تک ابھی نہیں پہنچا اس لحاظ سے اگر اسکے قاتل کہیں تو
 مدعی قصاص کا ادبیکا مالک ہوتا ہی پس مدعی میں شہید ہو چکی جیت سے قصاص قتل ہو گیا
 قاتل سے قیمت غلام مقتول کی لیکر اس کے وارث کو دلائی جاوے گی) اگر غلام مسلمان کو کوئی
 قتل کر ڈالے تو اس کے قاتل سے قصاص لیا جاوے گا جیسا کہ ماہن اور مہربن دونوں
 دہ سو قصاص لیں گے۔ اگر معتقل آدمی کو کوئی اور ڈالے تو اس کو باپ کو اختیار ہو کہ
 قاتل سے اسکے قصاص لے یا مال لیکر صلہ کرے لیکن اگر بے عقل کا ولی اس کو مار ڈالے
 تو اسکے آدمی کو خون کا معاف کرنا درست نہیں (مثلاً معتقل کا لڑکا اگر اپنی باپ کو مار ڈالے
 تو معتقل کا باپ اپنی پوتے سے یا قصاص لے یا شہید کرے یا مال لے یا عی معاف کرے
 اور اس مسئلہ میں قاضی باپ جیسا ہی (یعنی اگر بے عقل کا باپ نہ ہو تو قاضی اس کے
 قصاص لے یا مال پر صلح کرے اور اگر معتقل کا مدعی ہی اور باپ نہ ہو تو مدعی کو یہی اختیار
 ہو کہ مال پر صلح کرے (قصاص کا اختیار نہیں) اور غیر مسلمان کو حکم میں لاندہ معتقل کی تو

(اسکی صورت یہ ہو کہ لڑکے کی مال اپنی بچہ کو مار ڈالے تو بچہ کا باپ یا اس سے
 قصاص لے یا مال لے معاف کرے) اگر مقتول کے وارث نابالغ اور بالغ دونوں
 طرح کے ہیں تو بالغ کو اختیار ہو کہ قاتل سے اپنی مورث کا قصاص لے لیکن تظارا بالغوں
 کے بالغ ہو نہ کرین۔ اگر کوئی شخص کسی کو مار ڈالے تو اگر تیز ظرف
 ہو مار لگا تو قاتل سے قصاص لیا جاوے گا اور اگر مٹھہ کی طرف سے مار لگا تو قصاص نہ لیا
 جاوے گا۔ (اسکی کو مٹھہ کی طرف سے مارنا ایسا ہے جیسا پتھر اور لٹھی سے مارنا ہے پس یہ سمجھو
 بین دیت واجب ہوتی ہے) اور یہی حال اگر کسی گداو یا بیکار یا کسی دیگر غریب یا پانی میں
 ڈبو رہے ہو کہ ان میں سے کسی قاتل کے کینہ پر دیت ہوتی ہے قصاص نہیں ہوتا) اگر کسی شخص نے
 دوسرے کو قصداً زخمی کیا جس سے مجروح بہت دنوں چار پائی سو نہ اٹھا اور آخر کو مر
 تو اذل شخص سے اس کا قصاص لیا جاوے گا (گو اس زخم سے اس کو موت نہیں مرا) اگر ایک شخص
 نے اپنے زخم لگایا اور یہ بنے بھی مجروح ہر ایک زخم لگایا اور شیر نے بھی اس کو زخمی کیا
 اور ایک سانپ نے بھی اس کو کاٹا اور ان چاروں کے بعد وہ مر گیا تو یہ ہر ایک کی تہائی دیت
 لازم ہوگی (اسکی کہ موت تین طرح کے فعلوں سے ہوئی ایک اس طرح کا فعل ہو کہ اسکی
 پوچھ دینا آخرت دو نو میں کچھ نہیں دے تو شیر اور سانپ کا زخم ہو اور ایک فعل ایسا
 ہے کہ اس کا مواخذہ صرف آخرت میں ہو دینا میں نہیں دے اپنا آپ کا زخم کرنا ہو اور
 ایک ایسا ہو کہ اسکی بازو میں دینا آخرت دو نو میں ہو دے کا زخمی کرنا ہے پس
 اسکی دیت تین جگہ بٹ لگی اور یہ کہ تہائی دیتی آتی) جو شخص مسلمانوں پر تلوار
 (یعنی اس کے خون کا لڑاؤ کرے) تو اس کا مار ڈالنا واجب ہو اور ایسے شخص کے مار ڈالنے
 سے کچھ واجب نہیں ہوتا (یہ قصاص دیت) اگر زید نے رات کو یا دن کو شہر میں یا غلہ

من عمرو پر متہار کہیں یا راست کو شہر من آؤ دکن غیر شہر من اوپر لائھی اوٹھائی اور مرد
 نے اسکو مار ڈالا تو عمرو پر کھینچ دیت یا قضا من لائتم نہوگا مارا اگر کوئی دے تے عمرو پر دکن کو
 شہر من لائھی اوٹھائی تھی اور عمرو نے نہو کو مار ڈالا تو عمرو ہی قضا من لیا جلا گیا۔ اگر
 دیوانہ کو دی نہو نہو متہار کہیں یا راست کو شہر من آؤ دکن غیر شہر من اوپر لائھی اوٹھائی اور مرد
 کی دین اور کرنی واجب ہوگی اسطر کہ اگر لڑکا کسی پر لڑا کہیں لڑو نہو لڑکے کو مار ڈالا
 تو اوپر دین واجب ہوگی۔ اور اگر کوئی جانور کسی پر حمل کرے اور نہو شخص جانور کو
 مار ڈالے تو جانور کی قیمت مالک کے حق الہ کرنی ہوگی اگر زید عمریر ایک نوار کا ہاتھ
 لگا کر تھلا گیا اور کر نے اگر اسکو مار ڈالا تو بکر کو اسکو عوض من قتل کرے (لیکن یہ
 حکم اسفند من ہو کہ عمرو زید کے زخم سے زخم دینی اور چاہا ہو جانے) اگر کسی کے گھر من
 چر گھس آوی اور مال چروا کر لیا ہر شے اور مال اس کے بھیڑنے اور چروا کر مار ڈالے
 تو مالک کے قصہ کچھ لازم نہوگا وغیرہ۔
 یا نسبت جان مال و انہو سو بیچ کے قضا من کا قضا من (یعنی عوض من) لینا کو
 دینا نہیں۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتھ بیچنے سے کل مال ڈالا تو زید کا ہاتھ بھی گھسے
 اور او یا خیار دی کو زید کا ہاتھ عمرو کے ہاتھ سے بیچا تو زید کا جان بھی ہو کہ
 اگر جوڑ پر سو کاٹا ہو گا تو اسکا پانوں نہیں جوڑ پر سے کاٹا جاوے گا اور اگر زید نے
 عمرو کا ہاتھ مالک کا خوار کاٹ لیا یا آگ لگے تھیں بھی عمری کہ لہر سکا تو جہاں لڑکا
 جگہ قائم ہی تو زید ہی قضا من لیا جاوے گا اور اگر کہیں کو مال کل نکالے تو اس میں قضا من
 نہوگا اور اگر دوست تو زید تو اوہ کے دوست بھی تو عمری جانور سے گودا تو اس کے دوست نہیں
 عمری جوڑے ہو نہو فرق ہو۔ جوڑ عمر اسطر حکا ہو کہ لہو یا زخم زخمی کر نہو اسے چر سکو ہی

تو اسکا عوض لیا جا دیگا (اور جو زخم اسطر کے نہوں یعنی یکساں نہوں سے ہوں نیز
 قصاص نہوگا مثلاً) اگر زید عمرو کی بڑی توڑ دے تو زید سے قصاص نہ لیں گے (اسلمو
 کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ جس طرح عمرو کی بڑی ٹوٹی ہو اس طرح زید کی بھی توڑا سطر
 اگر کوئی مرد کسی عورت کا ہاتھ یا پانوں کاٹ ڈالے یا عورت مرد کا ہاتھ یا پانوں
 کاٹے تو قصاص لیا جا دیگا (اسلمو کہ عورت مرد کے ہاتھ یا پانوں میں مماثلت نہیں ہے)
 اور آزاد آدمی اگر غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالے یا ایک غلام دوسرے کا ہاتھ کاٹے تو
 ان میں مماثلت کے نہونے سے بھی قصاص نہیں ہاں مسلمان اور کافر کے ہاتھ پانوں
 یکساں ہیں (اگر ایک دوسرے کے ہاتھ پانوں کاٹیں گے تو عوض لیا جا دیگا) اگر کوئی
 کسی کا ہاتھ آدھو پونچھ کر سے کاٹ ڈالے تو قصاص نہوگا (اسلمو کہ بڑی ٹوٹو نیز
 برابر ہی ممکن نہیں) اور پیٹ کا زخم اگر اچھا ہو گیا ہو تو اس میں قصاص نہیں اور زہا
 اور ذکر کے کاٹ ڈالنے میں قصاص نہیں (اسلمو کہ یہ دونو چیزیں سکڑتی پھلتی
 ہیں ان میں مساوات ممکن نہیں) لیکن اگر سپاری کافی ہوگی تو البتہ قاتل سے قصاص
 لیا جا دیگا۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹ لیا اور زید کا ہاتھ سوکھا ہوا ہے یا
 انگلیاں چوٹی ہیں اور عمرو کا ہاتھ اچھا اور انگلیاں پوری ہیں تو عمرو کو اختیار
 ہے چاہے زید سے قصاص لے یا قیمت اپنا ہاتھ کی لیے اور یہی حال ہے اگر زید
 نے عمرو کے سر میں زخم کیا ہو اور زید کا سر بہت بڑا ہو (اور عمرو کا ذرا سا ہو)
 فصل اگر قصاص کے طالب مال لیکر صلہ کر لیں تو مال دینا قاتل پر اسی وقت
 واجب ہو جائیگا اور قصاص ساقط ہو جا دیگا۔ اگر ایک شخص آزاد اور دوسرا غلام
 ملکر زید کو مار ڈالیں اور آزاد اور غلام کا مالک عمرو سے کہیں کہ زید کے وارثوں

سوا من خون کی مسلم ہزار ہا ہر ایک کے عرض کر دے اور عہد کیا کہ ہر ایک اپنے پرائیوی کر دے تو ان کا
شخص اور ہر ایک غلام کو آدھی آدھی دینا ہو گئے (یعنی ہر واحد کے ذمہ ہائے ادا کرنے
ہو گئے)۔ اگر مقتول کے وارثوں میں سے کوئی اپنی حصہ کے عرض مال لینے پر میل کرے
یا قاتل کو اپنا حق معاوضہ کر دے تو مقتولین بھی قصاص میں جانا رہے گا اور باقی وارثوں کو
خزینہ کا حصہ ہی ملے گا اگر کسی شخص ہلکا ایک کو قتل کرے تو سب قتل کی وجہ سے ملے گا اور
اگر ایک شخص کسی کو قتل کرے تو مقتول اس قاتل کا قتل کرنا کافی ہے پس اگر مقتول
کے وارثوں میں سے ایک مقتول کے وارث آویں اور قاتل سے قصاص کی درخواست
کرے تو اس کے عرض میں قاتل کو قتل کیا جا دے گا اور باقی مقتولوں کے وارثوں
حق ہا قبضہ ہر گلاب جس کی قاتل کے مرتے سے حق قصاص کا جانا رہتا ہے (اور قاتل
کے وارثوں سے اس کا مواخذہ نہیں رہتا) اگر دو شخصوں نے ہلکا ایک کا اتھہ کاٹا
ہو تو وہ دونوں کا اتھہ کسی کا بلکہ ہاتھ کی دیت دو تو سب لجاوے گی۔ اگر ایک شخص آدمی کو
کاٹا اتھہ کاٹ دے تو اسے دو گنا کو اتھہ لگا کر اس کا اتھہ کاٹیں اور وہی دیت آوے
کی اس سے قبول کرے اور اگر اسے دو تو نہیں پس ایک جائز ہو کر خواتین مجرم کے ہا
کٹنے کا ہوا اور اس کا اتھہ کاٹا جا دے تو وہ مرد اور خواتین دیت اتھہ کی پاد لگاے
اگر کوئی غلام آزاد کرے کہ میں نے ہائے ادا کرنے سے قصاص میں لیا جاوے
اگر ایک شخص نے قعدہ تیز دھڑکے مارا اور وہ تیز دھڑکے کو پار ہر گلاب ہر گلاب کے
لگا اور وہ تیز دھڑکے کو تیز دھڑکے کو دھڑکے قتل کیا جا دے گا اور ہر
شخص کی عرض میں اسے تیز دھڑکے ہر گلاب کی دیت اتھہ کاٹے گا اور
فصل گذشتہ عہد کا اتھہ کاٹے اور ہر گلاب کاٹے تو تیز دھڑکے

۴
کے ہر گلاب قاتل
ظاہر ہو گیا
اور مقتول کے وارثوں
کو دیت ملے گی

فصل

کا مواخذہ ہوگا اگرچہ وہ نہ ہو کہ کچھ دوسرے کی ہون یا خطا ہو خواہ ایک دوسرے
 کی ہو اور دوسری جو کہ میں ہو گئی ہو اور وہ کا مومن کے بیچ میں عمر و اچھا ہو اور
 دوسرے ان سب میں تو نہیں وہ نہ ہو کہ مومن کا مواخذہ اس سے ہوگا لیکن اگر چہ میں
 ماتھے کاٹا ہو اور ابھی عمر و اس سے اچھا نہ ہوتا تھا کہ جو کہ ہی ہو اور اسکو قتل کیا تو اس
 صورت میں البتہ ایک دیت زید کے ذمہ پر واجب ہوگی اسے بطرح میں صورت ہو کہ زید نے
 عمر و کے تلو کوڑ سے لگا کر قتل کر دیا اور اچھا ہو گیا مگر دیت کی مرگیا تو اس صورت میں
 بھی ایک ہی دیت لازم آوے گی۔ اگر زید نے عمر و کا ماتھہ کاٹ ڈالا اور عمر و نے ہم
 ماتھے کاٹنا زید کو معاف کر دیا اور پھر اسی تکلیف میں مرگیا تو زید کو اسکی دیت نہیں
 ہوگی اور اگر یوں معاف کیا کہ ہمہ ماتھے کاٹنا اور جو کچھ اس سے آگے ہو میں نے معاف
 کیا یا مجھ کہا کہ مجھ سے زید کی معاف کی اور مرگیا تو اس صورت میں دیت زید پر ناوے گی
 اور اگر زید نے خطا ہی ماتھے کاٹنا اور عمر و نے معاف کر دیا تو عمر و کی تہائی مال
 میں سے دیت معاف ہوگی اور اگر قصداً ماتھے کاٹنا تھا تو کل مال سے دیت معاف تصور
 ہوگی۔ اگر ایک عورت نے زید کا ماتھے قصداً کاٹ ڈالا پھر زید نے اس سے نکاح کیا اور
 اپنا ماتھے کاٹا تو ان میں سے ایک اور اسی تکلیف میں مرگیا تو عورت کو اسکا مہر مثل ملے گا اور
 دیت عورت کے مال میں سے دی جائیگی اور اگر خطا سے کاٹا ہوگا تو دیت ماتھے کی نہیں
 عورت کی قوم پر بیگی اور اگر زید نے اس سے نکاح کیا اس طرح کہ اس ماتھے کاٹنا اور جو کچھ
 اس سے آئندہ کو پیش آوے یا اس عورت کی تقصیر کو مہر قرار دیا اور ماتھے کے دروسے
 مرگیا تو عورت کو وہ نہ صورت میں مہر مثل ملے گا اور عورت پر کچھ دینا لازم نہ آوے گا اگر اس
 ماتھے قصداً کاٹا ہوگا اور اگر نہ خطا کاٹا ہوگا تو عورت کی قوم پر مہر مثل ساقط ہوگا

اور جو کچھ نہ بدنے اپنی دیت سے چھڑا ہو گا اسکا تہا می حصہ عورت کی قوم کو پہنچا دیت
 کے سبب سے اسکو کہ زید کہ گیا تو معلوم ہوا کہ عورت پر نفس یعنی جان کی دیت واجب تھی
 ائمہ کی تھی اور دیت مہر سے ملتی ہو کر جو کہ زید نکاح کی وقت سے یا رخا اور مہار اگر کسی
 عورت سے کسی مال کی عوض میں نکاح کیا کرتا ہو تو عورت کو مہر مثل ملا کر تا ہو اور جو کچھ
 مہر مثل سے زیادہ ہوتا ہو اسکو وصیت میں شمار کیا کرتے ہیں اور اسے عورتین عورت کو وصیت
 وصیت کی نہیں اسکو کہ میت کی قابل ہے اور قاتل کے حق میں وصیت نہیں ہو سکتی تو
 ضرور ہوا کہ عید وصیت زید کی اس عورت کے کہنے کے لئے ہو تو جو عید زید کی دیت
 سے دینے کے کہنے کے لئے وصیت ٹھہری تو عورت کا حق اس دیت میں صرف مہر مثل ہو
 اسکو مہر مثل اور کسی قوم پر سے باقی ہو اور دیت کا تہا می حصہ اس کے کہنے کو
 ملے گا لیکن مجھے تھا می اس عورت میں ہو گی کہ مہر نکاح کے بعد جو کچھ دیت میں سے ہو کر وہ
 ترکہ میت کی تہا می ہو سکا تا کہ وصیت اس میں جاری ہو سکی ہے اگر زید نے عورت کا تہا
 کاٹا اور اس کے عوض میں زید کا ائمہ کاٹا گیا اور تہا عورت کا حصہ کے ذریعہ سے فرمایا
 تو زید کو بھی قبل کیا جاویگا (یعنی ائمہ کے کہنے کے باعث تہا جان کا نقصان ہو گیا وہ اس
 پنجاویگا) اگر مقتول کا وارث قاتل کا ائمہ کاٹ ڈالے اور مقتول کا خون اسکو
 معاف کر دے تو وارث نہ کرے کو قاتل اس کے ائمہ کی دیت دیتی ہو گی (اسکو کہ اسکا
 حق قتل سے لیکر کاٹیا ائمہ کاٹنے کا تہا جب قتل اس کو معاف کر دیا تو ائمہ کاٹ
 اسکی طرف سے زیادتی ہوئی اسکو ائمہ کی دیت لازم آد گی) (۱)
باب خون کے باب میں گواہی دینے کے بارے میں جو شخص جس سے خون ہو کہ اسکا تہا
 غائب ہو اور کسی نہ ہو گواہوں کے باعث قتل اس قابل سے نہیں ملے سکتا (یعنی)

نہایت کے بارے میں
 سے بھی نہیں

اگر مقتول کے دو لڑکے ہوں ایک جو ہو اور ایک غائب موجود نہ ہو تو قاتل پر پیش کر کے گواہ گنہگار نہ تو (ان کو) ہو سکے سبب سے قاتل سے قصاص لینا کو
جب وہ غائب لوث آوی ہو تو گواہوں کو پہرے حاضر غائب کرین تاکہ قاتل سے قصاص
دو نو بھائی بیویں اور اگر قاتل خطا سے ہو تو وہ ثابت کر سکے لہذا دوسری بھائی کا
آجائنا شرط نہیں (موجود شخص گواہوں سے قاتل خطا ثابت کر دے قاتل پر دیت لازم ہوگی)
اسی طرح اگر اوہ کے باپ کا کسی کے ذمہ قرض ہو (اور موجود بھائی گواہوں سے دیتوں
کے ذمہ قرض ثابت کر دے تو غائب کے آنے پر اور گواہوں کے ذمہ پرانے پر منحصر ہوگا)
اگر صورت مذکورہ بالا میں قاتل ثابت کر دے کہ غائب شخص نے اپنا حق مجھ کو عطا کر
دیا ہے (تو اس سے قصاص لینا جاوے گا) اور اگر وہ بھائیوں کا غلام مشترک ملا تھا تو
اور ایک بھائی دہان موجود نہ ہو تو قاتل سے دیتوں غائب کے موجود ہونے کو قصاص
لینا چاہیے۔ اگر مقتول کے تین وارث ہیں ان میں سے دو نے گواہی دے دی کہ تیسرے
اپنا حق قاتل کو عطا کر دیا تو بھی گواہی دے کر ہر گئی پہر اگر قاتل نے ان دو کو کو سزا کیا
تو قاتل سے دیت لیکر تینوں وارثوں کو ایک ایک تہائی برابر ملیگی اور اگر قاتل نے
انکو جو نہ بتایا تو ان دو نو وارثوں کو چھ لیکر تیسری کو تہائی دیت کی پہنچگی۔ دو
گواہوں نے بھی گواہی دی کہ قاتل نے مقتول کو پٹا تھا اس وقت جو وہ چار پائی
ہی پر پڑا اور صحت نہ تھی بھاننا کہ مر گیا تو قاتل سے قصاص لینا جاوے گا۔ اگر دو نو
گواہ جگہ اور وقت میں یا جس آدمی قتل کیا مثلاً لاشی خواہ ہتھیار میں اختلاف کریں
یا ایک گواہ کہو کہ لاشی سو بار اور دوسرا کہو کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ کس چیز سے مارا تو وہ
گواہی باطل ہوگی۔ اور اگر وہ نو گواہوں نے بالاتفاق بیان کیا کہ مقتول کو اس قاتل

مارا اور ہکو معلوم نہیں کہ کس چیز سے مارا تھا قتل پر دیت و بیعی کو بھی اگر دوقابل
 بنے ایک مقول کے بارے کا اسطرح انوار کیا کہ ہر ایک نے کہا کہ صرف جین نے
 تنہا قتل کیا ہو اور مقول کے وارث نے اور جو کہ قتل کیا کہ تم دونوں نے ملکر قتل کیا ہو تو
 وارث مذکور کو اختیار ہو کہ دوق کو قتل کرے اور اگر انوار کی بیگنہ گواہی جو کہی تو لغو
 ہوتی (یعنی اگر دوق گواہی دین کہ اسکو زیادتی تھانہ اور جو دوق بیگنہ کہیں کہ اسکو
 عمر دے مارا ہو اور وارث کہی کہ عمر دوق پر دوقوں نے ملکر مارا ہو تو اس صورت میں
 چار گواہوں کی گواہی بیکار ہوگی ۵۱

نہیں ہے
 سب سے

یاب قتل کیا جائے کہ یا نہیں کہ کس وقت قتل ہو گا اور اس وقت کو غیر قاتل
 میں تیر چلانے کا وقت معتبر ہو اس وقت مقول جیسا ہو گا اس کے قبل اس وقت ہوگی
 مثلاً اگر مسلمان پر غیر چلا جائے وہ غیر قاتل ہو سکے گا کہ تیر کا وہ مرد ہو گیا اور اگر
 ہو گیا تو دیت واجب ہوگی اسکو کہ تیر چلانے کا وقت وہ جس میں تھا اور اگر کافر کے تیر مارا
 اور دقتیر لگے ہو پھر مسلمان ہو گیا تو تیر سے فر گیا تو دیت نہ آدگی (اسی طرح کہ وہ تیر
 چلانے کی وقت تھا کہ فر تھا اور اگر غلام کے تیر مارا اور غیر لگے ہو پھر آزاد ہو گیا
 اور تیر سو جائی حق ہوا تو غلام کی قیمت دینی ہوگی اور دیت دینی ہوگی اور اسکو کہ تیر
 کے وقت غلام تھا کہ تیر لگے وقت میں مقول کا حال ہو گیا اگر وہ کہہ سکے کہ
 کافر نے اسکو مارا اور عمر دے ہو گیا پھر مسلمان ہو گیا تو تیر لگے سے پیشتر کوئی گواہ
 نہ لگا اپنی گواہی سے پھر گواہی پھر لگے پھر لگے پھر لگے پھر لگے پھر لگے پھر لگے پھر لگے
 اسکو کہ تیر ہو سکے کا وقت اسکا جب میل معتبر ہو پس شہادت عمر دے پھر مسلمان
 تھا اس وقت تیر کا مسلمان کرنا واجب تھا کہ وہ لگے کہ اگر وہ چاہے کہ تیر کا قابل

نہ) اگر تیر چلانے والا حالت اسلام میں شکار کرے تیر چلا دے اور پھر مرد ہو جاوے
اور مرد ہو نیلے بعد تیر شکار کے گئے تو وہ شکار حلال ہو گا اور اگر حالت کفر میں تیر
چلایا اور پھر مسلمان ہو گیا تو شکار حرام ہو گا۔ اگر محرم آدمی شکار بر تیر ماری اور تیر گئے
سے پیشتر حلال ہو جاوے تو شکار کی جزا دینی پڑیگی (کیونکہ تیر مارنے کے وقت احرام باندھ
تھا) اور اگر تیر چلا کر احرام باندھ لیا پھر تیر شکار کے گئے تو شکار کی جزا واجب نہوگی
(اسلئے کہ تیر چلانے وقت محرم نہ تھا) *

کتاب الدیات

اس میں برہنوں کا یعنی خونہا کی تعداد وغیرہ کا بیان ہے۔ قبل شبہہ عید کی دیت سو
اونٹ چار طرح کے ہیں چھٹس الیہ جو جنکو دوسرا برس ہو آؤ چھٹس جنکو تیسرا برس ہو آؤ چھٹس
جنکو چوتھا سال ہو آؤ چھٹس جنکو پانچواں سال ہو اور دیت سخت فقط اونٹوں میں
ہے (کہ کسی طرح کے دینو پڑتے ہیں اگر درم یا دینار سو دیت ادا کری تو ایک طرح کی
دیت کتا ہی قتل خطا کی دیت بھی سو اونٹ ہیں مگر انہی طرح کے ۱۴ دوسری برس میں
تیر آؤ ۴۴ ایسی عسکر کا مادہ آؤ ۴۴ تیسری برس کے آؤ ۴۴ جو چوتھی سال میں ان
آؤ ۴۴ جو پانچویں میں ہوں (یا نیراز دینار یا دس ہزار درم سو اونٹوں کے عوض دیکھو
اور قبل شبہہ عید اور خطا دونوں کا کفارہ وہ ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے) لیکن
مسلمان برہہ کا آزاد کرنا اور اگر برہہ نہ ہو سکے تو دو جیتے لگانا مردی کنبی
کفارہ میں قتل کے کہنا نامساکین کو کہلا دینا جائز نہیں اور نہ مان کے پیٹ کے نہ
کے بچہ کو آزاد کرنا درست ہے۔ مان اگر بچہ دو وہ پتا ہو اور اسکے والدین میں
سے کوئی مسلمان ہو تو اسکا آزاد کرنا کفارہ میں درست ہو گا (اور والدین میں سے

کہ ایک مسلمان ہونا اسلئے ہو کہ بچہ بھی اسکی نسبت سے مسلمان ہو دینی عورت کی دیت
 خواہ بیان کا بدلہ ہو خواہ ہاتھ پاؤں وغیرہ کا مرد کی دیت سے آدھی ہو اور مسلمان
 اور دینی کی دیت برابر ہے فصل سورقون منفسلہ ذیل میں پوری دیت واجب ہوتی
 ہے یعنی جان سے مارنے اور ناک کاٹنے اور زبان کاٹنے اور ذکر کاٹنے اور سپارہ کی کاٹنے
 اور عقل دور کرنے اور قوت سنسنی یا دیکھنی یا سونگھنی یا ذائقہ کے دور کرنے اور آہنی
 اور سر کو اس طرح موڑنے میں کہ پہر بال نہ جمیں اور دونوں آنکھیں پھوڑ ڈالنے اور دونوں
 ہاتھ خواہ دونوں پاؤں خواہ دونوں کان خواہ دونوں خسی خواہ عورت کی دونوں چہانیاں
 کاٹ ڈالنے میں اور دونوں ہر دے موڑ ڈالنے میں کہ پہر نہ جمیں (دیت کا بدلہ یہی ہوگی)
 — جو چیزیں کہ دود و دیر میں مثلاً آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پاؤں
 میں سے ایک کے کاٹنے یا پھوڑنے سے نصف دیت لازم آوے گی —
 اگر دونوں آنکھوں کے بیاروں پٹکوں کے بال دور کر دو تو پوری دیت ہوتی اور
 ایک پٹک کے بال دور کئے تو چوتھائی دیت دینی آوے گی — ہاتھ اور پاؤں میں سے ایک
 انگلی کے کاٹنے سے دیت کا دسواں حصہ ہو گا اور جن انگلیوں میں پورے میں انگلی ایک
 پورے کی دیت اور انگلی کی دیت کی تہائی ہو اور جن میں دو پورے میں مثلاً انگوٹھا تو اسکی
 پورے کی دیت اور انگلی کی دیت کی آدھی ہوگی — ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ یا پانسو
 درم ہیں — جو عضو کہ نصبر کے باعث بیکار ہو جاوے دینے جس کام کا تھا اس سے
 جاتا رہا مثلاً ہاتھ سوکھ جاوے یا آنکھ میں مینائی نہ ہو تو اس میں پوری دیت لازم ہوگی
 فصل زخموں کی دیت کے بیان میں — جس زخم سے سر کی ٹہنی کھل جائے اور اسکی دیت
 بیسواں حصہ دیت کا ہو اور جس سے ٹہنی سر کی ٹوٹ جائے تو دیت کا دسواں حصہ اور

جس کو بڑی ٹوٹ کر سرک جاوے اسکی دیت دسوان اور سوان حصہ دیت کا حق
 (یعنی دونوں کا مجموعہ) اگر زخم مغز تک پہنچا ہو تو تہائی دیت کی اسکی دیت حق
 سیٹم پیٹ کا زخم جو اندہ تک پہنچا ہو اسکی دیت تھائی ہو لیکن اگر سبہ کیٹنہ
 پہنچ گیا ہو تو دو تہائی دیت کی اسکی دیت ہوگی۔ اور جس زخم سے صرف سر کی کھال
 چھلجاوے اور خون نہ نکلے یا خون چکے اور بھی نہیں یا خون ہو یا کھال کھجاوے یا گو
 کھجاوے یا ٹیٹھی سے پاس کی جھلی تک زخم پہنچ جاوے تو بھینہ زخم اگر خطاسی ہوئے
 ہوں تو جو انکرو عا دل انکی دیت دینی کو کہو اسقدر دیت دینی ہوگی۔ زخون میں سوائس
 زخم کے جس سے ٹیٹھی کھلجاوے اور دانستہ زخم کیا ہو اور کسی زخم میں قصاص نہیں۔
 ایک ماتھہ کی سب انگلیوں میں اگر چہ مع ہتھیلی کٹی ہوں نصف دیت ہوگی اور اگر نصف
 گٹھیک کٹی ہوں تو انگلیوں میں نصف دیت ہوگی اور باقی میں مرد و عا دل کا قول۔ اگر
 ہتھیلی سے ایک انگلی کے کاٹی تو دسوان حصہ دیت کا اور دو انگلیوں کے ساتھ
 میں پانچواں حصہ دیت کا ہوگا اور ہتھیلی میں کچھ واجب نہیں۔ اگر کسی زائد انگلی
 کاٹی یا بچہ کی آنکھ میں جڑ لگائی یا اسکا عضو تناسل کاٹا یا زبان کاٹی اور بچہ کے
 دیکھو سو آنکھ کا حال اور بولہ سو زبان کا اور ہتھوڑے نوکر کا حال معلوم ہو گیا کہ بھینہ
 اعضا چھو میں تو مرد و عا دل کے کہنے کے بموجب دینا پڑے گا (اور اگر انکی صحت کا
 حال معلوم نہ ہو تو بچہ کا حال مثل بالغ کے اعضا کے ہوگا جنکا بیان اوپر گذر چکا ہے
 اگر زید نے مرد کے سر پر زخم لگا یا جس سے اسکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال نہ جمو تو
 زید کو دیت کامل دینی ہوگی اور اس دیت میں زخم کی دیت بھی لگنی اور اگر زخم مذکور
 سے اسکو سنہو کی قوت یا دیکھو کی یا بولنے کی بھی جاتی رہی تو انکی دیت اس دیت میں

اور قل بنو کی بلکہ انکی دیت بعد از دینی پڑی ہے اگر زید سے خریدا یا زخم دلا یا جس سے اسکی
آکھین جاتی رہیں یا ایک اور کھلی کھٹی اور وہ دوسری اسکی بھی نہ کہہ گئی یا اوپر کی پور کاٹی
اس سے جو کچھ کی باقی اسکی نہ کہہ گئی یا اس سے کھانا کھایا اور اس سے تر اور باقی رہا یا اس سے
پڑ گیا تو ان سب سے تر نہیں قصاص لینا چاہیو بلکہ مجرم پر دیت دینی ہر قصہ کی دیت ہوگی
اگر ایک شخص کا دانت دو دوسروں نے اکٹھا کر ڈالا اور اس سے دانت پھیل گیا تو دوسرے دو
کچھ تادان نہ پڑ گیا اور اگر دوسرے سے قصاص لینا چاہیو تو قصاص لینا چاہیو دانت
بیم کیا تو اول تر دو دوسروں کے دانت کا تادان دیا جب تک کہ اگر زید سے زخم دلا یا زخم
زخم دلا یا اور زخم زخم پڑ گیا اور اس سے نشان بھی باقی رہا یا زید سے زخم دلا یا زخم
عز و مجروح ہو گیا تھا پھر اچھا ہو گیا اور نشان نہ رہا تو دیت پر مجرم تادان ہو گیا
اور زخم کرنے کا قصاص جس تک کہ مجروح اچھا ہوئے لیتا چاہیو دانت کے قصاص
اسے کہ زخم شاید بگڑ جاوے اور مجروح مر جائے تو مجرم دیت دے یا علیہ کو جان سے
مارنا لازم آوے گا جس قتل عمد میں کہ مقتول کے دانت باقی رہا یا زخم دلا یا زخم دلا یا زخم دلا
قصص مار ڈالے کہ اس میں شبہ نہ ہو کہ اگر کتہا میں کوئی زخم تو خون کے وارث کو خون
کی موت میں مارنا ہوگا تو ایسے عین مقتول کی دیت خاص قاتل کے مال میں ہوگی
(اوسکی قوم کے مال پر نہ آوے گی) یہی حال ہے اگر خون شو یا زخم سو مال پر صلح کی ہو
یا خون اور زخم قاتل کے اوپر نہ ہو تا یہ ہوا ہو تا دیت بیسویں حصہ ہو کہ ہر دو حصہ
مال بھی قاتل کے مال میں نہ ہو دیا ہوگا) جبہ اور دیوانہ جو کچھ قصص خون اور زخم
کی قصص کریں تو اسکا حکم خطا کا ملتا ہو اور اوسکی دیت اوسکے لئے نہ ہوگی اور
اوپر کفارہ نہیں ہوتا و نیز مقتول کی میراث سے بھر دیم ہونے

فصل ہس کے کچھ سے قتل کی صورتیں۔ اگر کسی نے حاملہ عورت کے پیٹ پر ہاتھ مارا
 اور اس کا کچھ ہراسہ کر پڑا تو مجرم پر ایک بروہہ پوری دیت کے بیسیون حصہ کا دینا
 آویگا اور اگر بیسیا کچھ کر کر مر جادو تو پوری دیت لازم ہوگی اور اگر مردہ کچھ کرے اور
 ہروہ عورت مر جادو تو دیت عورت کی اور کچھ کی عوض بروہہ لازم آویگا اور اگر عورت
 پہلے مر جادو پہر مردہ کچھ سکے تو صرف دیت عورت کی لازم ہوگی۔ اور جو گل
 کہ اس کے گرد بنو من بروہہ لازم ہوتا ہے اس سو رات لہجادی (اسلو) کہ اس کو حیات
 کا حکم ہے یعنی گو یا زندہ پیدا ہو کر مرالیں میراث بھی اس کو وارثوں کو ملنی چاہیے
 مگر مجرم اس کے مال کو کچھ نہ پاویگا مثلاً ایک شخص نے اپنی بیوی حاملہ کے پیٹ پر ہاتھ
 مارا اس شخص کا لڑکا جو پیٹ میں تھا وہ مردہ نکل پڑا تو اس شخص کے کنبو پر بروہہ
 اس کچھ کے عوض لازم ہوگا اور باپ کو اس کچھ کی میراث نہ پونجیگی۔ اور لونڈی
 کے پیٹ کے کچھ کی یہ صورت ہو کہ اگر لڑکا گرے تو بچہ دیکھا جاویگا کہ اگر جیتا تو
 سکتے ہوگا مونا جتنی قیمت کا ٹھہرنا اس کا بیسیون حصہ مجرم کو دینا آویگا اور اگر لڑکا
 گرے تو بچہ کی قیمت کا دنوا من حصہ لازم آویگا۔ اگر زید نے عمرو کی ٹوٹی سی کے
 پیٹ میں مارا پہر عمرو نے اس کے محل کو آزاد کر دیا بعد اس کے اس لونڈی کا وہ
 محل کر گیا اور کچھ مر گیا تو زید کو زندگی کے حال کے اعتبار سے اس کی قیمت دینی
 آویگی اور کچھ کے عوض میں بروہہ کا کفارہ لازم ہوگا۔ اگر عورت نے حمل کر کے
 مرنے کی دوا پانی یا اپنی شرمگاہ میں کچھ کہہ لیا جس سے کچھ گر گیا تو اگر کچھ کام بدوئی ہے
 کی اجازت کے کیا ہوگا تو عورت کے کنبو پر بروہہ دینا بیسیون حصہ دیت کا لازم
 ہوگا اور اجازت سے کیا ہو تو کچھ لازم ہوگا۔

مختصیل راہ میں اگر کوئی کچھ فرمایا کرے اور اسکے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص شارع عام کی
 دلت بستہ اس یا پر نالہ کھالے یا برج خواہ چوتراہ یا دوکان بنا دی تو ہر شخص کو ان
 چیزوں کے توڑنیکا اختیار ہے۔ کوہنہ نافذہ میں گہر والیکو کچھ امور کرنے درست
 ہیں بشرطیکہ لوگوں کو ضرر نہ ہو اور سرحد کو چہ میں بدون اسکے باشندہ کی اجازت کو
 اسطر کا قصد جائز نہیں۔ اگر ایسی چیزوں کے کرنے سے کوئی مر جادی تو میت کی
 دیت اس شخص صاحب خانہ کے کہنے پر ہوگی اور بھی حال ہے اگر راہ میں کو ان کہ ہو
 یا ریل رکھ دی اور ان کے سبب سے کوئی آدمی ضائع ہو یا دی تو اسکی دیت بھی اس
 شخص کے کہنے پر ہوگی لیکن اگر کوئی جانور تلف ہو گا تو اسکا تاوان اس شخص کے ال
 میں ہو گا (قوم پر دینا نہ آدیا) اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے تہ میں پاخانہ وغیرہ
 کے لٹو کر بنا یا دی یا اپنی ملک میں کہو دی یا راستہ میں بلا اجازت بادشاہ کے لٹو کر
 رکھ دی یا پل بنا دی اور کوئی شخص قصد اس لٹو کی اور پل پر ہو کر گذری اور تلف ہو جاو
 تو ان سب صورتوں میں تاوان نہ دینا ہو گا۔ اگر کوئی شخص راہ میں بوجھ اور ٹھانہ جاتا ہو
 اور وہ بوجھ کسی پر گر پڑا اور وہ دیکر مر گیا تو اس شخص پر ضمان ہو گا اور اگر جادو
 میں جاتا تھا اور اسکو گرنے سے کوئی مر گیا تو تاوان نہ ہو گا۔ اگر محلہ کے آدمیوں میں
 سے کسی نے دھانکی مسجد میں تبدیل باندھ ہی یا بورئے ڈالے یا لٹکر بچھائے اور اس
 سے کوئی آدمی مر گیا تو اس شخص پر ضمان نہ ہو گا اور اگر ان کاموں کا کر نیوالا اس
 محلہ کا رہنے والا نہ ہو تو ضامن ہو گا۔ اگر کوئی شخص مسجد میں میٹھا بچھا کر اس سے
 کھردہ و سیرا ملاک ہو گیا تو زمینے والا کو اسی محلہ کا ہو اگر نماز میں نہ ہو گا تو ضمان
 نماز میں ہو گا تو ضمان لازم نہ آوے گا۔

فصل چھٹی ہوئی دیوار کے بیان میں۔ اگر زید کی دیوار شارح عام کیٹر فلو جی ہوئی
 ہو اور کسی مسلمان خواہ ذمی نے زید سے اس کے ٹوڑا ڈالنے کو کہہ دیا ہو اور جسے
 عرصہ میں کہ وہ ٹوڑا سکھاتا تھا اتنی مدت گزر گئی تو اب جو کچھ اس دیوار سے جان بچا
 مال کا نقصان ہو گا وہ زید کو دینا پڑیگا۔ اور اگر اول ہی سے زید نے اسکو چھٹی
 ہوئی بنائی تھی تو اس صورت میں کسی کے کہنے وغیرہ کی کچھ شرط نہیں جو کچھ اس سے نقصان
 ہو گا وہ زید کو دینا پڑیگا۔ اگر دیوار کسی کے مکان کیٹر فلو جی تو اس کے ٹوڑا دینا
 درخواست اس مکان کے مالک کے ذمہ ہے اگر مالک مکان دیوار اس کے ٹوڑا
 دے یا بری الذمہ کر دے تو درست ہے (یعنی ہر مالک کا نقصان ہو گا تو دیوار دے لیکو
 دینا آدھیگا) بخلاف اس صورت کے کہ دیوار شارح عام کیٹر فلو جی کے (کہ اس
 صورت میں کسی خاص آدمی کے ٹھہرت دینا اور بری الذمہ کر دینا دیوار دے لیکو
 سے مواخذہ نہ آدھیگا) اگر ایک دیوار پانچ آدمیوں کی ملک ہو اور ان میں سے ایک پر گواہ
 کر دے کہ میری دیوار چھک گئی ہے اسکو ٹوڑا ڈال پھر وہ دیوار گری اور کوئی
 شخص دیکر مر گیا تو جس شخص سے توڑا ڈالنے کو کہہ یا تھا اس پر پانچواں حصہ دیت
 کا لازم ہے گا۔ اگر ایک احاطہ میں تین شریک ہیں اور ان میں سے ایک نے ان میں کوئی
 کچھ دیا یا دیوار بنائی اور اس سے کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو اس کے ذمہ دو تہائی دیت
 کی دینی آدھیگی (اسکو کہ اپنی حصہ میں ان چیزوں کے بنانے سے ضمان نہیں لازم
 آتا مگر چونکہ اپنی دوسریوں کے حصہ میں بھدا مر گیا تو گویا غصب کی راہ سے کیا
 اسلئے دو تہائی دیت کی دینی ہو گئی)

یا بے جانور اگر کسی کا نقصان کرے یا کوئی جانور کا نقصان کرے اور دوسرے مسلمان

کے بیان میں۔ اگر سوار کی سواری کا جانور گرجتی چیز یا آدمی اپنی ٹانگوں میں بندھ جائے
 کی مگر سو یا تین کے کٹھن سو یا تپ بار سے سو تپ کر دی تو سوار پر ضامن آویجا لیکن اگر
 جانور لات بار سے سو یا تپ سو یا تپ نقصان کرے تو ضامن نہ آویگا مگر اس صورت میں سواری
 کو راہ میں نہ لے کر دیا ہو کہ اس صورت میں نقصان کا ضامن دینا پڑیگا اگر جانور کی ٹانگوں
 سے کوئی کٹھن یا گھٹلی اوچلی یا خود اوچھٹا ٹانگوں سے غبار یا چوٹے ڈھیلے اڑائے
 اور ان میں سے کسی ایک گھٹلی میں کوئی کٹھن یا گھٹلی وغیرہ جا لگی اور اس کی آنکھ بیٹھ گئی تو سوار
 پر ضامن نہ ہو گا اور اگر جانور نے بڑی ڈھیلے اڑائے تو ضامن ہو گا۔ اگر راہ میں جانور
 کو لید پیشاب کرے لے کر کھڑا کیا اور اس کو لید یا پیشاب کیا اور اس سے کوئی تلف
 ہو گیا تو سوار پر ضامن نہ ہو گا۔ اور اگر کسی اور مطلب کو کھڑا کیا تھا اور جانور
 نے بک مروت دیا اور اس سے کوئی مہلے ہو تو ضامن ہو گا اور جو کام کہ اول
 سے سوار پر ضامن آتا ہے وہ نہیں ہے جانور کے ٹانگوں والے اور ہاگ نکیل تمام
 لیجا پھوٹا پر بھی ضامن آتا ہے فرق اتنا ہے کہ اگر کوئی جانور مر جاوے تو سوار کو کفار
 دینا بھی لازم ہوتا ہے اور ٹانگوں والے اور لیجا بنوائے پر کفار لازم نہیں۔ اگر
 سوار یا دو یا دو سے آئیں مگر اگر ایک دوسرے کے دھتے سے مر جاوے تو ہر شخص
 کی دیت دوسری کے کٹھن پر ہوگی۔ اگر ایک شخص نے اپنی جانور کو بیچے سو یا تپا اور
 اس کا زین کسی آدمی پر کر پڑا اور وہ مر گیا تو ٹانگوں والے پر دیت کا ضامن ہو گا۔
 اگر زید آدمی کوئی قطار نکیل تمام آئے لے کر جاتا تھا اور ایک اونٹ کے جانور
 سے لے کر کوئی آدمی روٹا گیا تو زید کے کہنے پر میت کی دیت آویگی اور اگر زید
 نے نہ بک کفار کو بیچے سو یا تپا تھا تو میت کی دیت زید اور بکر دو نوں پر آویگی

اور اگر اونٹ مذکور کو کسی نے قطار میں باندھ دیا تھا تو جو کچھ کے سہو لیجا بیولے
 کے کنبہ کو میت کے عوض دینا پڑے وہ اونٹ باندھنے والے کے کنبہ سہو بہرین۔ اگر کوئی
 شخص کسی جانور کو دوڑا دیں اس طرح کہ پیچھو کسی کسی یا نکدی تو اول ہی دوڑنے
 میں اگر آدمی یا مال کا نقصان ہو جاوے گا وہ اسکو دینا پڑے گا اور اگر رنہ جانور کو آڑا یا کٹا
 چھڑا اور پیچھو کر لیا یا چوپاہ خود بخود بھاگا اور ان سے کسی جان یا مال کا نقصان ہو دیکھو
 خواہ رات کو تو ضامن نہوگا۔ اگر قصائی کی بکری کی آنکھ بکال لی تو حقد بکری کی قیمت
 میں نقصان ہوگا و تا دینا پڑے گا اور اگر بدنہ یعنی قربانی کی گاو اور اونٹ کی آنکھ بکالی
 تو اسکا مثل دینا ہوگا اور اگر گھوڑے یا گدے کی آنکھ بکالی تو پورے ہائی قیمت دینی ہوگی۔
 باب بردہ کے نقصان کے بامنین یعنی وہ کسی کا نقصان کرے یا اسکا کوئی نقصان
 کرے بروہ اگر بہت سے نقصان کرے تو واجب ہے کہ اسکو بیکار مالک نقصان والو کو حوالہ کرے بشرطیکہ بردہ
 حوالہ کرے کہ قابل ہو اور اگر وہ قابل حوالہ کرے نہ ہو (مثلاً بعد قصور مالک نے اسکو آزاد کر دیا ہو)
 تو مالک اسکی ایک قیمت نقصان والو کو حوالہ کرے (یعنی نقصان والو کو ایک قیمت مالک پر ہو بلکہ
 ایک قیمت سے کہ حوالہ کرے) غلام نقصان کیا اور مالک نے غلام مذکور سے حوالہ کیا تو وہ
 غلام مالک سے بچا جاتا کہ مالک نے نقصان کو عوض بیکر چھڑا اگر مالک نے نقصان بیکر چھڑا دیں غلام
 پر کسی نقصان کرے تو ہر حکم مثل نقصان کے ہے کہ مالک نقصان داسے کو غلام دے یا
 اسے نقصان کا تاوان ادا کر دیں اگر غلام دو نقصان ایک ہی دفعہ کرے تو اس میں ہی
 مالک یا دو نقصان والو کو غلام دے یا اسے یا دو نقصان کے نقصان کا تاوان دیں۔ اگر
 غلام نے قصور کیا اور مالک کو اسکا علم نہوا اور اسکو آزاد کر دیا تو مالک کو اس نقصان
 کے تاوان اور غلام کی قیمت میں سے جو کم ہوگا وہ دینا پڑے گا اور اگر اسکو قصور کا

بیکار مالک
 نقصان کیا

حال معلوم تھا اور آزاد کر دیا تو نقصان کا تاوان ہی دینا لازم ہو گیا۔ اسے بطرح بیع
 کا حال ہے کہ اگر قصور سے قطع ہو کر غلام کو بھیجے لیگا تو قصور کا تاوان دینا پڑے گا اور
 اگر مالک غلام کی آزادی کو کسی شخص کے آزادانے یا تیرازے یا اسکو زخمی کرنے
 پر مشروط کرے اور غلام مذکور ان حرکات کا مرتکب ہو تو آزاد ہو جاوے گا اور مالک کو
 تاوان نیست یا مجروح کا دینا ہوگا۔ اگر غلام نے کسی آزاد کو کاٹھ قسد اکاٹ لیا یا
 مالک نے وہ غلام اس آزاد کو دیدالا اور اس غلام مذکور کو آزاد کر دیا اور پھر اس مالک
 کے درمیان مر گیا تو اس غلام کا دیدالنا اس قصور سے مسلم ہوگی (یعنی تاوان آزاد
 کے قتل کا مالک کے ذمہ کچھ نہ ہوگا) ہاں اگر آزاد نے اس غلام کو آزاد کیا ہو اور
 ہاتھ کے دروس مر گیا ہو تو غلام مالک کو پھر نیکی اور غلام سے قصاص لینا ہوگا۔ اگر
 غلام باذن قرضہ اسکی نقصان خطا سے مرے اور مالک کو اس کے قصور کی اطلاع نہ
 اور وہ اسکو آزاد کر دے تو مالک غلام مذکور کی ایک قیمت تو قرضہ دار و نکودہ اور
 ایک قیمت نقصان کو احوالہ کرے۔ اگر لونڈی باذن قرضہ دار ہو اور کچھ خبر تو
 مع کچھ کے قرضہ میں فروخت کیا جاوے گا لیکن اگر باذن لونڈی کسی کا نقصان کرے
 اور کچھ خبر تو نقصان دانے کو (صرف لونڈی کی) اسکا بچہ نہ لایا جاوے گا۔ زید کا
 ایک غلام ہے اور عمرو نے اہل کار کیا کہ اس کے آقا نے اسکو آزاد کر دیا ہے اب اگر غلام
 مذکور عمرو کے ولی مثلاً باپ کو خطا سے مار دے لیگا تو عمرو کو اس سے کچھ نہیں ملے گا (اس لئے
 کہ عمرو کے گمان میں تو وہ آزاد تھا اسلئے مالک سے مواخذہ نہ رہا اور چونکہ وہ دم
 میں غلام سے اسلئے ادا کے گنہگاروں سے دیت کا مطالبہ نہ کرے اگر آزاد کر دیا ہو
 غلام نے کسی شخص سے کہا کہ میں نے تیری بہائی کو خالست خلائی میں قتل کیا ہے

اور اسنو کہا کہ نہیں بلکہ تو نے آزاد ہو نیکے بعد قتل کیا ہو (یعنی اسکا قصاص
یا دیت تیرمزد میں ہو) ایک کے ذمہ نہیں) تو اسسور میں غلام کا قول معتبر ہوگا (اذا
اس سو قصاص یا دیت کا مواخذہ کیا جائیگا)۔ اگر مالک نے اپنی لونڈی آزاد
کے لئے کہا کہ جب تو میری لونڈی تھی میں نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا اور لونڈی نے کہا کہ
تو نے آزاد کر نیکے بعد میرا ہاتھ کاٹا ہو (یعنی قصاص یا دیت مجھ پر لازم ہے) تو لونڈی
کا قول معتبر ہو اور بھی حال ہوا ان چیزوں میں آزاد کی ہوئی لونڈی سو مالک کے لونڈی
(اور مدعو کی) کہ میں نے آزاد کی ہوئی سو پیشتر لی میں اور لونڈی کہے کہ بعد آزاد
کے تو لونڈی کا قول معتبر ہوگا) مگر دوسری صحبت کرنے میں اور مزدوری کی کمی
میں (اگر اختلاف ہو تو قول مالک کا ہو گا نہ لونڈی کا) ایک غلام جو تجارت میں
تھا اسنو ایک آزاد لڑکے سے کسی شخص کے بار ڈالنی کو کہا اور اس لڑکے سے
بار ڈالا تو اس میت کی دیت لڑکے کی قوم پر ہوگی (اسی طرح اگر غلام کو کوئی کسیکے
بار ڈالنی کو کہی اور وہ بار ڈالے تو دیت اسکی مالک پر ہوگی یا غلام کو مقتول کے
وارث کے حوالہ کرنا پڑیگا) ایک غلام سے زید اور محمد کو قصد مار ڈالا اور زید
بھی دو وارث ہیں اور محمد کے بھی دو وارث ہیں جس سے ایک ایک کے خون خاتم
کو معاف کر دیا تو مالک اس غلام کا آدم زید اور محمد کے ان دو وارثوں کو دیو
جنہوں نے معاف کیا ہو اور اگر آدم غلام نے خود دیت آدمیوں اور ان دونوں
کو دیدی اور اگر زید کو غلام نے قصد مار ڈالا اور محمد کو خطا سے اور زید کے دو
وارثوں میں سے ایک نے معاف کر دیا تو مالک یا تو پوری دیت محمد کے دونوں
وارثوں کو اور آدمی دیت زید کے ایک وارث کو جس سے معاف نہیں کیا حوالہ کر دیا

ایا غلام کو ان بیٹوں کے حوالہ کرنے کے لئے تھائی تھائی نے لین (یعنی ایک حصہ زید کے ایک
 وارث کا اور دو حصہ عمر کے دو نو وارثوں کے) دو حصہ زمین ایک غلام مشترک تھا
 اور ان دو نو کے رشتہ دار کو مار ڈالا اور ان دو نو میں سے ایک کے بچہ خون
 سحافت کر دیا تو مقتول کا سب خون بے ہی گیا (یعنی دوسری مالک کو اس کے باہر
 سحافت کر دیا کے پرچہ مواخذہ نہیں ہو سکا) فصل ایک غلام کو کسی نے خطام سے
 مار ڈالا تو قاتل سے اس کی قیمت مالک کو دلائی جا دیگی لیکن اگر اس کی قیمت دس ہزار درم ہو
 تو اس میں سے دس درم کم لینے کے (ناکہ غلام کی خوبیاں آزاد شخص کی دیت کی برابر ہو جائے
 اور اگر قیمت دس ہزار سے زیادہ ہوگی تب بھی دس درم دس ہزار دلا دینگے اور اگر نو سو
 کوئی مار ڈالے اور اس کی قیمت پانچ ہزار درم ہو تب بھی دس درم پانچ ہزار دلائی جائے
 بخلات اس غلام کے جو کسی نے غصب کر لیا ہوا درخت کے پاس رہا ہو کہ نہایت
 میں غلام مذکور کی پوری قیمت دینی غاصب پر لازم ہوگی گو دس ہزار سے کتنی ہی زیادہ ہو
 آزاد کے لئے نقصان کے عوض میں جتنی دیت ٹھہری ہوگی جو دینی ہی غلام کے نقصان
 میں اس کی قیمت میں سے ہوگی مثلاً اگر غلام کا ماتمہ کوئی کاٹ ڈالے تو غلام کی نصف قیمت
 اس کو دینی ہوگی (اس لئے کہ آزاد کے ماتمہ کا بھی میں نصف دیت لازم ہوتی ہے) اگر کسی
 غلام کا ماتمہ کسی نے کاٹ ڈالا اور اس کے مالک نے اس کو آزاد کر دیا اور آزاد ہو کر
 بعد وہ ماتمہ کے درد میں مر گیا اور اس کے دوسرے وارث بھی میں تو قاتل سے قصاص
 نہ لیا جا دیگا (اس لئے کہ قصاص کا مدعی معین نہیں رہا کہ مالک ہو گیا وارث) اور اگر
 اس کا وارث اور کوئی نہ ہو تو قاتل سے قصاص لیا جا دیگا (اس لئے کہ اس صورت میں مدعی قصاص
 کا مالک ہی ہے اگر زید کے دو غلام ہیں اور اس سے دو نو سے کہنا کہ تم میں سے ایک

ہر میر کسی نے ان دونوں کے ہر کوڑھی کر دیا اور اب مالک نے بیان کیا کہ میں نے
 انہیں سو غلام کو آزاد کیا تھا تو وہ دونوں کے رحم کا نادان مالک کو لے گیا۔ اگر زید جو
 غلام کی ذوق نہیں پھوڑا تو دوسرے کو اختیار ہو چاہے غلام زید کے حوالہ کر
 اور اس کو پورے قیمت سے لے لے یا غلام اندھا بن کر پاس رکھو اور زید سے کچھ نہ لے
 (اس لیے کہ غلام جسم کے اعتبار سے تو زید آدمی ہے اور فائدہ کے اعتبار سے زید مردہ
 اور مکین پھوڑے کی صورت میں تمام قیمت واجب ہوتی ہے اور وہ بدن اور انگہرن
 دونوں کی ہے پس اگر غلام کو زید کا تو آدمی ہونے کا اعتبار لیا گیا اور فائدہ
 اس کا تابع مقصور ہو گا کیونکہ صفات ذات کے تابع ہیں ہر منظور میں اگر زید کو
 لے گا تو بدل اور مبدل منہ دونوں اسکے پاس ہو جائیگا اور یہ درست نہیں۔ اگر
 یہ برائے مالک کسی کا کچھ نقصان کر دین تو مالک کو ان کی قیمت اور نادان میں سے
 جو نسا کم ہو گا دینا آویگا اور اگر مالک قاضی کے حکم سے ان کی قیمت نقصان دہ ہو
 دیکھا ہو اور پھر وہ نقصان کرین تو وہ دوسرے نقصان والا ہے نقصان دہ لیکھا
 ان کی قیمت میں ہو گا جو مالک سے اس سے ملے ہو اور اگر مالک سے بدولت حکم قاضی کے
 قیمت پہلے نقصان دہ لیکو دے ہو تو دوسرے کو اختیار ہو کہ مالک سے اپنے نقصان
 کے نادان کا مواخذہ کرے یا پہلے نقصان دہ لے لے ۴

باب غلام اور مدبر اور لڑکے کے غضب کرنے اور اس اثنا میں انہیں نقصان
 پڑ جانے کے بیان میں۔ اگر ایک غلام کا ماتھے کسی نے کٹ ڈالا ہو پھر اس کو کوئی
 دوسرا شخص چپے لے اور غاصب کے پاس وہ غلام ماتھے کی تکلیف سے مر جاوے تو
 غاصب پر ماتھے کو غلام کی قیمت دینی آوے گی صحیح مسلم کی دینی ناوے گی اگر زید

غلام کے
 مالک کے
 نقصان
 دہ لے
 غاصب
 پر

کسی کا غلام غصب کیا اور عمرو نے زید کے یہاں اس کا ماتمہ کاٹا اور وہ غلام گیا
 نیز یہاں کے تادان سوسو بر ہی ہو گیا (یعنی اب تادان عمرو پر دیا آویگا) ایک غلام
 نے جس کے تجارت کی اجازت تھی آپ صیسی غلام کو چھین لیا اور دوسرا غلام اس غلام
 خاصیت کے پاس رک گیا تو خاصیت پر قیمت دوسرے غلام کی آدھی (ابو آزاد ہونے کے بعد وہاں
 کرے) عمرو نے بکر کے مدبر غلام کو غصب کیا اور مدبر نے عمرو کے یہاں خالد کا
 قصور کیا پھر وہ مدبر بکر کو مل گیا اور اب زید کا اوسو نقصان کیا تو بکر اس مدبر کے
 دائرہ آدھون آدھ خالد اور زید کو جو خالد کر سی یعنی غلام مذکور کی نصف قیمت اول عمرو
 نے بکر خالد کو دے دی (اسلئے کہ اول خالد ہی مستحق تمام قیمت کا ہوا تھا زید اوسو اسکا
 فراخیم اور شریک تھا پھر بکر عمرو سو آدھی قیمت غلام مدبر کی اور لے اور بھد آپ رکھے)
 اور اس صورت کے جلس میں خاصیت مدبر نصف قیمت ایک بار لیجا دیگی (یعنی اگر مدبر نے
 بکر کے یہاں زید کا نقصان کر لیا تھا کہ عمرو نے اسکو غصب کیا اب عمرو کے یہاں
 خالد کا بھگڑ گیا تو اس صورت میں عمرو صرف آدھی قیمت لیجا دیگی) اور غلام مثل مدبر کے
 ہی اس حکم میں صرف اتنا فرق ہو کہ غلام کی صورت میں مالک کو غلام حوالہ کرنا پڑتا ہے
 قصور دان کو اور مدبر کی صورت میں اس کی قیمت دینی پڑتی ہے۔ اگر عمرو نے بکر کا مدبر
 غصب کیا اور عمرو کے یہاں اوسو زید کا بھگڑ گیا پھر وہ مدبر بکر کو مل گیا اگر عمرو
 وہاں اسکو چھین لیگا اس دفعہ اوسو خالد کا نقصان کیا تو بکر مدبر مذکور کی قیمت
 زید اور خالد کو دینی لازم ہوگی اور پور سی قیمت مدبر کی عمرو سے ہے اور اس میں سے
 نصف زید کو دے دی اور نیم نصیب جو زید کو دیا اوسو عمرو سے ہر دو صول کر سی خاصیت
 ایک آزاد لڑکا غصب کیا جو اسکی یہاں اگر ناگہانی یا بھمار سی کر گیا تو خاصیت چھین

نہو گا اور اگر بجلی اور سپر گری یا سانپ نے کاٹا اور مر گیا تو اسکی دیت غاصب کی قوم پر
 ہوگی اور یہی حال ہے اگر کسی لڑکے کی سپرد کوئی غلام کیا جاوے امانت کے طور پر اور وہ
 لڑکا اُس غلام کو مار ڈالے تو لڑکے کے کنبہ پر غلام کی قیمت آدگی اور اگر لڑکے کو
 کہا نا امانت سپرد کیا جاوے اور وہ کھالے تو ضامن نہ ہوگا۔

کتاب القسامہ

اسمین قسامہ یعنی خون ہسکے باب میں جو محلہ والون پر قسم لازم آتی ہو اسکا ذکر ہے
 ۔ اگر کسی محلہ میں قاتل پایا گیا جسکے قاتل کا حال معلوم نہیں تو مقتول کا وارث اول
 محلہ والون میں سو جہ آدمیوں کو چھانڈو اور ان میں سے کچھ قسم لیجاوے کہ بخدا نہ جھینے
 اسکو قتل کیا نہ اوسکے قاتل کو جانیں اگر اسطر علی قسم کہا نہیں تو محلہ والون پر اس
 مقتول کی دیت ہوگی اور اگر خون کا وارث اسی محلہ میں رہتا ہو تو اوسکو قسم دی
 جاوے گی اور جو شخص قسم کھانے سے انکار کرے اسکو قید کیا جاوے یہاں تک کہ قسم
 کھاوے اور اگر محلہ کے قسم کھانیوالے نہ ہوں تو موجودہ شخصوں کو بکر قسمیں دیکر
 ۔ جہ قسمیں پوری کر لیجاوے گی (مثلاً اگر جہ ہوں تو دشمن آدمیوں کو دوبار قسم
 دینگے اور باقی کو ایک بار اور اگر دس ہی ہوں تو سب کو پانچ بار قسم دیوینگے)
 لڑکے اور دیوانہ اور عورت اور غلام پر قسامہ نہیں (یعنی خون کے مقدمہ
 میں انکو قسم نہ دینی چاہیے) اور جس صورت میں کہ میت پر نشان زخم یا مار کا نہ ہو
 یا پھر کہ ناک سے یا منہ سے یا مقام پاخانہ سے خون جاری ہو تو اسصورت میں محلہ
 والون پر قسم واجب ہوگی نہ اُس میت کی دیت یعنی ہوگی (ذناک میتہ مقام پاخانہ
 سے خون جاری ہونے کی صورت میں دیت نہ ہونگی وجہ یہ ہے کہ انہیں احتمال بیماری

ہر تیری ماسدہا (بہت نہوگا) لیکن اگر تمہوں کو کیا کانون سے خون چلتا ہو تو قسا
 واجب ہوگا (اسکو کہ (ان) مجھوں کو خون بہان چھٹ نہیں نہیں) مگر مقتول کسی جانور پر
 لہا ہوا یا باگیا اور اس جانور کو کوئی آگے سے پکڑی لٹو جاتا ہو یا چھو سے یا کٹا ہوا یا
 اور سوا ہر نو اس سلاخہ ذلے کے کنبہ پر مرد کی دیت ہوگی۔ اگر کوئی جانور
 جس پر مقتول شخص سے دونوں گانہ کے درمیان ہو کر نکلا اور کوئی
 اور اس کے ساتھ نہ تھا تو جو گانہ نزدیک ہوگا اور سہر قسم اور دیت
 لازم ہوگی اور اگر دونوں باصلہ پر ہوں تو وہ فوراً لازم ہوگی اگر مقتول آدمی کسی
 کے مکان میں پایا جائے تو تاکہ مکان پر قسام ہوگا (بیتے ۵۰ قسین کہا گیا) اور دیت
 ایسے کنبہ پر لازم ہوگی یہ قسام بر زمین از دہر و جب ہی نہ رہی والوں اور خریدنیوں
 پر (بیتے جن لوگوں کو بادشاہ نے زمین ملی ہو ان لوگوں پر قسم واجب ہو جائی شندی اور
 خریدنیوں کے ہوں اور ہر جب زمین لین اگر زمیندار زمین سے کوئی نہ پا تو اس
 صورت میں خرید کر نیوالوں پر قسم ہوگی۔ اگر مقتول کسی جو بی شریک میں پایا جائے اور اگر
 کا حصہ یکساں نہیں (کوئی نصف کا شریک ہو کوئی چوتھا ہی اور غیر وہا) تو قسام اور
 دیت شریکوں کے حصہ کے اعتبار سے ہوگی (۱۰ اونکی ملکیت کے سہا منوں کے
 اعتبار سے) اگر ایسی جو بی میں مقتول ہلا کہ اس کی بیع ہو چکی تھی مگر مشتری کے قبضہ
 میں نہیں آئی تھی تو دیت بائع کی قوم پر ہوگی اور اگر بیع خیاب کے ساتھ ہوئی ہو
 تو وہ جو بی جس کے قبضہ میں ہوگی اس کے قبضہ پر دیت لازم آوے گی (خواہ قابض کا نام
 ہو یا مشتری) لیکن قابض کی قوم دیت بائع کی نسبت کم ہے اس بات کے گواہ
 نہ گذر چکین کہ مجھ جو بی قابض کی ملکیت ہو (اور مشتری کا نہیں رہو سو بی ملکیت

کے دیت اسکی طرف سے لازم ہوگی) اگر کشتی میں مقتول ملے تو جو اس میں ہوا اور علاج ہوں اور نہ قسامہ اور دیت ہوگی اور کسی محلہ کی مسجد میں اگر ملے تو محلہ والوں پر ہوگی اور اگر شارع عام یا جامع مسجد میں ملے تو قسامہ مسجد و زمین نہیں اور دیت بیت المال میں ہو دیکھا دے گی۔ اگر جنگل میں مقتول ملے یا بیچ میں دریا کے پایا جاوے تو اسکی کچھ پرکشش ہوگی (نہ قسم ہوگی نہ دیت) اور اگر دریا کنارے لٹکا ہوا یا بندھا ہوا ملے تو جو گا نو و کان سے زیادہ نزدیک ہو گا اور سپر قسامہ لازم آوے گا۔ اگر غرون کے وارث اہل محلہ کو ہو کسی اور پر جو غرون کا کیا تو قسامہ اس محلہ والوں پر ہو گا اور اگر محلہ والوں ہی میں ایک شخص میں پر ہو گا تو قسامہ اس پر ہو گا۔ اگر ایک قہم تو وارثین کہیں پر اس دریا کے مقتول کو چھو کر جدا ہوں تو قسامہ محلہ والوں پر ہو گا جہاں لڑائی ہوئی لیکن اگر غرون کا وارث اُن کو جو پر جو تو وارثین لیکر آئے تھو دعو کرے یا ان میں سے ایک شخص میں پر دے ہو تو البتہ محلہ والوں پر قسامہ ہو گا۔ محلہ والوں میں سے قسم و کئے یا کیا کہ مقتول کو ایک شخص خاص مثلاً زید نے مارا ہو تو اسکو ہلکے پر قسم دی جاوے گی کہ بخدا میں نے مقتول کو نہیں مارا اور نہ سوا زید کے اسکو قاتل کو جانوں۔ محلہ والوں میں سے اگر کچھ لوگ گو اسی دین کہ غیر محلہ کے آدمی نے مارا ہو یا اس محلہ کے ایک شخص خاص میں کہ ہم میں سے فلان شخص نے مارا ہو تو یہ کہ اسی باطل ہوگی۔

کتاب المعاقل

اس میں دیتوں کا بیان ہے (کہ کون کون آدمی دیت دین) معاقل جمع معقلہ کی ہے جسکے معنی دیت ہیں۔ جو خونہا کہ نفس قتل پر دیتا آتا ہو وہ عاقلہ پر ہوتا ہے (نفس قتل کی قید سودہ خونہا نکل گیا جو صلہ کی راہ سے دیا جاوے یا شبہ کی راہ سے مثلاً باپ اپنی بیٹی کو عداً مار ڈالے کیونکہ ان وہ نہ ہو تو زمین خونہا خاص قاتل کے

یہاں پر قسامہ دیت کی بات ہے

یہاں پر قسامہ دیت کی بات ہے

یہاں پر قسامہ دیت کی بات ہے

مال میں ہوتا ہے نہ عاقلہ پر اگر قاتل روزیہ دار یا سپاہی بادشاہی ہو تو اسکی عاقلہ
 وہ لوگ ہیں جنکے نام دفتر بادشاہی میں ہوں (یعنی بادشاہ کے دفتر میں اگر خزانہ
 قوم کے روزیہ دار خواہ قویہ کے لوگ لکھی ہوں اور ان میں سے کوئی قاتل ہو تو باقی
 لوگ اس کے عاقلہ ہیں) دیت کا روپہ انکی تنخواہ سے تین برس کے عرصہ میں وصول کیا
 جاوے اور اگر انکی تنخواہ تین برس سے زیادہ عرصہ میں یا کم میں وصول ہو تو اسوقت
 دیت کو بخر کر لیں۔ اور اگر قاتل دفتر والوں میں سے ہو تو اسکا عاقلہ اسکا قبیلہ یعنی
 برادری والے رشتہ دار ہیں دیت اُن کو تین برس میں بچاٹ کر لیجاوے گی اور ایک
 شخص سے سال جس کے عرصہ میں ایک درم خواہ ایک درم اور ایک درم کی تہائی سے
 زیادہ ملیا جاوے گا تو اس حساب سے ایک آدمی کو تین برس کے عرصہ میں چار درم سے
 زیادہ نہیں لیا جاوے گا اگر اُس قبیلہ کے لوگ اسکی تنخواہ کے حساب سے بڑے
 بلکہ کم ہوں اور چار درم سے زیادہ اور بڑے ہوں تو انہیں عسکات کی ترتیب سے
 دوسرا قبیلہ اسکا رشتہ دار ملا لیا جاوے گا (یعنی اول بھائی کو پھر بیٹوں کو پھر چچوں
 کو پھر داد کے بیٹوں کو) قاتل کو سبھلہ عاقلہ کے شمار کیا جاوے گا (یعنی جیسے اور دن کی
 دیت وصول ہوگی ویسی ہی اس میں بھی لیجاوے گی) آزاد کو ہو تو اس کا عاقلہ اس کے
 آزاد کر نیوالے کی برادری ہی۔ اور مولے مولات کا عاقلہ وہ ہی جس کے ہاتھ پر
 وہ مسلمان ہوا ہو اور اسکی کنجی کے لوگ۔ غلام کے بگاڑ کرنے کا تاوان
 عاقلہ پر نہیں اور نہ اُس قصور کا کہ آدمی جانکر کرے اور نہ اسکا جو صلح کرے یا قرار
 کرے کہ انہیں ضرر نہ عاقلہ پر تاوان ہوتا ہے لیکن اگر نہ عاقلہ کے اقرار کی
 تصدیق عاقلہ کرے تو عاقلہ پر تاوان ہوگا۔ اگر آزاد آدمی غلام کا بگاڑ خطا

کی راہ سسر کر سہ تو اسکا تاوان اور سکی برادر سی پر ہوگا (یعنی خطا کی راہ سسر
بگاڑ کرنے میں برادر سی پر دیت آئی برابر سے خواہ آزاد کا نقصان ہوئے
یا عسلا م کا) *

کتاب الوصایا

اس میں وصیتوں کا بیان ہے اور وصیت وہ ہے کہ اپنی مرئی کے بعد کسی کے لئے
کچھ مقرر کرے جو وصیت کرتا ہو اور سکو موصی یعنی وصیت کرنے والا کہتے ہیں
اور جس کے لئے وصیت کی ہو اور سسر موصی کہہ کہتے ہیں اور جس شخص کو وصیت کی
تفصیل کے لئے کہا ہو اور سکو وصی کہتے ہیں۔ وصیت مرئی کے بعد کے زمانہ میں
کسی چیز کے مالک کرنے کو کہتے ہیں اور وصیت کرنا مستحب ہے۔ میت کے مال
منروک کی نہائی سسر زیادہ کی وصیت درست نہیں۔ قاتل کے لئے وصیت درست
نہیں (یعنی موصی اپنی قاتل کے لئے کچھ وصیت کرے تو جائز نہوگی) مورث بچہ
وارث سکے لئے اگر وصیت کرے تو درست نہیں بشرطیکہ دوسری وارث جائز نہ ہوں
(لیکن اگر وارث اس وصیت کو جائز کہیں تو درست ہے) مسلمان اگر ذمی کے لئے وصیت کرے یا ذمی
مسلمان کے لئے تو درست ہے۔ وصیت کا قبول کرنا موصی کی موت کے بعد ہونا چاہئے اور اگر انسانی زندگی
میں موصی اسکو قبول نہ کرے یا قبول کرے تو باطل ہے (بلکہ موت کے بعد کا اعتبار ہے)۔
اور مستحب ہے کہ مال کی تھائی سسر وصیت کم کرے۔ اور جب موصی لمہ وصیت
کی چیز کو قبول کرے تو وہ اسکی ملک میں آجاتی ہے مان اگر موصی لمہ موصی
کے مرئی کے بعد ہی مر جاوے اور نوبت قبول وصیت کی نہ ہو بھو تو بد دن قبول
کے بھی ملک موصی لمہ کی ثابت ہو جاوے گی۔ قرضدار کا قرض اگر اسکو مال کا

کتاب الوصایا

محمد ہو (یعنی اسکی برابر ہو باز آمد) تو اس پر قرصہ دار کی وصیت درست نہیں۔ اس طرح
رکعا اور مکاتب اگر کچھ وصیت کریں تو درست نہیں۔ حمل کے لکھ کچھ مال کی وصیت کرنی
(مثلاً یوں کہنا کہ میرا مقدار مال میں بیٹ کے بچہ کو ملے) اور حمل کی وصیت کسی اور کو
کرنی (مثلاً بچہ کہنا کہ میری لونڈی کے حمل سے جو بچہ پیدا ہو وہ فلاں شخص کو دیدینا)
درست ہو بشرطیکہ بچہ وصیت کی وقت سے جو چھ مہینے کے اندر پیدا ہو (اور اگر چھ مہینہ یا زائد
میں ہوگا تو وصیت و دوسرے کو نہیں ہو سکی اسکی کہ وصیت کی وقت حمل کا یقین نہ ملے گا)
حمل کے واسطے کوئی چیز مہر کرنی درست نہیں۔ اگر لونڈی کی وصیت کی اور اسکو حمل کر
جارج رکھتا تو درست ہو (موصی کہ لونڈی کی بیٹی کی حمل کا بچہ ملے گا) موصی اپنی وصیت سے
قول اور فعل سے یہ نہ سکتا ہو (قول سے اس طرح کہ کہہ کہ میں نے جو وصیت کی تھی اس سے
رجوع کی۔ اور فعل سے) اس طرح کہ جس چیز کی وصیت کی تھی اسکو بخیر الایمانہ کو دیا
یا کپڑا اٹھا اسکو موت لیا یا کبریٰ تھی اسکو دیکھ کر لیا۔ اگر موصی وصیت سے اسکا
کے تو اس سے رجوع ثابت نہ ہوگا (مثلاً یوں کہہ کہ میں نے وصیت نہیں کی
موصی کہ گواہوں سے ثابت کر دے کہ وصیت کی تھی تو موصی کہ وصیت کی تھی اسکی
باب اپنی مال کی تنہائی کی وصیت کر سکے یا نہیں۔ اگر موصی نے تنہائی مال کی
زید کے لکھ وصیت کی اور دوسری تنہائی عمرو کے لکھ اور دارتوں نے دو تنہائی
کی وصیت درست نہ کی تو ایک تنہائی زید اور عمرو کو برابر تقسیم ہو جاوے گی۔ اگر زید
لے تنہائی کی وصیت کی اور عمرو کے لکھ جسے حصہ کی اور دارتوں نے جائز نہ کہا
تو تنہائی ترکہ موصی کا زید و عمرو کو اس طرح تقسیم ہوگا کہ تین حصہ کر کے دو حصہ زید کو اور
ایک حصہ عمرو کو دیا جاوے گا۔ اگر زید کے لکھ کل مال کی وصیت کی اور عمرو کے لکھ تنہائی

باب اپنی مال کی
تنہائی کی وصیت

مال کی اور ورثہ نے وصیت کو جائز نہ کیا تو ترکہ موسیٰ کی تہائی زید و عمر بن آدم و
تقسیم ہوگی۔ موسیٰ کہ ترکہ کی تہائی سو زیادہ حصہ نہ ٹھہرایا جاوے مگر تین سو تین
اول مجاہدات کی صورتیں (مجاہدات بنع مین رعایت کر نیکو کہتے ہیں کہ ہزار کا مال مثلاً سو
کو ڈیڑھے پس اگر موسیٰ کے دو غلام ہوں جنہیں سو ایک کی قیمت بارہ سو ہو اور
کی چہ سو اور وہ وصیت کرے کہ بارہ سو کا غلام زید کے ہاتھ دو سو کو بیچ ڈالنا
اور چہ سو کا عمرہ کے ہاتھ سو کو بیچ ڈالنا اور دوسرا کوئی مال اسکے پاس نہ ہو اور
اویس کے وارث اس وصیت کو جائز نہ کہیں پس چونکہ صورت مذکور میں زید کے سوا
ہزار روپیہ کی رعایت کی تو گویا ہزار اسکے لئے وصیت کی اور عردہ کے ساتھ
جو پانسو کی رعایت کی ہو گویا اسکو پانسو کی وصیت کی ہو تو کل ترکہ میں سو تہائی
لیکھ یعنی دو نو غلاموں کی قیمت جو اٹھارہ سو ہوتے ہیں اسکی تہائی چہ سو روپیہ
زید و عمر و مین جو جب وصیت کے تقسیم کرینگے یعنی زید کا حصہ عمر و مین دو تہائی
تو اسقدر کی تہائی عمرہ کو دیگا اور دو تہائی زید کو یعنی دو سو عمرہ کو ملین گے اور مین
زید کو حالانکہ اسنظر سے کہ زید کو ہزار کی وصیت ہو جو تہائی ترکہ سے زیادہ ہو اور پر کے
قاعدہ کہتے ہو جب تہائی مین دو نو شرکاء برابر کے ہو کر ہر ایک کو ۱۱ حصہ ملے چاہئیں
مگر مجاہدات کی وجہ سے اوپر کا قاعدہ جاری نہیں ہوگا دوم رعایت کی صورتیں (اور اسکی
کیفیت یہ ہے کہ موسیٰ کے دو غلام ہوں ایک دو ہزار کا دوسرا ایک ہزار کا اور وہ
انکے آزاد کرنا کر یا دوسرا ان غلاموں کے اور کچھ مال اسکا نہ ہو اور اسکی وارث
وصیت کو جائز نہ کہیں تو کل ترکہ کی تہائی سو یہ وصیت جاری ہوگی یعنی بقدر ہزار
کے آزاد ہونگے اور دو تہائی اپنی قیمت کی یعنی دو ہزار ورثہ کو کما دیں گے اور ہزاری

آزاد ہی میں وصیت کے بموجب ہر ایک کو حصہ ملیگا ورنہ کو برابر ملیگا) شوہر کا نام
 مرثیہ یعنی مطلق کی صورت میں (جنوبیت قبل مال کی تہائی اور چوتھائی کی نہیں مثلاً
 اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ پورے خیر کو تین حصہ کی اور ایک حصہ کے پاس ان پر پون
 کے سوا اور مال نہ ہو تو در صورت تارضا ہند ہی درجہ کے وصیت مذکور تہائی مال
 سے جو بھی ہوگی اور مذید، عمر کو موافق اونکی وصیت کے حصہ رسد ترکہ کی تہائی جز
 سے دیا جاوے گا برابر تارضا ہند (اگر وصیت کی کہ موصی لہ کو میری بیٹی کا حصہ
 ملے تو میری وصیت باطل ہے) (اسلئے کہ بیٹی کا حصہ کسی کو نہیں پونچھ سکتا) مان اگر
 یوں وصیت کرے کہ میری بیٹی کے حصہ کی برابر اوسکو دینا تو درست ہی وصیت
 بن اگر موصی کے دو بیٹے ہوں تو موصی لہ کو تہائی مال ملیگا (اسلئے کہ بیٹی کا حصہ
 آدھا ہو ورنہ تو اوسکو مل نہیں سکتا کیونکہ تہائی سے بڑھا دیکھا اسی جہت سے تہائی
 مال دیا جاوے گا اور اب بھی اوسکا حصہ بیٹی کی برابر ہی رہیگا) اور اگر میری وصیت کی
 کہ میرے مال کا ایک سہاگم یا ایک جز نفلانے کو دینا تو اسکا بیان کرنا درجہ کے
 اختیار میں ہے (جو نفل سہاگم چاہیں موصی لہ کو دین)۔ اگر میری کہا کہ میری مال کی
 تہائی نفلانے کے لئے ہر پیر و بارہ کہا کہ نفلانے کے لئے میری مال کی تہائی ہے
 (یعنی ایک تہائی ایک شخص کے لئے و بارہ کہی) تو موصی لہ کو ایک ہی تہائی ملیگی
 (اُس سے زیادہ تملیگا) اسی طرح اگر مال کے چھ حصہ کو موصی لہ کے لئے کرے تو اوسکو
 ایک چھٹا حصہ ملیگا (دو حصے نہ ملین گے) اگر لین وصیت کی کہ میری نقد روپیوں یا
 بکریوں میں سے تہائی نفلان کو دینا پھر وہ تہائی روپیہ خواہ بکریاں تلف ہو جاوے
 تو موصی لہ باقی بکریاں اپنے لئے لے لے گا اور اگر غلاموں یا تھانوں یا گھروں کی نسبت ایسا

کی وصیت تھی دو سو اوسکے حصہ میں سے آدھ عمر کو دوسو کی تھی سو اوسکو حصہ
 میں سے بکر کو ملین کے غرض کہ بکر کو تین سو ادر زید کو دو سو ادر عمر کو سو بیس
 اگر موسیٰ نے اپنی وارثوں سے کہا کہ زید کا مجھے قرض ہے اور وارثوں نے اسکا
 قول مان لیا تو یہ تہائی ترکہ میں ہوگا (یعنی اگر زید دعویٰ قرض کا کرے گا تو تہائی
 تک سماعت ہوگی ترکہ کی تہائی سزا آمد میں دعویٰ مقبول نہ ہوگا) اگر موسیٰ نے
 اول اپنے ذمہ زید کے تین کا اقرار کیا بعد اوسکے بہت سی وصیتیں کیں تو
 موسیٰ کے مال کی ایک تہائی وصیت والوں کے لیے اور دو تہائیاں وارثوں کے
 لیے مللجہ کر کے دو تہائی حصوں میں کہیں کہ تمکو اپنی حصہ میں سے جس قدر قرضہ کے
 مدعی زید کو سچا ٹھہرا تو ہریان کر دو جب وہ دو نوگروہ بیان کر دیں تو ہر ایک
 کے حصہ میں سے اوس بقدر زید کو دیدیوں اور اہل وصیت کی تہائی میں سے جس قدر
 بچے اوسکو وہ تقسیم ہر سکرین اور ورثہ کی دو تہائی میں سے جو ہر دو اوسکو
 بانٹ لیں۔ اگر موسیٰ نے کبھی مال کی وصیت اجنبی شخص اور اپنی ایک وارث
 کو کی تو اجنبی کو مال موسیٰ کا آدھا ملے گا اور وارث کے لیے وصیت باطل ہوگی
 (اس لیے کہ وارث کے لیے وصیت درست نہیں) اگر تین تھان مختلف صفت کے
 (یعنی ایک بہت عمر اور ایک میانہ اور ایک گھٹیا زید اور عمر اور بکر کو تہائی
 وصیت کی اور ان میں سے ایک جانا مارا اور نیمہ معلوم نہوا کہ کس کے حصہ کا گیا
 اور وارث بہت بیٹوں موسیٰ کے ہیں ہر ایک میں کہتا ہو کہ میری ہی حصہ کا گیا
 تو اس قدر تین وصیت باطل ہوگی کسی کو کچھ نہ ملے گا لیکن اگر میت کا وارث دو نو
 باقی کے تھان ان تینوں کے سامنے لا رہے ہوں اور کہہ دیں کہ انکو آپس میں تقسیم کر لو

۴
 اگر موسیٰ نے اپنی وارثوں سے کہا کہ زید کا مجھے قرض ہے اور وارثوں نے اسکا قول مان لیا تو یہ تہائی ترکہ میں ہوگا (یعنی اگر زید دعویٰ قرض کا کرے گا تو تہائی تک سماعت ہوگی ترکہ کی تہائی سزا آمد میں دعویٰ مقبول نہ ہوگا) اگر موسیٰ نے اول اپنے ذمہ زید کے تین کا اقرار کیا بعد اوسکے بہت سی وصیتیں کیں تو موسیٰ کے مال کی ایک تہائی وصیت والوں کے لیے اور دو تہائیاں وارثوں کے لیے مللجہ کر کے دو تہائی حصوں میں کہیں کہ تمکو اپنی حصہ میں سے جس قدر قرضہ کے مدعی زید کو سچا ٹھہرا تو ہریان کر دو جب وہ دو نوگروہ بیان کر دیں تو ہر ایک کے حصہ میں سے اوس بقدر زید کو دیدیوں اور اہل وصیت کی تہائی میں سے جس قدر بچے اوسکو وہ تقسیم ہر سکرین اور ورثہ کی دو تہائی میں سے جو ہر دو اوسکو بانٹ لیں۔ اگر موسیٰ نے کبھی مال کی وصیت اجنبی شخص اور اپنی ایک وارث کو کی تو اجنبی کو مال موسیٰ کا آدھا ملے گا اور وارث کے لیے وصیت باطل ہوگی (اس لیے کہ وارث کے لیے وصیت درست نہیں) اگر تین تھان مختلف صفت کے (یعنی ایک بہت عمر اور ایک میانہ اور ایک گھٹیا زید اور عمر اور بکر کو تہائی وصیت کی اور ان میں سے ایک جانا مارا اور نیمہ معلوم نہوا کہ کس کے حصہ کا گیا اور وارث بہت بیٹوں موسیٰ کے ہیں ہر ایک میں کہتا ہو کہ میری ہی حصہ کا گیا تو اس قدر تین وصیت باطل ہوگی کسی کو کچھ نہ ملے گا لیکن اگر میت کا وارث دو نو باقی کے تھان ان تینوں کے سامنے لا رہے ہوں اور کہہ دیں کہ انکو آپس میں تقسیم کر لو

نو وصیت جائز ہے اور بد کو عمدہ تہان کی دو تہائی میں لے کر دو تہائی کہیں
 تہان کی اور عمدہ ایک تہائی اچھ کی لئے اور ایک تہائی بری کی (یعنی ان دونوں باقی
 تھا نو کو دو آدمی نہیں لے سکتے مگر بطور مذکورہ بالا تین تن تقسیم کر سکتے ہیں اور اگر تین
 ڈالکر آپس میں راضی ہو کر دو ہی شخص انکو لے لیوں تو ہو سکتا ہے اگر ایک حویلی شتر
 میں سو موصی نے ایک کو ٹھری کی وصیت زید کو کی اور وہ حویلی بعد موصی کے مرینے
 تقسیم ہوئی اور وہ کو ٹھری موصی بر موصی ہی کے حصہ میں پڑی تو وہ زید کو ملی اور اگر
 وہ کسی اور شریک کے حصہ میں آگئی تو موصی کے حصہ میں سے اس قدر زمین جتنی کو ٹھری میں
 ہے زید کو دیا دی گئی اور سب اب میں اقرار کا حال مثل وصیت کے ہو (یعنی اگر بیکری شتر
 حویلی میں سو کسی خاص کو ٹھری کا عمر دے کے لے کر اقرار کرنے تو بعد تقسیم حویلی کے اگر بد کو ہر
 بکر کے حصہ میں پڑی تو بعینہ اوں سیکو حوالہ عمر دے کر دینا جسد زمین کو ٹھری میں ہو
 اقصاء اپنی حصہ میں ہو اسکو عرض دیدی اگر زید نے عمر دے کے مال میں سے ہزار روپیہ
 معین کی وصیت بکر کو کر دی اور مالک مال یعنی عمر دے موصی کے مرینے بعد اسکی
 وصیت جائز رکھی اور ہزار روپیہ بکر کو دیدی تو درست ہو مگر عمر کو اختیار ہو کہ اجازت کے
 بعد چاہی تو روپیہ نہ دی۔ موصی کے دو بیٹے اگر اسکا مال باہم بانٹ لیں اور پہر انہیں
 سو ایک ازار کر مو کہ ہمارے باپ نے عید اتنی کی وصیت کی تھی تو اس اقرار سے صرف شتر
 کے حصہ کی تہائی میں وصیت جاری ہوگی (دوسری بجائی کے حصہ میں جاری نہ ہوگی)
 اگر عمر دے لے لوٹ دی دینے کی وصیت کی اور موصی کے مرینے بعد اس کے بچہ ہو تو اگر
 اس لوٹ دی اور اس کے بچہ کی قیمت مل کر کل مال کی تہائی سے زیادہ نہ ہو تو وہ عمر کو ملے
 اور اگر وہ نو کی قیمت نہ کرے کی تہائی سے زیادہ ہو تو اول عمر لوٹ دی لے اور پھر جسد زمین

تہائی ترکہ کی کمی رہی وہ بچہ بین مجرا کرے (یعنی اسکو دام کر کے ترکہ کی تہائی پورا کر کے
 اتنی بھگادار لے لے کر پیروسی) موصی نے اپنی بیٹی کا قریب دوسری کے غلام کے لکھو اپنے
 مرض میں وصیت کی پہرہ کا فرماں ہو گیا یا اسکا بیٹا جو غلام تھا آزاد ہو گیا تو یہ
 وصیت باطل ہے اسطرچہ اگر بیٹا کا فرماں ہو یا دوسرے کا غلام ہو اسکو کچھ سہہ کرنا یا اسکو
 لکھو اقرار کرنا باطل ہے۔ ابا جہ اور فالج زود اور لجا اور سیل کی بیماری والا اگر آزاد
 مرض بڑھا دے اور اس مرض سے اس کے مرثیہ کا خوف نہ ہو تو تمام مال سے اسکا حصہ کرنا
 مستحب ہوگا (اسکو کہ اسطرچہ کا مرثیہ سندس کے حکم میں ہی) اور اگر مرض مذکور سے اس کے
 مرثیہ کا خوف نہ ہو تو صرف تہائی مال سے سہہ کرنا مستحب ہوگا۔

باب مرض موت میں آزاد کر کے بیابن۔ مرض موت میں اپنی غلام کو آزاد کرنا یا
 اپنی مال کو کم قیمت پر فروخت کرنا یا کسی کو کچھ سہہ کرنا وصیت کے حکم میں ہی دینے سے
 امور مرثیہ کے تہائی مال میں سے جاری ہونگے) اور اگر اس کے وارث اس کے بعد
 غلام کی آزادی جائز کہیں تو وہ وارثوں کے لکھو کہہ کماؤ۔ نزدیک کے دو غلام
 میں سالم اور غائم اور اس مرض موت میں سالم کو تو کم قیمت پر بیچا پھر غائم کو آزاد
 کر دیا اور اول کی فروخت میں قیمتی رعایت کی ہو اور دوسری کی قیمت برابر کے
 ترکہ کی تہائی کے برابر ہو تو مستحب ترین سالم کی فروخت کا اعتبار کرنا بہتر ہے (کہ میں
 سلام و قنہ ہی یعنی سالم کی فروخت جائز ہوگی اور غائم آزاد نکلیا جاوے گا) اور اگر پہلے
 غائم کو آزاد کیا پھر سالم کو رعایت کے ساتھ بیچا تو اب دو نو بائین برابر حسین
 (خواہ اسکا اعتبار کریں خواہ اسکا) موصی نے وصیت کی کہ ان خاص موروثین
 کے عوض میری طرف سے ایک غلام آزاد کر دینا اور ان میں سے ایک روپیہ جا ارماتو وصیت

باب مرض موت میں آزاد کر کے بیابن۔

مذکور جاری نہ ہوگی بخلاف وصیت حج کے (کہ اگر معین روپوں سے حج اپنی طرف سے
 کرنے کی وصیت کرے اور وہ نہیں ہو سکتا جتنے میں تو وصیت اس کی دوسرے روپوں
 سے جاری کرے) اگر اپنی غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کی اور موصی کے مرنے
 بعد غلام نے کسی کا نقصان کیا اور وارثوں نے غلام کو نقصان کے عوض نقصان
 والے کے حوالہ کیا تو وصیت باطل ہوگی اور اگر وارث نقصان کا عوض اپنی مال سے ادا کر دے
 تو وصیت باطل نہ ہوگی (یعنی غلام آزاد ہو جاوے گا) اگر موصی اپنی مال کی تہائی زید کو
 وصیت کرے اور ترکہ میں ایک غلام بھی ہے جس کو زید کہتا ہے کہ موصی نے ایامِ صحت میں
 کیا ہے اور وارث کہتا ہے کہ مرض موت میں اس کو آزاد کیا ہے (یعنی یہ غلام بھی اصل وصیت ہے) تو اس سے
 وارث کا قول مستقیم مستبر ہوگا اور اگر وہ غلام کہے کہ تہائی سے کم کا نہیں تو زید کو کچھ دینا چاہیے (اسلامی کہ
 وصیت تہائی مال میں ہوتی ہے وہ غلام کے آزاد کرنے سے پوری ہو گئی اور اگر غلام
 کی قیمت تہائی ترکہ سے کم ہو تو جو بقدر غلام کی قیمت سے ترکہ کی تہائی زیادہ ہوگی اس قدر
 زید کو ملیگا) یا زید کو اسوں سے نابت کر دے کہ موصی نے غلام کو صحت کی حالت میں آزاد
 کیا تھا تو اب پوری تہائی ترکہ کی زید کو ملیگی۔ ایک شخص نے میت پر دعویٰ کیا کہ
 میرا فرض اس کے ذمہ تھا اور اس کے غلام نے یہ دعویٰ کیا کہ مجھ کو آزاد کر مرا ہے
 اور وارث نے دونوں کا کہنا مستبر جانا اور مال اس میت کا اور حجم نہیں تو غلام اپنی
 قیمت کا دی اور آزاد ہو جاوے (اور بھی) قیمت فرضیہ کے حوالہ کیجادی۔ اگر موصی
 نے وصیت کی کہ جو حقوق اللہ تعالیٰ کے میرے ذمہ ہیں ان کو ادا کرنا اول فرض
 ادا کرو جاؤ گی بعد اس کے وجبات گو موصی نے اپنی کہنے میں فرض کو پہچو کہا ہو پس
 اور زکوٰۃ اور کفار پہلے ادا ہونے اور اگر حقوق قوت میں برابر ہوں (یعنی سب

ایک طرح کے ہون یا تو واجب یکسان ہوں) تو اول وہ ادا کیا جاوے گا جو ہوموسیٰ کی زبان
 سے اول مٹا ہو گا اور جو بعد کہا ہو گا وہ بعد ادا کرینگے۔ اگر موسیٰ نے اپنی طرف سے
 حج فرض کرانیکا وصیت کی ہو تو اسکو وارث کسی شخص کو موسیٰ کے شہر سے حج کرانیکا
 سوار کر کے روانہ کریں اور اگر ختمہ چم اس شہر سے نائب یا ہجو کو کافی نہ ہو تو جہان سے
 کافی ہو دان سے نائب روانہ کریں۔ ایک شخص اپنے شہر سے حج کے ارادہ ہو چکا
 راہ میں مر گیا اور وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے تو اس کے نائب کو شہر
 شہر سے حج کے لئے روانہ کریں گے (جہاں وہ برابر ہو دان سے روانہ کرینگے) اور دوسرے
 کی طرف سے حج کرنا ایسا حال بھی ایسا ہی ہو (یعنی اگر وہ پہلے سے میں مر جاوے تو وہاں
 حج کے لئے نائب کے وطن سے کسی کو روانہ کرنا چکا مرنے کے مقام سے روانہ
 کریں گے) (+)

یہاں تک کہ
 ہون یا تو واجب
 یکسان ہوں

باب رشتہ داروں وغیرہ کے لئے وصیت کرانیکا جیا نہیں۔ موسیٰ کے ہمسایہ
 ہون کے لئے گہراؤ کے گہر سے ملے ہوں اور اس کے شہر سے وہ ہون گے جو اس
 بیبی کے رشتہ دار محترم ہوں (یعنی جنکا نکاح اسکی بی بی سے ہمیشہ کو حرام ہو)
 اور اس کے داماد وہ ہون گے جو ان عورتوں کے شوہر ہوں جنکو اسکا نکاح
 نہیں ہو سکتا اور اسکی اہل اسکی بیبی ہوگی اور آل سب گہر کے لوگ اور حبش
 کے گہر والے ہون گے (یعنی اگر وصیت کر گیا کہ میرا مال ہمسایوں کو یا میرے شوہر
 یا دامادوں یا اہل یا آل یا جنس کو دینا تو اسکو چھ لوگ مراد ہون گے اس طرح اگر
 یوں کہو کہ میرا مال فلاں کے اہل یا آل یا جنس وغیرہ کو دینا تو ان الفاظ کو
 تو ہی لوگ سمجھ جاوینگے جو اوپر مذکور ہوئے۔ اگر اپنی قرابت والوں یا اقارب یا

ذوہی الارحام یا اپنی خاندان کو وصیت کی تو اول جو سب سے قریب ہو اسکو دیکو اور اگر
وہ نہ ہو تو جو اسکے بعد قریب تر ہو اسکو دیکو اور اس وصیت میں ماں اور باپ اور
اگر کا اور جو موصی کا وارث ہو سکتا ہے داخل نہیں (اسلحہ کہ وصیت وارث کے لئے
درست نہیں) اور اس وصیت کے مستحق دو شخص یا زیادہ ہونگے (اسلحہ کہ جمع کا
لفظ موصی سے کہا ہو وہ ایک پر نہیں ہو سکتا) اگر موصی نے اقرار کیا کہ وصیت کی
اور اسکے دو چچا اور دو ماموں ہیں تو وصیت نہ کر دو نہ چچا کو ہوگی اور اگر ایک
چچا اور دو ماموں ہوں تو اسی چچا کو اور اسی ہی دو ماموں کو بیٹگی اور اگر ایک چچا
چھو بھئی ہو تو وہ کو برابر نصف بیٹگی۔ اگر کہے کہ فلاں کی اولاد کو اسقدر دینا تو
مرد اور عورت کو برابر بیٹگی اور اگر کہے کہ فلاں کے وارثوں کو دینا تو مرد کو دو حصہ اور
عورت کو ایک حصہ بیٹگی (اسلحہ کہ وارثوں کا حصہ اسطرجم ہو)۔

باب سب غلام کی خدمت اور مکانی سکونت اور ورخون کے بیوہ کی وصیت کہ بیوہ
کرنیکے بیان میں ہے اپنی غلام کی خدمت اور مکان میں رہنے کی وصیت کرنی دوسرے
لئے مدت معین تک یا ہمیشہ کو درست ہے پس اگر غلام مال کی تہائی سے زیادہ نہ ہو تو موصی
کہ اسکے حوالہ کر دیا جاوے گا کہ اسکی خدمت کرے اور اگر غلام کی قیمت مال کی تہائی سے
زیادہ ہو تو دو روز وار ثون کی خدمت کرے اور ایک روز موصی لہ کی (یعنی اپنی
مالیت کے حساب سے خدمت کرے جسقدر کہ مالیت وصیت میں آوے وہی موصی کہ کی
خدمت کرے اور باقی ورثہ کی)۔ اگر موصی لہ مر جاوے تو غلام موصی کے وارثوں کو
پھیر دیا جاوے گا اور اگر موصی لہ موصی کی زندگی میں مر جاوے تو وصیت باطل
ہوگی۔ اگر موصی نے اپنی باغ کے بیوہ کی وصیت کی اور مر گیا اور باغ میں بیوہ

اسلام کہ وصیت میں
لفظ جمع پر تہائی
باصادق مذکور
مکانات اول و ثانی
سے کہ اس میں دو چچا
ہو یا بیوہ کا وارث
نہ ہو سکتا ہے

وصیت اور
سکونت اور ورخون
کی بیٹگی

موجود ہو تو موسیٰ کہہ دے یہی مسودہ موجود ملیگا اور اگر موسیٰ نے وصیت میں لفظ
 ہمیشہ بھی کہا تھا تو موسیٰ کہہ دے یہی مسودہ موجود اور جو آگے کو اس باغ میں ہر سب ملیگا
 جیسے یوں کہو کہ باغ کی آبی دیکھا دے تو جو پیداوار اس وقت ہوگی یا آگے کو وہ
 موسیٰ کو نیکی اگر اپنی بکری کی اون یا بچوں یا دودہ کی وصیت کی تو جس قدر
 سے موسیٰ پر موسیٰ کے مرے وقت موجود ہوگی وہ موسیٰ کہہ کو ملیگی خواہ لفظ ہمیشہ
 کہا ہو یا نہ کہا ہو +

باب دومی کے وصیت کرنے کے بیان میں - اگر دومی اپنے گھر کو حالت صحت میں کر جائے
 فسارے کا یا یہودیوں کی عبادت گاہ بنا دے تو اس کے مرے بعد وہ مکان اس کے
 وارثوں کو میراث میں ملیگا اور اگر یوں وصیت کی کہ میری مکان کو بعد میرے فلاں قوم کا
 کر جائے یا تو مجھ وصیت اور سکوال کی تہائی سے جاری ہوگی اور اگر معین قوم کی
 عبادت گاہ بنائے کو نہ کہو بلکہ غیر معین قوم کے لئے عبادت گاہ کی وصیت کرے
 تو درست ہو اس طرح اگر کافر متناہن اپنی تمام مال کی وصیت کسی مسلمان خواہ دومی
 کے لئے کرے تو درست ہے +

باب دومی کرنے کے بیان میں (یعنی کسی کو اپنے بعد سربراہ کار کرنا کہ مال کو وارثوں
 میں تقسیم کر دے اور جس کے ذمہ میت کا حق آتا ہو اس سے وصول کر لے اور جو باقی
 کہہ مرے یا انکی تعمیل کرے) - ایک شخص نے دوسری کو اپنا وصی کیا اور اس نے موسیٰ
 کے سامنے دینی ہونا منظور کر لیا اور اس کو سامنے پہنچا کر دیا تو اس انکار سے موسیٰ
 اور اس کے سامنے انکار نہ کرے اسکے بعد انکار کرے تو وہ وصی ہوتا رہے گا - وصی اگر موسیٰ
 کے نزدیک کو فروخت کرے تو مجھ ہم کرنا اپنی وصی ہو نیکی منظور کر لینا ہو - اگر موسیٰ مر جائے

یہاں تک کہ
 بیان میں

اور وصی کہو کہ مجھ کو وصی ہونا قبول نہیں اور میرے قبول کر کے تو درست ہو بشرطیکہ تہی
 اسکے انکار کرنے کی جہت سے اسکو وصی ہونے سے بڑھ کر دوسرے کو دینا نہ ہو اور نہ یہ اسکا قبول
 کرنا معتبر نہ ہوگا۔ اگر دوسرے کے غلام کو یا کافر کو یا فاسق کو اپنا وصی کرے تو قاضی اسکو
 معزول کر کے دوسرا وصی اسکی جگہ مقرر کرے اور اگر خاص اپنے غلام کو وصی کرے
 اور اسکے وارث صغیر بن ہوں تو وصی کرنا درست ہے اور اگر وارث بالغ ہوں تو
 غلام کو وصی کرنا درست نہیں۔ اگر وصی وصیت کی بجائے کسی عاقل و بالغ (یعنی
 اسکے حقوق ادا نہ کر سکے) تو قاضی اسکے ساتھ دوسرے شخص کو کر دے تاکہ اسکی
 امانت سے وصیت کی تکمیل کرے۔ وصی اگر دہون تو ایک کا فعل بدون دوسرے کو
 ہونے باطل ہوگا لیکن مردہ کے دفن کے لوازم اور کفن خریدنا اور صغیر سن وارثوں
 کے لٹروانکی حاجت کی چیزیں بول لینی اور انکو اگر کوئی کچھ دے اسکو ملے لینا اور
 امانت معین کا مالک کو دیدینا اور موصی کا فرضہ ادا کرنا اور معتق وصیت کا جاری کرنا
 اور معین غلام کا آزاد کرنا اور میت کے حقوق میں جوابدہی کرنی (یہ امور اگر وصی
 میں سے ایک بھی کرے گا تو درست ہونگے) وصی کا وصی دوسرے کو نہ ہوگا وصی ہوتا ہی
 (یعنی اگر زید نے عمر کو وصی کیا تھا اور عمر نے مرتے دم بکر کو وصی کر دیا تو بکر
 زید اور عمر دونوں کے ترکون کا وصی ہوگا) وارثوں کی طرف سے موصی الہ سے مال کی
 تقسیم وصی کو جائز ہے اور اسکا عکس درست نہیں (یعنی موصی نے اگر زید کو کچھ
 مال کی وصیت کی اور موصی کے وارث موجود نہ ہوں تو وصی وارثوں کی طرف سے
 انکا حصہ موصی لہ کے حصہ سے جدا کر سکتا ہے اور اگر موصی لہ نہ ہو اور وارث ہوں تو
 موصی لہ کا حصہ وارثوں سے تقسیم نہیں کر سکتا) اور اگر وارثوں سے موصی لہ کا حصہ

اور وہ دھبی کے پاس جاتا رہتا تو موسیٰ لہ باقی مال کی تہائی وارثوں سے لے لیا۔
 اگر موسیٰ نے اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کی تھی اور دھبی نے مال بدارثوں میں
 تقسیم کر دیا اور حج کرنے کا خرچہ اپنی پاس رہ گیا اور اس کے پاس وہ خرچہ جاتا
 رہا یا وہ خرچہ حج کرنے والے کو دیا یا تھا تو اسکے پاس وہ جاتا رہتا یا باقی ترکہ کی
 تحائف میں سے موسیٰ کی طرف سے حج کرایا جاوے گا۔ اگر موسیٰ لہ غائب ہو تو قاضی کو بتا
 دے کہ وارثوں میں مال تقسیم کر دیا اور موسیٰ لہ کا حصہ آپ اپنی پاس رکھے۔ دھبی کو
 جائز ہے کہ موسیٰ کے فرخوارہ اگر موجود نہ ہوں تو اس کے پیٹھ پر بیٹھ کر ترکہ کے غلام کو
 فروخت کر دے۔ اگر موسیٰ نے وصیت کی تھی کہ میرا غلام بچکا اس کی قیمت خیرات کر دو
 اور دھبی نے غلام کو فروخت کر دیا اور قیمت اپنی پاس رکھی اور وہ تلف ہو گئی پھر
 غلام کسی اور کا نکلا تو دھبی کو اس کی قیمت مشتری کو پیسہ دینی ہوگی اور جو کچھ مشتری
 کو دیوے وہ ترکہ موسیٰ میں سے لے لے۔ اگر موسیٰ کا ایک دارم غیر کسی اور کا ہوا اور
 اس کے حصہ میں کوئی غلام آوی اور دھبی اس غلام کو بچکا اس کی قیمت اپنی پاس رکھے
 اور اس کی پاس دام جاتے رہیں اور وہ غلام کسی اور حقدار کا نکلتے تو ترکہ کا وہ دام
 اور وارثوں سے لیوے۔ ترکہ کے مال کا اگر کوئی دوسری وجوہ کرے یعنی اور
 (مثلاً ترکہ کا مال زید کے ذمہ ہو اور وہ عمرو پر او تارو ہی) تو دھبی کو اس وجوہ کا
 قبول کرنا درست ہو بشرطیکہ حوالہ مذکور ترکہ کے حق میں بہتر ہو۔ دھبی اگر ترکہ کے
 مال کو فروخت کرے یا اس کی مال سے کچھ خریدے اور اس میں کچھ نقصان ہو تو اگر نقصان
 اس جیسے معاملات میں لوگوں کو ہو جائے تاہو تو دھبی کی بیع و شرا درست ہوگی (اگر
 بہت سا نقصان ہو گا تو بیع و شرا نہ کر درست نہ ہوگی) وارث بالغ کے پیٹھ پر بیٹھ کر دھبی

اسکی بیڑ بیڑا لے کر جائز ہو لیکن زمین اور عمارت کی بیس درست ہوگی۔ دھبی کو چاہیے
 کہ دھبی کے مال میں سود اگر میسر ہو۔ اس کے سیکے مال کے قرض میں اس کے دادا
 کی نسبت کراؤ کے باپ کا دھبی بہرے (یعنی باپ کے دھبی کے ہوتے ہوئے
 دادا کو قرض نہ کرنا ہوتے کے مال میں اپنا حصہ لیکن اگر باپ سے کسی نو دھبی
 ہو تو دادا اس کے مال میں قرض نہ کرے میں باپ کی مانند ہے

فصل دھبی کے گواہی دینے کے بیان میں۔ بکر اور عمر وصیت کے دو مہیون
 نے گواہی دی کہ میت نے زید کو بھی ہماری ساتھ میں دھبی کیا ہے (یعنی زید
 شخص کو دھبی کیا ہے) تو چھ گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنی دھبی بونچا دھبی
 (اور بکر اور عمر وہی گواہی دین تو البتہ زید کا دھبی ہونا ثابت ہوگا) اس طرح اگر
 دھبی کے دو بیٹے گواہی دیں کہ میت نے زید کو اپنا دھبی کیا ہے اور زید دھبی
 ہونے کا منکر ہو تو ان بیٹوں کی گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنی دھبی ہونے کا
 دعوہ کرے تو البتہ گواہی ان دونوں کی مقبول ہوگی) اس طرح اگر دو دھبی گواہی دیں
 کہ فلان مال سفیر میں کے وارث کا ہے یا چھ مال فلان وارث بالغ کا ہے (میت کو
 ترکہ میں سے نہیں تو چھ گواہی لغو ہوگی)۔ اگر زید اور عمر و چھ گواہی دیں کہ بکر و
 کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہیں اور بکر اور خالد چھ گواہی دیں کہ زید
 اور عمر کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہیں تو چھ گواہیاں مقبول ہوں گی۔
 اگر وصیت کے باہر اس طرح گواہیاں ہوں (مثلاً زید و عمر گواہی دیں کہ میت نے
 ہزار روپیہ کی وصیت بکر اور خالد کے لئی کی ہے اور بکر اور خالد گواہی دیں کہ زید اور
 عمر کے لئی میت نے ہزار روپیہ کی وصیت کی ہے تو چھ گواہیاں لغو ہوگی اور مقبول نہ ہوں گی)

فصل

کتاب الحشہ

کتاب الحشہ

اس میں حشہ کا بیان ہے۔ حشہ اس کو کہتے ہیں جس کے مرد اور عورت دونوں کی علامتیں (یعنی ذکر اور شرج دونوں) ہوں پس اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو مرد کا حکم ہے اور وہ شرج سے پیشاب کرے تو عورت کا حکم ہے اور اگر وہ دونوں سے پیشاب کرے تو جس مقام سے اول پیشاب نکلا ہو وہاں ہی حکم ہو گا اور اگر وہ دونوں سے پیشاب برابر نکلا ہو تو وہ حشہ کی شکل ہے (اور زیادہ ہونگی تیز اور تیز نہیں ہو سکتی) اور ایک راہ سو بہت پیشاب کا نکلا معتبر نہیں (یعنی اس سے زیادہ کا حکم نہیں ہو سکتا اور یہ علامتیں بالغ ہونے سے پیشتر کی ہیں)۔ اب بالغ ہونے پر اگر اسکے وارث ہی نکلی یا عورتوں کی صحبت کی تو مرد ہو گا اور اگر حیاتیات یا بہرین یا حیوان میں دود و آگیا یا حیض اس کو ہوا یا حمل رہ گیا یا اس سے مرد صحبت کر نکلا تو عورت ہو گی۔ اور اگر کوئی علامت مرد و عورت کی ظاہر نہ ہو یا دونوں علامتیں نہ ہوں تو حشہ کی شکل ہو گا۔ حشہ مشکل نماز میں مرد و عورت کی صفت کے پیچھے اور عورتوں کے آگے کہہ رہا ہے اور اسکے مال میں سے ایک لونڈی خریدی جاوے جو اس کی حشہ کرے اور اگر اس کی مال نہ ہو تو بیت المال میں سے لونڈی خریدی اور حشہ کے بعد لونڈی بیچ دیا وے۔ حشہ مشکل کو تیز اور تیزی کے حصہ میں سے جو نساکم ہو گا وہ لیگا مثلاً اگر ایک شخص سے اور ایک بیٹا اور ایک حشہ مشکل جو تیز ہو تو وہ حصہ لیسنے اور حشہ کو ایک حصہ مسائل مشرقہ گوئے کا اشارہ کرنا اور لکنا وصیت اور نکاح اور طلاق اور بیع و شراعت میں مثل زبان کے بیان کے ہی کہ حد کے باب میں اس کا اشارہ اور لکنا معتبر نہیں (مثلاً اگر کسی کو اشارہ ہو یا لکھو سوزنا کی تہمت لگا دی تو اس کو حد شمار کیے

کے حشہ

اور اگر خون قصہ اگر نیکو قرار کریگا تو اس سے قصاص لیں گی بخلاف اس شخص کے جسکی
 زبان گویائی کے بعد بند ہو گئی ہو کہ اسکا اشارہ اور لکھنا مثل بیان زبانی کے
 متصور ہوگا اگر بہت سی بکریاں بعضی ذبح کی ہوئی اور بعضی بھی ہوئیں اور اس میں متباد
 تو انہیں اگر ذبح کی ہوئی بہت ہوں تو دل سے اٹھل کر کے انہیں سوکھائے اور اگر مرد
 ہوئی زیادہ ہوں تو انہیں سوکھا دیں۔ ناپاک کپڑا بھینکا ہوا ایک پاک کپڑے
 خشک میں لپیٹ لیا اور ناپاک کی نرمی اس پاک میں آگئی مگر اتنی ہو کہ اگر اس کو
 پتھر میں تو کچھ سٹکے تو وہ پاک کپڑا اس نرمی سے ناپاک نہوگا۔ بکری کا سر خون میں
 تھلا ہوا اگر جلایا جاوے اور خون اوپر سے جا رہا ہو اور اسکا شور باتیار کیا جاوے تو اسکا
 کھانا درست ہی سبب سے درست کے دور کرنے میں جلادینا مثل پانی سے دھو ڈالنے سے ہی
 اگر بادشاہ زمین کا خراج زمیندار کو دیدی اور زمیندار کو دیدی تو درست ہی لیکر اگر پیداوار
 کا عشر یعنی وہ یکی مالک کے لئے مقرر کر دی تو درست نہوگا۔ اگر بادشاہ اپنی ملک کی
 زمین کسی قوم کو دیدی کہ وہ خراج دیا کریں تو درست ہے۔ اگر ایک شخص نے روزہ قضا
 رمضان کا رکھا اور پھر نہ نیت کی کہ فلاں روز خاص کا ہے تو یہ روزہ قضا میں محسوب
 ہوگا جیسے نماز قضا پر ہی اور پھر نیت کی کہ مجھے شروع کی نماز ہی یا پچھلی قضا نماز میں
 میں کی ہے اس طرح اگر روزہ قضا رکھا اور نیت کی کہ دور رمضان کے دور روزوں کا
 ہے (تو ایک رمضان کے ایک روزہ میں محسوب ہوگا) اگر روزہ دار کسی کا تھوڑا
 کھانا ہو تو وہ شخص اگر روزہ دار کا محبوب ہو تب تو کفارہ دینا اور اگر کفارہ
 نہ ہوگا روزہ کی قضا ہوگی۔ بعض حاجیوں کا جان سے مارا جانا حج کرنا والیکے لئے
 اس سال حج کو بخانے کیواسطی عذر ہے (اسلمی کہ کہتے ہیں امن زما) اگر کسی عورت

کے
 اس شخص کے لئے
 جو عذر ہو
 یا حج کے لئے
 یا حج کے لئے
 یا حج کے لئے
 یا حج کے لئے
 یا حج کے لئے

کہتا کہ تو زن من شدی یعنی تو میری عورت ہوئی اور اسے جواب دیا کہ شدم یعنی
 ہوئی تو نکاح ہو گا اور اگر کہا کہ خلیفتن رازن من گردانیدی یعنی تو نے اسے اپنا
 میری بی بی بنایا اور اسے جواب دیا کہ گردانیدی یعنی بنایا اور زوجے پر کہا کہ بدتمیز
 یعنی میں نے قبول کیا تو نکاح ہو جاوے گا۔ اگر کسی شخص نے دوسری عورت کو نکاح
 کیا پس زمین اور مالی و ہستی یعنی تو نے اپنی لڑکی میری بی بی کو دی اور اسے کہا کہ شدم
 یعنی دی تو نکاح ہو گا۔ اگر عورت نے اپنی شوہر کو اپنی پاس آنے سے منع کیا تو اسے
 شوہر اس کے ساتھ ہی رہنا ہی تو ناجزائی میں داخل ہے (عورت کے لئے نکاح
 شوہر پر واجب نہ ہو گا) اور اگر شوہر غصب کے مکاتیب رہتا ہو اور بوقت عورت اس کا پاس
 آنے سے روکے تو ناجزائی نہ ہو گی (اسکا مان و فقہ شوہر پر واجب ہو گا) عورت کا شوہر
 سے بچہ کہتا کہ میں تیری ٹوٹی کے ساتھ بچیں ہتی اور مکان علیحدہ چاہتی ہوں
 تو بھائی ہے۔ ایک عورت نے اپنی شوہر کو کہا کہ طلاق دے یعنی طلاق دیدی اور اسے
 جواب میں کہا کہ داد و گبر یا داد و گبر یا داد و گبر یا داد یعنی دی ہوئی اور کی
 سب سے یا جو جو تو طلاق واقع نہ ہو گی لیکن اگر شوہر طلاق کی نیت کرے تو مرد یا دی
 اور اگر شوہر کہے کہ دی ہو ان کی تو طلاق بڑھا دی جائے گی جو اگر کہے کہ دی ہوئی جان یا
 کی ہوئی نہیں کہ تو نے بڑی گوشت طلاق کی کہ نہ۔ اگر کسی کے ذکر کی بوقت شوہر کہے کہ وہ بچہ نہ
 دے یا عمر ہر زمین چاہے تو طلاق بدو نیت کے بڑی ہو گی۔ شوہر اگر اپنی بی بی کو کہا کہ جیلہ زنان کن یعنی
 تو عورتوں کا جیلہ کر تو مجھ میں طلاق کا اقرار ہوا اور اگر یہ کہہ کہ جیلہ خویش کن یعنی
 اپنا جیلہ کر تو اسکا اقرار ہو گا۔ عورت نے اپنی شوہر کو کہا کہ میں نے تجھ کو ہر شے
 مجھ سے اتھوا نہ ہاں ہے اور شوہر اسی مجلس میں اسکو طلاق دیدی تو اسکا ہر شے جا کر

روزہ ساقط نہوگا (کیونکہ مہر کو طلاق کا عوض کیا تھا جب طلاق نہ ہوئی تو مہر بھی ساقط نہ ہوا) اگر آقا نے اپنی غلام سے کہا کہ ایسی سے مالک یا نوذری سے کہا کہ میں تیرا غلام رہتا ہوں تو وہ ان الفاظ سے آزاد ہونگے۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھے قسم ہے کہ مجھ کا مکر و گناہ تو اللہ تعالیٰ کی قسم کا اقرار ہوا اور اگر یوں کہا کہ مجھے طلاق غنی قسم ہے کہ مجھ کا مکر و گناہ تو مجھ طلاق کی قسم کا اقرار ہوا (اُس شخص کو وہ کام نہ کرنا چاہیے اگر کرے گا تو اوسکی بی بی کو طلاق پڑ جائیگی) اور اگر شوہر کہو کہ میں نے یہ جھوٹ کہا تھا تو اسکا قول نہ مانیں گے (طلاق پڑ جائیگی)۔ اور اگر کہو کہ مجھ کی قسم ہے کہ مجھ کا مکر و گناہ تو مجھ اقرار طلاق کی قسم کا ہوگا۔ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ قیمت ہٹا دو اور بائع نے کہا دیتا ہوں تو بیع فسخ ہو گئی اگر کسی نے یوں کہا کہ بخار امین حبیب تک میں ہوں اگر فلاں کام کروں تو ایسا ہو پہن بخار اسی چلا گیا اور دوبارہ اگر اس کام کیا تو قسم نہ ٹوٹے گی۔ اگر کسی نے کہ ہی فروخت کی تو اسکا حصہ اوسکی بیع میں داخل نہوگا۔ جس زمین کی بابت جھگڑا ہوا اسکو قبضہ والی کے تصرف سے نکالنا سنا ہے جس تک کہ یہ حق اسکا ہے گواہ نگذرائے کہ مجھ زمین میری ملک ہے۔ جو زمین قاضی کی خدمت کے ماتحت زمینیں اس کے باب میں قاضی کو حکم کرنا چاہیے۔ جب دعویٰ صحیح ہو اور گواہ ٹھیک تھیں ہوں اور قاضی گواہ سن کر حکم اس مقدمہ میں کر دی پھر کہو کہ میں نے اپنی حکم سے رجوع کیا یا مجھ کو پہلے فیصلہ کے خلاف ثابت ہو یا میں کو اپنی کے دم میں آگیا یا میں نے اپنا حکم باطل کر دیا یا اور ایسا ہی کلمہ کہو تو معتبر نہوگا اور وہی پہلا حکم جو دیکھا ہو جاری رہے گا۔ اگر زید نے کچھ لوگوں کو چھپا دیا اور پھر عمر وہی جو مدعا علیہ کسی چیز کا سوال کیا اور عمر دے اسکا اقرار کر دیا تو اگر چہ

لول عمرو کو دیکھتے ہوئے اور اسکی گفتگو سننے پر وہ اور عمرو کو نہ کہتا ہو تو ان کو کوئی
 کوئی چیز کے اقرار پر درست ہوگی اور اگر عمرو کی کلام تو انہوں نے سنی ہوگا سو دیکھا
 نہیں تو اسکو اور انکی کوئی چیز درست ہوگی۔ بائیں سے ایک زمین فروخت کی اور اسکا
 کوئی رشتہ دار موجود ہو اور یہی کی اسکو خبر ہے ہر ایک کے بعد اگر وہ رشتہ دار اس
 زمین کا دعویٰ کرے گا کہ میری چیز تو سنا بھا دیا۔ ایک عورت نے اپنا ہر شوہر کو بھینسا
 اور نہ کوئی پہرا دے سکے ورنہ تو ان نے شوہر سے ہر کام مطالبہ کیا اور کہا کہ عورت نے ہر
 اپنے مرض موت میں بخشا تھا (یعنی وصیت کے حکم میں ہی) اور حاکم نے کہا
 حالت تحت پن کشا تھا تو شوہر کا قول مسترد ہوگا۔ زید نے عمرو کے فرض یا کسی
 چیز کا اپنی ذمہ اقرار کیا پہر کہا کہ میں نے تو جو ٹا اقرار کیا تھا تو عمرو سے یہ قسم
 لیجاوے گی کہ زید اقرار میں جو ٹا تھا اور میں اپنی دعویٰ میں باطل رہا ہوں۔
 اقرار کرنا مالک کا سبب نہیں ہوتا ہی (یعنی اگر کسیکے کچھ حصہ مال کا اقرار کر دیا تو
 میں اپنی ذمہ پر نہیں تو جسکے لئے اقرار کیا ہو گا اسکو اس مال کا لینا درست نہ ہوگا
 اس معاملہ میں جو اس کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہو جائے اگر اقرار کر لیا تو اپنی
 خوشی سے دیدی تو نے لے کر پھر از سر نو مالک کرنا ہی اگر ایک شخص نے دوسرے
 سے کہا کہ میں نے اس چیز کے بچہ کا بچہ کو دیکھ لیا اور دوسرا شکریہ بولا
 (نہ اقرار کیا نہ انکار کیا) تو دیکھل ہو جاوے گا۔ اگر ایک شخص نے اپنی بیوی کو اپنی
 کے غلام دینے کا دیکھ لیا تو پہر شوہر کو اس عورت کے معزول کر لینا اختیار نہیں
 زید نے عمرو سے یہ قسم لیا کہ میں بچہ کو اس کام کا دیکھ لیا اس شرط پر کہ جب میں بچہ
 وکالت سے معزول کر دوں تب تو میرا دیکھل ہی پس شوہر میں اگر زید عمرو کو معزول کرنا

چاہو تو مغرول کر نیکی الفاظ یوں کہہ کر کہ میں نے تجھ کو مغرول کیا ہے اور مغرول کیا
 دوسری دفعہ مغرول کر نیکی کہتا اسٹی ہو کہ جو کالت مغرول کرنے پر مشروط کی تھی
 وہ بھی بڑھتی ہو جاوے۔ اور اگر یوں کہتا تھا کہ جتنی دفعہ میں تجھ کو مغرول کر دے
 اتنی ہی بار تو میرا دل سے تواد سکے مغرول کرنے کو یوں کہو کہ میں نے جو
 کالت مشروط کی تھی اس سے رجوع کیا اور جو کالت اب ہو اس سے مغرول کیا۔
 جس صورت میں کہ صلح دین سے دین کے عوض ہو تو اس صورت میں (صلح کے جائز ہونے
 کے لئے جس دین پر صلح ہوئی ہو اس کا قبضہ کرنا شرط ہے اور اسی مجلس میں) ورنہ صلح
 درست نہوگی اور اگر صلح ایک اسباب سے دوسرے اسباب معین کے عوض کی یا دین
 سے اسباب معین کے عوض کی تو ان صورتوں میں اسی مجلس میں قبضہ کرنا شرط
 نہیں (دین سے دین کے بدلے صلح کرنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید کے ہزار
 روپیہ عمر و پر آئے ہیں اور عمر و نے انکار کر دیا پہر حجت کے بعد دس اشرفیوں پر
 دس روز کے وعدہ پر وہ دونوں نے صلح کر لی تو دس اشرفیاں زید اگر اسی مجلس
 میں لے لیا تو صلح درست ہوگی ورنہ نہوگی) ایک شخص نے ایک بچے کے مکان پر
 دھوسو کیا اور اسکے باپ نے اس بچے کا کسبند مال پر عین و بکر صلح کر لی تو اگر بچے کے
 پاس اسکے دعویٰ کے گواہ تھے اور مال جو باپ نے دیا وہ بھی گھر کی قیمت کے برابر
 یا کسبند زاد ہو کہ اتنی کی لوگ بردا کرتے ہوں تب تو یہ صلح درست ہوگی اور اگر وہ
 کے پاس گواہ نہ ہوں گے یا گواہ ہوں مگر عادل ہوں تو صلح ناجائز ہوگی۔ درعی نے
 اول بیان کیا کہ میرے پاس گواہ نہیں پہر گواہ پیش کرے یا گواہ نے اول کہا کہ میری گواہی
 نہیں ہے پہر گواہی دیدی تو یہ گواہی مقبول ہوگی۔ اگر بادشاہ نے انام کو حکم دیا

دی ہو تو امام کو اختیار ہے کہ شارع عام میں کسی شخص کو کوئی قطعہ زمین کا وقفہ
 بشعہ علیکم السلام جیلو والد کو فروغ نہ ہو۔ جس شخص پر بادشاہ نے وقفہ والا ہوا اور کسی
 نگہا ہو کہ اپنا ان بیچکر ادا کرنا اور وہ شخص اپنا مال بیچکر تاوان ادا کرے تو اسکی
 بیع درست ہوگی اور اگر بادشاہ نے کہہ دیا ہو کہ اپنا مال بیچکر وقفہ ادا کر اور بیعت
 میں فروخت کرے تو یہ بیع درست نہ ہوگی اسلئے کہ زبردستی سے ہوئی اسکی رعنا
 نہیں ہوئی اور اگر اس صورت میں بھی قیمت کو بائع اپنی رغبت سے قبض کرے تو درست
 ہوگی کیونکہ نارضا مندی اور زبردستی نہیں ہے۔ اگر اپنی بیبی کو مارسی ڈرایا تاکہ وہ
 مہر خندہ اور شوہر اسکے مارنے پر قادر بھی ہو تو اس صورت میں اگر خندہ لگی تو بیعت نہیں
 ہوگا کہ زبردستی سے ہو اور اگر شوہر مارنے پر قادر نہ ہو اور وہ عورت مہر خندہ
 تو درست ہو اسلئے کہ زبردستی ثابت ہوئی اور اگر عورت پر خلع کرنے کو زبردستی کی
 تو طلاق ہو جاوے گی اور خلع کے عوض کا مال لازم نہ ہوگا۔ ایک عورت کے ذمہ زید کا
 کچھ فرس ہے اسنو اپنی بہرین وہ قرضہ شوہر پر یا واد یا پر شوہر کو مہر خندہ یا
 ترجمہ یہ درست نہ ہوگا۔ زید نے اپنی ملک میں کونان یا پاخانہ کا کھانا بنا یا اون
 سے اسکو ہمسایہ کی دیوار کو نرمی پونجی اور ہمسایہ نے اس کے ہٹائی جانے کی دعوت
 کی تو زید پر اس کے ہٹانے کے لئے جبر نکلیا جاوے گا اور اگر ہمسایہ کی دیوار گر ٹری تو
 زید پر اسکا تاوان نہ ہوگا۔ شوہر نے اپنی بیبی کے احاطہ میں ایسے مال اسکو کی اجازت
 لیکر عمارت بنائی تو بیعت عمارت اسکی بیبی کی ہوگی اور جو کچھ اس میں خرچ پڑا ہر گاہ عورت
 کے ذمہ قرض ہوگا اور اگر عمارت اپنی لئے بدون اجازت کے بنائی تو عمارت شوہر
 کی ہوگی اور اگر زنی کے لئے مکان بدون اسکی اجازت کے بنایا تو مکان زنی کی کا

ہو گا اور دوسرے جو تھوڑے تھوڑے بین لگا دوں سکون کے طور پر سو جاوے (یعنی تحریک نہ کرے) قرض
 نہیں لے گا۔ اگر کسی قرض خواہ نے قرضدار کو پکڑ پایا اور کسی شخص سے وہ سب کچھ لے لیا
 قرضدار کو چین کر چھوڑ دیا تو بچہ چھوڑ دینا قرض کا ذمہ دار نہ ہو گا نہ کسی شخص سے
 پاس دوسری آدمی کا مال ہو اور بادشاہ نے اس سے کہا کہ یہ مال مجھ و میرے
 تیرا تحفہ کا ٹکڑا تو لے جا یا سچاس کوڑی مارو لگا اور وہ شخص مال یا دشاہ کے حوالہ کر دے
 تو اس مال کا تادان مالک کے لئے اس کو نہ دینا آدیا۔ بھکاری نے بسیم اللہ کہہ کر چلی
 لگاڑ ہوئی کہ گورخر کا شکار کرے اور دوسری دن اگر گورخر کو زخمی اور مرنا ہوا دیکھا تو
 اس کا کہنا نا درست نہیں ہے۔ حالانکہ جانور کی تھوڑی خیرین کہانی لکھو وہ بین اولیٰ قرض لگا دے
 کیونکہ یہ سب کو قرض و چھوڑ دینا پختہ نہیں ہے۔ چونکہ ہمارے ہاں ہر قسم کے مال و منسلق
 پیشہ کی چٹائی کا لگو اور دوسرے ہو کہ چونکہ ان میں سے کوئی ایک قسم ہو اور باقی سے ان کی چیزیں کر دے
 بین (غائب شخص اور لڑکے کے مال کا اور بڑی یا نچو مال کا قاضی کو قرض دینے کا اختیار
 ہے) جسکو چاہے قرض کے طور پر دے دیں۔ جس لڑکے کی سپاری اتنی کہلی ہو کہ اگر
 کوئی دیکھو تو خستہ کیا ہوا جانے اور اس کے ذکر کی کہال مشکل ہو کتنی معلوم ہو تو
 اس کی خستہ کرنی چاہیے اس طرح اگر کوئی بڑا شخص مسلمان ہو اور تجربہ کار لوگ کہیں کہ اس پر
 طاقت خستہ کی نہیں تو اس کی خستہ بھی کریں۔ خستہ کے لئے مستحب وقت ساتواں سال
 ہے۔ گھوڑ دوڑ کرنی اور اوٹھون کو آپس میں دوڑانا یا پادوہ دوڑنا کہ کون آگے نکلتا
 ہے یا تیر چلا نا کہ کس کا نشانہ پر لگتا ہے درست ہے اور دو طرف سے شرط بندی حرام ہی
 (یعنی اگر زید اور عمرو گھوڑ دوڑ کریں اور بچہ بدین کہ زید کا گھوڑا آگے نکلی تو عمرو کو
 روپیہ اور عمر کا ٹکڑا تو زید کو روپیہ و تو یہ حرام ہے اور اگر شرط ایک طرف سے ہو (مثلاً زید کا گھوڑا نکلیا دیا

تو غم و غم سے تزلزل ہو جا دینے کے بعد حرام نہیں پیسہ ہون اور فرشتوں کے سوا اور
 شعلوں پر درود و سلام بھیجا سنا ہے لیکن اوس کے ساتھ میں مضائقہ نہیں ہے مثلاً
 یون کہنا چاہیے کہ اللہم صل علی وسلم علی فلان یعنی الہی درود اور سلام بھیج فلا
 شخص پر بلکہ یون کہو تو درست ہے کہ اللہم صل وسلم علی محمد و علی فلان یعنی الہی
 درود و سلام بھیج اپنی حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور فلان شخص پر) کا فردن
 کے تو (مثلاً نور و از ہر گان) کے نام سے کہ شروع ہو گیا کہ اور کائیک کا نام
 ہے) کسی کو کچھ دیا جا رہے ہیں۔ گوشہ دار تو پی کے ہستی میں مضائقہ نہیں ہے
 کپڑے کا پھینا اور عمامہ کا شیلہ دو نو میوڑ ہون کے درمیان میں آدمی کہہ کر کہنا
 مستحب ہے۔ پورے آدمی جاہل سے جو ان آدمی عالم کا پڑ کر چلنا جائز ہے۔ حافظ
 قرآن کو مناسب ہے کہ جملے میں ایک نہ ختم کر لیا کرے دینے پڑھنے میں خیر ہے
 نہ کرے۔

کتاب العشر

اس میں بیست کے وارثوں کے حصے جاننے کا بیان ہے (مروہ کے بال سوا اول وہ
 قرض ادا کرنا چاہیے جو اس مال سے متعلق ہو مثلاً اگر مال کچھ زہریوں کے غرض کر
 ہوا داسکا ترکہ اور کچھ نہ تو اول رہن کار و پیہ اس مال سے ادا ہو گا بعد اسکو وہ
 ترتیب ہو جو کتاب والا کہتا ہے) ترکہ بیست پنچ اور بیکے کفن و دفن کا سوا انجام پہلے کیا
 جاوے پہر جو کچھ سو اسکا قرض ادا کیا جاوے پہر باقی میں سوا دسکی بیست
 پوری کیا و پہر جو بچے اسکو وارثوں میں تقسیم کرنا چاہیے اور وارث (تین طرح
 کے ہیں فرض والے اور عقبی اور زوئی الارحام)

نسخہ
 نسخہ

فرض والوں کا بیان) فرض والے (دو وارثین میں جیسا حصہ کلام مجیدہ میں (بائیں
 میں) مقرر کیا ہے (اور وہ بارہ آدمی ہیں اول میت کا) باپ ہے (اوسکو) میت کے سپر
 خواد ہونے یا پر پونے (یعنی اولاد نہ کر کے) ساتھ میں جیسا حصہ ملتا ہے (اور اگر میت
 کی بیٹی یا پوتی یا پر پوتی یعنی مونث اولاد ہو تو جیسا حصہ بھی ملیگا اور جو فرض والوں
 سے کچھ بچے وہ بھی ملیگا اور اگر میت کی اولاد نہ نہ کر ہو نہ مونث تو باپ حصہ
 ہوگا) دو سراسیمہ دادا جیسا کہ میت سے بیان کریں تو اس لئے میں میت کی
 مان نہ آدمی (مثلاً باپ کا باپ اور باپ کا دادا وغیرہ) تو ایسے دادا اور باپ کا حکم
 فرض میں ایک ہے (یعنی اگر باپ نہ ہو تو دادا کے وہی میں حال میں جو اوپر مذکور ہوئی
 لیکن (دو با تو نہیں دادا اور باپ میں فرق ہے اول جھ کہ) اگر میت کے مان باپ اور
 شوہر یا بی بی نہ ہو تو مان کو دو صورتوں میں شوہر کے حصہ کے بعد جو باقی چھوڑ
 اوسکی تہائی ملتی ہے دادا کے ہوتے جھ صورت نہ ہوگی (مثلاً ایک عورت مری اور شوہر
 شوہر اور مان باپ چھوڑے تو اس میں شوہر کو نصف ترکہ پہنچے گا اور مان کو نصف تہائی
 یعنی چھٹا حصہ اور باپ کو باقی ملیگا اور اگر اس صورت میں باپ کی جگہ دادا ہو تو نصف
 ترکہ شوہر کو اور کل ترکہ کی تہائی مان کو اور باقی بچا دادا کو ملیگا یا ایک مرد مراد اور شوہر
 ایک بی بی اور مان باپ چھوڑے اس صورت میں جو تہائی بی بی کو دیکر باقی کی تہائی مان کو اور
 پہر جو کچھ بچے باپ کو ملیگا اور اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو مان کو کل ترکہ کی تہائی ملتی
 ہے دو برابر فرق بچے ہے کہ باپ کے ہوتے ہوئے باپ کی مان کو یعنی دادی کو حصہ
 نہیں ملتا) اور دادا کے ہوتے ہوئے دادی محروم نہیں ہوتی (اور با تو نہیں باپ دادا
 کیسا نہیں) چنانچہ تہائی بہن کو دادا کے ہوتے ہوئے کچھ نہیں ملتا (جیسے باپ کے ہوتے

[illegible]

سب آپس میں تقسیم کر لیں (شائقینِ فرض والی) بیٹی (بے اور وہ) اگر ایک ہو تو ترکہ کا
 آدھا اسکو ملیگا اور دوسریاں یا زیادہ ہوں تو ترکہ کی دو تھائیاں پادینگی اور
 (اگر دارث بیٹا اور بیٹی دونوں ہوں تو بیٹوں کے ساتھ (ملکہ بیٹیاں) عصبہ ہوجاتی ہیں
 اور ہندو تین بیٹی کو پکے حصہ سے آدھا ملتا ہے (یعنی کوئی حصہ مقرر نہیں رہتا بلکہ
 پسند کا حصہ حصہ ہوا دسکا آدھا بیٹی کو ملتا ہے) پورا مثل میت کے بیٹوں کے ہر جبکہ
 بیٹا نہ ہو اور بیٹوں کے ہوتے ہوئے پوتے کو کچھ نہیں ملتا اگر بیٹی پوتے کے ساتھ
 ہو تو جو ترکہ قریب تر میت سے ہوگا اسکو باقی ملیگا (یعنی آدھا بیٹی کو دیکر باقی پوتے
 کو ملیگا) پسند کے حصہ سے اور کنز میں اقرب ذکر اسکو کہہا کہ ولد الابن پوتی کو بھی کہہ
 سکتے ہیں گراؤ اسکو باقی نہیں ملتا اسکا حال آگے آتا ہے (اٹھوین فرض والی) میت
 کی پوتی (بے اس) کو سنگی بیٹی کے ساتھ چٹا حصہ ملتا ہے تاکہ دو تھائی کا اہلِ جواد
 (کیونکہ پوتی بھی گویا بیٹی ہی ہے نو دو تھائی جو بیٹوں پر حاوی ہے وہ ان دونوں کو
 ملیگا) اس طرح کہ آدھا بیٹی کو دینگے اور چٹا حصہ پوتی کو تاکہ دونوں ملکر دو تھائی ہو جائیں
 پس (پوتی ایک ہو یا زیادہ) (ایک بیٹی کے ساتھ میں چٹا حصہ پادینگی) اور اگر بیٹیاں
 ایک سے زیادہ ہوں تو بیٹیاں محرم رہیں گی لیکن اگر اسورت میں پوتیوں کے ہم
 میں یا ان سے بچہ کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اپنی ساتھ والیوں اور اوردیوں کو سوا
 فرض والی بیٹیوں کے عصبہ کر دیتا ہے اور مرد کو دو نا حصہ عورت سے ملتا ہے اور جو
 اس سے بچہ ہوں انکو کچھ نہیں پہنچتا (مثلاً اگر میت کے دو بیٹیاں اور ایک پوتی
 اور ایک پڑوتا اور ایک پڑوتی اور ایک پوتے کی پوتی ہوں تو بیٹیوں کو دو ثلث
 ملے گی اور ایک تھائی ترکہ کی جو بچہ دے پڑوتے کے سبب سے پڑوتی اور پوتی

اور مرد کے مین مرد کو عورت سے دو نا تقسیم ہو جائیگی اور بونے کی پوتی جو مرد
 سے بچے درجہ میں ہو اور اسکو کچھ ٹیکھا حاصل کچھ نہ کچھ پوتیوں کی جیسے عاقلین میں اگر
 اس کے ساتھ بیٹی کو بھی نہ تو ایک پوتی کو آنا اور دو کو دو بیٹیاں اور اگر اس کے
 ساتھ ایک بیٹی ہو تو چھٹا حصہ ٹیکھا اور اگر دو بیٹیاں ہوں تو چھوٹا حصہ ہونگی اور اگر
 اس کے ساتھ لڑکا ہو تو سوا دو فرض والیوں کے برابر اور اگر دو بیٹیاں اور دو بیٹیاں کے حصہ کو دیتا
 ہے اور مال مرد کو دو برابر حصہ اور عورت کو ایک انہیں تقسیم ہوا جو اور اگر میت کے بیٹا
 ہو تو پوتیوں کو کچھ نہیں پوتیوں کو (پوتیوں اہل فرض) میت کی حقیقی بہنیں ہیں اور کمال
 بیٹیوں کا سنا ہو جس صورت میں کہ بیٹیاں اور پوتیاں ہوں (یعنی بہن ایک ہو
 تو آدھا مال یا دوگی اور دو ہوں تو دو بیٹیاں) اور (بھائی اگر اس کے ساتھ ہو تو مرد
 کو عورت کی نسبت دو نا حصہ ٹیکھا) بھائیوں کے ساتھ مین حصہ ہو جاتی ہیں اور
 اگر بھائیوں کے ساتھ مین بیٹیاں یا پوتیاں ہونگی تب بھی بہنیں حصہ رہیں گی (اور
 فرض والوں کو چھٹا مال یا دو ٹیکے و سونے فرض والی) علاقائی بہنیں (ہیں) اور کمال
 حال پوتیوں کا سنا ہو (یعنی جو حال پوتیوں کا) بیٹیوں کے ساتھ (تہا) و حال
 علاقائی بہنوں کا سگی بہنوں کے ساتھ ہو کہ اگر سگی بہنیں ہوں تب تو ایک علاقائی
 بہن کو آدھا اور زیادہ کو دو تہا ہی اور ایک سگی بہن کے ساتھ مین چھٹا حصہ
 خواہ علاقائی بہن ایک ہو خواہ زیادہ اور دو سگی بہنوں کے ساتھ مین کچھ نہیں
 ملتا ان اگر اس کے ساتھ علاقائی بھائی نہ صورت میں ہو تو وہ انکو حصہ کرتا ہو اور
 حصہ کے ساتھ مین اور کو مرد کے حصہ سے آدھا ملتا ہے اور بیٹیوں اور پوتیوں
 کے ساتھ مین علاقائی بہنیں بھی حصہ ہو جاتی ہیں (اور اس وقت اہل فرض سے

ہو اور مثلاً شوہر اپنی بیوی کا آزاد کر نہ لایا بھی ہو تو شوہر ہونے کی حیثیت سے اور آزاد کر
 کے سبب سے وہ نو سو وارث ہو گا اگر کافر کی دو فراتر نہیں سمجھو ایک محبوب ہو اور ایک حاکم
 تر وہ حاجب کی فراتر ہو میراث پاد بیگانہ محبوب کی (مثلاً کسی کافر نے اپنی لڑکی کو نکاح
 کیا اور اس سے لڑکا ہوا تو نجد لڑکا اس کا فر سے وہ قرابت رکھتا ہو اس کا بیٹا بھی ہے
 اور فراسا بھی مگر نو سو ہونے کی فراتر محبوب ہو اور بیٹری کی قرابت حاجب تو اس کا فر کی
 میراث بیٹری ہونے کی حیثیت سے پاد بیگانہ تو اس سے ہونے کے سبب سے) کافر اگر اپنے محرم
 سے نکاح کرے (مثلاً باپ سے بیٹی سے) تو شوہر ہونے کی میراث ہو سکتی ہو لیکن حاکم
 کی اولاد اور وہ بچہ جسکی حیثیت سے شوہر ہو بیٹی میں لھان ہو اور وہ مال ہی کی طرف سے
 میراث پاد بیٹے (یعنی ان سے ترکہ میں سے انکو حصہ لیا گیا باپ سے ترکہ میں سے بیٹے کا ترکہ
 باپ سے نکاح رشتہ علیحدہ ہو گیا ہی) محل کی سطر ایک بیوی کا حصہ علیحدہ کر لیا جاوے گا (یعنی اگر
 سیت کی جو رو جائیداد ہو اور وارث خواہان تقسیم ترکہ ہوں تو محل کے لڑکے ایک لڑکا حصہ
 چھڑینگے باقی مال بانٹ دیں گے) پھر وہ بچہ آدمی سے سو یا بڑا مان کے حصہ سے ہوا ہو
 اگر فرجاد پکا تو وارث ہو گا اور اگر ٹھوڑا ہی مسائل کر فرجاد پکا تو وارث نہیں ہو گا چیت
 شخص اگر چلتا دین یا تو دیگر فرجادین تو وہ ایک دوسرے سے وارث نہیں گے مان اگر کچھ
 مسئلہ ہو جاوے کہ فلاں پستے مراد فلاں لیتے تو باپ کی وارثت جاری ہوگی
 (دوسری الارحام کا بیان) ذورحم اس رشتہ دار کو کہتے ہیں جس کا حصہ نہ لیت
 میں مقرر ہو اور نہ وہ حصہ ہو نہ ذورحم کسی غریب کے اور حصہ کے ساتھ نہیں وارث نہیں
 ہوتا بجز شوہر یا بیوی کے ساتھ کسی سطر کو کہ ان پر مال نہیں ہوتا (لیتے اگر شوہر یا بیوی
 کے ساتھ میں ذورحم ہو گا تو باوجودیکہ وہ وصاحب فرض میں مگر اس کے ساتھ میں

حکم کی اولاد باپ
 سے نہیں پائی

نو سو وارث
 کا بیان

بدو وارث ہوتا ہے اور اسکی زوجہ میرے چچا کے شوہر یا بیوی کو بھانجا مال و بارہ نہیں دیتے
 بخلاف اور فرض والوں کے کہ اگر اونکے حصوں سے کچھ مال بچتا ہے تو وہ بہر انہیں کو
 رسد دیا جاتا ہے پس جب شوہر یا بیوی کو دیگر کچھ بچا اور وہ انکو ہٹایا نہیں جاتا تو
 کا وارث بجز ذرہ رحم کے اور کون رہا سیلے اونکے ساتھ میں وارث ہوتا ہے ذوی الارحام
 کی ترتیب مثل حصبات کی ترتیب کے ہے (یعنی اول بست کی فروم یعنی بیٹوں بیٹوں
 کی اولاد کو بچہ کی بیوی پر اسکے امول یعنی فاسد اور عیادت فاسدہ کتنو ہی اور پر سکے
 بیوی پر اسکے مان باپ کے فروم یعنی بیٹی یا علاتی یا خیا فی بہن بہا بیوی کی اولاد
 پر اسکے جدا درجہ کی فروم یعنی مامون خالہ پھوپھی ناسکے اور چچا کی لڑکیاں
 چچا پر اسکے مامون خالہ وغیرہ) - ذوی الارحام میں درجہ کے قرب سے ترجیح
 ہوتی ہے (یعنی قریب کے رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور والے کو نلیگا اگر قرب میں
 برابر ہوں تو پہر بات کو دیکھتے ہیں کہ اسکی اصل وارث ہے یا نہیں اگر وارث ہو تو اسکو
 مقدم کرتے ہیں اور چرچا کی اصل وارث نہ ہو مثلاً بیٹی کی بیٹی اور ہمیشہ زادہ کی بیٹی
 اگر وارث میں تو مال برابر زادہ کی دختر کو نلیگا اسکی اصل یعنی برابر زادہ حصہ ہوا ہمیشہ زادہ کی
 بیٹی کو نلیگا اسکی اصل یعنی ہمیشہ زادہ کی بیٹی کو نلیگا اگر بیٹی کی بیٹی اور ہمیشہ زادہ کی بیٹی
 ہو تو جسکی قرابت باپ کی طرف سے ہوگی اسکو دونا نلیگا اور جسکی مان کی طرف سے ہوگی اسکو
 ایک حصہ نلیگا (مثلاً اگر میت اپنے باپ کا مال اور مان کا دادا چھوڑے تو اول کو دونا
 اور دوم کو ایک نلیگا ذوی الارحام کی اصلیں اگر ایک سی ہوں تو ترکہ کو اونکی گنتی
 پر تقسیم کریں گے مثلاً ایک بہن کی اولاد یا دو بہنوں کی اولاد ہو تو سب حصہ بخون
 بچا بخون کو شمار کر کے ترکہ برابر تقسیم کر دیں اگر سب مذکر ہوں یا سب مؤنث اور اگر

کچھ مرد کچھ عورتیں ہوں تو مرد کو دینا معصہ عورتوں کی نسبت دیوین) اور اگر انکو
 اصول متفق ہوں (یعنی بعضوں کی اصل مرد ہو اور بعضوں کی عورت) تو شمار شخصوں
 کا (اُس وقت بھی) اور نہین سے ہو گا مگر جس درجہ میں کہ پہلے اختلاف ہوا ہو مرد
 و عورت کا فرق آدمین کر لیا جاوے گا (مثلاً میت کے ایک نواسی کی بیٹی اور ایک
 نواسی کی بیٹی بچے تو اول کو ایک تہائی دینگے اور دوسری کو دوتہائی اسلامی کہ
 اول بیان اختلاف ہوا ہو مان ایک جانو اسی سے اور دوسری جانو اسی
 اسلامی تہائی عورت کے اعتبار سے ہوئی اور دوتہائی مرد کے اعتبار سے
 اور شمار پچھلان کی بموجب ہوتی ہے یعنی اگر پچھلی صورتیں چار بیٹیاں ہوں اور
 دوسری میں تین ہوں تو پہلی صورت والیوں کو وہی ایک تہائی چار حصہ مساوی
 میں تقسیم کر دیا دے گی اور دوسری صورت والیوں کو دوتہائی تین جگہ تقسیم کر
 کر دیا دے گی) حصے (جو کلام مجید میں) مقرر (ہیں) وہ چہہ ہین تین ایک قسم کے
 (یعنی) آدھا چوتھائی آٹھواں اور (تین دوسری قسم کے یعنی) دوتہائی تہائی
 اور چہا اور اُنکے مخرج (یعنی ایسے عدد کہ ادنیٰ بھی حصہ شکل سکین سات میں)
 آدھ کے لہو دو کا عدد ہی (پس جسکو نصف مال پونہ پتا ہو چاہیے کہ مال کے دو اہام
 مقرر کر لین اور چوتھائی کے لہو چار کا عدد ہی اور آٹھویں حصہ کے لہو آٹھ کا عدد
 ہے اور دوتہائی اور تہائی کے لہو تین کا عدد ہی اور چہہ حصہ کے لہو چہہ کا
 (اور ان قسموں میں پہلا عدد اپنی پہلے حصوں کا بھی مخرج ہو سکتا ہو مثلاً چار کا
 عدد آدھ کا بھی مخرج ہو اور آٹھ کا عدد چوتھائی اور آدھ کا مخرج ہے اور
 چہہ تھائی کا مخرج ہے) اور ایک دوسری کے لہو سی بارہ اور چہہ مخرج ہوتے

تین ایک قسم کے
 آدھا چوتھائی
 آٹھواں

کے ساتھ حصہ ہوا اور حصہ سب حصہ ہوا دین سے جو کچھ ہو سکتا ہے ہر بارہ کی چوتھائی تین اور
دو ٹہنی کے حصہ ہوا اور حصہ دو میں اور حصہ کل تیرہ پر چوبیس کا چول تیرہ کیا جاوے گا
اور اگر ان وار تو تیرہ ایک اجاف میں بھی ہو تو حصہ حصہ بارہ کا یعنی دو سو سو سو
میں چوبیس تیرہ ایک حصہ ہونے اور بارہ کے چول تیرہ کے چول تیرہ کا چول تیرہ
دو سو سو اجاف میں ہوں تو سو سو حصہ ہونے اور چول تیرہ کا چول تیرہ کا چول تیرہ
ایک ہی ہوتا ہے یعنی سو سو حصہ (اور اس کی ضرورت یہ ہے کہ ایک حصہ کی بھی اور دو سو سو
اور مان اور اپنا چار حصہ میں ہوں سب وار تو حصہ حصہ ہوں سب کچھ ہو سکتا ہے ہر
اد کے سو سو حصہ میں سو سو حصہ ہوں سب وار تو حصہ حصہ ہوں سب کچھ ہو سکتا ہے ہر
کے حصہ سو سو حصہ میں سو سو حصہ ہوں سب وار تو حصہ حصہ ہوں سب کچھ ہو سکتا ہے ہر
تیرہ کے حصہ میں اور حصہ چول سب حصہ کی تلاش ہو سکتی ہے ہر بارہ اگر ایک
فرقہ کا حصہ اس کے شخص حصہ یعنی سو سو حصہ ہوں سب وار تو حصہ حصہ ہوں سب کچھ ہو سکتا ہے ہر
ہوں اور اس کے حصہ کے حصہ ہوں سب وار تو حصہ حصہ ہوں سب کچھ ہو سکتا ہے ہر
شمار کا فرق لیکر اصل مسئلہ میں (جو خرچہ سب حصہ کا قرار دیا گیا تھا) ضرب کرینگے
(جیسے اوپر کی مثال میں تم اور آدھ میں توافق ہو یعنی دو فیصد ہو سکتی ہیں تو چھ
کے فرق میں کو خرچہ اصل میں ضرب کرینگے) اور اگر دو فیصد میں توافق ہو (ملکہ تین
ہوں تو کئی فیصد خرچہ اصل میں ضرب کرینگے اور جو کچھ حاصل ضرب ہو گا وہ مسئلہ کا خرچہ
ہو گا (اوس سے سب کو پورا حصہ ہو چکا) اور اگر گنتی کچھ ہو (یعنی وارث کئی ہوں
ہوں اور ہر فرقہ پورا حصہ ہو چکا نہ ہو) گنتی کچھ ہو (یعنی وارث کئی ہوں
رکھتے ہوں) (یعنی شمار میں برابر ہوں) تو ایک فرقہ کی شمار اصل مسئلہ میں ضرب

میں
کے
سب

کر لینا چاہیے اور اگر فرستے آپس میں متداخل ہوں تو جنگی شمار سب میں زیادہ ہو گئے
 عد کو اصل مسئلہ میں ضرب کر لین اور اگر توافق نہ کہتے ہوں تو ایک کی شمار کے دفع
 کو دوسری میں ضرب کر لین اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب کر لین اور اگر سب فرقوں
 کی تعداد آپس میں متساوی ہو تو ایک کی تعداد کو دوسری کی تعداد میں (ضرب کر لین اور حاصل
 ضرب کو دوسری کی تعداد میں) اور حاصل (آخر کو اصل مسئلہ میں ضرب کر لین اور حاصل
 کی کر لین) اور (اگر اصل مسئلہ) حل (دریافت ہو تو حل) میں ضرب کر لینا چاہیو (دفع ہو کر
 دو عدد دو نمبر چار نسبتوں میں سے ایک ہو کر فی ہر مقام یا تہ اخل یا توافق یا تباہی
 متعلق دو عدد دون کے برابر ہونے کو کہتے ہیں جیسے چار چار یا دو دو متعلق اور عدد
 ایک کو کہتے ہیں کہ دو عدد دو نمبر سے بڑا چھوٹے پر پورا بٹ جائے کسر نہ پڑے یا مجھ کہ اگر
 چھوٹے کو آٹھ میں سے کچھ چھوٹے جاویں تو دوبار یا زیادہ میں بڑا عدد ہو چکے مثلاً ۱۰
 اور پانچ میں تہ اخل ہو کہ ۱۰ پانچ پر پورا بٹ جائے یا پچیس میں سے پانچ پانچ اگر کم کر
 جاویں تو پانچ دفعہ میں ۱۰ فنا ہو جاوے اور توافق اور کو کہتے ہیں کہ دو عدد دون
 کو کوئی تیسرا عدد ایک سے زیادہ فنا کرے جیسے آٹھ اور بیس کہ ان دونوں کو عدد چار
 فنا کرتا ہے اور اس تیسری عدد مثلاً چار کو دفع کہتے ہیں اور ان دونوں عدد دون میں
 توافق بالبرہ کہلاتا ہے اور ایک کے رفع کو ضرب کرنا پڑتا ہے اور اگر تباہی میں توافق
 ہوں تو ایک کی تباہی کو ضرب کرتے ہیں اور علیٰ غدا القیاس اور تباہی ایک کو کہتے ہیں
 کہ کوئی تیسرا عدد بھی ان دونوں کو فنا کرے صرف عدد ایک کا دونوں کو فنا کرے جیسے ۱۰
 اور دس میں اور ترکیب ان تینوں نسبتوں اخیر کے معلوم کر نیکی مجھ ہو کہ بڑے
 عدد کو چھوٹے پر تقسیم کر لین اگر اول تقسیم میں کچھ بڑے ہو تو تہ اخل سے اور اگر چھوٹے

رہی تو باقی پر چوبیس کو تقسیم کریں اور پہنچنی بچے نو دوسری باقی پر پہلی باقی کو
 تقسیم کریں اور اس طرح کرتے جاویں اگر کسی تقسیم میں کچھ رہی تو دیکھیں کہ اوس کا
 مقسوم علیہ کیا ہو اگر دو ہوں تو دو عدد و نہیں تو ان بن بال نصف ہوگا اور اگر ۳ ہوں تو
 بالثلث اور علیٰ ہذا القیاس اور اگر پہلی تقسیم میں یا اور کسی تقسیم میں عدد ایک بچے ہو تو
 ان دو عدد و نہیں بتائیں ہوگا۔ اور اگر وارثوں کے سبہام اصل مسئلہ سے کم ہوں
 اور اس جہت سے کچھ مال بچے ہو تو وہ مال اہل فردض کو موافق اوس کے حصوں کے دینا
 چاہیے لیکن شہر یا بیسی کو اس مقدار زائد میں سے کچھ ملیگا (اور وارثوں کو مال زائد اس طرح
 دیتے ہیں کہ جن وارثوں پر دہوسکتا ہو اگر وہ ایک جنس کے ہوں تو مسئلہ کو انکی بشمار
 کے موافق کر لیتے مثلاً (اگر) میت کی وارث دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں (تو چونکہ انکا
 حصہ دو تہائی تھا اس جہت سے مسئلہ میں سے ہوگا اور تین کی دو تہائی یعنی دو بیٹیوں
 خواہ بہنو کو ملین گے اور باقی ایک تہائی زائد رہیگا اسکو بھی ادھر بٹھا دینا کی ضرورت
 ہوئی اسلیو چونکہ ایک جنس کے حصہ دار تھو انکی شمار کے موافق مال کے دو حصہ کر کے
 ایک ایک ہر ایک کو دینگے اس تہا دینا کو د کہتے ہیں)۔ اگر جن وارثوں پر دہوسکتا
 ہو وہ کئی جنس کے ہوں تو مسئلہ ان کے رہنا ہو انکی شمار سے ہوگا (یعنی اصل مسئلہ میں
 سے حصہ سبہام انکو پونچھ ہوں انکو جمع کر کے جو حاصل جمع ہو وہی مسئلہ قرار دیا جائیگا
 مثلاً اگر دس دس جمع ہوں (جیسو میت کی جدہ اور اخیانی بہن یہی تو اصل مسئلہ چہ
 سے ہوگا اور انہیں سے ایک ایک سبہام دو نو وارثوں کو ملیگا اور دو نو کا مجموعہ وہ
 ہوں) تو مسئلہ دس کیا جاوے گا (اور اگر تہائی اور دس دس جمع ہوں) تو مسئلہ تین سے
 ہوگا (جیسو جدہ اور دو یا زیادہ اخیانی بہنیں جمع ہوں کہ جدہ کو چٹا حصہ اور دو

باران، اضافی بیٹو تکوتبائی غنائی اور دونوں کے سهام الاربعہ سے کالین تو تین چوتھے
 ہیں مسئلہ میں ستر چوکاں اور اگر گشت اور صدق سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 شلہ بد اور سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 دونوں کے سهام بلکہ چار بیٹوں تو چار سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 اور اگر دو تنہائی اور چار حصے جمع ہوں یا نصف اور دو چار حصے ہوں یا نصف اور
 ایک تنہائی تو تو ان تینوں میں تو تین مسئلہ پانچ سے چوکاں اول کی مثال اور سب سے
 بہنیں اور ایک جدہ، سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 لکڑ پانچ ہو تو اس کے ذمہ کی مثال سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 بیٹی کا اور چار بیٹی کا اور چار بیٹی کا اور چار بیٹی کا اور چار بیٹی کا اور چار بیٹی کا
 اور تیسری کی مثال سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 سے اور چار بیٹی کے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 کے ہوں اور اس کے ساتھ سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 اور اس میں سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 چاہیے اور باقی کو ایک بیٹے کے دارالقرآن پر تقسیم کر دیا جائے (اگر تقسیم
 ہو سکتی ہو) جیسے میت کا شہرہ دار تین بیٹوں (دو مسئلہ بارہ سو ہوتا جو
 کل سهام دو دونوں کے گیارہ سو ہوتا ضرورت ترقی ہوئی تو شہرہ کا حصہ چوتھائی
 تھا اور سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 سهام جو چار بیٹوں کو برابر ایک ایک کو چھ گیا) اور اگر باقی سهام ایک چار
 کے اور تو سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے

کے وقت کو شوہر یا بیوی کے کمتر مخرج بن کر بیٹے مثلاً اور پر کی شالین بنیٹان چہ
 برن (توین) سہام اور پر کو پر تقسیم ہو گئے اور تین اور چہ بن بدل چل جو جسکو علم
 زائس کے ایسے مقام تین توافق سو تعبیر کرتے ہیں یعنی تین توافق بالثلث بولینگے
 پس چہ کا توافق یعنی دو لیکر کمتر مخرج شوہر یعنی چار میں ضرب کیا تو آٹھ ہوئی تین
 سے دو سہام شوہر کے اور چہ سہام چون بیٹو گئے ہو گئے اور اگر سہام موہن
 توافق یا تہ اخل نہ ہو لیکہ تب تین ہو تو کل شمار در نہ کو کمتر مخرج مذکور میں ضرب کرنا چاہیو
 بشا مثال مذکور میں تعداد بیٹو کی پانچ ہو (توین سہاموں اور پانچ میں تب تین سے
 اسپیلو پانچ کو چار میں ضرب کرینگے ۴۰ ہونگے بیس میں سے پانچ شوہر کو اور پندرہ
 بیٹو کو یعنی ہر ایک کو تین تین لینگے) اور اگر شوہر یا بیوی کے ساتھ میں دو جنس کے
 وارث ہوں تو خیر تو ہو سکتا ہو (اوسکے مسئلہ کے نکالو کا طور اور پر گذر چکا ہو اس
 قاعدہ کے بموجب سہاموں سے) انکا مسئلہ نکال لیا چاہیو ہر شوہر یا بیوی کو اقل
 مخرج سے اسکا حصہ دیکر باقی کو اس مسئلہ مذکورہ پر بانٹ دینا چاہیے (اگرٹ سکے)
 سلامیت کی ایک بیوی اور چار جدات اور چہ اخیافی بہنیں ہوں (کہ اس صورت میں اقل
 مخرج بیوی کے حصہ کا چار ہو اس میں سے ایک اسکو دیا اور جدات کا اور اخیافی بہنوں کا
 مسئلہ جو نکالا تو چہ حصہ جدات کا اور تہائی بہنوں کا ہو اسکو انکا مسئلہ میں سے ہوا
 اس میں پر مخرج ہر بیوی کو جو بانٹا تو پورا ہو یعنی ایک جدات کا اور دو بہنوں کا
 حصہ ہر ایک بموجب قواعد گذشتہ ایک نصیب کر لینی ایک چار جدات پر نہیں تقسیم ہو سکتا
 نہ دو چہ بہنوں پر اسکو اول حصوں اور شمار حصہ وار و نہیں نسبت دیکھی تو چار جو ہر
 جدات کی ہو اس میں اور اس کے حصہ کے سہام ایک میں تب تین سے اور پانچ بہنوں کو لگا دیا

اور دو بین جواد کے سہام میں منہ اعلیٰ یعنی توافق بالانصاف ہی توجہ کا نصف لیا
 قبل ہو کر اب دو نقد اور دو بین جو نسبت دیکھی یعنی چار در تین میں تو تین میں با یک
 ہو کر تین میں نسبت کیا بار ہو کر اور بار کو اعلیٰ مخرج میں ضرب کیا تو تین ہو کر
 اس کے سب کو سہام ہو کر تو تین کے یعنی بار و بیسی کو اور بار و باروں حیات کو
 یعنی ہر ایک کو تین میں اور تین جو تین ہو کر یعنی ہر ایک کو چار چار اور تین مسئلہ میں
 اس میں تاجہ کا یاد رکھنا چاہیے کہ اول سہاموں اور تعداد میں نسبت دیکھنی ہیں پھر
 نسبت کی تعداد و تین نسبت دیکھنے میں اور نسبت جو جب مثال میں نسبت دیکھ کر تین میں
 اور اگر تین مخرج سے تین ہو کر یا تین کے حصہ کے فیضان میں تین چار و ارشاد مصلحت کے
 سہاموں پر تین ہو کر تین ہو کر ہو سکتا ہے اور سہام کو تین یا تین کے فرق کے
 مخرج میں ضرب کرنا چاہیے ہر ایک کا حصہ دریافت کر کے لکھو تین یا تین کے سہام
 کو تین ہو سکتا ہے اور سہام میں ضرب کر دیا تین ہو کر فرق کے سہام کو مخرج
 و تین تین یا تین کی یا تین میں ضرب کر دیکھو اس مثال میں کہ نسبت کی چار بیان اور
 اول لکھیاں اور چار حیات ہوں (کہ کل مسئلہ تین ہو کر سہام ہو کر سہام میں تین
 مسئلہ اقل مخرج بیسوں ہی یعنی آٹھ ہو کر کے ایک انگ و یا مرسات جو ہو کر ہو کر
 تین و تین کو تین اور حیات کے سہاموں پر یعنی پانچ پر تقسیم نہیں ہو کرے تین یا تین
 کو تین میں ضرب دیا تین ہو کر اب بیسوں کا سہام ہو کر ایک پانچ ہو کر تین میں ضرب دیا
 جو ہو کر تین حصہ بیسوں کا ہو کر دوا تین ہو کر اور حیات کے تین یعنی سات حیات کے
 اور تین کو تین کے اب ہر فرق کے سہام جو اب ہر مستحق پر ہو کر تین ہو کر تین ہو کر
 تاجہ تین یا تین کے تقسیم مسئلہ کی کر کے انگ و یا مرسات دیکھئے (یعنی اول سہاموں

اور تعداد ان خاص میں نسبت دیکھی سب جگہ نمایاں پایا پر بیسوں اور لڑکیوں کی تعداد میں نسبت
 دیکھی تو تھوڑی اور آدھ میں نمایاں پایا دونوں کو ایکس میں ضرب کر لیا ۳۶ برقی ۴۴ اور جدات کی
 تعداد میں نسبت دیکھی تو تھوڑی اور آدھ میں نمایاں پایا ایکس میں اصل مسئلہ یعنی ۳۶ کو ضرب دیا تو کل چھ
 ۱۴۴ برقی اب ہر ایک کے سہا من کو ۱۴۴ میں ضرب کر لیا ہر ایک کا سہا من ہو جاوے گا مثلاً
 بیسوں کے سہا من پانچ تھوڑا ۱۴۴ میں ضرب دیا ۱۸۰ برقی حصہ چاروں زوجہ کا
 ہوا ہر ایک ۴۵ پاؤگی اور جدات کے سہا من ۳۶ تھوڑا ۱۴۴ میں ضرب دیا تو ۲۵۲
 برقی حصہ چھوں جدات کا ہوا ہر ایک کو ۴۲ ہونگے اور ۴۴ جو سہا من لڑکیوں کے
 تھے انکو ۱۴۴ میں ضرب دیو ۶۴ اچھے حصہ نو لڑکیوں کا ہوا اور ہر ایک کو ان میں سے
 ۱۱۲ پونچھیں گے۔ اگر مال کے تقسیم کرنے سے پہلے کوئی وارث مر جاوے تو (مثلاً)
 کرنا چاہیے اور اسکی صورت بھی کہی پہلے اول میت کی تصحیح بموجب قواعد گذشتہ کے
 کر لیں اور سہا من ہر وارث کا اس میں سے دیدین پر دوسری میت کے مسئلہ کی تصحیح
 کریں اور جو کچھ اسکو پہلی تصحیح سے سہا من ملے ہوں ان سہا من میں اور دوسری
 تصحیح میں نسبت دیکھیں اگر وہ سہا من دوسری تصحیح پر پوری بن جاوے تو حاجت ضرب
 کی نہوگی ورنہ مسئلہ تصحیح اول سے درست ہو جاوے گی (مثلاً ایک شخص مرے اور مال اور
 زوجہ اور ایک چچا وارث چوڑی اور پیراوسکی زوجہ مرے اور ایک سگا بھائی اور
 سگی بہن وارث رہیں تو پہلے میت اول کے مسئلہ کو جو دیکھا تو ۱۲ سے نکلتا ہے
 جس میں سے چار سہا من یعنی تہائی مال کو اور تین زوجہ کو اور باقی پانچ سہا من چچا کو
 ملیں گے اور دوسری میت کی جو تصحیح کی تو تین سے ہوئی جس میں سے دو اس کے بہائی کو
 اور ایک بہن کو پونچھو ہیں اور تین ہی سہا من زوجہ کو تصحیح اول سے ملے پونچھو ہیں

بہن بنانے کے

ثانی پر پوری تقسیم ہو کر قرائت حاجت غریب کی نہیں ہاں جس کے ۱۱۰ سہام کر کے ہم میت
کی ان کو اور ۱۰۰ چھ کو اور دو سناٹے اور ایک سالی کو اور پچیس (۱۰۰) اور دو ستر کی تقسیم
کئے اور ہم میت ثانی کے سہام پورے میں ۱۰۰ اور دو تین سناٹے ۱۰۰ چھ کو اور دو
میں قرائت ہو تو وہی دفعہ تقسیم ثانی کا ایک تقسیم اول میں غریب کرین (۱۰۰) چھ کو اور دو
میں ان فرجاء اور ایک بیٹی اور ایک بیٹی اور ایک بیٹی اور ایک بیٹی اور ایک بیٹی اور ایک بیٹی
میت کی تقسیم تو ۱۰۰ ستر کی اور ستر ستر چار مان کو ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر
تقسیم کی توجہ سے ہوتی ہے جس میں ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر
کو ستر ستر اور ان ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر
یعنی آدہ ایک تقسیم اول یعنی ۱۰۰ میں فرجاء کر کے تو ۱۰۰ ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر
فرجاء دیگی اور اگر دو تقسیم اور ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر
کے عدد زیادہ ہوں تو اسکو حکم قرائت کا جو گا یعنی جو حاجت سہام میت ثانی کے
دفعہ تقسیم ثانی کا کھانڈا اسکو ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر
اور میت دوم کے سہام میں بتایں ہو تو کل تقسیم اول میں ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر
مثال گذشتہ میں چھ اور ستر اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں وارث چھوڑی تو اسکی
تقسیم ہم بتاؤ گی اور اسکو سہام میت اول ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر
تو کل چھ کو تقسیم اول ۱۰۰ میں ستر کر کے یہ ہم کو اور دو تین ستر کی تقسیم کریں گے
جب ستر ستر ہو جائیو کہ دو تین ستر کی تقسیم چھ عدد ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر
وارث کے سہام (بتایں کہ غریب میں) تقسیم دوم کے کل میں غریب کر واد (تو ان
کو ستر ستر) اسکو دفعہ میں (غریب میں) ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر ستر

اسکے وارثوں کے سہام کو ضرب کر و حاصل ضرب وارثوں کا حصہ ہو گا اور میت
باقی کے وارثوں کے سہام کو (در صورت تین اور کے) کل باقی البتہ میں (یعنی
پھر سہام او کو نسبت اول جو ملے پھر آئین ضرب کر و اور در صورت تفریق) مانجے
الیکڑ فی من (حاصل ضرب ارثان میت باقی کے سہام صحیح کل میں سے ہو گا اور
اگر حصہ ایک فریق کو میت اول کے وارثین سے اس عدد میں ضرب کر و حصہ
اصل مسئلہ کو ضرب دیا ہو تو حاصل ضرب حصہ ہر فریق کا ہو گا (جائتا چاہیے کہ پہلو
پھر وارثوں کے سہام دریافت کرنے کی ترکیب لکھی ہو اس سے مراد کل سہام کل
وارثوں کے میں اب اس یا میں ترکیب ہر فرقہ کے علیحدہ علیحدہ حصہ معلوم کرنے
کی بیان کی مگر مناسخ میں کل سہاموں کے دریافت کر نیکی چند ان ضرورت نہیں
ہوتی لہذا ترکیب دوم استعمال کرنی کافی ہے) اور میت ثانی کے ہر فریق کا حصہ بھی
اس طرح معلوم کرنا چاہیے کہ ہر وارث کے سہام کو کل باقی الیکڑ یا او کو فریق
میں ضرب دینا چاہیے اب ہر فریق میں سے ایک ایک شخص کا حصہ دریافت کرنا چاہیے
تو دیکھیں کہ اصل مسئلہ سے اس فریق کو کتنی سہام ملے ہیں جتنی او کو سہام اصل
مسئلہ میں سے ہوں انکو اس فرقہ کی شمار سے نسبت لگا دیں کہ ان سہاموں سے ایک کو
کتنا ملتا ہے جتنا حساب سے بڑی و تناسلی اس عدد میں سے جو اصل مسئلہ میں ضرب ہوا ہے
اسکو دیکھیں مثلاً مثال بالا میں میت کی چار بیٹیاں اور نو لڑکیاں اور چھ جدات
تین انکا اصل مسئلہ ہم تھا اور او کو ۱۲ میں ضرب کر کے تقصیر کی تھی ۱۲۰۰ -
اور چار زوجات کا حصہ اصل مسئلہ میں سے تھا اور پانچ میں سے ہم کو دیکھا تو سو
پہونچتا ہے اگر ۱۲ کو سوایا کریں تو ہم ہوتے ہیں یہی حصہ ہر ایک کا ہوتا ہے لیکن

پہلے ترکیب یہ ہے کہ ہر فریق کے سپہام بموجب بیان سابق دریافت کر کے انکو
 فریق کے شمار پر تقسیم کر دینا خارج قسمت ایک کا حصہ ہو گا مثلاً مثال مذکور میں
 چار روہات کا حصہ پانچ شرب کو ہو گا ۱۰۰ یعنی ۱۰۰ اور اسکو اگر ہم تقسیم
 کر دیں تو خارجہ قسمت ۱۰۰ ہوتے ہیں جو حصہ ایک زوجہ کا ہوتا ہے اور اگر سنا خیمہ میں
 روہات زیادہ میت ہوں تو دو میتوں کی تقسیم بموجب بیان سابق کر کے اسکو بجای
 میت اول کے شمار کریں اور سوم کو بجای دوم اور وہی قواعد عمل بنیادین جہاد پر
 مذکور ہوئی اگر میت کے ترکہ کو دار تو نہیں تقسیم کرنا ہو تو تقسیم میں جو جتنا ایک وارث کو
 پہنچا اسکو کل ترکہ میں حسب کردار و اصل فی سب کو تقسیم پر بانٹ دو (خارجہ قسمت دار
 مذکور کا حصہ ترکہ میں ہو گا مثلاً مثال گذشتہ بالا میں میت کے چار روہات توڑ گئے
 اور چہ جات نہیں اور تقسیم ۱۰۰ اسو تھی اور حصہ ہر ایک زوجہ کا ۵۰ اور لڑکی کا ۲۵
 اور زندہ کا ۲۵ تھا اگر ترکہ میت کا نو سو روپیہ فرض کریں اور دریافت کیا جائے کہ ہر
 وارث کا کیا حصہ ہو گا تو اول ایک زوجہ کا حصہ دریافت کیا یعنی ۵۰ اسکو سپہام تھی
 اسکو کل ترکہ یعنی ۹۰ میں شرب کیا تو ۵۰ ہوئی اسکو تقسیم پر یعنی ۱۰۰ پر تقسیم
 کیا خارجہ قسمت ۲۰ ہوئی ۱۰۰ پہنچا اسکے آنے کے کہ تو ۱۰۰ ہوئی اور کو پہنچا ۱۰۰
 پر بانٹا تو ۱۰۰ خارجہ قسمت ہوئی اور کو پہنچا معلوم ہوا کہ ہر زوجہ کا حصہ ۵۰ روہات
 تیرہ آنے ہوئے ہیں اور لڑکی کے حصہ ۲۵ کو ۹۰ میں شرب دیا ۱۰۰ ہوئی انکو
 ۱۰۰ پر تقسیم کیا تو پورے سات نکلا معلوم ہوا کہ لڑکی کا حصہ سات روہات ہیں اور
 زندہ کا حصہ ۲۵ ہو گا ۹۰ میں شرب دیا تو ۱۰۰ ہوئی اسکو ۱۰۰ پر بانٹا تو
 ۱۰۰ نکلا اور ۹۰ پہنچا اسکے آنے کے کہ ۱۰۰ ہوئی اور ۱۰۰ پر بانٹا تو ۱۰۰ آنے

(Handwritten marginal notes in Urdu script, likely providing commentary or additional rules related to the inheritance text.)

خارج قسمت ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ ہر جہ کا حصہ ۲ روپیہ ۱۰ آنہ ہونے میں (اسی طرح اگر) قرض خواہوں کا مختلف قرضہ (میت کے ذمہ ہوا اور اس کا ترکہ سب کو وفا کرے تو سب قرضہ کی تعداد کو بجا کی تصحیح کرنا چاہیے اور ہر شخص کے قرض کی مقدار کو بجا ہی ہر وارث کے سہاموں کے اور ایک شخص کے قرضہ کو ترکہ میں ضرب دیگر مجموع قرضوں پر بانٹ دینا چاہیے) خارج کی تعداد اس قرض خواہ کو یلیگی مثلاً زید کا قرضہ میت کے ذمہ ۲۰ روپیہ اور عمرو کا ۲۰ روپیہ اور بکر کا ۸۰ روپیہ اور خالد کا ۱۰ روپیہ ہے اور ترکہ میت کا کل ۲۰ روپیہ ہے تو اب کل قرضوں کی جمع کر کے جو دیکھا تو ۲۰ روپیہ ہو کر اسکو بجا کی تصحیح رکھا اب ہر ایک کا حصہ بطرح نکالا کہ اول زید کے قرضہ یعنی ۲۰ کو ترکہ میں یعنی ۲۰ میں ضرب دیا ۲۰ ہو کر اسکو ۲۰ پر تقسیم کیا تو ۱۰ آ رہا پانچ آنے اور ایک تہائی آنے کی یعنی چار پانچ زید کا حصہ ہوا اور علی نے اہل القیاس اور وہاں کا حصہ نکال سکتے ہیں)۔ اگر میت کے وارثوں میں سے کوئی کچھ مال لیکر صلہ کرے تو اسکو ایسا سمجھ لو کہ گویا وارثوں میں تہا ہی نہیں اور ترکہ میں سے وہ مال نکال ڈالو سپر اس صلہ کی ہوا اور باقی کو باقی وارثوں میں تقسیم کر دو (یعنی اول تصحیح مسئلہ کی مع اس وارث کے کرنی چاہیے ہر اسکو سہا ہم تصحیح میں سے خارج کر دینا چاہئیں تو گویا بعد نکالنے کے جنس رہنے کے وہی تصحیح صلہ سمجھی جاوے گی اور باقی ترکہ کو بقیہ وارثوں میں بموجب قواعد مصرعہ بالا تقسیم کر دینا چاہیے) **وَأَخْرَجُوا نِصَابَ الْوَارِثِينَ**

قطعة تاریخ ختم ترجمہ مخفی غنہ

<p>ہوئی فقہی مسائل میں کتاب بنظیر حسن</p> <p>سن ختم اسکا میں جا تو اتنا غیب ہو دلا</p>	<p>نہو دیں سر جگر دیکھو سو نفس شائق کا</p> <p>لکھو گنج حقائق ترجمہ کثر الا قانون کا</p>
--	---

نہو دیں سر جگر دیکھو سو نفس شائق کا
لکھو گنج حقائق ترجمہ کثر الا قانون کا
سن ختم اسکا میں جا تو اتنا غیب ہو دلا

تفسیر طبع ناز و دھم

جیہاں اول بار یہ تہذیب کر منشیہ ہوا تو چند اصحاب فرمایا کہ بعض خاص اثر جو کہ عبارت
 کمر مطبوعہ حال سے مختلف ہوا اسکو میں نے اسد فیہ حرف بحرف کمر مطبوعہ کے موقوف
 اس اثر جو کہ کر دیا اور بہت جگہ نحو و اشعار کرنا پڑا جن کو گوئی کے پاس اول بار دیکھا
 ہوا اسفیم ہر وہ اسکو اسد قہ کے طبع کے نزاع کر لیں کہ یہ نہایت فصیح سی اور عربی ہے
 بھی مطالعہ کر لیا گیا ہے

شہد ہمارے

اس اثر کے جو کہ میں نے دیکھا اسکا طبع اولیٰ الیہ بار کا صاحب اس کا
 کہ اسکو کمر مطبوعہ میں اسد قہ کو کمر اور سر ہر وہ اور دیگر اس مطالعہ کو اختیار نہیں کر
 دوران اجازت نا صاحب کمر مطبوعہ کو علم کریں

براہی شہد اسکی کہ کمر مطبوعہ میں طبع ہوا ہے

5655

تفہیم کمر مطبوعہ